

# کتابخانہ صغیر سرکار عالی حیدرآباد دکن

نمبر درجہ

تاریخ درجہ

نام کتاب

فن کتاب

نمبر کتاب در فن مذکور

تتمید الایضاح

اخلاق

۲۳۹





۸۱۸  
اخلاق  
۲۳۹

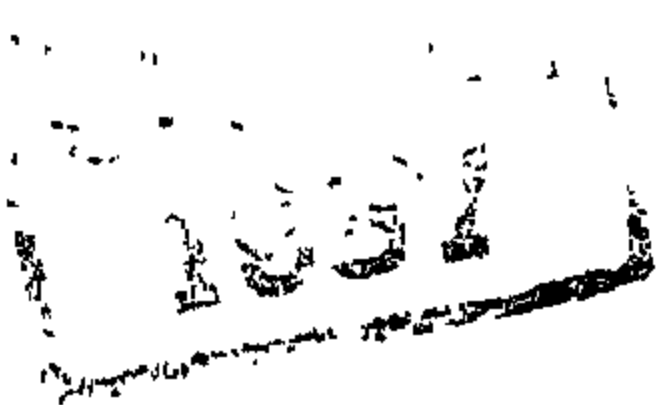
تہذیب الاخلاق



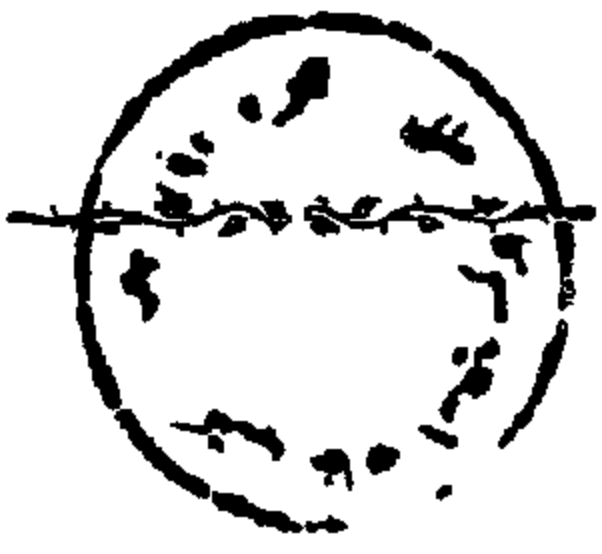
جلد پنجم



بابست سال تمام سہ ۱۲۹۱ ہجری



مطبعة مطبع علیگٹہ انسٹیٹیوٹ



بہتمام حافظ عبد الرزاق

سہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق سہ ۱۸۷۳ ع

۸۱۸  
۲۳۹



## إِطْلَاحٌ

### بخدمت ممبران و خریداران تہذیب الاخلاق

آن صاحبوں کو جن کے پاس تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۱ ہجری جمع ہی مناسب  
ہی کہ اب اس کو ایک جلد میں سچلک فرمالیں اور ۴۲ دو ورقہ جس میں پہلا ورق  
بطور تہذیب پیمہ کے ہی اور دوسرے ورق پر ۴۰ دست مضامین ہی اسے جلد کے اول لکائی  
تاکہ وہ سب پوچھے بصورت کتاب بن جائیں اور ۴۰ دست سے مضامین کا نکالنا چاہیے  
آسان ہو جائے \*

## فہرست مضامین تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری

نمبر	نام مصنف	نام مضمون	نمبر	نام مصنف	نام مضمون
۱۷۳	اختتام و شروع سال جدید ...	سید احمد	۴	من تشبہہ بقوم کو شیعہ حدیب	۱۸۷
۱۷۴	انسان کی زندگی کی تریں دس کی	...	...	نہیں کہتے	...
...	ترین سے مشاہدہ ہی	...	...	مقدموں نسبت ختم رسالہ (مستقیم)	سید احمد ۱۲۲
۱۷۵	اصل شایستگی عہدہ کی شایستگی	...	...	دافع البہتان	سید احمد ۱۲۳
...	...	...	...	معاذہ بنام تہاد راے منصفانہ	سید محمد نصر و تعالیٰ ۱۵۸
...	...	...	...	خط مولوی عبدالرحمن صاحب	...
۱۷۶	اسلام کی دنیوی ہرکتیں	...	...	کلیاتی	مولوی عبدالرحمن ۱۵۹
۱۷۷	حب ایمانی اور حب انسانی	...	...	ترغیب چندہ مدرسۃ العلوم	...
۱۷۸	انوس مسلمانوں کے حال پر	...	...	سید احمد خاں کی تکفیر کی تردید	حافظ محمد حسین ۱۶۴
۱۷۹	مدرسۃ العلوم کی روئدادیں تہذیب	...	...	علامات قرأت	سید احمد ۱۶۵
...	الاخلاق میں نہ چھپیں	...	...	خط مولوی محمد یعقوب صاحب	محمد یعقوب ۱۷۰
۱۸۰	مباحثہ نئی تہذیب اور پرانے	...	...	سرگزشت یا تہذیب	سید احمد ۱۷۲
...	عہدات کا	...	...	تہذیب اور اُسکی تاریخ اور افعال	...
۱۸۱	تفسیر السورات	...	...	انسانی کے باقاعدہ ہونے کا ثبوت	ہندوستان سیکل صاحب ۱۷۳
۱۸۲	مسلمانان یارقند	...	...	مسلمانوں کا افلاس	سید احمد ۱۸۶
۱۸۳	چندہ گوجرانوالہ و ضلع پستی متعلق	...	...	مانسیر ایف گیزر صاحب کا پتہ	...
...	مدرسۃ العلوم	...	...	لکچر	گیزر ۱۸۷
۱۸۴	سلسلہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	...	...	مانسیر ایف گیزر صاحب کا دوسرا	...
۱۸۵	مراسلہ مہدی علی بنام منشی	...	...	لکچر	گیزر ۱۹۸
...	ماجد علی	...	...	مانسیر ایف گیزر صاحب کا تیسرا	...
۱۸۶	تقرر کمیٹی ہائے تعلیم مدرسۃ العلوم	...	...	لکچر	گیزر ۲۱۶
...	و ترمیم ذمہ	...	...	امتہ اللہ علی الخ فیہین	مولوی مہدی علی ۲۲۲
...	...	...	...	...	...



## حساب جمع خرچ پرچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری \*

باقیات سابق بتحویل منیجر	...	...	...	لحم
آمدنی زر چندہ ار ۴۰ مہران	۱۲/۳ پانی			لحم
جناب حضرت مولوی سید امداد علی صاحب سب آرڈینٹ				لحم
جج بہادر صاحب گنج عرف گیا بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید مہدی علی صاحب منجملہ زر چندہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج	۱۲			لحم
بہادر بنارس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب وکیل عدالت دیوانی	۱۲			لحم
بنارس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب سب آرڈینٹ جج بہادر	۱۲			لحم
علیگڈہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید زین العابدین صاحب منصف بلند شہر بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل عدالت دیوانی	۱۲			لحم
علیگڈہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
آمدنی سالانہ از خرداران اخبار				لحم
مولوی عبدالقیوم صاحب سب آرڈینٹ جج بہادر آگرہ	۱۲			لحم
منجملہ قیمت بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید علاء الدین صاحب تحصیلدار ریاست رتلام بابت	۱۲			لحم
بقیہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید علاء الدین صاحب تحصیلدار ریاست رتلام بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی خواجہ فضل احمد خان صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر	۱۲			لحم
بانا بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
شیخ وہاب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر از لاہور ابتدای	۱۲			لحم
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت آخر سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
سید زین العابدین صاحب اوردسیر از دیالپور بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
لالہ چنی لعل صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
لالہ چھو لعل صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
منشی محمد ابوالحسن صاحب منصف تاجپور ضلع تروہٹ	۱۲			لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
نواب احمد اللہ خان صاحب پٹرول پرمٹ از ہردا ابتدای	۱۲			لحم
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری	۱۲			لحم
نواب احمد اللہ خان صاحب پٹرول پرمٹ از ہردا بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
نواب سیف اللہ خان صاحب و اسلام اللہ خان صاحب ابتدای	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۰ لغایت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید محمد صاحب از جونپور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی نور الحق صاحب مدرس مشن اسکول گورکھا پور	۱۲			لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
میانجی سید محمد حسن صاحب ر دیوبند بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر از پٹیالہ بابت سنہ ۱۲۹۱	۱۲			لحم
ہجری	۱۲			لحم
سید عنایت علی صاحب نایب بخش پٹیالہ بابت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
منشی غلام محمد صاحب از بمبئی بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی سید فضل الرحمن صاحب از بٹہ بابت بقیہ	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
مولوی شبنم محمد صاحب از اعظم گڈہ بابت بقیہ	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
منشی سید علی حسن صاحب تحصیلدار رورکی ابتدای	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۰ ہجری لغایت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
حاجی محمد سیف الدین صاحب و خان محمد شاہ صاحب	۱۲			لحم
از امرتسر ابتدای سنہ ۱۲۹۰ ہجری لغایت	۱۲			لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم
منشی محمد عبداللہ صاحب مدرس جٹراہ کالج بنارس	۱۲			لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۱۲			لحم



منشی محمد عبدالسلام صاحب انسپکٹر پولس اینلور بابت	لحم	مکرم الدولہ بہادر صدرالمہام مال از حیدرآباد دکن	ع
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	ابتدای سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۱ ہجری	ع
سید محمد علی صاحب سرشتہ دار اجلاس خاص سرپنچور	لحم	نواب اسداللہ خان صاحب از سہاگپور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہ	لحم
مہاراجہ صاحب والی پٹیالہ بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم	محمد رمضان صاحب نقشہ نویس از مقام روپڑ ابتدای	لحم
حافظ مجتبی کریم صاحب داروغہ صفائی شہر بنارس	لحم	سنہ ۱۲۸۹ لغایت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	حافظ عبدالرحمن صاحب مدرس از پالم پور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہ	لحم
منشی غلام حسین خان صاحب صوبہ دار رجمنٹ ۲۸ پنجابی	لحم	محمد بخش صاحب بگل میجر رجمنٹ ۲۸ پنجابی از کلکتہ	لحم
لڑ کلکتہ بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
منشی اودہ بہاری لعل صاحب پیشکار کلکتوی بنارس بابت	لحم	مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی	ع
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	گورکھ پور ابتدای سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	ع
حافظ حاجی محمد حسین صاحب از اجمیر بابت	لحم	منشی شیو شنکر لعل صاحب تحصیلدار ہاتا ابتدای	ع
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	ع
شیخ محمد حسین صاحب از سنبھل مرادآباد ابتدای	ع	عبدالحمید صاحب طالب علم از رامپور ابتدای سنہ ۱۲۸۷	ع
سنہ ۱۲۸۹ لغایت آخر سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری	ع
مولوی محمد نورالحسن صاحب تحصیلدار کالپی بابت	لحم	منشی منگل سین صاحب قپٹی کلکٹر بندوبست از علیگڑہ	لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
مولوی منیرالدین احمد صاحب منصف چونپور بابت	لحم	محمد عزیزالدین خان صاحب از الدور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہ	لحم
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	مولوی سید لطف حسن صاحب از ضلع اونڈا بابت	لحم
مولوی محمد افضل حسین صاحب مدرس فارسی مدرسہ	لحم	سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
رتلام بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	مولوی عبیداللہ صاحب ہیملی سپرنٹنڈنٹ مدرسہ ڈھاکہ	لحم
مولوی محمد انوارالحق صاحب وکیل عدالت مرادآباد	لحم	بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	مولوی محمد عمر صاحب ضلعدار نھر گنگ از بلند شہر	لحم
لالہ دھنپت رای صاحب ہیڈ کلارک دفتر استور کیپر	لحم	بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
محکمہ ریلوی از وزیرآباد بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم	مولوی محمد حنیف صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول ٹرہن	لحم
منشی کشن گوپال صاحب از وزیرآباد بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم	ضلع ترہٹ ابتدای سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت	ع
منشی تفضل حسین صاحب دیپٹی کلکٹر بہادر پستی	لحم	سنہ ۱۲۹۱ ہجری	ع
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	مولوی شیخ احمد حسین صاحب از حیدرآباد دکن بابت	لحم
کنور جوالا پرشاد صاحب از الہ آباد بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم	سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
سید چراغ شاہ صاحب مدرس اول تعالیم المعلمین از بہاولپور	لحم	مولوی ذکا اللہ صاحب لڑ گورکھ پور ابتدای سنہ ۱۲۸۷ لغایت	لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	سنہ ۱۲۹۰ ہجری	ع
سید محمد نورالحسن صاحب منصف ضلع شاہ آباد بابت	لحم	مولوی محمد نجم الدین صاحب مدرس از دہلی ابتدای	ع
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	ع
منشی فضل ربی صاحب از مرشدآباد بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم	مولوی ماجد علی صاحب از مرزا پور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
سید حسن عسکری صاحب سرشتہ دار کلکٹری ضلع بہاگلپور	لحم	امانت خان صاحب مالگذار از ناگپور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	مولوی عبدالقیوم صاحب از مرزا پور بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	لحم
راجہ شیو پرشاد صاحب سی ایس آئی از بنارس بابت	لحم	امر ناتھ صاحب انسپکٹر مدارس رتلام ابتدای سنہ ۱۲۸۹	ع
سنہ ۱۲۹۱ ہجری	...	لغایت سنہ ۱۲۹۰ ہجری	ع
مسٹر ہاروی صاحب بہادر از امرتسر منجملہ قیست سنہ ۱۲۹۱ ہ	ع	مولوی محمد عکس علی صاحب از چنسورا منجملہ بابت	ع
	ع	سنہ ۱۲۹۱ ہجری	ع

شیخ محمد کریم صاحب عطا زمیندار اعظم گڈہ بابت	
بقیہ سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
سید لعل محمد صاحب از اجیر بابت محصول اخبار بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
بابت قیمت پرچہ های متفرق	...
واپس از اجرت چھپوئی حساب جمع خرج سنہ ۱۲۹۰ هجری	...

بیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا

بابت سال آئندہ

منشی محمد ابوالحسن صاحب منصف ٹاجپور ضلع ترہٹ	
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
سید حسن عسکری صاحب سرشتہ دار کلکتری از بھاگلپور	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
محمد عبدالغفار خان صاحب از پریوا تحصیل پبلی بھیت	...
ضلع پربلی بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری و بابت سہ ماہی	...
اول سنہ ۱۲۹۳ هجری	...
مولوی محمد افضل حسین صاحب مدرس مدرستہ رقلام	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
منشی مادھو لعل صاحب منصف مرزا پور بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر پوائس از اپونا بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
نواب محمد نقی علی خان صاحب از لاکڑی بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
سید اقبال علی صاحب وکیل عدالت پرتاب گڈہ بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
لالہ کولیش پوشاد صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
مولوی امین الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
مرزا جلال الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
حافظ فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۹۲ هجری	...
مولوی عبدالستار صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت	...
سنہ ۱۲۹۲ هجری	...

نواب علی احمد خان صاحب تحصیلدار غازی آباد ضلع	
میرتھہ ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
محمد عبدالحمید صاحب نایب تحصیلدار جالون بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
محمد عبدالغفار خان صاحب از پریوا تحصیل پبلی بھیت	...
ضلع پربلی ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ هجری لغایت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
مولوی امین الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۸۹ هجری	...
سید عبدالسلام صاحب از بیر بھوم منجملہ بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
منشی حشمت حسین صاحب از مظفر پور بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
جناب حسن بن عبداللہ صاحب بہادر از حیدرآباد ابتدای	...
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
منشی محمد انور حسین صاحب از غازیپور بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
مولوی اکبر حسین صاحب وکیل های کورٹ الہ آباد	...
ابتدای شوال ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
مولوی عین الحق صاحب نایب صدر منصرم گونڈہ بابت	...
بقیہ سنہ ۱۲۹۰ هجری	...
شیخ اظہار الدین صاحب مختار محکمہ کلکتری بنارس	...
بابت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب از الہ آباد بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
مولوی فضل اللہ صاحب از بانکے پور بابت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
منشی مادھو لعل صاحب منصف مرزا پور ابتدای شوال	...
سنہ ۱۲۸۷ هجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
محمد عمر بخش صاحب از جالندھر بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
شاہ دلاور حسین احمد خان صاحب بہادر قبلی کلکتر و	...
قبلی مجسٹریٹ موتی ہاوی بابت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
منشی بھال سنگہ صاحب سرشتہ دار نیابت عدالت	...
دیوانی پقیالہ بابت سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد بابت	...
سنہ ۱۲۹۱ هجری	...
صادق علی صاحب از کپور تھلہ ابتدای شوال	...
سنہ ۱۲۸۷ هجری لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجری	...

تیسبندی پرچہ های اخبار سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۰۰	صم
خرید کاغذ برای تیسبندی سنہ ۱۲۹۰ ہجری	۰۰	صم
خرید کاغذ بانس برای پشت بند اخبار	۰۰	صم
تنخواہ معمر معمولی بابت یکسال	۰۰	۷
تنخواہ معمر جدید بابت یکسال	۰۰	۷
واضح ہو کہ یہ معمر جدید تہذیب الاخلاق اور کمیٹی مدرسہ مسلمانوں دونوں کا کام کرتا ہے مگر اسکی کل تنخواہ تہذیب الاخلاق کے حساب میں اسلئے قائل دی گئی ہے کہ کمیٹی مدرسہ مسلمانان میں کفایت ہو اور اُمید ہے کہ ممبران تہذیب الاخلاق اسکو ناپسند نہ فرماوینگے	۰۰	۰۰
آجرت چھپوائی پرچہ حساب	۰۰	۷
میزان کل	۱۲/۳ پائی	۷
فاضل	۱۲/۳ پائی	۷
جن لوگوں کا چندہ اس حساب کے طیار ہونے کے بعد آبا ہے	۰۰	۷
۵۹ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کے حساب کے ساتھ چھپا جاوینگا	۰۰	۷
لالہ چمنوں لعل صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
لالہ پونیت لعل صاحب خلف لالہ گوہند پرشاد صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
مولوی فخرالدین خاں صاحب سابق قیچی انسپکٹر مدارس ضلع بدایوں بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
مولوی محمد فرید الدین احمد صاحب سرشتہ دار عدالت دیوانی بزرگ از حیدرآباد دکن بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
سید فدا حسین صاحب سب انسپکٹر پولس بنارس بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری	۰۰	۷
میزان کل	۱۰/۹ پائی	۷
اخراجات بابت سنہ ۱۲۹۱ ہجری	۰۰	۷
خرید کاغذ از لندن و کلکتہ معہ اخراجات کرایہ ریل و جہاز وغیرہ	۰۰	۷
آجرت چھپائی معمولی	۰۰	۷
محصول خطوط و تقسیم پرچہ تہذیب الاخلاق معہ معمر	۰۰	۷
آمدنی پورندہ پرچہ مذکور از علیگندہ تا بنارس	۰۰	۷





# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ جلد پنجم ] یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ زہری [ نمبر ۱ ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایف فرماتا ہو تو سید احمد حاس صاحب بھادر سی اس آئی پاس بمقام پناؤس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے احرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور نامدہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے بدعت ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

إطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے احرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* حق دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے احرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہہ پرچہ ہو مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مصالح ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۷۳

## اختتام سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری

### شروع سال سنہ ۱۲۹۱ ہجری

از بندہ خضوع و التوا می زبید  
بمشایخ بندہ از خدا می زبید  
کوسن کند آنکه آن مرا نازیبا است  
تو آن همه آنکه آن تو می زبید

الصلوات اللہ کہ سنہ نوے دررا ہوا اور سنہ اکیانوے شروع ہو گیا ہمارے  
اس پرچہ کو جاری ہوئے سواتین برس ہو گئے \*  
پچھلے سال بھی غلغلہ گل و قالہ بلبلی سے خالی نہیں گیا ہمارے  
آہ و قالہ نے بدستور غلغلہ رکھا اور ہمارے خاصان شفیق کا بھی شور و  
شغف کم نہوا \*

حسن شہرت عشق و سوانہی تقاضا سہکند

جرم معشوق و گناہ عاشق پیچھا نہ نیست

خاصان شفیق نے ہم کو کبھی کچھ کہا اور کبھی کچھ آکر کار ہم کو  
کافر و ملحد ٹھہرا دیا اور دوزخ و نرگس کے مولیٰ صاحبزادوں سے فکر کے  
فتروں پر مہرین چھپ واپسی منکرائیں اور ہمارے فکر پر ہمارے  
ناصر شفیق جناب مولیٰ حاجی سید امداد العالی صاحب نے ایک  
رسالہ چھاپ ہی دیا اور امداد الادق اسکا نام رکھا پوچھا اور کچھ ہوا  
یا نہوا پچھارے قریب چھاپے والے کو تو فائدہ ہو گیا \*

اسی سال میں ہماری تحریرات کی تودید میں مولانا علی بخش  
خان بہادر نے (جو اُمید ہی کہ اب تک حاجی بھی ہو گئے ہونگے اور  
انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سے اُنکر بھی حاجی لکھا کریں گے) دو رسالے  
تصنیف فرمائے ہیں جن میں سے ایک کا نام شہاب ثاقب ہی اور  
دوسرے کا نام قائد الاسلام \*

اخباروں میں فوراً انبار کو اپنا نور عالم میں برساتا ہی تھا مگر  
اوس سے ایک اُڑ پرچہ اُنکے گھر کا اوجالا مسمیٰ بنو الاداق اذفع ظلمۃ  
اہل النفاق پیدا ہوا ہی جو نہایت ہی دلچسپ ہی اور ہمارے اس  
پرچہ تہذیب الاخلاق کے جواب میں نکلا ہی اُسکے مضامین طاہرا تو  
جناب حاجی مولیٰ سید امداد العالی صاحب بہادر کے طبع زاد معلوم  
ہوتے ہیں مگر بعضی لوگ اُن مضامین کو لے پالک بتاتے ہیں بہر حال  
ہم کو اس سے کیا کہ وہاں نذیر کے ہیں یا میاں بشیر کے کسیکے ہوں  
مگر دلچسپ ہیں خدا اُسکی بھی عمر دراز کرے \*

ہم نے بھی اپنے مضامین لکھنے اور قومی پہلانی کی کوشش میں کسی  
نہیں کی اگرچہ پچھلے سال میں کارروائی مدرسۃ العلوم مسلمانان کی اکثر  
چھوٹی رہی الا مضامین دانشین سے بھی یہ پرچہ خالی نہیں رہا  
ہمارے قلمزدادوں شکستہ دوست مولیٰ سید مہدی علی کا لکچر مسلمانوں  
کی تہذیب پر جو اس سال کے پرچوں چھپا درحقیقت ایک ایسا کارنامہ  
ہی جسکی قدر وہی لوگ جانتے ہیں جو اُسکی قدر جانتے ہیں —  
ہمارے ہم عصر اڈیٹر اردہ اخبار نے اُسکی ویسی ہی قدر دانی کی ہی  
جسکا وہ مستحق ہی ہم کو نہایت فخر ہی کہ ایسا عالی مضمون  
ہمارے اس ناچیز پرچہ کے ذریعہ سے منتشر ہوا جو ہماری قلم دی  
اکلی حالت کو یاد دلاتا ہی اور پچھلی حالت بتا کر ہر مندہ کرتا ہی  
اور پھر آئندہ کی بہتری کی توقع سے دل و جان کو تقویت دیتا ہی \*  
بڑی مبارکی اس سال میں ہمارے پرچہ کو پہنچا ہوئی ہی کہ  
جناب مولیٰ چراغ ملی صاحب نے بھی اس میں مضمون لکھنے شروع  
کئے ہیں ایک آدھ مضمون اُندا پچھلے سال میں چھپا ہی اور آئندہ  
اور بہت سے عمدہ مضامین کے چھپنے کی توقع ہی \*

ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری تحریروں کے سمجھنے میں جو کبھی  
بھی نسبت سبیل مذہبی لکھی جاتی ہیں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں  
وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے اصول کیا ہیں اور کن اصولوں پر ہماری  
تحریریں مبنی ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس سال  
کے شروع میں ہم اپنے اُن اصول کو لکھ دیں تاکہ لوگ اُن اصول کی  
صحت و سقم پر غور کریں اگر وہ اصول صحیح ہیں تو اُمید ہی کہ  
جو تحریریں اُنپر متفرع ہیں اُنمیں بھی کچھ غلطی نہ رہے بلکہ  
یہ منقولہ نہایت صحیح ہی —

کہ هیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

اور وہ اصول یہ ہیں —

اول خداے واحد ذوالجلال ازلی و ابدی خالق و صانع تمام  
کائنات کا ہی \*

دوم اُس کا کلام اور جس کو اُس نے رسالت پر مبعوث کیا  
اُس کا کلام ہرگز خلاف حقیقت اور خلاف واقع نہیں ہو سکتا \*

سوم قرآن مجید بلاشبہ کلام الہی ہی کوئی حرف اُس کا نہ  
خلاف حقیقت ہی اور نہ خلاف واقع \*

چہارم قرآن مجید کی اکثر کوئی آیت ہم کو بطاعت خلاف واقع یا  
خلاف حقیقت معلوم ہو تو وہ حال سے خالی نہیں یا تو اُس آیت کا  
مطلب سمجھنے میں ہم سے غلطی ہوئی ہی یا جسکو ہم نے حقیقت  
اور واقع سمجھا ہی اُس میں غلطی کی ہی — اس کے برخلاف کسی  
مفسر یا محدث کا قول ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہیں ہی \*

ہوتے ہیں اور وہ قوت بھی ہے جو اُس فعل کے ارتکاب سے روکتی ہے  
ان تمام قوت کے استعمال پر انسان مستعار ہے — مگر ازل سے خدا کے  
علم میں ہے کہ فلاں انسان کن کن قوت کو اور کس کس طور پر کام  
میں لڑے گا — اُس کے علم کے برخلاف ہرگز نہوگا مگر اُس سے انسان  
اُن قوت کے استعمال یا ترک استعمال پر جب تک کہ وہ قوت قابل  
استعمال کے اُس میں ہیں مجبور نہیں متصور ہو سکتا \*

سیزدہم دین اسلام اُن مجموع احکام کا نام ہے جو یقینی  
من اللہ ہیں \*

چہاردهم احکام دین اسلام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اصلی  
احکام دین کے ہیں اور وہ بالکل فطرت کے مطابق ہیں دوسرے وہ  
جن سے اُن اصلی احکام کی حفاظت مقصود ہے مگر اطاعت اور عمل  
میں اُن دوتوں کا رتبہ برابر ہے \*

پانزدہم تمام افعال اور اقوال رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم  
کے بالکل سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت رسول کی طرف کرتی  
سخت ہے ادبی ہے جسمیں خوف کفر ہے \*

مصلحت وقت سے میری مراد وہ ہے جو علم لوگوں نے مصلحت  
کے معنی سمجھے ہیں کہ دل میں کچھ اور کہنا یا کرنا کچھ یعنی  
ایسے قول یا فعل کو کام میں لانا جو در حقیقت پیچھا تھا مگر بقدر  
وقت بن کر اُس کو کہہ دیا یا کر لیا \*

ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ اصول پانزدہ گانہ ایسے ہیں کہ  
جن سے کوئی مسلمان انکار اور اختلاف نہیں کر سکتا اور جب وہ لوگ  
جو ہم سے اختلاف رائے رکھتے ہیں ان اصولوں پر غور کریں گے اور یہ  
بھی سمجھیں گے کہ ہماری تصریحات ایسے سچے اصولوں پر مبنی ہیں  
کو کیا عجب ہے کہ وہ بھی ہم سے متفق ہو جائیں \*

### تہذیب قومی

اصلی مقصود تو ہمارے اِس پرچہ کا تہذیب قومی ہے مسائل  
مذہبی کی بھٹ بھٹ پروری آجاتی ہے اِس سال میں بھی جہاں تک  
ہوسکا ایسے مضامین جو قومی تہذیب سے ملانہ رکھتے ہیں اِس پرچہ  
میں لکھے گئے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ اُن مضمونوں نے  
اُسی کے دل پر اتار بھی کیا ہو مگر ہم کو یہ نسبت اُسکے کہ ہمارے  
مضمونوں نے اُسی دل کو نرم کیا ہے اِس بات سے زیادہ خوشی ہے کہ  
ہم اپنے فوض کو ادا کرتے ہیں اور یہی ہمارا مقصد ہونا چاہیئے کیونکہ  
بقدرہ کا کام صرف سہی کرنا ہے اور اُس کو چھوڑ کر اور اثر دینا خدا کا  
نام ہے اُسی مٹی والا تمام من اللہ تعالیٰ ایک مشہور مقولہ ہے پس  
شکر ہے کہ جہاں تک ممکن ہے ہم اپنا فوض ادا کرتے ہیں \*

پنجم جسقدر کلام الہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم  
پر نازل ہوا وہ سب بین الدفتین موجود ہے ایک حرف بھی اُس سے  
خارج نہیں ہے — اِس لیے کہ اگر ایسا مانا جاوے تو کوئی ایک  
آیت بھی قرآن مجید کی بطور یقین قابل عمل نہوگی کیونکہ ممکن  
ہے کہ کوئی ایسی آیت خارج رہے گئی ہو جو آیات موجودہ  
بین الدفتین کے برخلاف ہو \*

تہ ملنا کسی ایسی آیت کا اُس کے عدم وجود کی دلیل نہو سکیگا \*

ششم کوئی انسان سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے ایسا  
نہیں ہے جسکا قول و فعل بلا سند صحیح قول و فعل رسول کے  
دینیات میں قابل تسلیم ہو یا جسکی عدم تسلیم سے کفر لازم آتا  
ہو — اِس کے برخلاف اعتقاد رکھنا شرک فی النہیۃ ہے \*

مقصود یہ ہے کہ جو طرح امت و پیغمبر میں تفاوت درجہ ہے  
[اسی طرح اُن کے قول و فعل میں بھی جو دینیات سے متعلق ہیں  
درجہ و رتبہ کا تفاوت ہے \*

ہفتم دینیات میں سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی  
امتاعت میں ہم مجبور ہیں اور دنیاری امور میں مجاز \*

اِس مقام پر سنت کے لفظ سے میری مراد احکام دین ہے \*

ہشتم احکام منصوصہ احکام دین دالیقین ہیں اور ہائی  
مسائل اجتماعی اور قیاسی اور وہ جنکی بنا امر ظنی پر ہے سب  
ظنی ہیں \*

نہم انسان خارج از طاقت انسانی مکلف نہیں ہو سکتا پس  
اگر وہ ایمان پر مکلف ہے تو ضرور ہے کہ ایمان اور اُس کے وہ  
احکام جنہر نجات منحصر ہے عقل انسانی سے خارج نہوں \*

مئلہ ہم خدا کے ہونے پر ایمان لانے کے مکلف ہیں مگر اُس کی  
ماہیت ذات کے جاننے پر مکلف نہیں \*

دہم افعال مامورہ فی نفسہ حسن ہیں اور افعال منکرہہ فی  
نفسہ قبیح ہیں اور پیغمبر صرف اُن کی عراض حسن یا قبح کے پتہ  
والہ ہیں جیسکے طبیب جو ادویہ کے ضرر اور نفع سے مطلع کردے \*

اِس مقام پر لفظ افعال کو ایسا عام تصور کرنا چاہیئے جو افعال  
اجرائیہ اور افعال قلب و غیرہ سب پر شامل ہو \*

یازدهم تمام احکام مذہب اسلام کے فطرت کے مطابق ہیں اگر  
یہ نہ ہو تو اندھے کے حق میں نہ دیکھنا اور سورج کے حق میں  
دیکھنا گناہ نہو سکیگا \*

دوازدہم وہ قوت جو خدا تعالیٰ نے انسان میں پیدا کیئے ہیں  
اُن میں وہ قوت بھی ہے جو انسان کو کسی فعل کے ارتکاب کے معرک

مگر نہایت انصاف سے ہی کہ ہماری قوم اپنے چہل چوک میں گرفتار ہے کہ اس کو اپنا پہلا یا دوا مطلق نہیں سوجھتا جو بات قومی پہلائی کی کہو لوگ اس کو اولٹا سمجھتے ہیں قومی پہلائی پر کوشش کرنے والے خیال کرتے ہیں کہ تقدیر ہلت گئی ہے ادباً چہا دہا ہی پہلائی کی بات کیونکہ خیال میں آسکتی ہے مگر توقع نہیں دھرتے خدا کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوتے لا تقنطروا من رحمۃ اللہ پر بھروسہ کرکر کوشش کیئے جاتے ہیں \*

انہی ہر تین ہفتوں میں پابونیر نے ایک نہایت عمدہ آرٹیکل میں ایک مضمون قریب قریب اس مضمون کے لکھا تھا کہ قومی باتیں جب ہی ترقی پر ہوسکتی ہیں جب کہ قوم میں قومیت کی شیطانی بھی موجود ہوں یعنی —

۱۔ عام لوگوں میں وہ قوت موجود ہو جس سے کسی عمدہ بات کی مدد کی جاتی ہے

۲۔ آپسکے میل جول میں آزادی اور ہمسری ہو

۳۔ خیال سب کے آزاد ہوں

۴۔ اور سب سے بڑا کر یہ بات ہے کہ یہاں سے ایسے دل موجود ہوں جن سے اس ترقی اور ایجاب کرنے والی قوت کے جواب میں جو زمانہ کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے صدا نکلتے \*

ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ہماری قوم میں نہیں ہے پس ترقی ہو تو کیونکر ہو مگر خدا سے اُمید ہے کہ کوئی زمانہ ایسا آویگا جو لوگ ان باتوں کو سمجھینگے اور اپنی قوم کو قوم بنارینگے اور اُسکی بہتری و ترقی میں کوشش کریں گے \*

### مدرسۃ العلوم

ان سب باتوں کو قوم میں پیدا کرنے والا ہماری دانستہ مدرسۃ العلوم ہوگا جسکے قائم کرنے پر نہایت دل سے کوشش ہو رہی ہے \*

ہمکو اس بات کے کہنے سے نہایت خوشی ہے کہ یہاں سے دل رتنہ رتنہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کی طرف مایل ہوتے جاتے ہیں اور ہو ایک کے دل میں یہ خیال کہ ایسے مدرسۃ العلوم کی بلاشبہ نہایت ضرورت ہے پیدا ہوتا جاتا ہے — جن بزرگوں کو ہمارے ذاتی اعمال و اقوال کے سہا مدرسۃ العلوم سے نفرت تھی وہ بھی ہر سر اہصاب اتے جاتے ہیں اور اس بات کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ ہمارے ذاتی اعمال و اقوال کو مدرسۃ العلوم سے کچھ تعلق نہیں ہے — کیا عجیب ہے کہ کسی دن ہماری قسمت ایسی بھی پاد ہو جاوے کہ جناب سرکاری

حاجی سید امداد العالی صاحب بھی ہماری شاہد اعمال سے قلع نظر فرماکر مدرسۃ العلوم مسلمانان کے حامی اور سرپرست بن جاویں آمین \*

ہماری ان کوششوں نے ہمارے ہموطن پہاڑی اہل ہند کے دلوں میں بھی بہت بڑا اثر کیا ہے پانچویں کے سرکاری مدارس اُن کی تعلیم کے لئے نا مناسب نہیں ہیں اس پر بھی اُن کو اپنی پاک زبان اور مقدس کتابوں کے چرے کا دل میں شوق اُٹھا ہے اور وہ بھی مثلاً ہمارے مدرسۃ العلوم کے ایک قومی مدرسہ جاری کرنے پر آمادہ و مستعد ہوئے ہیں جا بجا نہایت سرگرمی اور بڑی کامیابی سے چندہ جاری ہے ہم سنئے ہیں کہ جسقدر چندہ ملے ایک سال میں ہزاروں مہنتوں سے جمع کیا ہے اُنہوں نے اُس سے زیادہ ایک مہینے میں اکٹھا کر لیا ہے ہماری نہایت خوشی ہے کہ ہندوستان کی دوتوں قریب ساتھ ساتھ ترقی کرتی جاویں — ہمارے ہموطن ہندو صاحبوں کی کامیابی میں ہمکو شبہ نہیں ہے — وہ ہم سے تعداد میں زیادہ ہیں — ہم سے دوراندیش زیادہ ہیں — ہم سے دولت مند زیادہ ہیں — ہماری مانند پر مساد نہیں ہیں — منک ہمارے حسد و بغض و تعصب نہیں رکھتے — اتفاق قومی اُن میں ہے — ہندوستان میں اُنکی قوم کے بڑے بڑے سردار والیان ملک موجود ہیں — ہماری قوم کے اول تو سردار ہی کم ہیں اور جو ہیں وہ کچھ پوراہ تک نہیں کرتے — گریا ہندوں کے مربی و سرپرست رندہ و سلامت ہیں — اور ہمارے مربی و سرپرست دنیا سے تشریف لیکنے ہیں — وہ پاسو ہیں اور ہم بے سر — پس اُنکی کامیابی میں کچھ شبہ نہیں مگر انصاف یہ ہے کہ ہمکو اپنی کامیابی میں شبہ ہے — عاں اگر ہماری قوم کو بھی غیرت آوے اور خدا اُن کے داکو سیدھا کرے اور پر فساد حیالات کو اُنکے دماغ سے نکالے اور قومی ہمدردی اُنکے دل میں ڈالے تو ہمکو بھی اپنی کامیابی میں کچھ شبہ نہیں ہے \*

اے برادران دینی اب یہ وقت نہیں ہے کہ ہم آپس کی تکرار و مساد میں پڑیں تو تو میں میں کوکر کسیکو کابر اور کسیکو ملحد بنادیں اور کم و بیش جو کوشش و سعی کہ ہم سے ہوسکتی ہے اُسکو بھی آدسکے اختلافوں سے بیکار کردیں پس اُمید ہے کہ ہماری قوم میری اس صدا کو توجہ سے سنیگی اور مدرسۃ العلوم کی امداد میں دل و حاس سے سعی و کوشش کریں گے — واللہ المستعان \*

واقعہ —  
سید احمد

نمبر ۱۷۲

## انسان کی زندگی

انسان کی زندگی کی قرین بھی ریل کی  
قرین سے مشابہت تھی

ایک ٹرے پوس کا صرف مشرب پتھا جسکو اپنے اس فانی زمانہ کی  
بہ نسبت ہمیشہ کے آنے والے زمانہ کا زیادہ دھیان دھتا تھا ایک رات  
ریل میں سوار ہوا اُسکی قرین راستہ میں متعدد استیشنوں پر ٹہرتی  
اور مسافروں کو اتارتی اور سوار کرتی ہوئی پچھلی رات میں جب کہ  
چاندنی پھیل چکی ہوتی جاتی تھی اُس استیشن پر پہونچتی جہاں وہ  
پتھا مسافر اُترنے کو تھا جب ہی قرین استیشن میں داخل ہوئی  
انجین کی نرم نرم رفتار اور قرین کی سریلی آواز سے ملی ہوئی یہ  
صدائیں اُس کے کان میں آئیں ”تکت تکت کھولو کھولو“ وہ پتھا  
مسافر اُن آوازوں کو سنکر چونک پڑا اور گزشتہ ٹرے پوس کا زمانہ ایک  
حفہ اُڑ اُس کی نظروں کے سامنے پھر گیا — اُس نے خیال کیا کہ  
ایسی طرح مرنے کے بعد ایک دن لوگوں سے اُن کے اعمال کا حساب  
طلب ہوگا پھر جتنا جتنا وہ پیر مود خیال کرتا اور فکریں دوڑاتا تھا  
اُسی قدر اُس کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کی زندگی کا اور  
ریل کا بالکل ایک سا حال ہی دونوں قرینوں ایک سی کیفیت سے  
سنزلیں ملی کر رہی ہیں \*

اُس نے خیال کیا کہ جس طرح ریل کے مسافر ایک حد یا مہم  
میں تک کا تکت لیکر سوار ہوتے ہیں اور مقام مقصود پر پہونچ کر  
اُتر جاتے ہیں اسی طرح انسان ایک محدود زندگی خدا کے ہاں سے  
لیکر اس دنیا میں آتے ہیں اور وقت معینہ پر دنیا سے سدھار جاتے  
ہیں \*

جس طرح قرین راستہ میں مختلف استیشنوں پر ٹہرتی ہی  
اور بہت سے مسافر وہاں سے اُترتے ہیں بہت سے سوار ہوتے ہیں  
ایسی طرح ہر ٹرے دن میں جو انسانوں پر گذرتا ہی اور جس کو  
انسانوں کی زندگانی کا استیشن کہنا چاہیئے بہت سے آدمی مرتے  
ہیں اور بہت سے نئے پیدا ہوتے ہیں \*

جس طرح مسافر کو راستہ میں بہت سے خطرے پیش آتے ہیں  
اور ہر وقت اس لئے اُس کو ہوشیاری کرنی پڑتی ہی کہ چور اور  
راہزن اُس کے مال و متاع کو نہ لپھا دیں اسی طرح اپنی زندگی میں  
بھر مائل انسان کو اس لئے ہوشیار رہنا پڑتا ہی کہ شیطان وقت بے وقت  
اُس کے ایمان کو پروان نہ کر دے \*

ریل جس وقت کسی استیشن پر پہونچتی ہی اُس استیشن کے  
اُترنے والے اپنی گتھری بگچہ سنبھال کر ہوشیاری سے اپنے اپنے ٹکٹوں کو  
دیکھ لیتے ہیں — اسی طرح انسان اپنے آخر وقت میں اکثر تائب  
ہوکر اوروں کی خطائیں بخش کر اور اپنی خطائیں بخشوا کر مرنے کے  
لئے تیار ہو جاتے ہیں اور تکت دیکھ لینے کی جگہ اپنے اپنے مذہبی  
خیالات کو تازہ کر لیتے ہیں مسلمان کلمہ بلیدہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول  
اللہ کا اقرار کرتے ہیں \*

جس طرح ریل کے مسافر گاڑی کھلتے ہی تکت دیکر استیشن سے  
باہر چلے جاتے ہیں اسی طرح وہ انسان جو بہت ہوشیاری سے آخر  
وقت تک اپنا ایمان سنبھالے جاتے ہیں جب ہی اپنی منزل پوری  
کر لیتے ہیں مرنے اُن کا نامہ اعمال اور احوال دیکھ کر اُن کو  
زندگی کی تکالیف سے آزاد کر دیتے ہیں اور جنت کے دروازے اُن پر  
کھول دیتے ہیں \*

اگر کسی مسافر نے غفلت سے اپنا تکت کھودیا تو ریل سے اُترتے ہی  
پکرا گیا ریل والوں نے اُس کو چور سمجھ کر گرفتار کیا پھر متعین  
ہوا اُس کے ساتھ کے مسافر تکت دیتے جاتے ہیں اور جلدی جلدی  
استیشن سے باہر چلتے جاتے ہیں اور وہ گرفتار ہل سب کو حسرت سے  
دیکھتا ہی بعض دولت مند بھی اُٹے جنہوں نے اپنا تکت گما دیا تھا  
اُن کو بھی ریل والوں نے روکا سپاہیوں نے ان کو بھی ذلیل کرنا چاہا  
لیکن اُنہوں نے کہا کہ ہمارے پاس رُز دام موجود ہیں تب سپاہیوں  
نے اُن سے زیادہ مزاحمت نہ کی اور اُن کو استیشن ماسٹر کے پاس  
لے گئے آدمی نامی گرامی تھے استیشن ماسٹر نے اُن کو دیکھتے ہی  
پہچان لیا اور اُن کی بڑی سی عزت کی لیکن اس بات پر اُن کو  
بہت شرمایا کہ آپ سے ایسی غفلت بڑے تعجب کی بات ہی اس قدر  
نور چاکر اور ریل بیگ اور منی بیگ اور پاکت بکیں آپ کے ہمارے  
تھیں کیا ان میں آپ اپنے تکت کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے اور  
تکت کچھ ہرجھل بھی نہ تھا آپ اپنی جیب میں بھی اُسکو  
رکھ سکتے تھے غرض کہ استیشن ماسٹر نے اُنکو بہت ہی شرمایا اور آخر  
میں فرمایا کہ ابھی آپ میں پوری تہذیب نہیں ہی جب آپ پورے  
مہذب ہو جائینگے تو پھر کبھی ایسی غفلت نہ کریں گے — مسافروں نے  
آخر کار اور نقد دام اپنے پاس سے استیشن ماسٹر کو ادا کیئے اور تھوڑی  
سی مزاحمت کے بعد وہ بھی رخصت ہوئے \*

جگو رہ بیچارہ مسافر جسے تکت بھی کھودیا ہی اور اور دلم  
پاس نہیں سفت بیکی کی حالت میں ہی حسرت سے اپنے ساتھیوں  
کو آسانی سے چلے جاتے ہوئے دیکھتا ہی اور اپنی غوار اور ذلیل حالت  
پر آٹھ آٹھ آنسوؤں سے در رہا ہی بہت ہی کڑے کڑے خیالات اُسکے

# انسان کی زندگی

تہذیب الاخلاق  
یکم محرم سنہ ۱۲۹۱ ہجری  
مطابق سنہ ۱۳۰۵ قمری

# انسان کی زندگی

مدۃ ان الحسناات یذهبون الیہا بہی کرونگا اور تمکو تمہاری کوششوں کا پورا صلہ دینگا لیکن مجھکو تم سے بہت ہی بڑی شکایت ہے تم میرے خاص بندوں میں تھے اور ہمیشہ اسباب کی امید کرتے تھے کہ ایک دن خدا کے سامنے عزت سے حاضر ہونگے تم سے اداے فرایض میں قصور اور کاہلی ہونا نہایت انسرہس کی بات ہے تم میں سے ہر ایک کی کاہلی نے میرے اور بندوں کو بھی کاہلی کی تعلیم دی اور اپنے اس کردار سے میرے بہت سے بندوں کو اپنی بکار آمد کوششوں میں شریک ہونے اور اپنی مددہ نصیحتوں پر عمل کرنے سے باز رکھا — کیا تم نے یہ جان لیا تھا کہ مجھکو تمہاری یہ کاہلی کچھ خوش معلوم ہوتی ہوگی کیا تم نے دنیا میں کسی ایسے بادشاہ کا دربار ندیکھا تھا یا اسکے حال سے واقف نہ ہوئے تھے جسنے اپنے درباریوں اور اپنے نوکروں اور اپنی رعایا کے واسطے کوئی ضابطہ بادشاہ کی تعظیم بچلانے کا مقرر کر دیا ہو کیا تم یہ نہ نچانتے تھے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی اعلیٰ رتبہ کا امیر اُس بادشاہ کی تعظیم اُس طریقہ سے بچا نہ لاتا تو اُس بادشاہ کا قہر و غضب کسقدر مشتمل ہوتا کیا کوئی امیر اُس بادشاہ کا کو اُسکی ذات سے کیسی ہی مددہ مددہ خدمتیں ظہور میں آتی ہوتیں یہ جرات کرسکتا تھا کہ بغیر حکم بادشاہ کے اپنی کاہلی سے اُسکے مشورۃ تعظیم میں کچھ قصور کرے پھر کیا تمہارے پاس میرا کوئی فرمان آگیا تھا یا کوئی فرشتہ تمہارے کان میں کہہ گیا تھا کہ تمہارا روزۃ نماز تمہاری خرابی پر منحصر ہے یا تمکو اسقدر عقل نہ تھی جو یہ سمجھتے کہ احکم الحاکمین ہماری اس کاہلی سے ناخوش نہ ہوتا ہوگا — اگر کوئی عام آدمی ایسی غلطی میں گذارتا تو مجھکو اُس سے اسقدر شکایت نہوتی اور ایک خفیف سا عذاب اُسکو دیکر چھوڑ دیتا لیکن تم میرے برگزیدہ بندوں میں سے تھے تمہاری ان کج ادائیگوں سے مجھکو بہت رنج ہوا ہے \* ج

پھر خدا نے اُن سے سوال کیا کہ آیا تمکو یہ امید تھی یا نہیں کہ خدا کے ہاں ہم عزت سے حاضر ہونگے تب اُنہوں نے بہت ہی دبی ہوئی اور ردتی ہوئی آواز سے جواب دیا کہ ہاں اے باری تعالیٰ ہمکو تیرے رحم اور فضل و کرم سے ایسی ہی توقع تھی تیری عنایت سے ہمکو ایسا ہی بھروسہ تھا اور ہم تیری ایسی عنایت کے بھروسہ پر اپنے ارادوں میں اسقدر ثابت قدم رہ سکے — پھر خدا نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمکو عامہ خلائق اور قوسی بھلائی میں سامی ہوئے میں انبیاء کرام سے بھی کچھ زیادہ دوسرے تھا جواب دیا کہ حاکم اُن کی خاک پا کے برابر بھی کبھی رتبہ نہیں ہوا پھر خدا نے اُن سے پوچھا کہ کیا انبیاء کے صحابیوں سے تمہارا درجہ ان کوششوں کے لحاظ کچھ بڑھا ہوا تھا جواب دیا کہ نہیں ہماری کیا مجال تھی کہ ہم تیرے اُن

دل پر گذرتے ہیں مگر چپ ہی اپنے کیئے پر پھیلے ہوں اور چپ بیٹھا ہوا ہی ردیہ پاس نہیں جو دولت مند خاندانوں اور کاهلوں کی طرح وہ بھی رہائی پاتا — اُس نے اپنا جیب ریل والوں کے سامنے پیش کیا کہ اُسکو لیلو اور مجھے آزاد کرو لیکن اُس میں ستر بہتر سوراخ تھے کسی نے بھی اُس طرف التفات نہ کیا پھر اُس نے اپنی بھٹی ہرانی میلی پھیلی دستار اپنے سر پر سے اتار کر ریل والوں کے قدموں پر ڈالی کہ اُسکو قبول کرو اور ہمارے خدا مجھے چھوڑ دو مگر کسیلے یہ بھی نچاتا کہ کون بکتا ہے اور کیا بکتا ہے آخر اُس نے اپنی جیب تٹوای اور اُس میں سے کچھ منہروی پیسے نکالے اور ریل والوں کے سامنے پیش کیئے کہ اب اُسکو سوا میرے پاس اور کچھ نہیں ہے — ریل والوں نے وہ پیسے اُس سے لے لیتے مگر وہ بھی رہائی کے لپٹے سکتی نہوتے اور آخر کار اسی علت میں وہ مسجستریٹ کے ہاں سے قید ہوا اور کچھ مہینہ تک جیلخانہ کے عذاب اور ذلتیں بھگت نے کے بعد اُسنے اُس رسوائی سے نجات پائی \*

یہی حال پچیسہ اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں اپنے ایمان کی کچھ حفاظت نہیں کرتے نہ اپنے جیتے جی کچھ ایسے کام کرجاتے ہیں جو آخرت میں اُنکی نجات کا ذریعہ ہوں جب وہ لوگ خالی ہاتھوں اس دنیا سے سدھارتے ہیں تو جاتے ہی پکڑے جاتے ہیں ہر طرف سے پھتکار ہوتی ہے عذاب کے فرشتہ متعین ہوتے ہیں وہ اپنے اُن ساتھیوں کو دیکھتا ہے جو زندگی میں اپنے ایمان کی طرف سے ہرشیار تھے اُنکے نامہ اعمال طرفۃ العین میں معائنہ ہوتے ہیں اور وہ جہنم میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں — پھر بعض ایسے لوگ آتے ہیں جنہوں نے دنیا میں بہت سے مددہ کام کیئے تھے بہت سی نیکیاں اپنے ساتھ لائے تھے اپنی قوم کے لپٹے ایسے ایسے مدرے بنا گئے تھے جنکی بدولت دین و دنیا میں اُسکو عزت ہو عامہ خلائق کی بھلائی میں اُنہوں نے ہمیں صرف کوئی تھیں مگر اداے فرایض میں اُن سے کچھ قصور ہوگیا تھا اپنی قفلات اور کاہلی سے نماز روزۃ کو اچھی طرح ادا نہیں کیا تھا فرشتوں نے اُن کو بھی پکڑا جکڑا اور چاہا کہ اُن کو بھی اور گنہگاروں کی طرح ذلیل کریں مگر آواز آئی کہ خبردار یہ میرے خاص بندے ہیں انکو میرے پاس لاؤ تب فرشتے اُن کو خدا کے پاس لے گئے خدا کی عظمت و جلال دیکھکر ان انسانوں کا رنگ فق ہوگیا بدن کانپ گیا پاؤں ڈکھلے گئے اور زبان لڑکھوانے لگی تمام اعضا میں رعشہ سا آگیا تب خدا نے اُن سے ایک ہر رب آواز کے ساتھ ارشاد کیا کہ بے شک تمنے اپنی زندگی میں اسقدر ذمہ داری اپنی نجات کا اٹھنا کر لیا ہے کہ وہ آج تمہاری ان تقصیرات کا جن میں فرشتوں نے تمکو پکڑا کافی معافہ ہوگا — آج میں اپنا



اے قہی دست رفتہ درہزار \* ترسمت باز ناوری دستار  
دنیا میں کوئی ایسا نیک کام نہیں کیا جس کی مرض میں اُس  
مذاب اور ذلت سے رہائی ہوئی مدرسۃالعلوم مسلمانان میں خلوص  
نیت سے کیے۔ ایک گنا نہیں دیا جس کے بدلے نجات ملتی آخر جب  
وہ بہت گھبرایا تو اپنے دنیا کے اُن کاموں کو اُس نے یاد کیا جن کو  
وہ نیک جانتا تھا اُس نے فرشتوں سے کہا کہ میں نے دارالعرف سے  
ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں اقامت اختیار کی تھی کیا اس کا  
کچھ ثواب بھی آج مجھے کہ ملیگا فرشتوں نے جواب دیا کہ وہ  
ہجرت خدا کے واسطے نہ تھی پری روئے صا رہش لوقتیروں کے اشتیاق  
میں ایک وحشیانہ حرکت تھی لوگوں کی نظروں میں اُس بھروسہ کام  
سے تم نے اپنی عزت پیدا کی لیکن خدا کو تو تمہاری نیت کا حال  
معلوم ہی \*

پھر اُس نے کہا کہ میں نے بیسیوں دنہ بھنڈا کرے اور راہ خدا  
میں فقیروں کو کھلایا کچھ اُس کا حساب دیکھو — فرشتوں نے  
جواب دیا کہ وہ تمہاری ایک پیچھا ضرور خرچہ تھی اُن تمام بھنڈاؤں  
میں کسی ایک مستحق کو بھی کھانا نہیں پہونچا البتہ ایک کتہہ  
تم نے پلاڑی کی بجی ہوئی ہڈیاں قال دی تھیں اُسکا کچھ تھوڑا سا  
نراب ملا ہی جس سے تمہارے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگئی ہی  
اُس بھنڈاؤں میں سب کے سب ایسے لوگ تمہارا مال کھا گئے جنہوں نے  
بھنگ و درزہ کے سوا نماز و روزہ کی کچھ بھی حقیقت نہیں جانی پھر  
فرشتے اُسکو ایک ارنچے قبیلہ پر ایگئے وہاں سے اُس نے کچھ لوگوں کو  
دیکھا جو نہایت ہی سخت عذاب میں مبتلا ہیں یہ کچھ شخص اُنکو دیکھکر  
قرعیا فرشتوں نے کہا کہ یہی وہ بغیر ہیں جو تمہارے بھنڈاؤں میں حاضر  
تھے راہ خدا میں اگر کچھ دینا تھا تو مدرسۃالعلوم مسلمانان کے طالب علموں  
کے واسطے کچھ انعام اور وظائف مقرر کیئے ہوتے اگر اُس کو برا  
جانتے تھے تو دیوبند ہی کے مدرسہ کے طلباء کی خدمت کی ہوتی  
تم نے تو کچھ بھی نہیں کیا جس کام میں سر آدمیوں نے تمہیں  
راہ واہ کہی اُسی کو تم نے پسند کیا پھر ثواب کہاں سے ملتا \*

پھر اُس بد نصیب نے فرشتوں سے کہا کہ مہینے نکلے قلات مروری  
صاحب اور خواجہ صاحب اور مفتی صاحب اور ملا صاحب و فیروہم  
کی خدمت کی تھی بہت سا روپیہ ہو سال یہ لوگ میری سرکار میں  
سے لیتے تھے اور وہ سب مجھ سے کہا کرتے تھے کہ یہی دینا خدا کی راہ کا  
دینا ہی اُس حساب کو دیکھو اُس میں ضرور تمکو مغالطہ ہوا ہی  
فالبا اس حساب میں بہت سا ثواب ملیگا — فرشتوں نے جواب دیا  
کہ وہاں دیوانہ ہوئے ہو ہم کو یہی تم نے اپنی سرکار کا کوئی مہر  
سنبھالا ہی جو ہم سے غلطی ہو جانے کا گمان کرتے ہو اس حساب

مقدس بندوں کی پرابری کا دعویٰ کرتے خدا نے فرمایا کہ پھر تمہاری  
بصارت کی قوت کہاں کھڑی گئی تھی جب ہمارے نبی اور ہمارے  
انبیاء کے صحابہ باوجود امامہ خلافت اور اپنی امت کی اصلاح حال میں  
استقرار کوشش بلیغ اور سعی مرفورہ کرنے کے کبھی ایک لحظہ کے واسطے  
بھی ہمارے فرایض کے ادا میں کھل نہ پائے گئے تیروں اور تلواروں  
کے طوفان میں بھی اُنہوں نے نماز روزہ کو نہ چھوڑا سخت سے سخت  
مصیبت میں بھی وہ ہمیشہ ان فرایض کے ادا میں ثابت قدم رہے  
تو تم نے کیا سمجھ لیا تھا جو ہمارے خاص ان فرایض کے بھالنے  
میں کرتا ہی کی — انبیاء اور صحابہ کا اس قسم کے ادا فرایض  
میں ثابت قدم رہنا ہی ایک بڑا ثبوت اسیات کا تھا کہ خدا کے بندوں  
کو اُس کے بھالنے میں کھلی مناسب نہیں ملوے اس کے میں نے قرآن  
میں بھی صدہا مقام پر بالتفصیل نماز کی تائید کی اُس کی خریدیاں  
بتلائیں اُس کے فائدوں کو جتلیا مگر بالینہمہ تم نے میرے اُن احکام  
کی کچھ قدر نہ کی آج تم کس سوئے سے اپنے کاموں کا صلہ مجھ سے  
چاہتے ہو — تب یہ گنگار کچھ جواب دے سکے اور بے اختیار  
رو دیئے اور اپنے کئے پر بہت ہی پشیمان ہوئے اور بڑی عاجزی اور  
زاری سے عرض کیا کہ الہی ہمکو اپنے کاموں کا کچھ دعویٰ نہیں ہی  
تو بعض اپنے نرم اور فضل سے چاہے ہمکو بخش دے اور چاہے نہ  
بخشدے بے شک ہم گنہگار ہیں مگر تیری ذات غفورالرحیم ہی اور  
تیری اس صفت پر جو تیری میں ذات ہی ہمیشہ ہمکو سچا یقین  
رہا ہی آج اُسی سے ہمکو اپنی نجات کی توقع ہی — تب اُس  
غفورالرحیم نے بڑے جوش میں اُن کو حکم دیا کہ میں نے تمکو بخشنا  
اور یہ بھی فرمایا کہ تمہاری خدمتیں جو اسلام کے حق میں ہوئیں  
سب میں نے قبول کی ہیں یہ خدمتیں جنکی تمہاری بد نصیب  
قوم نے کچھ قدر نہ کی ایسی بڑی عظمت کی ہیں کہ اُن میں سے  
ہر ایک خدمت تمہاری ایسی ایسی سو کامیوں کا تلافی ہو سکتی  
ہی لیکن شکایت اس بات کی تھی کہ تم میرے خاص بندے تھے تمہارا  
رتبہ میرے ہاں بہت بڑھا ہوا تھا اسلیئے تمکو اپنا کام بہت احتیاط  
سے کرنا مناسب تھا — سچ ہی جن کے رتبہ ہیں اُن کو سرا مشکل  
ہی \*

جو لوگ اپنے ساتھ بہت سی نیکیاں لائے تھے وہ باوجود اپنی  
غفلت اور تصور کے بھی اسی طرح سے خوشی خرمی جنس کو تشریف  
لیگئے اور پھر وہاں جو جو کچھ اُن کی خاطر و مدارات ہوئی وہ  
بیان میں نہیں آ سکتی ما لامین راست ولا اذن سمعت ولا خطر علی  
قلب بشر \*

مگر وہ پیچھا فریب مسافر جو بالکل خالی ہاتھوں آیا مشکیں  
بندھی ہوئی قیامت کے اُس ہولناک میدان میں دم بخود کھڑا ہی



میں بھی خاک تمہارا پامنتی نہیں ہی سب حساب ہمارا دیکھا ہوا ہی  
جسوقت تم روپیہ دیتے جاتے تھے ہم اُسی وقت دیکھتے جاتے تھے —  
کیا خدا نے تم کو ان سب لوگوں کا نام بتلا دیا تھا کہ ان کا دینا  
ثواب ہی یا جو کچھ یہ کہیں وہ سب سچ ہی ان سب پیسے کے  
پانچوں نے تمکو دغا دی انہوں نے دین کے پردہ میں دنیا کمائی تمہارے  
خوش کرنے کے واسطے بہت سے فتوے تمہاری مرضی کے مطابق لکھ دیئے  
جس فتوے کو وہ درحقیقت غلط جانتے تھے اُسپر بھی انہوں نے تمہاری  
عاطف سے مہربانی کر دی — مدرسۃ العلوم مسلمانان میں روپیہ دینے کو  
پورا بتایا تاکہ اُن کی روزی میں خلل نہ پڑے اور عود رقمیں کی رقمیں  
حکم کو گئے اور کبھی قمار تک نہیں لی خراہ ہزاروں روپیہ کے مالک  
تھے مگر زکوٰۃ کا پیسہ ہمیشہ لیتے رہے میت کے وارثوں کو ہمیشہ  
اس بات کا یقین دلایا کہ میت کا اسباب ہم سے لوگوں کو دینے سے  
میت کی روح کو ثواب پہنچایا گیا ایسے قریبی اور دغا بازوں کا دینا  
اللہ کی راہ کا دینا ہی — اللہ کی راہ میں عالموں کی خدمت کرنی  
تھی تو مدرسۃ العلوم مسلمانان میں مسلمان عالم مدرسوں کی  
تلفواہوں کے واسطے سرمایہ دیا ہوتا دیوبند اور علیگندہ ہی کے مرہبی  
مدرسے میں کسی مدرس کی تنصرتہ کی کفالت کی ہوتی یہ ہمکر  
نوشے اُس بد نصیب کو پھر ایک اُونچے طبقہ پر لپکنے دھان سے اُسے  
دیکھا کہ کچھ لڑک ایک آٹھی کرتے میں پڑے ہوئے ہیں اور  
خدا کا عذاب اُن پر نازل ہو رہا ہی — وہ روپیہ جو انہوں نے دغا  
اور فریب سے حاصل کیا تھا سانپ اور بچھڑوں کی صورت میں اُن کے  
بدن سے لپٹا ہوا ہی اور ان سرزبانوروں نے کات کات کو تمام  
بدن کو چھلنی کر دیا ہی مگر اُن کے ہاتھ کی انگلیوں پر سب سے زیادہ  
تکلیف ہی وہ زہریلے جانوروں کے قنک کے اثر سے پانی پانی ہو کر  
بہہ جاتی ہیں اور پھر دوبارہ یہی مصیبت برداشت کرنے کے واسطے تازہ  
مچھلی پا کر اپنی حالت اصلی پر آجاتی ہیں — یہ شخص اُن کی  
مصیبت اور عذاب کو دیکھ کر ڈر گیا اور خوف کے مارے کانپنے لگا اور  
کچھ نہ پہچان سکا کہ یہ کون لڑک ہیں تب نوشتوں نے اُس کو  
بتلایا کہ یہی وہ مراری صاحب اور خواجہ صاحب اور مفتی صاحب  
اور ملا صاحب ہیں جو دغا دیکر تجھ سے ہر سال رقمیں کی رقمیں  
لیجاتے تھے اور تجھکو دھوکا دیکر اس صرف کو خدا کی راہ کا صرف  
بتلا دیتے تھے ان کی صورتیں اب مسخ ہو گئی ہیں اسلیئے تو اُنکو  
پہچان نہیں سکتا پھر اُس نے پوچھا کہ اُن کی انگلیوں پر کیوں ایسا  
عذاب ہی نوشتوں نے کہا کہ انہوں نے ہانک پد نہیتی اور قہر کی راہ  
سے نہ مہلے یا اختلاف رائے کی وجہ سے ان انگلیوں سے مدرسۃ العلوم  
مسلمانان میں چندہ نہ دینے پر مہربانی کی تھیں اور اس فریب سے  
انہوں نے تمام مسلمانوں کو خلت اور ادبار میں پڑے رہنے کی تدبیر

کی تھی اور اُن کی دینی اور دنیاوی ترقیات میں ہارچ ہوئے تھے اسلیئے  
خدا نے اُن کی انگلیوں پر زیادہ سخت عذاب نازل کیا ہی پھر اُس  
بد نصیب نے نوشتوں سے پوچھا انہیں لوگوں پر کیا منحصصر ہی مدرسۃ العلوم  
کی نسبت تو اور بھی بہت سے عوام آدمیوں کی رائے مخالف تھی نوشتوں  
نے جواب دیا کہ وہ بھی انہیں حضرات کے بہکانے سے تھے علاوہ اس کے  
ابھی اُن لوگوں کا معاملہ قیصری آنکھوں کے سامنے گذر چکا ہی  
جنہوں نے نماز و روزہ میں کالہی کی تھی اور کرنے دیکھا کہ خدا  
اُس پر کس قدر غصہ ہوا وہ کیا بات تھی وہ بھی بات تھی کہ وہ  
لڑک خدا کے خاص بندوں میں تھے اُس سے ایسی حرکت کا ہونا نہایت  
نا پسندیدہ تھا علیٰ ہذا القیاس یہ لڑک جو عالم اور فقیہ اور ملاں اور  
مفتی اور مستند کہلاتے تھے اور انہوں نے علم حاصل کیا تھا دین کی  
کتاہیں پڑھی تھیں ہر طرح کی سمجھ رکھتے تھے اُن کا کام یہ تھا  
کہ لوگوں کو نیک کام پر رغبت دلاتے نہ یہ کہ اُنہوں نے اُڑ  
اُن کو گمراہ کیا اسی لیئے خدا نے ان پر سخت عذاب نازل کیا ہی  
اور نہیں معلوم کہ کب تک اُن پر یہ عذاب قائم رہتا ہی \*

تب وہ بد نصیب گنہگار جو خالی ہاتھوں خدا کے ہاں آیا بہت  
بچتا یا اپنے اور تمام کاموں کو جن پر اُس کو بہت پوروسہ تھا اس  
طرح اڑتی ہوئی عالم کی طرح برباد ہوتا ہوا دیکھ کر بہت روہا  
مگر پھر کچھ یاد کرے اور ہمت باندہ کر سنبھل بیٹھا اور ایک زندہ  
آواز کے ساتھ نوشتوں سے اُس نے کہا کہ میں نے اپنے جیتے جی بہت سی  
مسجدیں راہ خدا میں تعمیر کرائی ہیں اُن کا حساب کہاں ہی جن  
زمینوں پر میں مسجدیں بنوائیں وہ مجھکو کچھ بہکانے نہیں آئی  
تھیں جو ایٹیں اور مصالح سینے اُن مقدس اور پاک عمارتوں میں  
صرف کیا تھا اُس بے زبان نے کچھ اس کام کے واسطے میری خوشامد  
نہ کی تھی یہ کام میرا اس طرح اکارت ہوگا — نوشتوں نے وہ سب  
حساب اُس کو دکھا دیا جن مسجدوں میں ہزار ہا روپیہ صرف ہوا  
تھا اور جن پر اُس کمبخت کو بہت قاز تھا وہ بالکل راہ خدا کے  
حساب میں سے خارج کر دی گئیں تھیں اُن میں سے کسی کی نسبت  
تو یہ لکھا ہوا تھا کہ گائوں کے ٹھاکروں سے بیدخلی کاشت پر نراج  
ہوا تھا اُن کو رنج دینے کے واسطے یہ مسجد اُن کے مندر کے پاس  
بنائی گئی ہی ہم سے اس مسجد سے کچھ واسطہ نہیں اور کسی کی  
نسبت حساب میں یہ یادداشت تحریر تھی کہ اسپر ایک بڑا کتبہ  
قائم کیا گیا تھا جس پر اس کے بنانے والے نے اپنے آپ کو حاتم دوزان  
اور حامی دین و ایمان لکھوایا تھا اور اُس سے یہ غرض تھی کہ  
میرا نام نیک اس کے ذریعہ سے دنیا میں قائم رہی چنانچہ جب تک  
وہ مسجد زمین پر قائم رہی اُسکا وہ مقصد دنیا میں حاصل رہا ہمارے

ضمیمہ ۱۱: بڑی حوشی کی بات تو یہ ہے کہ اس درجہ کے لوگ ایسی ترقی کریں جو اس تہذیب میں بہت سی اول درجہ کی گاڑیاں اُلکے واسطے راہد لگائی پڑیں ورنہ کم سے کم اس قدر کوشش اُن کو ضرور کرنا چاہیئے کہ اگر وہ پہلے درجہ کے لوگ چلتی ہوئی خدا دراز کرے اور اُن کو ابھی مدت تک صحت و تندرست رکھے جس وقت اپنی منزل پوری کر کے اپنی گاڑی میں سے اُتریں اور ازل کے اسٹیشن ماسٹر کو اپنا ٹکٹ حوالہ کریں تو یہ دوسرے درجہ کے لوگ اُن کے جانشین ہر چاہیں اور اس تہذیب کی اُن معزز گاڑیوں کو خالی نہ چھوڑیں \*

درمیانی درجہ تھوڑے روزوں سے دھل کی قرین میں شامل  
 ہوا ہے یہ اُن لوگوں کی زندگی کے ٹھیک ٹھیک مناسب ہی جو  
 کچھ تھوڑے روزوں سے زمانہ کے حالات پر غور کرنے لگے ہیں اور اپنے  
 آپ کو پسند حال سے نکالنے کی فکر میں ہیں لیکن بے استطاعتی یا  
 کم ہمتی سے ابھی اوپر کی معزز کاریوں میں جانے سے چھبکتے ہیں  
 مگر اُمید ہی کہ وہ سب اعلیٰ درجہ میں رفتہ رفتہ ترقی کرینگے \*

سب سے اخیر درجہ ریل کا چراب تیسرا درجہ کہلاتا ہے اُن عالم  
انسانوں کی زندگی ہی جنکی اصلاح اور ترقی میں معزز کاریوں والے  
کوشش کر رہے ہیں اور تھوڑے بہت فاصلہ ہے اُن کے ساتھ ساتھ اس  
ثریں میں اپنی زندگانی طے کر رہے ہیں اُن کی دلی خواہش یہ ہے کہ  
کہ اس ذلیل درجہ میں سے سب اوگوں کو نکالکر معزز درجہ کی  
مختلف کاریوں میں سوار کردیں لیکن مجبوری یہ ہے کہ خود  
اس قدر مقدر نہیں رکھتے جو سب کے لیئے اعلیٰ درجہ کا ٹکٹ  
لے دیں اور اس ذلیل درجہ کے بیٹھنے والے صرف ہمت نہیں کرتے \*

فرض کہ جہاں تک غور کیجیئے ویل کی ڈرین اور انسانوں کی زندگی بہت سے حالات کے لحاظ سے یکساں طریقہ سے چل رہی ہے یہاں تک کہ ہم درحقیقت کسی ملک کی ویل کی ڈرین کو دیکھ کر یہہ دریافت کر سکتے ہیں کہ اس ملک کے انسانوں کی زندگی کس درجہ پر بسر ہوتی ہے ہمارے ملک کی ڈرین میں سب سے پست درجہ میں مسافروں کی بہت کثرت ہوتی ہے جسکا نتیجہ ملک کی حالت کے ٹھیک ٹھیک مناسب ہے یعنی سب تباہی اور خرابی میں مبتلا ہیں معزوں درجہ کی گاڑیوں میں پیکانہ ملکوں کے کالی کرتی والوں کے سوا اس ملک کے سفید پوش بہت ہی کم نظر آتے ہیں چنانچہ ماحر ہی کہ ہمارے اس تمام علی غول میں بہت کم ایسے ہیں جو درحقیقت اصلی عزت کے مستحق ہیں \*

آپ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ منہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اس غراب اور ذلیل حالت سے بالا تر درجوں میں ترقی کرنے کی فکر کریں اور جو لوگ اس عمدہ کام میں اُن کی دستگیری کر رہے ہیں اُن کی نصیحتوں کو تمام تر شکر گذاری کے ساتھ سنیں اور اُن پر عمل کریں والسلام \*

حساب سے اُس کو کچھ سرکار نہیں ہی البتہ چند چھوٹی چھوٹی مسجدوں اور بعض پرانی مسجدوں کی مرمتوں کو راہ خدا کے حساب میں شامل کیا گیا تھا اور اُن کا ثواب بھی جاری تھا فرشتوں نے اُس پر نصیب سے کہا کہ صبح اور شام ایک ایک جام آہنٹے پانی کا جو تجھ کو مل جاتا ہے وہ اسی ثواب کی وجہ سے ہے یہ ستر روئے نصیب پھر رونے لگا اور اپنی زندگی کی حالت پر بہت افسوس کیا مگر تھوڑی سی مزاحمت کے بعد اُس نے بھی اُس مفلس مسافر کی طرح جس کو اپنا ٹکٹ گمانے کی بدولت کچھ روزوں جیلخانہ میں روٹا ہوا مذاب سے رہائی پائی \*

پھر جس طرح ریل کی ڈوبیں میں گاڑیاں مختلف درجہ کی ہوتی ہیں کوئی شاہی گاڑی ہے اور کوئی امراء شاہی کی کوئی اول درجہ کی کوئی دوم درجہ کی کوئی درمیانی درجہ کی اور کوئی سب سے آخر کا درجہ — اسی طرح انسانوں کی زندگی کی تہوں کا حال ہی وہ بھی مختلف درجوں میں منقسم ہے شاہی گاڑیوں سے انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی زندگی مراد ہے جنہوں نے اپنی تمام تمام عمریں اپنی اُمت کی اصلاح حال میں صرف دُور اُن سے گالیاں سنیں پتھر ٹھانڈے مگر ہمیشہ اُن کو دعاے خیر سے یاد کیا اور بڑے استقلال مگر جرات اور نرمی کے ساتھ اپنا کام کرتے رہے \*

اس کے بعد امراء شاہی کی کارروائی کے مقابلہ میں نیپوں کے مستجابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی ہی جو بالکل انبیا کے تقدم بقدم چلے اور جن کاموں کی پندہاں اُن کے ذہنی قال گئے اُس کو لائنوں نے ویسے ہی استقلال اور تحصیل کے ساتھ پورا کیا \*

دیک کے اول درجہ کی گاڑیوں کی منافست میں اُن عالی رتبہ لوگوں کی زندگی ہی جنہوں نے عام مشغول اور اپنی قوم کی بھلائی میں اپنا وقت اپنا آرام اپنا مال صرف کیا اور کر رہے ہیں جنکی بھلائی چاہتے ہیں وہی برائی پھونچانے پر مستعد ہیں جن کے ساتھ دوستی کرتے ہیں وہی دشمنی سے پیش آتے ہیں جن پر اپنی جان قربان کرتے ہیں وہی گلے کا ہار ہوتے ہیں جنکی حمایت کرتے ہیں وہی مخالف پر کمزور کسم ہیں — جنکے اسلام کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں وہی کفر کے فتروے سناتے ہیں — اور یہ خدا کے شیر اپنی قوم سے برا بھلا سنتے ہیں اور غرض ہیں کفر کے فتروے سنتے ہیں اور پھر انہیں سماتے قدم کی پست ہمتیاں اور ذالانقیاد دیکھتے ہیں مگر ہم انہیں ہارتے — میرے نزدیک اسی درجہ کے انسانوں کو وارث انبیاء کہنا صحیح ہی اسفند اور منطوق اور ریاضیات اور ادب وغیرہ میں لقواب ہونے اور صاحب جہد و دستار بن جانے سے انبیاء کا ورثہ نہیں مل سکتا — فر بھی چیزے دیگر اُساس چیزے دیکر سمجھ \*

دین کے درجہ کی گاریوں کے مقابلہ میں فی زائنا اُن لوگوں کی زندگی ہی جو اول درجہ کے لوگوں کی مدد کر رہے ہیں اور اُنکے اُردوؤں کی تکمیل میں سامعی ہیں ایسے لوگوں کا وجود بھی بہت ہی

نمبر ۱۷۵

## تہذیب و شایستگی

### اصل شایستگی خیال کی شایستگی ہی

ہمارے اس زمانہ میں شایستگی اور تہذیب پو بہت بھٹ بھٹ ہو رہی ہے اور مسلمانوں میں اُس کی نسبت ایک گرم مباحثہ قائم ہے اور لوگوں کی مختلف رائیں ہو رہی ہیں کوئی طرز لباس کو شایستگی پو بہت کچھ موثر سمجھتا ہے اور کوئی کھانا کھانے کے طریقوں کی تبدیلی کو چاہتا ہے کسی کو ایک بات مہذب اور شایستہ معلوم ہوتی ہے دوسرا اُسی کو نامہذب اور نا شایستہ ٹھہراتا ہے — کوئی اپنی کھیتی جرتی اور جیت و دستار میں غرض ہے کہ شایستگی را سمجھیں شاید — کوئی انگریزی ہرٹ چڑھائے اپنے کورٹ و پتلون پر غصہ ہے کہ تہذیب ہمیں یک معنی دارہ — مگر میری ذات میں یہ سب قصے اور پکھڑے ہیں اور اصل شایستگی خیال کی شایستگی ہے \*

تہذیب و شایستگی کا عمدہ اور اعلیٰ منشاء یہ ہے کہ انسان اس طرح پو اپنی زندگی بسر کرے جس سے اپنی ذات بھی ہمیشہ آرام اور خوشی اور تندرستی کے ساتھ رہے اور دوسروں کو بھی اُس سے فائدہ پہونچے اور ایسے وسیلے ہم پہونچائے جاویں جن سے ہر قسم کی مشکلات پو غالب آتا سہل اور ہر قسم کی خوشی اور راحت حاصل ہوتا آسان ہو جاوے — پس جس انسان کے دماغ میں ایسی قوت ہو کہ وہ ان تمام باتوں پو قادر ہو سکے اُسی کو ہم شایستہ کہہ سکتے ہیں اور اسی کا نام خیال کی شایستگی ہے باقی وہ امور جو طرز معاشرت اور طریق تمدن سے علاقہ رکھتے ہیں وہ انسان کی بسر زندگانی کے ایسے خارجی اسباب ہیں جنپو ایک شایستہ اور مہذب آدمی ملک کے مختلف مہموں اور آب و ہوا وغیرہ کے لحاظ سے اسباب پو غور کر سکتا ہے کہ ان امور میں سے کس امر سے مجھکو آرام ملیگا اور کس سے میں بظوری تندرست رہ سکتا ہوں اور کون سی چیز میری خوشی کو بڑھا سکتی ہے اور میرا کونسا کام دوسروں کے لیئے مفید ہو سکتا ہے — اور پھر جو رائے قائم ہو اُسپو ہر عاقل انسان کو عمل کرنے کا حق ہے لیکن خیال کی شایستگی اور درستگی سے پہلے اُن امور میں سے کسی کو تقلیداً اختیار کرنا اور کسی کو ترک کرنا انسان کو شایستہ نہیں بنا سکتا \*

جس آدمی کا خیال شایستہ ہے اُس کے تمام کام خود بخود ایسی عمدہ ترتیب سے انجام پاتے ہیں جس سے وہ تمام خوشیاں اور آرام جو تہذیب و شایستگی کا نتیجہ ہیں بالضرور حاصل ہوں — نامہذب آدمی کے تمام کام ہمیشہ بے ترتیب ہوتے ہیں جن سے زندگی

اور تلخ ہو — مہذب آدمی کی مثال بالکل انسان کی تندرستی کی سی ہے — جب تک انسان تندرست ہوتا ہے اُس کے تمام اعضا اپنے اپنے موقع سے وہ تمام کام خود بخود کرتے رہتے ہیں جو انسان کی راحت اور خوشی پوہانے کا فریضہ ہوں اور رنجوں اور تکلیفوں کو دور کریں — جن آدمیوں کا خیال شایستہ نہیں ہوا ہے اور وہ کسی شایستہ اور مہذب قوم کی چند رسموں اور دستوروں کی تقلید ہی کو شایستگی سمجھتے ہیں اُن کی مثال بالکل ایک ایسے مریض کی سی ہے جو تندرستوں کی سی حرکتیں کرنا چاہتا ہو — مگر کسی طرح اُس مریض کی یہ حرکتیں ایک تندرست آدمی کے کاموں کی برابر نہیں ہو سکتیں — اسی طرح جن لوگوں کے ابھی خیال شایستہ نہیں ہوئے اُنکے بعض تقلیدی طریقے اُن کو مہذب اور شایستہ نہیں کر سکتے \*

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ سب سے پہلے اپنے خیالات کو عمدہ کریں اور اگر اُن کے خیال عمدہ ہو گئے تو سب قسم کی ترغیبات خود بخود اُن میں ہوجاؤں گی ورنہ تقلیدی شایستگی سے کچھ کام نہیں چل سکتا کبھی ایسی تہذیب سے پھرلوں کے ٹھلنے کی توقع نہیں ہو سکتی جسکا سلسلہ ایک مستحکم جوتک نہیں پہونچتا کہ دیکھنے والوں کی نظروں میں وہ کیسی ہی سرسبز اور شاداب معلوم ہوتی ہو \* اور خیالات اُس وقت تک عمدہ نہیں ہو سکتے جب تک دوسروں کے خیال سے معارضہ نہ کیا جاوے جس طرح مال و دولت پو پور بدل سے بڑھتا ہے اسی طرح خیال کی بھی ترقی ہوتی ہے جب آدمی تعصب کو چھوڑ کر دوسروں کی رائے اور دوسروں کے خیال پو غور کرتا ہے اور اپنے خیالات سے دوسروں کو مطلع کرتا ہے اور پھر دونوں رایوں اور دونوں خیالوں کا باہم مقابلہ ہوتا ہے اور ایک خیال صحیح اور دوسرا خیال غلط یا ایک کامل اور دوسرا لائق اصلاح معلوم ہونے لگتا ہے تب رفتہ رفتہ انسان کا خیال ترقی کرنے لگتا ہے اور جب یہ ترقی کامل ہو جاتی ہے تو انسان مہذب اور شایستہ کھانے کا مستحق ہوتا ہے \*

انسان کے خیال کی ترقی بالکل اس طرح سے ہوتی ہے جس طرح کوئی شخص درجہ بدرجہ سینئروں پو چڑھتا ہے اور کسی بلند رینہ کو ملے کرتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ رینہ کو ملے کرتے وقت انسان خود بھی دیکھتا جاتا ہے کہ کس قدر دوری میں ملے کرچکا ہوں اور کس قدر دوری ابھی باقی ہے خیال کی ترقی میں انسان کو خود اچھی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ میں نے کس قدر ترقی کی لیکن اور دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا ہے \*

انسان ایک وقت میں ایک عمدہ اور نہایت عمدہ کام کو اس قدر برا جانتا ہے اور اپنے نزدیک اُسکی پرائی کا ایسا قطعی فیصلہ

کر لیتا ہے کہ اُس راءے کے برخلاف تذکرہ کرتا بھی ضرور سمجھتا ہے  
خیال کی یہ حالت اُس وقت ہوتی ہے جب تک وہ ترقی کے ذینہ  
پر قدم نہیں رکھتا \*

مگر جب ایسی گفتگوئیں اُسکے سامنے برابر جاری رہتی ہیں تو  
یہہ شخص اُن کو سن سن کر پیچ و تاب کھاتا ہے اور اپنی مخالف  
راہوں کو رد کرنے لگتا ہے بہت سے دلائل اپنے خیال کی تائید میں  
پیدا کرتا ہے اور بڑی جد و جہد سے اپنی مخالف راہوں کے جواب  
دینے کی فکر میں پڑ جاتا ہے۔ یہہ حالت خیال کی ترقی کی پہلی  
سیڑھی ہے \*

جب کوئی آدمی اس سیڑھی پر چڑھ گیا تو اب وہ ایک ایسے  
مباحثہ میں پڑا جہاں بالضرورت موافق اور مخالف رائیں اُسکو  
دیکھنی پڑتی ہیں کچھ عرصہ تک وہ پہلی ہی سیڑھی پر قدم  
مضبوط گاڑے ہوئے بھڑا رہتا ہے مگر آخر کار اُسکا خیال اس بات پر  
غور کرنے لگتا ہے کہ ان دونوں راہوں میں سے کون سی صحیح ہے  
اور کون سی غلط یہہ حالت خیال کی ترقی کی دوسری سیڑھی ہے \*

سچائی کا یہہ ذاتی وصف ہے کہ اگر انسان اُس پر بغیر کسی  
تعصب کے غور کرتا رہے تو بے شک اُسکو سچائی کا اقرار کرنا پڑتا ہے  
اور میں یہہ کہتا ہوں کہ اگر شخص سے شخص تعصب کے ساتھ بھی  
کسی بات پر برابر غور اور مباحثہ جاری رہے تو یہی ایک بڑا ایک دن  
سچائی غالب ہو رہیگی مگر بہت دیر کے بعد پس جن راہوں پر انسان  
دوسری سیڑھی پر کھڑا ہوا غور کرتا ہے اگر اُن میں سے وہ راءے  
جسکو وہ پہلے برا جانتا تھا درحقیقت سچ ہوتی ہے تو بلاشبہ انسان  
اُسکو اپنی استعداد کے مطابق عواہ جلد عواہ بدید قبول کر لیتا ہے  
اور یہاں وہ انما يستجيب للذين يسمعون کا مصداق بنتا ہے یعنی  
بات کو قبول وہی کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔ یہہ حالت خیال کی  
ترقی کی تیسری سیڑھی ہے \*

اس سیڑھی پر پہنچ کر آدمی اُس راءے کو جسکے برخلاف ایک  
دن گفتگو تک کرتا ضرور خیال کرتا تھا اب غلط سمجھنے لگتا ہے اور  
کچھ مدت تک وہ اسی تیسری سیڑھی پر کھڑا رہتا ہے وہ اوروں کو  
چوتھی سیڑھی پر چڑھنے دیکھتا ہے مگر خود ارادہ نہیں کرتا وہ  
اپنے ساتھیوں کو ایک کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے جس کو وہ صحیح  
تسلیم کر چکا ہے مگر اُسپر عمل کرنے کو وہ اچھا نہیں جانتا۔ وہ  
اہل کتاب کے ساتھ مواضع کو اب برا نہیں جانتا اُس کو مستحق  
عذاب الہی نہیں سمجھتا اور آخر کار اُس کی منفعتوں کا بھی اقرار  
کرنے لگتا ہے مگر نہ آپ اُس کے کرنے کی جرأت رکھتا ہے نہ  
دوسروں کے اس عمل کو پسند کرتا ہے مگر کچھ دنوں کے بعد وہ  
چوتھی سیڑھی پر چڑھتا ہے۔ یہاں بھی وہ اُس کام کو اختیار

نہیں کرتا جس کو خود اچھا جان چکا ہے مگر اتنا فرق ہو جاتا ہے  
کہ یہاں پہنچ کر وہ دوسروں کو بھی اُس کام کی وجہ سے برا نہیں  
سمجھتا اُن کو ملامت کرتا چھوڑ دیتا ہے جو حقارت اور نفرت اُس  
کے دل میں اُس کام کے اختیار کرنے کے سبب سے اوروں کی طرف سے  
ہوتی ہے وہ اب باقی نہیں رہتی۔ ہمارے بعض دوستوں کا قول  
ہے کہ جن لوگوں کے خیال کی ترقی اس چوتھے درجہ تک پہنچتی  
ہے وہ تہذیب و شایستگی کی پوری پوری یا دارالعلوم میں داخلہ کا  
امتحان پاس کر لیتے ہیں \*

اس کے بعد جب آدمی دوسروں کو وہ کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے  
جس کا مفید ہونا اُس کو تسلیم ہے اور اُن کا وہ فعل اُس کو ناگوار  
بھی نہیں معلوم ہوتا تو تھوڑی دیر دم لیکر اب وہ پانچویں سیڑھی  
پر آتا ہے یہاں وہ اس تردد میں پڑتا ہے کہ میں بھی اس کام کو  
کروں یا نہ کروں۔ دوسروں کو مفید کام کرتے ہوئے دیکھ کر جی  
بہت لپکتا ہے مگر جرات نہیں ہوتی۔ عقل بالکل آگے چلتی ہے  
وہ غلبہ دلاتی ہے مگر مصلحت + دامن نہیں چھوڑتی۔ اس  
پانچویں سیڑھی پر بڑی بے چینی سے گذرتی ہے صبح کو ارادہ ہوتا  
ہے کہ آج تو مسلمان ہو رہی جائیئے مگر شام پہر ویسی ہی تاریک  
آئی ہے جیسی گذری ہوئی شام تھی شام کو یہہ قصد ہوتا ہے کہ  
کل درجہ بادآباد مگر صبح کو آفتاب کا قہر ناک چہرہ پہر ویسی ہی  
ہیبت طاری کر دیتا ہے جیسی کل تھی \*

لیکن آخر کار ہمہ موداں مدد خدا ایک دن یہہ مشکل مقام  
بھی طی ہو جاتا ہے اور خدا کا نام لیکر آدمی اُن کاموں کو خود  
کرنے لگتا ہے جن کو وہ ایک دن نادانی اور نا سمجھی سے برا سمجھتا  
تھا اور اب بہت سے مباحثوں اور گفتگوئوں اور غور و تأمل کے بعد  
اُن کو نہ صرف برائی سے بڑی خیال کرتا ہے بلکہ اُن کے مفید اور  
قہایت مفید ہونے پر کامل یقین کر لیتا ہے۔ یہہ حالت انسان کے  
خیال کی ترقی کی چوتھی سیڑھی ہے \*

اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہی آدمی کو معلوم ہوتا ہے کہ اب  
وہ ذینہ ختم ہو گیا اور اب وہ ایک ایسے بلند اور خوش فضا سطح پر  
پہنچ جاتا ہے جس کی خوبیاں بیان سے باہر ہیں اور ہر ایک  
سیڑھی پر جتنی جتنی دیر گزرتی ہے اتفاق ہوا تھا اُس پر افسوس  
کرتا ہے۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ اُس نہایت ہی دلکش میدان  
میں جا بجا صاف اور شیریں چشمہ اور نہریں جاری ہیں سب سے  
تمام میدان پر نرس زمر دین بچھا دیا ہے۔ مختلف قسم کے پھول اور

+ یہہ ایک ہنسی ہے اُن لوگوں کی جو کسی کام کی خوبی کو  
مقل تسلیم کرتے ہیں مگر مصلحت کا مٹر کرتے ہیں حالانکہ عقل اور  
مصلحت بالکل ایک ہے۔

ترقی کو لی ہی اور کوئی چرتھی سیزھی پر پہنچ گیا ہی اور بعض جو بہت ہی عقلمند اور ذکی اور حس و چالاک تھے وہ پانچویں سیزھی تک بھی پہنچ گئے ہیں جو لوگ پانچویں سیزھی پر پہنچ گئے ہیں اُنکو سید احمد خاں ہاتھ پڑھا کو اپنی برابر اُپر لے لیتے ہیں چنانچہ میرے دیکھتے دیکھتے اُنہوں نے پانچویں سیزھی پر سے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اُپر کو کھینچ لیا وہ بھی اُس پر رضا میدان کی راحتوں اور خوشیوں کا لطف حاصل کرنے لگا اور سید احمد خاں کی برابر اپنی آرام چرکی سے ہاتھ لگا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آٹھویں مولوی سید مہدی علی صاحب ہیں جو اپنی چستی اور رسائی عقل سے بہت جلد چھوٹی سیزھیاں طے کر گئے اُن کو میں اس صمدہ مقام میں پہنچا ہوا دیکھ کر بہت ہی غرض ہوا مولوی سید مہدی علی صاحب نے بھی ایک جلد سید احمد خاں کے سامنے سے اُٹھا لی اور اُنہوں نے بھی اُس کے مضامین بار بار پڑھ کر لوگوں کو سناتے شروع کیئے جو یا زینہ طے کر رہے تھے یا زینہ کے نیچے اُس پر چڑھنے کی فکر میں کھڑے ہوئے تھے \*

میں نے ایک اور مولوی صاحب کو بھی دیکھا جو چوتھی سیزھی سے پانچویں سیزھی پر چڑھنے کی تیاری کر رہے تھے اور منقریب پانچویں سیزھی پر پہنچنا چاہتے تھے مگر اُنہوں نے مجھے دور سے اشارہ سے منع کیا کہ میرا نام ابھی کسی سے نہ لیتا اُنہوں نے بھی سید احمد خاں کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دی اور جو بات وہ سید احمد خاں سے قریب ہونے کی وجہ سے اچھی طرح سنتے اور سمجھتے تھے اُس کو نیچے سیزھیوں والوں کو سمجھانے لگے \*

پہلی اور دوسری سیزھیوں والوں کی کیفیت دیکھ کر مجھےکو بے اختیار ہنسی آئی میں نے دیکھا کہ وہ سید احمد خاں کی آواز سنتے ہی دوڑے اور کوئی پہلی اور کوئی دوسری سیزھی اُس زینہ کی طے کر گیا گویا سید احمد خاں کے منشاء کی پوری تعمیل میں مصروف ہیں لیکن بالآخر وہ سید احمد خاں سے مخاطب ہو کر زبان درازیاں کرتے جاتے ہیں اُن میں سے کوئی کہتا ہی کہ سید احمد خاں کی ایک صفت سنو کوئی کہتا ہی کہ پالک اُس کے برخلاف کام کرو یہ کہتے جاتے ہیں اور اُپر کو چڑھتے جاتے ہیں — سید احمد خاں بھی اُن کی اس حالت کو دیکھ کر مسکرا پڑے اور کہنے لگے کہ کیسے پالک آدمی ہیں جس کام کو کرتے جاتے ہیں اُسی کو برا کہتے ہیں جس راستہ کو بند کرتے ہیں اُسی طرف کو چلتے جاتے ہیں مگر تابہ کے تین سیزھیاں ان کو بھی طے کرنا باقی ہیں سمجھنا دار ہوتے جاں طے کر لیتے نادان ہیں پدیر طے کرینگے \*

یہ مزے مزے کی باتیں دیکھ کر میں اُس ٹیلہ پر سے اُتر آیا اور اُسوقت سمجھا کہ سید احمد خاں کے تہذیب الاخلاق نے ہندوستان کے مسلمانوں میں کیا اثر پیدا کیا ہی اور آئندہ کیا اثر پیدا کریگا \*

راقم  
مشتاق حسین

پڑھے اور درخت جدا لطف دہلا رہے ہیں — مرغان خوش الحان اپنی اپنی بولیوں میں اپنے پرور دگار کی یاد میں مصروف ہیں وہاں اگر کوئی ناہموار مقام بھی تو نہایت ہی دلچسپ دکھائی دیتا ہی اور وسط میں ایک چشمہ کے کنارہ پر نہایت خوبصورت ایک میٹار ہی اور اُس پر مرتے مرتے ملائی حارلوں میں عربی خط سے یہ عبارت لکھی ہوئی ہی \*

دنیا میں خدا کی یہ رحمت خاص اُن مسلمانوں کے واسطے ہی جو چھوٹی سیزھیاں طے کرے یہاں تک پہنچ جا رہی \*

میں نے ایک مقابل کے اونچے ٹیلے پر چڑھ کر اس تمام کیفیت کو دیکھا — میں نے دیکھا کہ اُس گلستان ہمیشہ بہار میں جا بجا نہایت ہی قریب کے ساتھ بہت ہی پر تکلف بہت سے نقش اور آرام چوکیاں بچھی ہوئی ہیں — بہت سے لوگ مجھ کو اُن تختوں اور آرام چوکیوں پر بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے لیکن نہ میں اُن لوگوں کی صورت پہچان سکا نہ اُن کی برلی کچھ میری سمجھ میں آئی عقل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ مصر اور قسطنطنیہ اور تونس وغیرہ کی طرف کے مسلمان ہیں جو ان چوکیوں سیزھیوں کو طے کر چکے ہیں اور اب خدا کی رحمت کے مزے لوتے رہے ہیں \*

میں اُن بہت سے شخصوں میں سے صرف دو شخصوں کو پہچان سکا جن کے نقش میدان کے کنارہ پر اُس مقام پر پہنچے ہوئے تھے جہاں وہ زینہ ختم ہوتا ہی ایک نقش پر میں نے سید احمد خاں کو دیکھا کہ تہذیب الاخلاق کی بہت سی نفیس نفیس اور سنہری جلدیں اُن کے سامنے رکھی ہوئی ہیں اُن میں سے وہ کسی کسی جلد کو اُٹھا کر کوئی کوئی مضمون ہندوستان کے مسلمانوں کو سنا رہے ہیں اور جس صمدہ مقام پر وہ خود موجود ہیں اور جہاں کی غویہاں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اُس کو بڑی دلچسپی اور مصیبت کے ساتھ اُن لوگوں کو سمجھاتے ہیں جو اُس زینہ کے نیچے کڑوا در کڑوا نہایت بے ترتیبی اور بے سر سامانی کی حالت میں اپنی زندگی بسر

کر رہے ہیں اور زبان حال سے یہ کہتے جاتے ہیں — یا لیٹا نرمی پلہوں \*

میں نے اُس ٹیلہ پر سے دیکھا کہ کوئی مسلمان جس کے کان میں سید احمد خاں کی آواز پہنچتی ایسا باقی نہ رہا تھا جس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی ہو — میں نے دیکھا کہ تمام مسلمان پہلی آواز پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس خیال کی ترقی کے زینہ کی طرف کو دوڑے اور جیسی جس کی استعداد اور قوت تھی ویسی ہی اُس نے قوتی کی بعض ضعیف الجثہ اور کم ہمت یا ٹائیٹا اور لوے لنگڑے ابھی پہلی سیزھی تک بھی نہیں پہنچے ہیں باقیوں میں کوئی پہلی سیزھی پر ہی کوئی دوسری سیزھی پر کسی نے تیسری سیزھی تک

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ یکم صفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

#### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت پاپس اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجراء سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

#### تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کھا جاویگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۷۶

## اسلام کی دنیوی برکتیں

FOR OBVIOUS EFFECTS WHICH ISLAM  
HAS PRODUCED UPON THE WELFARE  
OF MANKIND.

ہم اس مقام پر اسلام کی دنیاوی برکتیں بیان کرتے ہیں اور  
 دکھاتے ہیں کہ قرآن نے انسان کی اصلاح معاش کی باتیں کیونکر  
 سکھائیں اور یہ کہ ہم کو اپنے ہمجنسوں سے کس طرح سلوک کرنا  
 چاہیئے اور باہم کے معاملات میں کس طرح ہر پرواڑ عمل میں لانا  
 چاہیئے اور حسن معاشرت کی ترقی کیونکر اسلام کی وجہ سے ظہور  
 میں آئی اور بنی نوع کی بہبودی اور سلامتی اور کافہ انام کی جان  
 و مال کی حفاظت کی کیا وصیتیں فرمائیں اور بادشاہ سے لیکر فقیر  
 تک کیسے سب کو آزان قرار دیا اور جملہ بنی آدم کے امن و امان سے  
 وہنے اور خدا کی برکتوں سے نائدہ مند ہونے کی کیا کیا سیل ہوئی۔  
 اس مضمون کو ہم پہلے حفاظ اطفال سے شروع کرتے ہیں \*

۴ دختر کشی کی پندرسم تو قدیم زمانہ سے تقریباً تمام جہان میں پھیلی ہوئی تھی بڑے بڑے حکیم اور اہل ناموس جہاں جہاں یہ رسم پسندیدہ اور معروف تھی — مگر ملک عرب میں خصوصاً اور آئر ملکوں میں عموماً قرآن کے ہی لڑکیوں کی جان بچائی اور تمام جہان میں جہاں تک اسلام کی دسترس ہوئی اسی نے اُن بے رحم والدین کو جو لڑکی کو مار ڈالتے تھے خدا کے غضب اور قیامت کے عذاب سے ڈرایا — اسلام ہی کی تعلیم کے اثر سے دختر کشی کی رسم اسلامی ملکوں سے متکثر گئی اسی کی چوتھوں اور عرف خدا دلائے والی تقریر سے قتل سرزد کی پیچ کنی ہوئی — اور جہاں اب اسلام پھیلتا جاتا ہے وہاں یہ رسم نسیا نسیا ہوتی جاتی ہے شروع ہی سے قرآن نے اس مہلک رسم کے دھنچک کا وعظ کیا \*

۱۰ اِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ "† — [تکبیر] \*

۳۔ عرب میں جہالت اور حماقت کے غلبہ سے لڑکیوں کا رکھنا ایک سخت ذلت اور اہانت تھی مگر کمپنٹس اُن لڑکیوں کو یا تو ہوتے ہی مار ڈالتے تھے یا پال پوروس کے جیتا کار دیتے تھے \*

† اور جب بیٹی جیتی گار ہی کر پڑھے کس گناہ پر ماری  
گئی۔

”اذا بشر احدكم بالاثني ظك وجهه مسودا و هو تكليم يتوارى من القوم  
من سوء ما يشهده ايمسكه على هون ام يدسه في التراب + — ( نكل ) \*  
علامه رازي تفسير كپير ميں فرماتے هيں و اعلم انهم كانوا  
مختلفين في قتل البئاس فتمهم من يكفر بكفرة ويدفعها فيها الى  
ان يموت — و منهم من ترميها من شاهق جبل — و منهم من  
تغرقها — و منهم من يدبها — و هم كانوا يعاملون ذاك قارة للغيرة  
والكصية وقارة عرفا من الفقر والغاقة ولزوم النفقة \*

۳۲ یہہ تو ایک خاص صورت لڑکیوں کے قتل کی تھی الا عموماً قتل اولاد بھی قدیم زمانہ سے ہوتا چلا آیا — افلاطون اور ارسطو یہہ دونوں نامی حکیم قتل اولاد کے حامی تھے ا — ارسطو کا قول ہی کہ لنگڑے لڑکوں کا پرورش پاجانا قانوناً روکنا چاہیئے اور جب قدرت بنی آدم کو کم کرنا منظور ہو تو جنین میں جان بڑنے سے پیشتر اسقاط حمل کرانا چاہیئے — ملک اسپارٹا ( یونان ) میں یہہ قانون تھا کہ جب کسیکے یہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ شخص اُس کو قوم کے وجوہ و اہمیان کے پاس لے جاتا وہ لوگ اُس کو ملاحظہ کر کے دیکھتے کہ وہ تام الصلحاء اور تندرست ہی تو اُسے حکم دیتے کہ اس کی پرورش کرے اور اگر اُس میں کوئی نقص دیکھتے تو کوہ طیبجیتوس کے قعر میں گرا دیتے تھے — اہل روما میں بھی ایسا ہی دستور تھا کہ بچے کی پرورش اُس کے باپ کی رائے پر موقوف تھی — قوم لورس میں بھی ایسا ہی دستور تھا کہ اگر بچے کا باپ چاہے تو اُسے پرورش کرے ورنہ اگر اُس میں ضعف و نقص پائے تو جنگلی جانوروں کو کھلا دے — فیجی قوموں میں بھی یہہ ہنوز ایک رسم عام ہی — ایک سیاح نے بیان کیا کہ مالک وانرا لیود کے بعض اضلاع میں تو قتل اولاد کی تعداد کل باشندوں کی ایک نصف سے بڑے کر دو ٹکٹ تک پہنچتی ہی — چین اور ہند میں اس کا عام رواج تھا اور ہنوز باقی ہی قران نے اس رسم قبیلہ کی اصل و بنیاد پر گرمی کی اور فرمایا ” لا تقتلوا اولادکم خشية اسلاق نھن قردقہم و ایائہم ان قتلہم کان خطاً کبیراً “ ( اسری ) — ۳۳ \*

اولاد کی جان کو ایک اور آنسو یہہ تھی کہ بے رحم ماہاب اپنے عزیز نہہ بہوں کو بتوں کی نذر چڑھاتے اور قربان کرتے تھے — علاوہ اور ملکوں کے ( مثلاً انڈیا، ہندوستان وغیرہ ) جہاں انسانی قربانی عمل میں آتی تھی عرب میں بھی ایسے حادثات دائے جاتے ہیں

† اور جب خوشخبری ملے ایسی کسی کو بیٹی کی سارے دن  
رہے منہ اُس کا سیاہ اور جب میں گیت رھا چھبتا پھرے لوگوں سے  
مارے بڑائی اس خوشخبری کے چر سنی اور اُس کو رھنے دے ڈال  
قبول کر کر یا اُس کو داپ دے مٹی میں ۔

ج " و اقوالیتامی اموالہم ولا تنہدوا لکفایتہ باطیب ولا تاكلوا اموالہم الی اموالکم انہ کان حویلاً کذبوا " + — (نساء)  
 ۵ " ان الذین یاتلون اموال الیتامی ظالماً انما یاتلون فی بطونہم ظاراً " — [نساء]

۶ " ولا تقربوا مال الیتیم الا بالاتی ہی احسن حتی یبلغ اشدہ " — (انعام)  
 و " و ابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منهم رشداً فادفعوا الیہم اموالہم ولا تاكلوا مما اسراوا وابداراً ان یکذبوا ومن کان غیفاً فلیستغف و من کان فقیراً فلیأ کلاً بالامروف " — [نساء]

ز " وما یتلٰ علیکم فی الکتاب فی یتامی النساء الٰتی لانزلن ثم من ما کتب لہن و ترغیبن ان یتکھون والمستغفین من الرجال والنساء الولدان و ان کذبوا للیتامی بالقسط " — [نساء — ۱۹ع]

۷ اس پچھلی آیت سے یہہ پایا گیا کہ جو لوگ نابالغ اور یتیم لڑکے اور لڑکیوں کے ولی ہوتے تھے وہ اُن سے Guardians interdicted to marry their minors. اور اور طرح سے جو جو و ظلم کرتے ہی تھے مگر ایک صورت خاص اور رواج عام یہہ

بھی تھا کہ یتیم لڑکیوں سے شاید اُن کی نابالغی ہی کے زمانہ میں نکاح بھی کر لیتے تھے اور اُس مذہب اُن یتیموں کی کئی طرح سے حق تلفی ہوتی تھی اور جب کہ اُن سے مقصد صرف اُن کا

+ ج اور دے قالو یتیموں کو اُن کے مال اور نہ پدار گذہ ستورے سے اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہہ ہی روا وبال —

۵ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے بڑے میں آگ کھاتے ہیں —

۶ اور پاس نہ جاؤ مال یتیم کے مگر جس طرح بہتر ہو چونکہ وہ پھر نیچے اپنی قوت کو —

و اور سدھاتے دھو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو اُن میں ہوشیاری تو حوالہ کرو اُن کے مال اور کھا نہ جاؤ اُن کو آزا کو اور گھبرا کر نہ یہہ بڑے نہو جاریں اور جو کوئی غنی ہی تو چاہی بچتا رہی اور جو کوئی محتاج ہی تو کھارے موافق دستور کے —

ز اور جو تمکو سناتے ہیں کتاب میں سو حکم ہی یتیم عورتوں کا [جن کو تم نہیں دیتے جو اُن کا مقرر ہی اور چاہتے ہو نہ نکاح میں لو] اور مغلوب لڑکوں کا اور یہہ کہ قایم رہو یتیموں کے حق میں انصاف ہو —

۸ و کوہدوس (مورخ ۶۰۰ع) کہتا ہی کہ المنذر شقیق بادشاہ حوانی [جسکو یونانی لہجہ میں المنذروس ہو سکیکی کہتے ہیں] بادشاہ شسان کی ایک بیٹی کو قید کر کے لاس یا سزا کی قربانی چڑھا دیا تھا — اور پروکرک [مورخ ۱۸۰۰ع] نے اسی بادشاہ کی ایک بیٹی لکھی ہی کہ وہ اپنے دو دوستوں کے قتل کے کفارہ میں ہر سال یوم نھس کو آدمیوں کی قربانی کیا کرتا تھا اسی مورخ اور نیز ابراہیموس [۶۰۰ع] نے ایک نعمان کا ذکر کیا ہی کہ وہ اپنے ہاتھ سے آدمیوں کو پتوں کی قربانی کیا کرتا تھا اور ہروری نے [۳۰۰ع] مقام سمیتہ میں جسے دو مقابلہ قیاس کیا جاتا ہی اسی ہی قربانی کا ذکر کیا ہی اور دور کیوں جاؤ عیدالطلب کا حضرت عیداللہ کو قربانی چڑھائے جانے کی نذر کرنا اسلامی تاریخوں میں پایا جاتا ہی اور غالباً بالکل بے اصل نہیں ہی اس قسم کی نذر یہود سے عرب میں آئی ہوگی اُن میں یہہ دستور تھا کہ بعض اولاد کو صرف دینی کام کے لیئے مخصوص کر دیتے تھے حضرت مریم بھی اسی قسم سے تھیں " ذالک امراۃ عمران ربانی نذرک لک مانی بطنی مکرراً " [۳ع] مگر عرب تو اس نذر میں کام ہی تمام کر دیتے تھے + اور غالباً اس آیت میں اسی رسم پر اشارہ ہی " ذالک ذین لکنن من المشرکین قتل اولادہم شرکاً ثم لیردواہم ولیلبسوا ولیم دیہم " — [انعام ۱۳۸]

۹ جب اس طرح لڑکوں کی جان بچانے کا سامان کر دیا تو اب اسلام نے اُن کے مال کی حفاظت اور یتیموں Orphans protected against injustice. کی جائداد اُن کے متولیوں کی عہد برد سے محفوظ رکھنے کے لیئے یہہ احکام صادر کیئے اور عہدماً اُن سے شفقت اور اکرام کرنے کا حکم دیا \*

ا " لا یلا تکرہون الیتیم " ذی [نجر]

ب " فاما الیتیم فلا تقہر " [ضحیٰ]

+ اور اردکین مورخ نے پچاسویں باب میں لکھا ہی [ص ۲۱۳ سنہ ۱۸۶۲ع] کہ انسان کی جان کسی آدمی کے دفعیہ کے لیئے سب سے عمدہ قربانی ہی ذوقیفا اور مصر اور روما اور قوطاجنہ کے مذہب انسانی عہد سے آلودہ رہتے تھے اور عربوں میں بھی یہی بے رحم رسم مدت سے جاری تھی اور تیسویں صدی میں ہر سال ایک لڑکا قبیلہ سمیتہ کا قربان ہرا کرتا تھا الخ

+ اور اسی طرح بھلی دھلائی تھی مشرکوں کو اولاد مارنی اُنکے شریکوں نے کہ اُن کو ہلاک کریں اور اُن کا دین غلط کریں —

ذی ۱ پر تم عزت نہیں کرتے یتیم کی —

ب ۲ جو یتیم ہو اُس پر قہر نہ کر —



پہلے شبہ کا جواب تو ہم یہ دیتے ہیں کہ جبکہ ملک یمین کا اطلاق نکاح پر بھی ہوتا ہے اور نساء کے لفظ میں تو لونڈیاں بھی آگئیں اسلئے اب مکرر اس لفظ سے لونڈیاں لینے قصور ہیں۔ اور یہ تو بے عقلی کی بات ہے کہ صرف ما صرف غیر ذری العقول کے لئے آتا ہے اور لونڈیاں کچھ اثاثہ کی وجہ سے اور کچھ خرید و فروخت ہونے کی وجہ سے بہائم کی قسم میں ہیں کیونکہ اسی جگہ نساء پر بھی ما کا حرف آیا ہے — ”ما طاب لکم من النساء“ — اور اس کے علاوہ خدا پر بھی یہی لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا ہے ”و لا اثم عابدوں ما ابد“ \*

اور دوسرے شبہ کا یہ جواب ہے کہ اولاً یہاں پر اُڑ بطریق تفسیر بین المعرفین ہی جیسیکے اور جگہ بھی قرآن میں اسی صورت سے آیا ہے چنانچہ ”فقدیة من صیام او صدقة ارنسک“ — پس ایسے ہی اُن لوگوں کو جو اپنی ولایت کی یتیم لڑکیوں سے نکاح کرچکے تھے اختیار تھا کہ یا اُن کو دھن دیتے اور آئندہ کو پرہیز کرتے یا چاہتے تو انہیں سے کثارت کرتے اور ثانیاً اُڑ استثنائی صورت میں بھی تو آتا ہے چنانچہ بقرہ ۳۱ ع میں ”و لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوا هن او تعرضوا لهن فریضہ“ \*

۸ ہرچند کہ قدرت از حدی قانون قدرت اور نظام الہی کے خلاف نہیں اور بعضے ملکوں کی آب و ہوا کی تاثیر اور وہاں کے رہنے والوں کی طبیعت کا مقتضا اس کے جواز کا باعث ہے مگر عرب میں یہ اکثر بھی ہے بے موقع اور

Polygamy curtailed and restricted not on one side but on many sides.

حد کے درجہ پر تھا — اور چونکہ ازواج کا معاملہ انسان کی تہذیب معاش اور حسن معاشرت میں بہت کچھ دخل رکھتا ہے لہذا اسلام نے اُس میں بھی اصلاح ضروری سمجھ کر اور کلام الہی میں بڑی حکمت سے ”فانکھروا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع“ \* میں کثرت ازواج کے حد کو بہت کم کر کے گھٹا دیا — اور نیز ”فان خفتم الا تعد لوا فواحدة“ \* میں عدالت کی ایسی سخت اور مضبوط قید لگا دی جو ہر حقیقت ہو ایک کو کثرت ازواج پر جوأت نہ کرنے دیگی اور بعد اس کے خود تنزیل میں ایسی عدالت کے قایم نہ رکھے سکے اور اس کے قایم کرنے کی حرص کرنے پر بھی قاصر رہنے کا مذکور فرما دیا ہے — ”و لن تستطیعوا ان تعد لوا بدن النساء و لحو صتم فلا تمیلوا نل العیال فتذروها کا المعاقہ“ \* — ( نساء )

† اور تم ہرگز عدالت یعنی برابر نہ رکھ سکتے، صورتوں میں اگرچہ اسکا شوق بھی کرو سونے پر بھی نہ جاؤ کہ قال رکھو ایک کو جسے ادھر میں لکتی \*

مال لے لینا ہوتا تھا + تو حشر زحمت کی بھی رعایت نہیں کرتے تھے لہذا اُن لوگوں کو جن کی ولایت میں یتیم لڑکیاں تھیں منع کر دیا تھا کہ جن کے ولی ہوں اُن سے نکاح نہ کریں چنانچہ جس مقام سابقہ کا حوالہ اس آیت کے الفاظ ”وما یتلی علیکم فی الکتب“ میں ہے وہ یہ ہے — ”فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی فانکھروا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع فان خفتم الا تعد لوا فواحدة او صامات ایمانکم“ — [ نساء ]

یعنی اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر لینے سے اُن میں انصاف نہ کر دے تو نکاح کرلو بالغ صورتوں سے ہر دو تین تین چار چار پھر اگر قرو کہ برابر نہ دے دے تو ایک ہی یا جن کے [ یعنی جن یتیموں کے ] تمہارے ہاتھ مالک ہو چکے [ نکاح سے ] \*

چونکہ یہ ہر ایک صاحب شریعت و ناموس و اہل قانون کا دستور ہے کہ قانون کے خلاف جو صورتیں ظہور میں آچکتی ہیں اُن کو اثر تو بحال و برقرار رکھا جاتا ہے اس طرح گو اُن کو یتیموں یا ثا بالغوں سے نکاح کرنا ( ان قباحتوں کے ظہور کی وجہ سے جنکا بیان ہوا ہے ) منع کیا مگر جو یتیم لڑکیاں ان کی ملک نکاح میں آچکی تھیں اُن کو ویسے دھن دیا اور اسی آیت کے اخیر میں علاوہ اور قیدیوں کے پھر بھی ان ملک نکاح میں آگئی ہونگی یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف کی وصیت فرمائی — و ان تعدوا لیتیمی بالقسط \* اب یہاں پر عموماً دو اعتراض وارد ہونگے ( ۱ ) یہ کہ مملکت ایسا نکم سے لونڈیاں مراد ہیں ( ۲ ) یہ کہ اس تقریب سے چاہے ہم نے معنی لیتے ہیں اُڑ یعنی اُڑا ہوا جاتا ہے \*

† و کان الرجل منهم یضم الیتیمۃ الی نفسه و مالہا و ان کانت جمیعۃ تزوجہا و اکل المال و ان کانت ذمیۃ عضلہا من التزوج حتی تموت فترثہا — مدارک التنزیل

صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اپنی سند سے روایت کی ہے اخبونا عبدالواحد المہلبی انا احمد بن عبداللہ الذہبی انا محمد بن یوسف انا محمد بن اسمعیل انا ابو الیمان انا شعیب بن الزہری قال کان مروتہ بن الزبیر یحدث انہ سال عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی فانکھروا ما طاب لکم من النساء قالت ہی الیتیمۃ یكون فی حجر و یبہا فیرغب فی جمالہا و مالہا و یرد ان یتزوجہا بادی من سنۃ نساہا فنہوا عن نکاحہن الا ان تقسطوا لهن فی اکل الصدق و امزوا بنکاح من سوا هن من النساء الخ \* و قبل ان خفتم الا تقسطوا فی نکاح الیتامی فانکھروا من الیامات یقال طابت الذمۃ لے ادرکت — ( مدارک )

فال اسامی و تہمتی خمسۃ نسوة فسال اللہ علیہ و سلم فقال  
فارق واحدة و امسک ارباً + \*

تاسی کارلنگل ایک مشہور عالم محقق کا قول اس مقام پر  
نقل کرنا ہے موقع نہرکا وہ لکھتے ہیں ”اسلام کی میل الی الشہوات  
کی نسبت بہت کچھ تفریہیں اور تہذیبیں ہوتیں ہیں اور  
یہ اعتراضات انصاف کی حد سے بڑھکر ہیں۔ وہ پروانگیوں جو  
ہمکو قبیح معلوم ہوتی ہیں اور جنکی اجازت انہوں نے ہی وہ خاص  
انکی ایجاد نہ تھیں انہوں نے ان باتوں کو عرب میں قدیم ایام سے  
مروج اور غیر معیوب پایا مگر (مسند علی اللہ علیہ و سلم) نے جو کچھ کیا  
وہ یہہ کیا کہ ان کو روک دیا کہ صرف ایک ہی طرف سے بلکہ کئی پہلو  
سے (لکچر ۲ صفحہ ۶۳ مطبوعہ ۱۸۷۲ء)

۹ سورۃ نسا کی ۳ آیت جو پچھلی دفعہ میں نقل ہوئی اور  
جسکی پشت ۷ دفعہ میں ہرجکی ہی  
Concubinage dis-  
courageed. چار سورتوں تک کے حکم میں بہت صاف ہے  
اور سورتوں میں آزاد اور غیر آزاد دونوں  
داخل ہیں اور ہر ایک شخص جسکو یہود کے مسائل مستقیمہ اور ایام  
جاہلیہ کی رسم کی تقلید اور سبق ظن نہو وہ قرآن کے لفظوں سے تو  
ایسا ہی سمجھیں گے۔ چنانچہ جارج سیل مترجم قرآن [ماہ سنہ  
۱۷۳۶] نے مقدمہ کتابت اور ذیل سورۃ نسا میں ایسا ہی بیان کیا ہے  
کہ ازدواج اور سراری یعنی بیبیوں اور لڑکیوں یہہ سورتوں اس قید  
اربع میں محدود ہیں فقط مگر اب رسم تو یہہ ہوتی کہ لڑکیوں  
کے واسطے کوئی تعداد ہی نہیں !! تاہم ہمکو فقہاء اور اہل  
الراے کا اسقدر شکر گزار ہونا چاہیئے کہ انہوں نے آزاد سورت پر  
لڑکی کو جمع کرنا جائز نہیں کیا۔ امام ابو حنیفہ اسی کے قائل  
تھے مگر چونکہ اجتہادی بات قرار پائی اس لیے اور علماء ہیہہ +

+ یہہ روایتیں مشکوٰۃ میں ہیں ان کا مطلب یہہ ہی کہ  
خیال کے پاس دس سورتیں تھیں تو نبی صلعم نے فرمایا کہ چار دھن  
دو باقی کو جدا کرو اور نوک کے پاس پانچ تھیں ان سے بھی ایسا ہی  
کہا گیا۔

تھہیا اور مؤید نبیوں نے بھی اس قسم کے حکم دیئے چنانچہ  
دن یہودیوں نے خلاف تدریج اجنبی سورتوں سے نکاح کرلیئے تھے وہ  
چہ درزا دیئے [صحیفہ مورا باب ۱۰ درس ۱۱ و ۱۲ و ۱۹]

+ ان الایۃ صریحہ فی انحصار سبب الاہاق فی القسمین المذكورین  
و ہما الزواج و ملک الیمین علی سبیل انفصال الصفیۃ اے اما زواج  
او ملک یمین بھیت لا یجتمعان و لا یرتفعان

نیز الد فقی تفسیر آیات الاحکام۔ کتاب النکاح  
[ذیل آیت والذین ہم افروحمہم حافظوں]

اور آیت ”ذک ادنیٰ ان لا تعولوا“ میں اسی ممانعت ثروت ازدواج پر  
حسب تفسیر امام شافعی اشارہ پایا جاتا  
Polygamy dis-  
courageed. ہی۔ تفسیر بیضاری میں ہی۔ و نسیان  
لا یکنر عیالکم \* \* \* و لعل المراد بالعیال  
الزواج۔ اسی صورت میں اس آیت کے معنی یہہ ہونگے کہ تعہاری  
بیبیوں بہت نہو جاریں چنانچہ جس شخص کی سورتوں زیادہ ہوں تو  
کہتے ہیں امال الرجل۔ مگر اس معادہ پر باب امال یمیل سے  
تعلیلا ہونا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ حمیر کی زبان میں ایسا ہی بولتے  
ہیں یعنی تعولوا بمعنی تعلیلا۔ یہی تفسیر امام شافعی نے اختیار  
کی ہی اور طلحہ بن الطارف نے بھی اس آیت کو تفسیر کے طور پر  
تعلیلا بیان کیا ہی اور ایسے ہی طائوس نے بھی \*

تفسیر معالم التنزیل میں ہی قال الشافعی ان لا یکنر عیالکم و ما  
لانه احد انما یقال امال یمیل عائلہ اذا نثر عیالہ۔ و قال ابو حاتم  
کان الشافعی رضی اللہ عنہ امل بلسان العرب منا فاعلم لغۃ۔ و یقال  
ہی لغت حمیر۔ و قد طلحہ بن الطارف ان لا تعلیلا۔ و ہی حقیقۃ  
لقول الشافعی رضوان اللہ \*

اور تہذیب کبیر میں ہی قال من الشافعی رضی اللہ عنہ انہ  
قال ”ذک ادنیٰ ان لا تعولوا“ معنای ادنیٰ ان لا یکنر عیالکم۔ \* \* \*  
و من المشہور ان طائوس کان یقر ذک ادنیٰ ان لا تعلیلا۔ اور کبیر  
امام نضر الدین رازی نے اچھی طرح پر دن کیا ہی ان اعتراضوں کو جو  
پہلے عقاید میں نے اس پشت میں امام شافعی پر کیئے تھے (دیکھو  
تفسیر سورۃ نسا آیت ۳) \*

مسلمانوں ہی میں ایسے لوگ بہت کم ہونگے جو یہہ سمجھتے  
ہونگے کہ اسلام نے کثرت ازدواج میں ایسی اصلاح فرمائی \*

ساراری جو ایک فرانسیسی مترجم قرآن ہی سورۃ نسا کے  
ذیل میں لکھتا ہی کہ ”جب یہہ آیت“ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة“  
قائل ہوئی تو عرب کے لوگوں میں سے اکثر پاس آتھے آتھے  
اور دس دس سورتیں تھیں اور وہ ان سے بد سلوکی سے پیش آتے  
تھے ثروت از دراج کا ممالک مشرقی میں ہمیشہ دستور رہا ہی  
مسند [صلی اللہ علیہ و سلم] نے اُسے کہتا کر بہت کم کر دیا۔ انتہی  
اور ہمارے یہاں کی روایتیں یہی اسی کی مؤید ہیں احمد اور ترمذی  
اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی۔ ان خیال بن سلمۃ النقی لما سلم  
وہ مشر نسوة فی الجاہلیۃ فاسامی منہ فقال النبی صلعم امسک ارباً  
وفارق سائرہن۔ اور شرع السنۃ۔ روایت ہی من ثل بن معاویۃ

الاعتد الضرورة والسبب فيه وجوه + \* \* \* فلهذه الوجوه ما اذن الله في تكاح الامم الا على سبيل الرخصة —

مگر پھر بھی کلام الہی میں یہی حکم ہی کہ ان تین شرطوں کی رعایت پر اگر لونڈیوں سے نکاح نہ کیا جائے تو بہتر ہی رہے ان تصدیروں کے لیے — تفسیر کبیر میں ہی ( مسئلہ ) الزنا ان نکاح الامم بعد رعاية الصرايح الثلاثة اعني عدم القدرة على التزوج بالعرة و خوف العنت وكون الامم مومنة الاولى ترك لما بينا من الفساد العاصلة في هذا النكاح — اور تفسیر مدارک التنزیل نسبی میں ہی وصبرکم من نکاح الامم متفقین غیر کم لان فیہ اوراق الولد ولانها بحاجة ولاجة متميزة مبتذلة و ذلك كله نقصان يرجع الى النكاح و مهانتة و العزة من صفات المومنین و فی التصدیق الصرايح صلیح الیہ والا ما هلك الیہ \*

۱۰ یہاں پر فوراً یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ جب لونڈیوں کی اولاد میں ایسی ذات اور اعانت ہی تو کیا گمان کیا جائے اُن بزرگوں کے حق میں مثلاً حضرت اسماعیل جو ہاجرہ سے تھے — حضرت ابراہیم بن النبی جو ماریہ قبطیہ سے تھے یا محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا مادریمہ اہلبیت تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ کو لونڈی سمجھنا بیوجہ ہے ہی وہ کسی طرح پر لونڈی نہیں ہو سکتیں — *Hagar was not a concubine.* عوام یہود تو ضرور اس امر میں تعصب کرتے ہیں اور مسلمانوں کی روایتیں اس امر خاص میں اس وجہ سے اعتبار کے قابل نہیں کہ اصل لفظ اصحاب یا اہل نے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کچھ ہی فرمایا ہو مگر چونکہ راویوں کی عقل اور دماغ میں ملک یہود سما رہا ہی اور یہود نے بھی ایسا مشہور کر رکھا ہے پس وہ + لونڈیوں سے نکاح کی ضرورتوں میں پانچ وجہیں امام رازی نے لکھی ہیں جن کو ہم نے متن میں چھوڑ دیا ہے اُن کا خلاصہ یہ ہے ہی [ ۱ ] جو اولاد ہوگی وہ بھی رقیق ہوگی [ ۲ ] وہ لونڈی باہر نکلے پھرنے اور غیروں سے میل جول رکھنے میں ناہایستہ ہو جاوے گی ( ۳ ) اُس لونڈی کے مالک کا حق اس پر اُس کے شوہر سے زیادہ ہی پس وہ اپنے شوہر سے باخلاص نہیں مل سکتی ( ۴ ) اگر اُس کا مالک اُس کو کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالے تو یا تو نکاح ثروت جاریگا یا مالک جدید کہیں کا سفر کرے تو وہ ساتھ جاوے گی بہر حال شوہر کو بڑی ضرورت ہو تو چھپکی ( ۵ ) اگر اُس کا شوہر مقرر ہوا ہوگا تو اُسے اختیار ہوگا کہ شوہر بخش دے — ان وجوہ پر ہنسی بھی آتی ہی اور ردنا بھی \*

و سنی نے کچھ انکار کچھ الزام کیا مگر اُسے قرآن کو تو دیکھیں اُس میں کیا ہی پانچویں پارہ کے شروع میں لکھا ہے —  
” و من لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المومنات فمن ما ملكت ايما نكم من قنیا نكم المومنات \* \* \* \* \* ذلك ان خشي العنت منكم و ان تصبروا خير لكم + —  
اس میں نیتیات مومنات سے نکاح کی اجازت تو ہی مگر قنیاں شرطیں ہیں ( ۱ ) جب کہ آزاد عورت سے نکاح کا مقدور نہ ہو ( ۲ ) بے نکاح رہنے میں زنا میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو + ( ۳ ) وہ لونڈیاں مسلمان ہوں —

پہلی شرط سے تو وہ بات جاگتی رہی کہ بیبیایں بھی ہوں اور لونڈیوں کا بھی دیور پھرا جاوے اور کسی شرط سے وہ بات جاگتی رہی کہ لڑائی میں مشرک عورتوں کا کچھ پکڑ لائے اور اُن پر تصرف کیا \*

پس لونڈیوں سے نکاح کر لینے کا حکم کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ عین حکمت و مصلحت ہی تھا اور معذرا اس کی قیاحتیں بہت واضح اور صاف ہیں اسی لیے ضرورت شدید اور ناچار کی یہ مہلج ہی تھا \*

امام نصرالدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں الایة دالة على التصديق من نكاح الامم و انه لا يجوز اقدام عليه

+ یعنی جسکو مقدور نہ ہو آزاد بیبیوں سے نکاح کرنے کا تو مسلمان لونڈیوں کو ملک نکاح میں لے آوے \* \* \* \* \* یہ اس کے واسطے جو کوئی قرے تکلیف میں پڑنے سے اور اگر صبر کرے تو بہتر ہی تمہارے حق میں —

+ و لم يكتفوا في ان ذلك راجع الى نكاح الامم فكا نه قال فمن ما ملكت ايما نكم من قنیا نكم المومنات ذلك ان خشي العنت منكم و هو الضرر الشديد الشيق — قال فيما رخص فيه من مخالطة الهناني “ و الله يعلم المفسد من المصالح و لو شاء الله لا عنتكم لے يحدد الامر عليكم والزمكم التميز طعامكم من طعامهم تلحقكم بذلك ضرر شديد — وقال وهو ما عنتكم قد بدت البعوض من افواههم — لے احبوا ان تقعوا في ضرر شديد — و للمفسرين فيه قولان — احد هما ان الشيق والشديد والغلة العظيمة ربما يعمد على الزنا فيقع في العنت على الدنيا والاعذاب العظيمة في الآخرة فهذا هو العنت \*

والثاني ان الشيق الشديد والغلة عظيمة قد يتبادي الى اختناق الرحم و اما في حق الرجال فقد يتبادي الى ارجاع البركين والظهر — و الا نكر على الوجه الاول لانه هو الايق بيبيات القرآن \* تفسیر کبیر

نہیں ہی کہ ماریہ ایک خادمہ ہونگی اور انہیں کی کنیت بھی ام الرہاب بھی ہوگی اور اسی کو ابن سعد وغیرہ نے اپنے خیال سے کہہ دیا کہ ان کے نام کا مطلب ہے ملک یمین \*

زیادہ تعجب کی چند وہ غیر صحیح روایتیں ہیں جن کو اصحاب صحاح نے روایت نہیں کیا مگر اور لوگوں نے روایت کی ہے کہ نزول سورہ تحریم کا سبب ماریہ قبطیہ کو ایک مرتبہ حرام کر لینا تھا \*  
That a Chapter of the Coran was revealed in the affair of Maria the coptic is utterly wrong.

یہ روایت جیسا کہ ظاہر ہے سنیات اور احادیث ادب سے خالی نہیں مگر ہم کو ذرا بھی اُس کی صحت میں کلام ہی (۱) اس وجہ سے کہ عمائد اہل صحاح مثل بخاری و مسلم صاحبی الصبیحین نے اس قصہ کی روایت نہیں کی اور اُن کا پاؤچہ ضرورت اور حاجت کے اس قصہ کو طرح دینا اُس کی بے اعتباری کی دلیل ہو سکتا ہے [۲] انہیں اہل صحاح نے اسی سورہ تحریم کی شان نزول میں نہ صرف یہی کیا کہ اس قصہ کو پاؤچہ احتیاج چھوڑ دیا ہو بلکہ اس کے معارضہ میں ایک اور ہی سبب یعنی تحریم عسل کی روایت دی ہے [۳] تحریم ماریہ کی سب روایتیں اخبار احاد ہیں [۴] منہج ہیں (۵) بعضی مرسل بھی ہیں [۶] کوئی بھی ان میں سے مرفوع نہیں — اور ایسی روایتوں سے کوئی بھی احکام کا استنباط ہوا کرے مگر قطعاً واقعہ اور تاریخی حالات کے ثبوت میں یہ ہوا اخبار بالکل غیر مفید عام ہیں \*

اب ہم اس میں تہذیبی سی قدح تفصیلی بھی کرتے ہیں [۱] تسائی نے جرانس سے روایت کی ہے اُس میں ماریہ کا نام [۲] کائنات لہ امة یأھا فام یزل بہ حفصة و عایشة حتی ۔ ۔ ۔ کچھ مفید نہیں [۳] ماریہ نے زید بن اسلم تابعی سے روایت کی ہے مگر اس روایت میں قطع نظر اس سے کہ ام ابراہیم کی کنیت میں اختلاف ہے ایک یزنا نقص یہ ہے کہ وہ روایت مرسل ہے اور اسی لئے ضعیف ہے — علامہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تدریب الراوی میں لکھا ہے — ثم المرسل حدیث ضعیف لا یحتج بہ عند جماہیر المحدثین کما حکاہ منہم مسلم فی صدر صحیحہ و ابن عبد البر فی التمهید و حکاہ حاکم بن مسیب و مالک و الشافعی و کثیر من الفقہاء و اصحاب الرسول والنظر للجهل بحال المحدثین لانه یحتمل ان یکون غیر صحابی و اذا کان كذلك فیحتمل ان یکون ضعیفاً و ان اتفق ان یکون المرسل لا یزوی عن ذقة الفالووثیق مع الایہام غیر کاف کما سیاتی — ولانہ اذا کان المرسل المسمی لا یقبل فالمرسل صیغہ و حال اولی ۔

خبرہ مضمرہ روایت بالمعنی میں لفظ جاریہ یا ملک یمین ہی نہیں کہے — مگر یاد رہے کہ ربانیوں یہود کی روایتیں اس مضمون کی ہیں کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھیں اور اُس نے ابراہیم علیہ السلام کی کرامت اور بزرگی دیکھ کر اُن کو انہیں دیا تھا — [دیکھو کتاب بردشیک ربہ] — [۵] — ماریہ ازہی جن صورتوں کی نسبت کتب عہد متیق میں لکھا ہے کہ حرم تھیں [جیسے ہاجرہ] تو وہ لفظ فقہ کی اصطلاحی ملک یمین کے ہم معنی نہیں ہے — وہ تو ہر مریہ بیبیوں تھیں جو حقوق زوجیت میں پہلی بی بی کی برابر ہوا کرتی تھیں لڑکے اتنا ہی تھا کہ انتظام خانہ داری میں پہلی ہی بی بی کو دخل رہا کرتا تھا اور اگر یہ دوسری بی بی جو حرم کہلاتی پہلے خادمہ تھی تو بعد نکاح بھی بدستور خدمت کرتی رہتی تھی (دیکھو تفسیر ہارن جلد ۳ حصہ ۲ پ ۳) \*

اور ماریہ قبطیہ سے ابراہیم بن النبی کا پیدا ہونا ایسا تاریخی واقعہ اور قطعی مثال نہیں ہے جس سے Maria the coptic was not a concubine—rather an imaginary personage. وہ ذلت اور خرابی لازم آوے جو اولاد ام ولد میں لازم آتی ہے کیونکہ (۱) ماریہ تین صورتوں کا نام روایتوں میں ہے اور یہ

تینوں یا دونوں خادمہ النبی کہلاتی ہیں ابن حجر مسلمان نے ۱۳ نام لکھے ہیں ابن مندہ نے ایک ماریہ جس کی کنیت ام الرہاب ہے اور دوسرے ایک اور ماریہ خادمہ النبی الگ الگ لکھی ہیں اور اسے روایت کی ہے مگر ابراہیم نے دونوں کو ایک کر دیا ہے اور ماریہ قبطیہ ہنوز ملحدہ ہیں — ایسے اختلافوں سے ٹھیک نہیں معلوم ہوتا کہ کیا تھا (۲) یہ بھی قطعی نہیں کہ ماریہ کے پید سے ابراہیم بن النبی پیدا ہوئے ہوں — علی ابن الحسین جنید الرازی نے اپنی تاریخ میں ابراہیم کو بطن عدیجہ سے لکھا ہے اور ماریہ کا ذکر بھی نہیں کیا اور ابن مندہ نے لکھا ہے ”واستمرے جاریۃ قریظیۃ فولدت لہ ابراہیم“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کسی قید کی ہونے لڑکے یہود قریظیہ سے پیدا ہوئے تھے (۳) ماریہ کی بعض مخصوص روایتیں از قسم ضرب صحاب وغیرہ جو روایتوں میں ہے اُس سے پایا جاتا ہے کہ ماریہ سے لڑکے کی طرح پیش نہیں آیا جاتا تھا بلکہ بیبیوں کی طرح — (۴) ایک عیسائی ہادشاہ کا ایک نبی کو دو چھوکر یاں تحفہ میں بھیجی تھیں بعض خلاف قیاس اور تعجب انگیز ہے [۵] ماریہ قبطیہ از قبیل امامہ تھیں ہوسکتی ہیں وہ کسی لڑائی میں قید نہیں ہوئیں اور نہ وہ غریب یا فروغ ہوئیں بلکہ مدینہ میں آنے سے پیشتر مسلمان ہو چکی تھیں [دیکھو ابن سعد کی روایت کتاب الاصابہ میں] ان وجوہ پر نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بعد

اور حضرت شہر بانو بھی ملک زمین تھیں بلکہ وہ مدینہ میں آتے ہی قید سے رہا ہو گئیں تھیں دیکھو مناقب ابن ہشام اور ہشتار الانوار کی ۱۲ جلد \*

۱۱ عورتوں کے حق میں آزادی پہنچوہی تہذیب اور عفت لباس میں احترام (سورۃ نور) اور ان سے گفتگو میں اسلام elevated and improved the state of female sex. ادب (ولاتواعدواہن سرأ الا ان تقولوا قولا معروفا — ۲ ح) کے احکام جاری کیئے اور

ایسے احکام ان کی حالت کے موافق اور مناسب صادر کیئے جو حکماء سابقین سے نہیں تھے اور ایسے ایسے احکام جن کو پہنچے اُس خالق حقیقی کے جو مرد اور عورت کی فطرت اصلی سے واقف اور ان کا بنانے والا ہو اور کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا — جو بد رسمیں اور قبیح رواج عورتوں کی نسبت تھے اور جو کچھہ ان کے حق میں ظلم و زیادتی مردوں کی طرف سے ہوا تو تو تھی ان سب باتوں کی اصلاح کی — جاہلیہ کی بد رسموں میں سے ایک یہہ رسم عام تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اُس کی سب بیٹیوں کا جبراً اور کرہاً وارث ہوا کرتا تھا اور ان سے نکاح بھی دیتا تھا مگر ان سب قبیح اور مکروہ دستوروں کو قطعاً موقوف کیا \*

”یا ایہا الذین آمنوا لا یصلکم ان ترثوا النساء کرہاً“ اور ”ولا تلحقوا ما تکتب اباہم من الفساد الا ما قد سلف انہ کان فاحشۃً معقناً و ساد سبیلاً“ \* — (نساء)

ایک مقام پر انریبل ولیم میور صاحب اپنی سیرت مکہ مدنی (ج ۳ ص ۳۰۳) میں اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایک امر خاص میں محمد صلعم نے عورتوں کو ایک سطح اور نا گزار قباحت سے چھڑایا وہ یہہ تھی کہ بیٹا اپنے باپ کی بیٹیوں کا وارث ہوا کرتا تھا \*

یہہ رسم جیسی کہ قدیم سے ہوتی آئی تھی اُس وقت میں بھی اس کی ایک مثال ہی یعنی زید بن امر بن نفیل اور حضرت عمر ابن خطاب بن نفیل باہم چھپڑے پھاٹی اور ایک حساب سے چھپا بہتھیجے تھے یعنی امر نے اپنے باپ کی بیوہ جیدہ سے نکاح کیا اور اُس سے زید ہوا جو امر کا بیٹا اور نفیل کی بیوی کا بھی بیٹا ہوا (ایضاً ج ۲ ص ۵۲) جو جو ایسی صورتیں ہونٹیں اور جو اُڑ بھی اُس وقت موجود ہونگی وہ الامائدساف کے حکم میں ہیں بیٹی اسرائیل بھی ایسا کر بیٹھتے تھے (۲ ص ۱۱۱/۱۱۲)

۱۲ عورت کو تران نے جماعہ حقوق اور اختیارات میں مرد کے ہمرکنہ اور تمام قابلیتوں میں مردوں کے مساوی قرار دیا ہے \*

[۳] طبرانی نے اور ابن مردودہ نے ابرہہ روایت کی ہے جس میں تحریم ماریہ کا ذکر ہے مگر وہ غیر معین ہی اور وہ جیسی ہی غیر معتبر ہی جیسی مرسا [۳] طبرانی کی ایک اور روایت میں طریق الضحاک میں ابن عباس الخ ہی اور ضحاک کثیرالرسال ہی اور اُس کی روایت میں ابن عباس سے بلا واسطہ نہیں ہی قال الزین العراقي والضحاک لم یسمع من ابن عباس — اور علامہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں لکھا ہے و طریق ضحاک بن مزاحم میں ابن عباس منقطعہ فان الضحاک لم یلقہ — پس روایت منقطعہ غیر صحیح ہی — [۵] سعید بن منصور نے ابی مسروق اور حضرت عمر سے جو روایت کی ہے اُس میں ماریہ قبطیہ کا نام نہیں اور وہ روایتیں معین ہیں پس ضعیف تھرینگی اور نیز اصل وارثوں نے اپنا ماخذ نہیں بیان کیا \*

ایک تالیف جدید میں قصہ تحریم ماریہ کے ثبوت میں بڑا اعتماد کیا گیا مگر حاصل کچھہ نہیں ہوا — ص ۱۳۱ میں لکھتے ہیں — صحیح بخاری میں ہی باب ”لم تحرم ما احل اللہ لک“ میں سعید بن جبیر انہ اخبرنا عن ابن عباس یقول اذا حرم امراتہ لیس بشیئہ وقال لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة — قال الشارح و اشار ذلک الی قصۃ ماریہ انتہی مگر اس میں سارا زور و زور مستدل کا شارح کے قول پر ہی مگر وہ شارح کا صرف خیال ہی ممکن ہی کہ تحریم اصل کی طرف اشارہ ہو \*

دوسری روایت انہوں نے نقل کی روي النسائي من سعید بن جبیر ان رجلاً مال ابن عباس فقال انی جماعت امراتی علی حراما فقال کذب کذب علیک الکفرام ثم قلی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک \*

مگر اس میں تو قصہ ماریہ کا کہیں ساں و گمان بھی نہیں — ظاہر ہی کہ ابن عباس نے اس میں عدم لفظ قرآن سے استدلال کیا یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ سبب یہہی خاص وہی ایک ہو علامہ سیوطی لکھتے ہیں اختلاف اہل الاصل ہل العبرۃ لعموم النقطہ او بخصوص السبب والاصح عندنا الاول و قد نزلت آیات فی اسباب و اتفقوا علی تعدیتها الی غیر اسبابہا الخ \*

اب ان روایتوں کے سوا اگر اور کوئی سند اس قصہ باطل کی بھی ہوگی تو اس میں بھی انہیں ضوابط اور قواعد سے نظر کی جارہیگی \* اور والدہ محمد بن حنیفہ کی مثال بھی بالکل غلط ہی کیونکہ وہ لہذی نہ تھیں اور نہ ان پر حضرت علی نے لہذی کے طور پر چڑناچہ سید مرتضیٰ علم الہدی نے اپنی تصنیفات میں صاف لکھا ہے ”سبھہم بالسبی بل نکحہا و مہرہا“ \*

ہوتی ہے — ملازہ ازیں بعضی باتوں میں مردوں کی رعایت اور مردوں کی حق تالی بھی ہے — جرائم سنگین میں تو نہیں مگر اور جرائم میں اگر مرد اور مردوں اُس کے مرتکب ہوئے ہوں تو مرد سزا یا ب نہرگی احصاء کی وجہ سے مرد کو یہاں تک پروانگی ہے کہ زنا کی سزا سے بھی معذور ہے !! — اور اگر مرد اپنے شوہر کا کپڑا ہی مال و متاع لیتا ہے اُس کی پوسہ نہرگی اگر کوئی غیر شخص صرف مال کے لالچ سے (بغیر زنا) مرد کے ساتھ اُس کے شوہر کا مال لکوا لیتا ہے تو انکو مردوں میں تو دونوں میں سے ایک بھی سزا نہ ہوتی — فرض یہ سب افراط اور تقیظ کے بے موقع قانون ہیں جن کی مہذب قومیں پابند ہیں تو اب اُس کے ابطال کے لیے کچھ زور مارتی ہیں اور اُسکی شہادت اور قباحت رفع کرنے کو حیلے بھی پیدا کیئے ہیں مگر وہ امیروں کے لیے — اوسط اور ادنیٰ درجہ کی قومیں اُن سے معذور ہیں ابتداء اسکاٹ لینڈ کے قانون بعض باتوں میں کچھ معقول ہیں مگر پھر بھی سب کے سب احکام الہی اور وحی کی اصلاح کے محتاج ہیں \*

۱۳ تمام ممالک ایشیا میں عرصاً یہودیوں اور یونانیوں میں نکاح ایک قسم کی خرید و فروخت کا معاملہ ہوتا تھا کہ بیابا کرنے والا لڑکی کے باپ کو ایک رقم معین دیتا تھا (پیدائش ۳۲ و ۱۲ اصول ۱۸ و ۲۵ اور ہوسیع نبی نے اپنی بیوی پندرة روپیہ اور قیرہ حور جو کو خریدی تھی ۳) اور اب تک بھی یہ رسم قروس ترکی اور ملک ہاربان کے عیسائیوں اور بعض اعراب میں ہے مگر قرآن نے نکاح ایک مقد قرار دیا جو طرفین کے اختیار اور رضامندی سے ہوتا ہے ہی اور زر مہر مرد کے باپ کو نہیں ملتا بلکہ خود مرد کا حق ہوتا ہے \*

”وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدَقَاتِهِنَّ“ + [نساء ۱ ع]

”وَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُواهُنَّ أُجُورَهُنَّ“ (نساء ۴ ع)  
بعضی اعتراض کرنے والوں نے لفظ اجر پر اک گزرتے تعریض کی ہے گویا اُس کو نامناسب لفظ سمجھے مگر دراصل اُس میں اشارہ ہے اس پر کہ زر مہر مرد کا اجر ہے جس کی وہ مستحق ہے نہ کہ اُس کی قیمت جو اُس کا باپ لے لے \*

+ اور دے قالہ مردوں کو اُن کے مہر عروسی ہے  
+ پھر جو تم کام میں لائے ان مردوں میں سے اُن کو دو  
اُن کے حق جو مقرر ہوئے —

”لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ“ + (۲ ع)

”لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ“ + [نساء ۵ ع]

بجز اس ایک قدرتی فرق کے جو صنایع مطلق نے مرد کو مرد پر دی ہے \*

”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ“ + [۵ ع ۳ ع]

”وَاللرِّجَالُ عَلَيْهِمُ ذِمَّةٌ“ || [بقرہ ۲ ع ۲۸ ع]

مردوں کے حقوق کے باب میں قدیم رسوم سے قطع نظر کر کے صرف انگلستان کے قانون کو دیکھا جاوے کہ ان لوگوں نے بالائینہ اصلاح و تہذیب مردوں کے حق میں کیسے جوڑ اور حیف کو جایز رکھا ہے اور مردوں کی عورت رائی کے تابع کر دیا ہے — نکاح کے بعد بہت سے احکام میں عورت کی ذات ہی نہیں قائم رہتی وہ گریا اپنے شوہر میں مستہلک ہوگئی وہ اپنے نام سے کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی اور اُس کی ذاتی جائداد جو قبل نکاح سے حاصل کی ہو وہ بھی شوہر کی ملک میں آتی ہے اور اُسے اختیار ہوتا ہے جسے چاہے اُسے صرف کرے — عورت کو اتنا بھی حق نہیں ہوتا کہ وہ اپنے نام سے یا اپنی ذات خاص کے لیے ضروریات خرید کرے یا منگوا بھیجے — مگر مرد پر ثاں نفقہ عورت کا واجب ہے مگر رسم انگلستان میں اسکی تعمیل کر پانے کا کوئی صاف ذریعہ نہیں ہے اور نہ عورت کو روٹی کپڑے کی ٹالہ کر سکنے کا حق ہے مگر کچھ ضمنی صورتیں نکالی گئی ہیں — اور نیز بہت سے مدارج بدسلوکی اور اذیت کے ایسے ہیں جن کا کچھ چارہ نہیں نہ عورت کی کوئی فریاد سنتا ہے نہ عدالت کچھ کر سکتی ہے — مگر عورت اپنے شوہر سے مفارقت کر کے عرصہ سے الگ رہے مگر جو کچھ جائداد وہ حاصل کر چکی وہ شوہر ہی کی ہرگی اگر عورت پیشتر سے کچھ بندوبست نہ کرے تو عورت کا وہ مال و اسباب جو اُس نے ایام مفارقت میں حاصل کیا ہے اُسے شوہر کے قرض خراج اُسے لے سکتے ہیں — مرد کو اپنی کل جائداد کا اختیار حاصل ہے چاہے وہ اپنے حیات فیروں کو دے جاوے عورت کو کچھ نہیں مل سکتا — جب ایسے دستور جاری ہوں اور مرد تنگ مزاج اور موم کی ٹاک ہو تو عورت کی بڑی حق تلفی

+ عورتوں کا بھی حق ہے جیسا اُن پر حق ہے موافق دستور کے [بقرہ ۲۸ ع]

+ مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے [۵ ع]

ی مرد حاکم ہیں عورت پر

|| مردوں کو عورتوں پر درجہ ہے



نکاح کی اصل علت مہصنین قرار دی کہ مسانکین — یہو  
جب کہ نکاح کی بناء تعاون ہوگی اور مرد و عورت باہم باعث اطمینان  
اور ایک دوسرے کے مددگار دینی اور دنیوی باتوں کے ہونے [جیسا کہ  
لیاس کی تشبیہ سے ظاہر ہے] تو یہو جب طلاق کی رسم نکلی تو یہو  
بانت جاتی رہی — علوہ ازیں اس رسم سے دونوں کے دلوں پر سے  
اس عقد اور نظم کی عظمی بھاری جاتی دھتی ہے ایک کو دوسرے پر  
اطمینان اور اعتماد نہیں رہتا باہم کا اخلاص اور نیاز جاتا رہتا  
ہی — دلوں میں ثقافت پیدا ہوجاتا ہے اور طلاق کے اندیشہ میں  
خیانت اور اضطراب اور تربیت ارادہ میں بالکل بے ترتیبی اور اصلاح  
منزل میں ابتری پڑ جاتی ہے — اور جہاں جہاں قرآن مجید میں  
نکاح کا ذکر اور زنا سے ممانعت ہے انہیں مقامات میں ان سے  
قباحتوں پر بھی اشارہ ہے \*

ہاذا ولي الله صاحب حجة الله البالغة میں لکھتے ہیں (ص ۳۲۵)  
اعلم ان في اثار من المطلق و جريان الرسم بعدم المبالاة به  
مفاسد كثيرة و ذلك ان ناساً ينفقون الشهوة الفرج ولا يقصرون  
اقامة تدبير المنزل ولا التماس في الارتفاقات ولا تصيبون الفرج —  
و انما مصلح ابصار هم التلذذ بالنساء و فوق لذة كل امرأة فيجبهم  
ذلك الى ان يكثروا المطلق والنكاح — و لا فرق بينهم و بين الزنا  
من جهة ما يرجع الى تفريطهم — و لا تميزاً عنهم باقامة النكاح و  
و المرافقة لسياسة المدينة و هو قوله صلى الله عليه وسلم ان  
الزناقين و الذوات — و ايضا نفي جريان الرسم بذلك افعال  
لتعطيل النفس على المودة الدائمة او شبهة الدائمة و عسى ان  
نتج هذا الباب ان يضيق صدره و صدرها في هي من مصورات الأمور  
فقدنعان الى الفراق — و ان ذلك من احتمال اعياد الصحة والاجماع  
على اقامة هذا النظم و ايضا في اعتياد هن بذلك و عدم مبالاة الناس  
به و عدم حزمهم عليه يفتح باب الرقاعة — و ان لا يجعل كل  
منهما ضرراً لآخر ضرر نفسه — و ان يكثرن الواحد الآخر — و يهدد لنفسه  
ان وقع الاقتراق — و في ذلك ما لا يحصى —

۱۶ طلاق کی رسم تو یہودیوں میں عام اور بکثرت تھی اور  
موسوی شریعت میں اُسکو شاید مطلقاً جایز کر دیا تھا حتی کہ حضرت  
عیسی علیہ السلام کو اُسکا عذر کرنا پڑا (متی ۱۹) — حضرت مسیح  
سے کچھ پیشتر نکاح کے باب میں فقہاء یہود میں دو مذہب ہو گئے  
تھے سامی اور اُس کے مقلدوں کی یہو رائے تھی کہ صرف نعل قبیلہ کے  
ارتکاب پر یا فاحشہ میبذہ پر طلاق ہی جائز اور ہال اور اُس کے  
مقلدین کا یہو مذہب تھا کہ ادنی سی خطا پر بھی عورت کو طلاق  
دی دینی چاہیئے — اُن لوگوں کا یہو قول تھا کہ اگر کسی کو اپنی

۱۲ قرآن نے عورت اور مرد کی باہمی گزارش میں کمال عدالت  
اور محبت کو پراپر قائم رکھنا ضرور قرار دیا  
Social affection  
and comfort of domestic life.  
ہی اور مہر کا تقور اور نکاح نسخ ہونے کی  
عورت میں واجب الہا اور ناقابل نقصان  
ہونے کی وجہ سے عورت کو خود دل ممانعت رہنے اور مرد کو اس کا  
تیار شد اور محتاج الہا ہونے اور ہمیشہ کو ملے رہنے کی تدبیر  
کردی — اتحاد زوجوں کی برکت اور مسرت اور اُس کے نتیجہ میں  
حسن معاشرت کی حالت سے قرآن عجب واقف ہے \*

”و خلق لكم من انفسكم ازواجاً لئلا تنفكوا اليها وجعل بينكم مودة  
ورحمة“ [روم ۳ ع]  
اور یہو اسی طمانیت اور محبت نرم دلی کو جو باہم زوجین  
میں ہونی چاہیئے ایک دائمی اور غیر قابل انتزاع اور لازوال اور غیر  
لاقی انقسام تشبیہ میں بیان فرمایا \*

”هن لباس لكم و اقم لباسهن“ [بقرہ ۱۸۲]  
اور چونکہ اصلی غرض تجویز نکاح سے اقامت تدبیر منزل اور  
تعاون باہمی انتظام خانہ داری اور تحصین نرج ہی اور یہو  
باتیں بغیر دائمی نکاح اور آپس میں مثل لباس ایک دوسرے کے  
محتاج رہنے اور ملے رہنے کے نہیں ہوتیں اس لیے ضرور ہوا کہ  
فلوت کی راہ سے اُن میں باہم مروت اور دانہ خلق کی جاوے — اور  
یہو سب مصلحتیں جو نکاح کے دائمی قائم رکھنے میں خیال میں  
آسکتی ہیں ان دو لفظوں میں بیان کر دیں \*

”مہصنین غیر مسانکین“ [نساء]  
اس جملہ کی پہلی خبر مہصنین میں تمام حکمتیں اور پہلائیں  
جو نکاح سے متصور ہیں داخل ہیں اور جزو دوم غیر مسانکین میں  
تمام قباحتیں جو چند روزہ نکاح اور غیر منضبط طریق سے باہم معاشرت  
کرنے سے پیدا ہوتی ہیں منع ہوئی گئیں — درحقیقت یہو فقرہ صریح  
جامع اور مانع ہے اور اس میں اثبات اور نفی سے تمام حکمت منزلی کے  
مصلح اور مفاسد سکھائی ہیں \*

۱۵ جبکہ اس بیان سے نکاح کی مصلحتیں معلوم ہوئیں تو اسکی  
مقتضی سے طلاق کی ممانعت بھی [۱۱]  
Divorce discouraged  
یعنی ناگزیر حالتوں میں [ثابت ہوئی  
کہونکہ برابر نکاح اور طلاق کی رسم جاری  
رکھنے میں صرف عورتوں سے لذت حاصل کرنی ہی حالانکہ اسلام نے

† پناہی تمکو تمہاری قسم سے جرتی کہ جوت پکڑو اُن کے پاس  
اور رکھا تمہارے پیچ پیار اور مہو  
‡ وہ ہر شاک ہیں تمہاری اور تم ہر شاک ہر اُن کی  
§ قہد میں آنے کو نہ مستی نکالنے کو

پرہیز کرے۔ میں یہاں پر چند اشارے کلام مجید سے طلاق کی ممانعت پر نقل کرتا ہوں \*

۱ 'و ما ہرأنا من بالمعروف فان کرہتموهن نفسی ان تکرہوا ہیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً' [نسا ۳ ع]

یعنی گزراں کرر مورتوں کے ساتھ اخلاق سے بہر اگر تمکو وہ دینی معلوم ہوں تو [اس پر صبر کرو اور اُن کو جدا نہ کرو] شاید تمکو نہ پسند آوے کوئی چیز مگر خدا نے اسی میں اصلاح اور خیر اور برکت رکھی ہو۔ دیکھو تفسیر مدارک مندرجہ دفعہ سابق \*

۲ 'و یمرئہن الحق پردہن فی فاک ان ارادوا اصلاحاً' [بقرہ ۲۸ ع]

یعنی مدت کے زمانہ میں اُن کے خاوندوں کا حق ہی اُن کا ہے اور اگر چاہے صلح کرنی۔ اس میں قریب ہی اس پر کہ ملے رہنے میں اصلاح ہی اور الگ ہو جانے میں فساد \*

۳ 'لا یصل لکم ان قاعدوا ما اتیتوهن شیئاً' [البقرہ ۲۹ ع]

یعنی تمکو حلال نہیں کہ لے کر کچھ لے لیا دیا ہو مورتوں کو الخ اس کو ملاؤ اُس آیت سے جہاں یہ کہ قنطار کے لفظ سے تدبیر کیا ہی یعنی قہیروں پر تعداد پس اس میں بھی مصلحت ہی کہ جب زر مہر سے کچھ بھی لے لیا حرام نہ ہو اور ادھر مہر کی کوئی حد نہیں رکھی تو یہ اسی ممانعت طلاق کا ہندوبست ہی \*

۴ 'فان طلقا فلا تحلل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ فان طلقا فلا جناح علیہما ان یتراجعا'۔ یعنی اگر کوئی تیسری بار بھی طلاق دیدے تو پھر وہ اس پر حلال نہیں ہو سکتی مگر اس صورت میں کہ وہ مورت کسی اور سے نکاح کرے اور پھر شاید وہاں سے ایسی ہی نا اتفاقی ہو کر طلاق تک توبہ آوے تب ہو سکتا ہی اس میں ہمیشہ حرام ہو جانے کی دھمکی اسی ممانعت طلاق کی تدبیر ہی۔ اور جب ایسی ایسی تصریحات اور تدبیریں منع طلاق کی ہیں تو دوسری جگہ سے طلاق کیوں ہونے لگی تھی \*

۵ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دینا چاہا جناب پیغمبر علی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً منع فرمایا 'وامسک عینک زوجک واتق اللہ'۔ [احزاب ۲۲ ع]

۶ 'والصلح خیر' (نسا ۱۹ ع) یعنی مورت اور مرد میں باہم صلح کر لینی خوب چیز ہی۔

۷ 'لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذاک امراً' (طلاق) یعنی کیا معلوم ہی کہ خدا اس کے بعد نیا کام نکالے یعنی اُن میں صلح کی توفیق اور ترک ارادہ طلاق کی سہیل کر دے \*

وہوت دینی معلوم ہو تو اُسے نکال ڈالے [استثنیات ۲۳ و ۱] دینی عقیدہ کہتا ہی کہ اگر کوئی مرد کسی مورت کو اپنی مورت سے خوبصورت ہواوے تو اپنی مورت کو نکال دے کیونکہ لکھا ہی کہ اگر وہ اُسکی نظر میں اچھی نہ معلوم ہو الخ۔ قرآن صریح اس کے خلاف کہتا ہی "فان کرہتموهن نفسی ان تکرہوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً" [نسا ۳ ع]۔ معلوم ہلا کہتا ہی کہ اگر کسی کی مورت اپنے پھر کا کھانا بہت نمک ڈال کے خراب بنادے یا اُسے زیادہ بہر دے تو وہ مورت طلاق دیدی جاوے۔ مگر قرآن کہتا ہی "لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذاک امراً" [طلاق]

یورپ کے ملکوں میں رومن کیتھولک مذہب کی رو سے تو جیسا کہ کونسل آف ٹرینٹ سنہ ۱۵۶۲ ع میں قرار دیا زنا کے بعد بھی طلاق نہیں ہو سکتی۔ انگلستان وغیرہ ملکوں میں جب سے اصلاح ہوئی ہی تب سے قاعدہ طلاق میں کچھ تبدیلی ہوئی کیونکہ پارک میں صرف زنا پر طلاق ہوتی ہی اور اور ملکوں میں زنا پر اور نہایت ظالم سے بد ساوکی پر اور قصداً مفارقت اختیار کرنے پر اور عرصہ دراز تک نامعلوم غایب رہنے پر بھی طلاق ہوتی ہی اور انگلینڈ میں طلاق کا پامی زنا اور ایذا رسائی ہی ہوتا ہی اور اسکاٹ لینڈ میں زنا یا قصداً چھوڑ کر چلے جانے سے طلاق ہو جاتی ہی۔ انگلستان میں قانون دیکھتے ہوئے سے پہلے ایسی مورت کے کہنے جسے اُس کے خاوند نے قصداً چھوڑ دیا ہو چارہ جوئی اور داہ رسی کی سہیل نہ تھی اب ایسی مورت میں عدالت سے افتراق ہو جاتا ہی اور اگر مفارقت کے ساتھ زنا بھی ہورہی ہو تو طلاق بھی ممکن ہی \*

۱۷ قرآن نے مرد کو بھی اختیار نہیں دیا کہ بلا وجہ شدید

اور بغیر پیشتر کی اطلاع کے دفعہ واحدہ اور Texts of the Coran discouraging divorce. مطلقاً اور فوراً اور بلا کسی شرط کے طلاق دیدے اور معاشرت اور تمدن کی خوبی اور عوامی اور برکت کو اپنی تنک مزاجی یا شکر رنجی سے کھو ڈالے اور

† پھر اگر وہ تمکو نہ بہاویں تو شاید تمکو نہ ہواوے ایک چیز اور اللہ رکھے اُس میں بہت خوبی۔

والمعنی فان کرہتموهن فلا تفارقواہن بکراہۃ الانفس وحدھا ربما کرہت النفس ما ہو اصلح فی الدین واولی الی الخیر واحب ما ہو یضد ذلک ولکن النظر فی اسباب الصلاح والماصح قولہ نفسی ان تکرہوا جزاً للشرط لان المعنی فان کرہتموهن فاصبرو علیہن مع الکراہۃ فلعل لکم فیما تکرہون خیراً کثیراً ایس فیما تصبرونہ۔ مدارک التنزیل نسفی ‡ اُس کو خبر نہیں شاید نیا نکالے اللہ اُسکے پیچھے کوئی کام۔



۱۸ قرآن میں دو ہی تین مرتبہ طلاق کے جائز ہو سکے کے پائے جاتے ہیں اور وہ صورتیں یہی ہیں جو اصل اور قدرتی عقد کی فرض اور نکاح کے مقصود کے خلاف ہیں اور ایسی صورتوں میں طلاق کو جائز رکھنا عین حکمت اور مصلحت ہی ہے۔

Divorce permitted not to gratify the levity, caprice or profligacy of either party—but only in the case of unfaithfulness of nuptial vow.

۱ ایک صورت طلاق کو بے الزام جائز رکھنے کی یہ ہے کہ عقد کے بعد اور خلوت ہونے سے پیشتر طلاق دیدی جائے تو اس میں کوئی گناہ یا قباحت عقلی نہیں ہے کیونکہ یہ نکاح کوئی لغوی نکاح نہیں ہے بلکہ اصلحی نکاح ہی یعنی وہ ایک معاملہ ہی قول و قرار کا اور اس سے وہ فرض جو فطرت الہی میں خلق ازواج سے حاصل نہیں ہوتی ہے \*

”لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن“ (بقرہ ۲۱ ج)

یعنی اگر صورتوں کو جن سے عقد ہوا ہو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو تو کچھ مضایفہ نہیں ہے — الخ — ایسے ہی احزاب کی ۲۱ آیت ۶ ج ایسے اصلحی نکاح میں بھی صورت کے لیئے بڑی رعایت اور احسان کیا ہے یعنی جب ایسی صورت میں مہر نہ مقرر ہوا ہو تو دستور کے موافق اس کو خرچ دینا چاہیئے اور اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو نصف مہر دینا چاہیئے اس قدر تو ضروری ہے الا صورت سب چھوڑ دے یا مرد سب دیدے تو اور بھی بہتر ہے — (دیکھو اسی آیت کے بعد کی آیتیں) \*

۲ دوسری صورت امکان طلاق کی یہ ہے کہ صورت زنا کرے چوتھ خدا نے نکاح کو تمہیں کا ذریعہ بنایا ہے اور ہو جگہ متعین غیر مسافعیں اور ولا متعذی اعدان کے لفظ فرمائے ہیں + تو جب اس کے خلاف کرٹی فعل ہوگا وہ فطرت الہی وضع ربانی اور شریع اسلامی کے خلاف ہوگا — † ”و لا تعصواہن لتذہبرا بیعض ما اتیتہن الا ان ین یا قین بفاحشة مبینة“ — (نساء ۳ ج) یعنی جائز نہیں کہ تم اپنی بیبیوں کو بند کر رکھو تاکہ اُن سے کچھ مہر میں سے چھڑا لو مگر اس حالت میں کہ جب وہ صریح بے حیائی کا کام کریں — من الحسن الفاحشة الزنا فان فعلت حل لزوج ان رسالة الشلع (مدارک) یعنی حسن کہتا ہے کہ فاحشة سے مراد زنا ہی اور جب صورت زنا کرے تو مرد کو جائز ہے کہ اُس سے خلع چاہے — اور یہی مضمون سورہ طلاق کی پہلی آیت میں بھی ہے ”و لا تعصواہن من ینرتمون

+ نساء ۴ ج (مکرر) اور مائدہ ۱ ج

† اس کے پہلے کربا پر وقف موجود ہے اور یہ جملہ مستانف اور جدید ہے

(۱) ”واللہ تعالیٰ تغاضب من نشوز من تعصواہن و اہبواہن فی المضاجع و اضرہا فان اطمعنک ملا تہوا علیہن سبیلا“ (نساء ۶) یعنی جن صورتوں کی بد خوئی کا تمکو قدر ہو تو اُن کو سمجھا دو اور جدا کر دے تو میں اور اگر اس پر بھی نہ مانیں تو مارو (آہستہ سے تادیب) پس اگر مان جاویں تو انہی الزام نہ تلاش کرو (یعنی طلاق نہ دو) \*

(ب) ”و ان خفتم شقاق بینہما فامشرا حکما من اہلہ و حکما من اہلہا ان یزیدا اصلاحاً یوفق اللہ“ \*

یعنی اگر تم قدر کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کر ایک منصف مودراوں میں سے اور ایک منصف صورت والوں میں سے اگر یہ دونوں [منصف] چاہیں گے صلح تو خدا ملاپ کر دینا ان میں \*

(ج) ”و ان امرأة خافت من بعلها نشوزاً او امراضاً فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما صلحا والصلح غیر واحضرت الانفس الشح و ان تعسرا و تقسرا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً“ [نساء ۱۹ ج]

یعنی اگر کوئی صورت قرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو وہ دونوں آپس میں صلح کر لیں اور صلح عرب چیز ہے اور جیوش کے آگے دھری ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو ان صورتوں سے [اس طرح جو کہ وہ تمہیں ناگوار ہوں مگر تم صبر کیئے رہو اور اُن کی صحبت کی رعایت کرو] اور بچو [لڑنے سے اور جی پھر جانے سے] تو خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے \*

یہض اہل علم نے لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صرف حرامکاری کی صورت میں طلاق جائز رکھی ہے مگر جس لفظ کا ترجمہ حرامکاری کیا جاتا ہے وہ نہ صرف زنا ہی کے واسطے ہے بلکہ اس سے نشوز اور بیوفائی اور غدر جو صورت کی طرف سے ہو مراد ہے چنانچہ سائن اور ملٹن نے رسالہ انڈور میریہ اور اعتقادات میریہ میں بہت سی احادیث و روایات پھر کے مہاررے اور کتب مقدسہ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے \*

۱۹ جبکہ مرد اور صورت میں جو ایک بڑی مضبوط زنجیر اور یکے بعد سے باندھی گئی اور فطرت الہی کے قانون کے مستحکم ہیں کوئی

آپس کی گزراں میں ہر نظم اور ترتیب اولاد میں ابتری روا رکھی مگر اُن لوگوں نے ان حکموں میں کبھی غور سے نظر نہیں کیا کسی دفعہ سے احکام پرچہ لیتے یا احکام قرآنی کو اُس کی راے پر عمل کر لیا اور ظاہر ہی کہ فقہ کا منصب حمایت اسلام و دفع مظالم نہیں ہی اُس کو ہر ایک صورت اور ضرورت کے احکام جو احکام قرآنی اور راے اور قیاس سے نکل سکیں پتا دینے سے کام لیتے مکملین اسلام کا یہ کام ہی \*

طلاق کو ایسے ناگزیر اور سخت موقع پر جس کا ہم نے بیان کیا ہے جائز رکھنا انسان کے حق میں بڑی پیروی اور احسان کا کام ہے ایسے ازدواج سے جس میں دونوں کی زندگی حرام اور عیش تلخ ہو مصلحتی دلانا عین حکمت ہے۔ جو لوگ طلاق کے باب میں بہت سخت ہیں وہ بھی دو ایک صورت طلاق کی جائز رکھتے ہیں پھر جب کسی ضرورت شدید سے اُس کا حوازا ماننا پڑا تو پھر اُس کے احکام دلم بند نہ کرنے پے عقی ہیں اور نہ اُن احکام کے بیان سے طلاق کی اباحت ایسی بے پردائی آزادی اور مطلق العنانی سے ثابت ہو سکتی ہے اگر ایام جاہلیہ کی رسوم ازدواج و طلاق کو دیکھا جائے تو ثابت ہرگز کہ جملہ احکام طلاق ان بد رسوروں کی اصلاح اور تہذیب میں صاف ہونے ہیں جن کی حرکتیں بہائم اور درندوں کی مانند تھیں یا ان شدید التعصب کے وہم باطل کی مرستی کے لیتے تھے جو وقوع زنا پر بھی طلاق کو جائز نہ سمجھتے تھے پس ان سب افراط اور تعریض پر نظر کر کے اُس کی قباحتیں روکی گئیں اور پرائیاں دفع کی گئیں نہ کہ از سر نو اجازت دی گئی ہو یا ابتداً جاری کیا ہو \*

۱۱ اب ہم پھر اُن احکامات اسلام کا بیان کرتے ہیں جو

Beneficial ordinances in the favor of female sex.  
بہی فوج انسان پر مفید فرمائے گئے \*

ایام جاہلیہ میں طلاق کے حیلہ سے بہت ظلم کیا کرتے تھے مثلاً عورتوں کو حبس میں کر رکھتے تھے یا مطلق چھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ زمر میں سے کچھ چھوڑ دیں یا طلاق کے بعد بھی اُن کو اس غرض سے روک رکھتے تھے کہ کسی اور سے نکاح نہ کریں تاکہ زوج سابق کی ذلت نہ ہو مگر قرآن نے ان سب باتوں کو منع کیا اور زن مطلقہ سے کچھ واپس لینا کیسا اولٹا ہے کچھ دنیا واجب ٹھہرایا \*

۱۲ ”ولا تمسکوا من ضرار المتعدوا و من یفعل ذلک فقد ظلم

نفسہ“ یعنی عورتوں کو بند نہ کرو ستانے کے لپتے اور جو کوئی ایسا کرے اُس نے اپنے حق میں پرا کیا \*

وجہ عہد اور باہم قوی نہ ہو سکتے یا فرض اصلی کے نہ حاصل ہو سکتے کا ہر تو نا اتفاقی شدید اور بے لطفی نا قابل برداشت کی حالت میں یا زوج کے ترش مزاج یا قلوب طبع ہوتے کی صورت میں اس عہد موئن اور عہد دائمی کا ایسی آسانی سے دفعتاً اور بغتہ ٹوٹ جا سکتے کا حکم نہیں دیا بلکہ علوۃ ان تدارک اور تدبیروں کے جن کا بیان پچھلی دفعہ میں مفصل گذرا جب بظاہری و بطنی ارادہ طلاق اور قصد مفارقت کی قریب آ جاوے تب بھی ایک مدت دراز کی مہلت فکر اور غور کرنے کو دی گئی اور اس عرصہ میں بھی کئی ایک تدبیریں صلح کی قائم کر دیں \*

۱ ”اذا طلقتم النساء فطلقواہن لعدتہن واحصوا لعدۃ والتقوا اللہ“ + [سورۃ طلاق ۱] مدت کے مقرر ہونے میں ایک خاص اور بڑی مصلحت یہی ہے کہ باہم صلح ہو جاوے اور یہ وقتیں احق برہن فی ذالک کا بیان اسی پچھلی دفعہ میں گذرا \*

۲ پھر اس مدت میں عورت کو اپنے گھر سے نہ جانے دینا چاہیئے اور نہ وہ عورت خود جاوے الا یہ کہ زنا کی صورت ہو \* لا تضرحوا من من یہرتہن ولا یضرجن الا ان ینتہن بفاحشۃ موینہ — [طلاق]

۳ پھر جہاں مرد خود رہے وہیں مدت والی عورت کو بھی جگہ دے \*

”واسکنوا من حیث سکنتم من وجکم ولا تصاروا فی تصیقوا علیہن“ — (طلاق)

یہ سب تدبیریں اس مصلحت سے ہیں کہ اُن کے باہم سے رنجش دور ہو اور باہم رغبت کریں۔ اور جو کوئی نا مایہ اندیش ذرا سی سوہ مزاجی یا اختلاف پر طلاق نہ دے بیٹھے \*

۴ بالآخرہ سورۃ طلاق میں یہ بھی ہے کہ مدت پوری ہو جانے کے بعد یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ طلاق ہی دی جاوے اور مفارقت ہی اختیار کی جاوے بلکہ یہ حکم ہے \*

”واذا بلغن اجلن فامسکوا من یہرکوا من یہرکوا“ — یعنی جب وہ پورنچیں اپنے وعدہ کو تو یا رکھ لو دستور سے یا جانے دو دستور سے \*

۵ انہر مخالفوں نے قرآن میں طلاق کے احکام مکرر دیکھے کہ صاحب قرآن کی نظر میں یہ ایک ہلکی سی بات ہے اور عدم مبالغہ کی نظر سے دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ قرآن نے عموماً طلاق کے حوازی سے حسن معاشرت کی خواہی تدبیر منزل کا نساہ اور باہم

+ جب تم طلاق دو عورتوں کو تو طلاق دو اُن کی مدت پر اور

گنتہ رہر مدت اور قرو اللہ ہے —

رسوم پر تھی بلکہ پولوس مقدس کی رائے کا رجحان بھی بارجورہ  
طماؤس کے اسی طرف تھا دیکھو اولاً کرنتھیوں باب ۷ ورس ۸  
و ۲۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۰ \*

اور جو قیاحتیں ان بد رسوم کے پیدا ہونے میں اور جو جو  
قائدے کلیسا میں بڑے بڑے مہرے پانے والوں کے تجربہ کے لیئے  
مقرر ہوئے ان کی ایک بڑی تاریخ ہے۔ عیسوی مشائخ میں سے  
جیروم [سنہ ۴۲۰] اور امبروس [سنہ ۳۹۷] اور رومانی اسقفون  
میں سے داما سیرس [سنہ ۳۸۴] اور سری سیوس [سنہ ۳۹۹]  
اس کے بڑے حامی تھے اور سنہ ۳۰۵ ع کی کونسل الیورس میں  
ہر ہشپ اور ڈیکن اور پادریوں کو تجربہ کا عام حکم دیا اور  
تولید کی کونسل سنہ ۵۸۹ میں یہ حکم نکلا کہ کلرجی  
(پادری؟) کسی صورت سے مشتبہ پایا جاوے تو قاضی اس صورت کو  
بیچ ڈالے اور اُس کی قیمت مسکینوں کے صرف میں لاوے۔ اسقف  
جرجیس اکیبر تجربہ کے مسئلہ کا پورا حامی تھا اور ایک ثقل مشہور  
ہی کہ جب اُس نے اپنا قالب صاف کرایا تو اُس میں چھ ہزار  
بیسوں کی کھڑکیاں نکلیں۔ یہ نتیجہ اُس قانون کا تھا جس میں اُس نے  
دینی مہرے داروں کو مذاکعت سے ممانعت کی تھی۔ اس نتیجہ میں  
جو خرابیاں ہوئیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پادریوں  
کے لڑکے جو بارجورہ اس تجربہ کے ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے کالعدم قرار  
دیئے گئے اور پینڈنٹ ۸ نے کونسل پنوپیا سنہ ۱۰۲۲ میں اُن لڑکوں کو  
کالعدم قرار دے کے ہمیشہ کی غلامی میں دیدیا۔ اور ہینشاہ ہنری  
۴ نے ان احکام کی تعمیل میں سیاست بھی ہمدیف کردی۔ آخر الامر  
سینکڑوں برس کے بعد ان خرابیوں کی اصلاح شروع ہوئی۔ اور لوتھر  
کو سب سے اول تو نہیں مگر وہ بھی منجملہ منکرین مسئلہ تجربہ  
تھے اور سنہ ۱۶۲۵ میں کھڑکیاں دیں پورا سے جو دائمی تجربہ کی  
نذر کرچئے تھے مگر پھر اس سے پھر گئے تھے نکاح کیا۔ قرآن میں  
اس دھپانیت کی اصلاح ان لوتھو وغیرہ لوگوں سے صدہا سال پیشتر  
ہرچکی تھی۔ اور جو ٹھیک ٹھیک اسکی منشاء اور کیفیت تھی اسپر  
اشارہ ہوا ہے \*

”وہدیانہ ابتدعوا ہا مانتینا علیہم الا ابتغوا رضوان اللہ فمارعوا  
حق رعایتہا“ [حدید ۳ع]

یعنی عیسائیوں نے دنیا چھوڑنا نیا نکالا ہونے انپر واجب نہیں  
کیا تھا یہ انہوں نے خدا کی رضامندی کے لیئے نکالا مگر جیسے نپاہانہ  
چاہئے تھا نہ نپاہا۔

اور لڑھپانہ فی اسلام بارہ سو برس سے مشہور ہے \*

۲ فاذا طلقتم النساء بلفظ اجلین فلا تعضلواھن ان ینکحن  
ازواجہن اذا تراضا بینہم بالمعروف“ یعنی جب طلاق دی تمہ  
بھو اور وہ پھر بچ چکیں مدت کو تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کرلیں اپنے  
خاوندوں سے جب راضی ہوجاویں موافق دستور کے \* (ایضا ۳۰ع)  
۳ اس میں اسباب کا بھی اشارہ نکلتا ہے کہ صورت کے میکے  
کے لوگ اُسکو بعد مدت اپنے شوہر سے پھر ملجانے کو نہ رکھیں \*

۴ ”والله طلاق متاع بالمعروف حقا علی المتین“ = (بقو ۳۰ع)  
۵ اگر طلاق پانے والی صورت پیٹ سے بھی ہو تو جب تک وہ  
بچہ نہ جنم اسکو کھانا پکڑا اپنی حیثیت کے موافق دینا ضرور ہے  
اور اگر بچے کو دودہ بھی وہی پلاوے تو پھر اس کی اجرت جداگانہ \*  
۶ ”وان ین اولات حمل فافقروا علیہن حتی یضعن حملن فان  
ارضعن لکم فاتراھن اجورھن“ \* (طلاق)

یعنی اگر وہ صورتیں پیٹ سے ہوں تو اُنکو نفلہ در جب تک بچہ  
ہو اور اگر دودہ پلاریں تمہاری خاطر تو اُنکو دو انکے ٹیک \*

۲۲ بیوروں کے نکاح اور لوثقی اور غلاموں کے نکاح کا عام حکم  
عرب کی رسم کے خلاف اور رومن کیتھلک  
(Objections refuted) کے علی الرغم جاری کیا چٹانچہ فرمایا ہے  
ed.) ”وانکھوا الیامہ منکم والصالحین من  
مبادکم رامکم = اسیکو نوا قوا ینہم اللہ من نفلہ“ \* (نور ۲ع)

اس آیت کا آخری فقرہ کہ اگر وہ لوثقی اور غلام محتاج ہوئے  
تو خدا اُن کو اپنے فضل سے مالدار کودیگا اس پر دلیل ہے کہ غلام بھی  
اپنے مال کے مالک ہوتے ہیں اگلے زمانہ میں اور اب بھی غلاموں کی  
بہت خرابی ہے کہ وہ آپ کسی جائداد کے مالک نہیں تصور کیئے  
جاتے اور اسی وجہ سے غلاموں کے مالک اُن کو ازہراج سے بھی محروم  
رکھتے تھے \*

اہل عرب اپنے باپ کی جو روڑوں کے نکاح میں مضائقہ کرتے تھے  
اس طرح کہ وارث خاندان اپنی سوتیلی ماؤں کو روک رکھتا تھا تاکہ  
وہ دوسری شادی نہ کریں اور عیسائیوں میں ایک قسم ایسی صورتوں  
کی تھی جو تمام عمر بے شوہر رہتی تھیں اور ایک فرقہ ایسے مردوں  
کا تھا جو مذہبی امور کی پابندی سے تمام عمر نکاح نہیں  
کرتے تھے۔ اور پوپ اور کونسل کے قنوی اس باب میں بہت سی  
قیاحتوں کے باعث ہوئے اور اُن کی بنا نہ صرف پوپ کی بدعات اور

† اور بیادہ دو رائدوں کو جو قم میں ہوں اور جو نیک ہوں  
تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ ہوئے مفلس اللہ اُن کو غنی کرے  
اپنے فضل سے۔

## جواب

شریعت اسلام کے اصلاحی اثرات کی غرض سے اور خصوصاً مندرجہ ذیل تفسیروں کا حسن تب ہی عرب معلوم ہوتا ہے جب جاہلیت کی رسوم اور ادب نکاح اور ملکوں کے بلکہ بلاد ترک کی اپ تک کی رسوم ازدواج کو بلا سبقت ظن اور تعصب قرآن کے احکام سے مقابلہ کیا جائے۔\* جو باتیں معترض نے منکرہ طور پر اور حق میں قرآن سے منسوب کی ہیں وہ بے بنیاد ہیں ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ قرآن نے ازدواج کی پیدائش مردوں کی تسکین اور مصیبت اور رافت کے واسطے کی ہے + اور پھر اُنکو باہم ایک دوسرے کے لباس سے تشبیہ دی ہے + اور اس میں اُنکے عزیز اور کواہی اور بالکل محتاج الیہا ہونے پر اشارہ کیا ہے اور اُن سے نیک طریق پر معاشرت کرنے اور صلح قائم رکھنے کی مکرر وصیت فرمائی ہے اور اُنکے حقوق کو آزادی اور اختیار اور جماعت تصرفات میں مردوں کے مساوی قرار دیا ہے || اور جہانگیر نے پھر اور عرف نے اجازت دی ہے جیسے مردوں پر حق ہے ویسا ہی اُنکا بھی حق ہے آ | اور تعجب ہے کہ معترض نے طلاق کو ایسا سمجھا کہ بغیر ایک کھنٹے کی نوٹس کے بھی

## اعتراض

یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام نے مردوں کی حالت میں تہذیب اور اصلاح کی مگر میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے ازدواج کی صورت میں یہ نسبت زمانہ جاہلیت کے صورت کی حالت زیادہ تر ذلیل اور ہست کر دی ہے البتہ ایک امر خاص میں تو یعنی بیٹی کا اپنے باپ کی بیویوں کا وارث ہوتا اس میں تو اسلام نے مرد کو ایک سبب اور شدید عراب حالت سے چھڑایا ہے اور کوئی آزاد مرد شریعت اسلام کی رو سے اپنی مرضی کے خلاف نکاح کرنے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ مگر ازدواج کی صورت میں جو حیثیت مردوں کی اسلام نے قرار دی ہے وہ ایک ایسی کمینہ اور ذلیل متعلق ہے جو اپنے شوہر کی خدمت کے لیے مشغول کی گئی ہے اور بغیر ایک کھنٹے کے بیشتر سے خبر دینے کے نکاح دیا جاتا ہے اور خاوند کو ایسا اختیار مطلقاً نورا ہے غور و قائل طلاق دینے کا دیا ہے مگر مرد کے لیے کوئی رعایت اس قسم کی نہیں دکھی ہے تو اپنی مرضی کے خلاف اور معطل ہمیشہ اپنے خاوند کی لڑائی جی ہوئی اور متعلق رہتی ہے۔ جب کہ درحقیقت طلاق ہو جائے تو وہ اپنے شوہر کا دوسری کر سکتی ہے

- + سورہ روم ۳ ع  
+ سورہ بقرہ ۱۸۲ آیت  
۵ نساء ع  
|| بقرہ ۲۸ ع  
۹ نساء ۳ ع

۲۳ اس مقام پر چند اعتراضات متعلق مسائل نکاح و طلاق

نقل کرے اُن کا جواب لکھنا بہت ضرور ہے گو میں دیکھتا ہوں کہ مضمون طویل ہوا جاتا ہے۔ مگر ان اعتراضات سے

(Objections refuted ed.)

یہہ ناگہان ہے کہ عوام ملاؤں کی آنکھیں کھلیں اور جواب سے یہہ ناگہان ہے کہ اسلام یا قرآن پر سے بیجا تہمتیں دے دیں اور اُس کے احکام کی خوبیاں ظاہر ہوں اور نیز جو کچھ خالص احکام قرآن اور رسوم باطن میں فرق ہے وہ بھی یہاں ہو جائے \*

## جواب

## اعتراض

لونڈیوں کی تعداد کی کوئی حد ہونے اپنی نوبت دفعہ میں بیان مقرر نہیں ہے اُس سے ہر کوئی کیا ہے کہ قرآن مجید کے لفظ مسلمان بلا لحاظ اپنی چار صورتوں نسام میں آزاد اور غیر آزاد دونوں کے اور بغیر کسی رسم ماقبل یا داخل ہیں پس ۴ کے حد سے ضمانت ما بعد تصرف کر سکتا ہے محدود ہیں۔ اور یہہ بھی اور لونڈیاں بنانے کی رسم اس رہیں بیان ہو چکا ہے کہ لونڈیوں قاصدہ اجازت کے لیے ایک سے نکاح اُس صورت میں تھا ضروری شرط ہے اور کوئی مسلمان جب کہ آزاد ہے نکاح کا مقدر اپنے دل سے یا عروہی سے اس کے نہو پس جب کہ ایک کا وجود پند ہونے پر راضی نہوگا \* دوسری کی نفی پر موقوف ہے تو دونوں کے جمع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہم نے بعض فقہاء کے قول کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اِذا كان تھتمحرة لم یجوز له نکاح الامة [ابو حنیفہ امام مفسر کبیر] پس یہہ اعتراض قرآن پر بیجا ہے۔ اور بغیر کسی رسم کے اُن کا تصرف بھی میں تسلیم نہیں کرتا کیونکہ فانکصراھن باذن اھلھن میں صاف نکاح کا حکم ہے اور پھر دوسرا فقہاء مہذبات فقہ مسانعات + اور ولا متصفی اعدان اور یہی صورتیں مداومت کی ہیں۔ اور ضمانت کے واسطے مہر کا تعین کیڑوں سے ویسا ہی ہے جیسا کہ آزاد سے و آتوھن اجروھن پالہ معروف اور دیدو اُنکو اُنکے مہر موافق دستور کے [نساء ۴ ع] اور یہہ بات کہ مسلمان کبھی اس رسم ملک نہیں کے پند ہونے پر راضی نہوگے اس کا جواب فقہاء کے ذمہ ہے \*

+ یعنی وہ لونڈیاں قید میں آتیاں نہ سکتی نکالیں اور نہ چھٹی بازی کرتیاں۔

ولا تمسکواہی ضراراً لئلا تمسکوا (بقرہ ۳۹ ع)  
ولا تقنطرواھن لتقنطروا علیہن [طالق]

## جواب

## اعتراض

استبدال زوج یعنی ایک عورت کو  
طلاق دینا اس فرض سے کہ دوسری  
سے نکاح کریں قرآن میں تسلیم  
کیا گیا ہے صرف اس شرط سے کہ  
مہر پورا ادا کیا جاوے پس جبکہ  
ماہاالسورہ اس طرح ہے: مہر پورا اور  
مقہور اور مقید اور مہر پورا اور  
فی الفور دفعاً غصہ میں یا اضطراراً  
نکاحی جاری تو یہ ہے کیونکہ کہا  
جاوے کہ شریعت اسلامی نے عورتوں  
نے حق میں پہنچنے کی — مجھے  
اس کہنے میں کچھ کامل نہیں  
کہ زمانہ حاکمیت میں عورت کو  
زیادہ آزادی بڑی صحت و تندرستی  
زیادہ وقت سے اختیار حاصل تھا۔  
مہر کی کوئی حد نہیں رکھی بلکہ  
قنطار کے لفظ سے اس کی تعداد کا  
بیشمار ہونا ظاہر کیا تو ایسی  
صورت میں طلاق کے مقدمے بہت ہی کم نکلیں گے گویا کہ طلاق کو ایک  
بڑی مشکل شرط پر موقوف رکھا تو اس کا مقصد منع طلاق تھا کہ  
کہ چراز اور ایک لطف یہ ہے کہ اردم کا لفظ فرمایا ہے جس سے  
وقوع طلاق کی تسلیم و تجویز نہیں نکلتی — خلاصہ یہ کہ اس  
آیت سے جواز طلاق [اور وہ بھی ناپسندیدہ اور قبیح طریقہ سے] میں  
پیش کرنا ایک ناقص شہادت ہے — اور اس آیت کو اس طرح بیان  
کرنا کہ اس سے طلاق کو ترویج دی ایک بڑی بے یابی ہے کیونکہ اس کا  
مقصد یہ ہے نہیں کہ تم طلاق دیا کرو بلکہ متعل کلام یہ ہے کہ  
زمہور میں سے کچھ نہ لیا کرو — گو ایسا موقع اُسی وقت  
پیش آویگا جبکہ طلاق ہوگی مگر اس حکم کی منشاء دیکھنی  
چاہیئے کہ طلاق کے جواز کو صرف ضمناً تسلیم کر لیا ہے نہ یہ کہ  
اس سے اسکو بالاستعمال جائز کیا ہو اور اسلئے اردم کا لفظ یہی  
کہا اور مہاررات میں ہوا اوقات ایسا بول جاتے ہیں کہ نتیجہ میں  
گفتگو کرنی منظور ہوتی ہے تو سبب کا ذکر فرض و تسلیم کی صورت  
میں ہو جاتا مگر اس سبب کے جائز یا ناجائز ہونے کا ذکر مقصود نہیں  
ہوتا \*

گو اس بات کا عام کہ عورت ایسا مطلقاً اور فوراً مقرر ہو جاتی ہے  
دعویٰ کر سکتی ہے دفعاً مرد کی بلکہ تہ اندیشی اور غصہ کی حالت  
راے کہ بدلنے کی ایک ناخوش میں فوراً فائدہ ہو جاتی ہے  
ورک تو ہے مگر لڑائیوں کے حق حالانکہ جو وجوہ اور اسباب نکاح  
میں بہت ناقص قید بھی نہیں ہے کے قرآن میں لکھے ہیں وہ خود  
اور مرد کو صرف طلاق ہی کا ہی مانع طلاق ہیں اور پھر صورت  
اختیار نہیں ہے بلکہ حبس کرنے ناکذیر اور واقع لا علاج جو پامال  
اور مارنے کا حکم بھی صاف صاف نساد منزل اور موجب انفکاک  
دیا گیا ہے دیکھو سورہ نسا کی نظم ہو اس میں سے ایک یا دو  
مرتبہ کی طلاق کو کافی نہیں

سمجھا بلکہ ایک بڑی مدت فکر اور  
تامل کے واسطے مقرر فرمائی اور اس میں صلح کی ترغیب دی اور پھر  
مدت اور رجعت اور تیسرے مرتبہ میں اسباب کی تشریف فائ طلقہا  
فلا تھل نہ حتیٰ تلک زوجہ غیرہ سب تدبیریں طلاق کے حفظ اور ضبط  
کے واسطے ہیں — اور مرد کی راے بدل جانے کا قدارک طلاق نہیں  
قرار دیا بلکہ جھگڑے اور ناخوشی کے رفع دفع کرنے کی تدبیریں اور  
ہیں جو ۱۸ دفعہ کی ۳ ضوابط میں بیان ہوئی ہیں \*

اور یہ بھی محسوس ہے کہ معترض نے اس بات سے انکار کیا کہ گویا  
طالب طلاق کا عورت کو اختیار نہیں دیا گیا حالانکہ فلا جناح علیہما  
فیما اتفدت بہ میں صاف مسئلہ خلع کا بیان ہے \*

اور جو عورت کے معاق رہنے یا عموماً معروض علیہا ہونے میں  
لکھتے ہیں وہ بھی خلاف تصریحات قرآنی ہے کیونکہ ہر جگہ  
حسن معاشرت پر تاکید ہے فاعذرواھن بالہ معروف (۴ ح ۱۲ ع) اور  
یا تفتیس اسی مقدمہ میں یہ بھی فرمایا فلا تمیلوا کل الہیل لتذروھا  
کالماتہ اور یہ بھی محسوس ہے کہ لڑائیوں کے حق میں ادا مہر  
کی شرط نہیں حالانکہ واتواھن اجورھن بالہ معروف (۵ ح ۷ ع) ہو کوئی  
قرآن میں دوسرے سکتا ہے \*

اور نشوز کی حالت میں کمال حکمت اور مصلحت ہی پہلے  
تصویر کر دیتا اور اگر اس سے اصلاح نہ ہو سکے تو ہجرت فی المضاحج اور  
جب یہ تدبیر بھی نساد ملزلی کی اصلاح کو کافی نہ ہو تو ہناجاری  
اور مصلحتاً تادیب بھی مناسب ہے اور یہ سب صورتیں طلاق کی  
تدبیر سے بہت ہی نرم اور کم ہیں کہ عورتہ گیری کے لائق \*

پس ایسا مارنا جس کی تفسیر ضرب غیر مہرج سے کی گئی ہے  
اور گویا طلاق کا بدل ہے عورتوں کی حالت کو نقصان اور مقصد نہیں  
پہنچا سکتا اور اور جگہ قرآن میں عورتوں کو ضرر پہنچانے کی  
صاف ممانعت ہے چنانچہ —

## جواب

## اعتراض

طلاق کے قاعدوں میں ایک قاعدے کی نسبت بے ہوش رہا نہیں جاتا کہ ایک عاقل و بالغ مرتبہ طلاق دیکر کو پہلے سکتا ہی مگر تیسری مرتبہ کے بعد پہلے نہیں سکتا اور یہ کہ کیا ہی ناحق اور مضر ہو اور کیسے ہی غصہ کا نتیجہ ہو اور اس سے کیا ہی کچھ نہ اس پر مجرم عورت کو — تو اس بلکہ اس کے معصوم بچوں کو اثر پہونچتا ہو اور وہ شوہر بھی کیا ہی کچھ اس ظلم کی اصلاح چاہتا ہو مگر اب وہ منسوخ ہی نہیں ہوسکتی مگر یہ کہ وہ طلاق ہی ہوئی عورت ایک شخص شرم پر رہر آسکتی ہی کہ پہلے اسکا کسی اور سے نکاح ہو اور یہ بھی اسے طلاق دیدے (بقرہ ۲۳۱) — مسلمانوں کی حیا و غیرت کا اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ مطلقہ اس کے پہلے کے لیے ایک مستحل یعنی عارضی شوہر گویا اجرت پر رکھ لیا جاتا ہی اسکی ایک مثل مشہور ہوگئی ہی الف عشق ولا مستحل \* اور بے سببی کا مضر کر سکتا ہی اور کیا اتنی مدت تک اسکی بد عورتی مستمر رہیگی — پس ان تینوں طلاقیں میں (الطلاق مرتان) اے علی التفریق دون الجمع \*\*\*\* فان طلقها (اے ثانیہ) (لا تحلل لہ) جو جدا جدا اک عرصہ مستحبہ کے بعد دونوں شریعت نے کوئی عذر اور حیلہ ناکہانی قصد اور فلتانہ ناخوشی کا اٹھا نہیں رکھا کہ جس سے اب جلد بازی اور تیز مزاجی پر تدابیر اور انسوس ہو بلکہ اک اختیاری فعل ہی کہ اسکا الزام اپنی ہی عقل و تمیز پر ہوسکتا ہی \* اور حلالہ کا حکم بھی اس رسم طلاق کے کھٹانے اور کم کرنے کی نظر سے ہوا ہی اور بے شک اسکی دسرانی کسی صاحب غیرت کو ایسے ارادہ

اور در حقیقت اس آیت میں اس مسئلہ کے مزاج ذاماتہ اندیش کی چھوڑی حرکت ہو جو کھڑی میں کھڑے ہزارے اور کھڑی میں ہزارے تنبیہ کر دی ہی تاکہ وہ بلا سبب اور بغیر ضرورت بعض اذیت حاصل کرنے کے ایسے استبدال زوج چاہتا ہو — اس صورت میں یہ حکم اس ارادہ کا قوی مانع ہوگا — پس ان سبب تقریروں کے خلاصہ میں ہم کہتے ہیں کہ زمان چاہلیت کے اداب میں بلکہ بہرہ اور رومن کی رسوم میں بھی عورت کی ذات بہت بدتر کمتر ذلیل تر حال میں اکثر بے اختیار اور قیدی کی طرح بسر کرتی تھی اور حسن معاشرت کے بہت سے فائدے اور ذریعے کے بہت سے حلقے سے محروم رہتی تھی اور انگلستانی رسمیں اب تک اسکے حق میں سخت اور شدید ہیں مگر اسلام کے شارع نے احکام قرآن میں عورتوں کی حالت کو ایام زوجیت اور بیوگی میں اگلے زمانہ کی حالتوں سے کہیں بڑھ کر بہتر اور برتر کر دیا — اور عدالت کے حکم اور مشورہ ہاں بالمعروف کی وصیت اقامہ و پیغمبر بالمعروف کے قیام سے اس سے زیادہ خوش حال اور فارغ البال کر دینے سے اس اصلی فرض کو جس پر معصنین غیر مسافحین میں اشارہ کیا ہی اس قدرتی تسکین اور باہمی اطمینان کو جو ان لباس لکم سے مراد ہی ہونے کا مل طور سے پورا کیا \*

## جواب

## اعتراض

اور لوگوں کے حق میں جو مسلمانوں کی غلامی میں ہوں دشوار ہی کہ انکی حالت مذلت سے زیادہ جنس انسان کی اور کوئی حالت قیاس میں آسکے ان سے تو کمترین مظلومات کی حیثیت سے ملوک کیا جاتا ہی — قید و بند تو ان پر ایسی ہی کر دیا کہ وہ متکوحہ ہیں مگر حقوق زوجیت سے وہ صاف صاف محروم ہیں وہ بالکل اپنے مالکوں کے اختیار میں ہیں صرف ایک صورت مصلحتی کی یہ کہ جب وہ ام ولد ہو جائے تو یک نہیں سکتی اور مالک کی وفات پر آزاد ہو جاتی ہی سو بھی قرآن شریف میں نہیں ہی ماریہ قبلیہ کی مثال پر قیاس کیا جاتا ہی \*

لوثقی اور غلام کی کامل آزادی اسلام میں ہو چکی ہی اسکا ذکر آگے آتا ہی مگر یہاں پر اسقدر کافی ہی کہ اسوقت میں کنیزوں سے تجویز کی تجویز ایک مافوقادار صورت میں ہی اور وہ بھی مصلحت سے خالی نہ تھی یعنی جس شخص کو نکاح آزاد کا مقدور نہر اور بے نکاح رہنے میں زنا کا اندیشہ ہو مگر یا اینہم پہر بھی لوگوں کے نکاح سے اجتناب ہی بہتر قرار دیا چنانچہ فرمایا نہ ”و ان تصبروا خیر لکم“ \* [دیکھو اس مضمون کی ۹ دہہ]



# اسلام کی قانونی برکتیں

تہذیب الاخلاق  
یکم صفر سنہ ۱۳۹۱ ہجری  
مطابق سنہ ۱۳۰۵ شمسی

# اسلام کی قانونی برکتیں

ہر جرأت نہ کرنے دیگی یعنی کوئی با حیثیت نہ مطلق باطن دیگانہ  
حلالہ کی رسوائی اٹھائیگا۔ اور محفل نہ اور محفل کی شناخت  
پہلے ہی بیان کرچکی ہے۔ ابھی ہم حجۃ اللہ الباقیہ میں دیکھتے  
ہیں امیر رسول اللہ صلعم اممک و اممک لہ \*

اور یہ تہذیب کو ایک بڑی قلم فہمی ہے کہ گویا ہر عورت نے اس بے حرم  
صاحب صفت کی پردہ دری اس رسم سے گوارا کی ہو کیونکہ مستحل  
صرف اس صورت کو اس فرض سے کہ وہ اگلے شوہر کو اس حیلہ سے  
حلال ہو جائے پہلے ہی سے ارادہ کرے تو ورنہ کے لئے نکاح کرے تو  
وہ ہو کر درست ہوگا کیونکہ نکاح میں تو مداومت اور تعصبات اور عدم  
نکاح اور تعاون فی العشرت اور باہم کی تسکین اور اتحاد مراد اور  
مقتصد ہی تو ایسی صورت میں محفل کا نکاح دائمی ہوگا جب تک کہ  
کوئی ایسی ہی ناگزیر ضرورت مطلق کی جائے کہ ہر چہ ہی پیش  
نہ آئے۔ پس اس صورت کا پائے ہونے کے بعد حلال نہ ہونا اس مرد  
کے لئے سزا ہے کہ اس نے عہد الہی اور قانون قدرت کی رعایت نہ کی  
مردی شریعت میں بھی مخالفت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی تھی  
وہدأ [سورۃ ۲۲] مگر قرآن کی نظر میں اتفاق کو ترجیح ہی افتراق پر \*  
۲۲ حیف ہی اگر اس مقام پر جناب پیغمبر صلعم کی خاص  
ازواج مطہرات کے احکام نہ بیان کیئے جاویں گو اس تحریر کی وضع  
یہ پختہ خارج ہو \*

ہر ایک انسان کی عقل ضرور اس امر کی طلبکار ہوگی کہ مصالح  
قوم اور ہادی انام نے [جس نے ایسی حکمت اور مصلحت کے احکام  
جاری کیئے اور زمانہ جاہلیت کی رسوم قبیلہ اور عادات ضارہ کو  
روکا اور کم کیا] خود اپنا نمونہ کیسا دکھلایا۔ اور بالفور ہر ایک  
شخص کا وجدان اس پر گواہی دےگا کہ خاص مصلحت اور مہذب مذہب  
خود بھی ایک نمونہ ہونا چاہیئے تمام اخلاق اور حسنت اور خیرات کا  
تاکہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں اور یہی امر اصل ہی مسئلہ  
مصلحت کی \*

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ازدواج عجب حکمت کے  
احکام تھے جس سے ہم اب بھی اس بات پر استدلال کر سکتے ہیں کہ  
کسی متنبی سے ایسے احکام صادر ہونے کی توقع اور احتمال نہیں  
کیونکہ یہ احکام بڑی تمکلی اور قید نفس اور حرمان شدید کے ہیں۔  
اولیٰ سورۃ نساء کی آیت (جس میں عورتوں کی حد مقرر ہے)  
نازل ہونے سے پیشتر جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ

+ یہ بات کہ سورۃ احزاب پہلے نازل ہوئی نساء سے اس کے  
قبول میں یہ دلیل ہیں [۱] قصیدۃ تقریب المامول فی ترتیب  
النزول تصنیف برہان الجہیز کا ایک حصہ ہے۔  
لحزاب مایۃ استعان والنساء \* مع زکات ثم الصدید کاملہ  
۲ اپنی ضریح نے فضائل اقراں میں اپنی عباس سے روایت

حکم ہوا تھا کہ ازواج موجود (جس کا عدد بعد کی مقرر ہے) کوئی  
تھاب سے زیادہ تھا (حلال ہیں) قنریل میں بھی انکی حلت کو  
ظاہر فرمایا گیا) اس طرح ہر یا ایہا النبی اذا احلناک ازواجک اتی  
اتیت اجورہن و ماملکت یمیلک مما افاد اللہ علیک فی ر ہنات مملک  
و ہنات مملک || و ہنات خالک و ہنات خالک اتی ہجرون مملک \*  
و امراۃ مومنۃ ان \* وہیت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان یتفککھا  
خاصۃ لک من دون المؤمنین ل قد علمنا ما مرضنا علیہم فی ازواجہم

کی ہے اس میں مدنی سورتیں اس طرح پر ترتیب دی ہیں 'ثم ابتر  
ثم لانفال ثم الامران ثم الاحزاب ثم الممتحنہ ثم النساء الخ'

۳ یہ بھی نے حکمت سے روایت کی ہے دلالت النہرۃ میں اس  
میں مدنی سورتوں کی ترتیب اس طرح ہے 'ویک للطفیقین والبقرة  
و آل عمران والاعمال والاحزاب والحدود والممتحنہ والنساء الخ'۔

+ اس اظہار تھلیل سے یہ تہذیب ظہر آتا ہے اب تک جو دیکھتے  
ہو رہے ہیں حلال تھا کیونکہ اب تک جو رہا تھا اس کی حلت سنہ  
یعنی فعل رسول اور انبیاء سابقین کے دستور اور قوم کی رسم اور  
قانون قدرت کی مطابقت سے ہوا تھا اور اب اسی تھلیل کا اظہار ہوا  
ہاں معنی کہ ہم حلال کرچکے ہیں ان ان کو مگر آئندہ الخ۔

اور ایسی کئی مثالیں مل سکتی ہیں جن میں نزل حکم متاخر  
ہی اور عمل متقدم مثلاً آیت وضو جو بالاتفاق بعد ہجرت نازل  
ہوئی مگر اس کا حکم مکی ہی ایسی ہی آیت جمعہ جو مدنی ہی  
مگر جمع کی فرضیت مکی ہی ایسی ہی فرضیت زکوٰۃ کا حکم بہت  
متاخر ہی اور اس کا عمل اوایل ہجرت سے ہی دیکھو اتفاق میں ایک  
خاص باب اسی بیان میں ہی متاخر نزول من حمۃ [نوع ۱۲]

اور یہاں تو سب صریح ماضی کے ہیں اور وہ بھی امر ہی صورت  
میں نہیں ہیں بلکہ خبر کے طور پر ہیں پس یہ بات سابق ہی کی  
حلت ظاہر کرتی ہے۔ آئندہ کے واسطے درگاہ حکم نہیں دیتی۔

۲ تفسیر جلالین میں صاف اذکارہ کی تفسیر میں صلیہ اور  
جہیزہ کا نام لکھا ہے اور یہ دونوں مشہور ہی کہ ارادی کی حالت  
میں نکاح میں آئیں۔

|| یہ بات ہم سے نہ دیکھیں مراد ہیں۔

۳ ہنات حال سے نساء ہنی ظہر مراد ہیں۔

\* "ان وہیت"۔ کوئی ایسی صورت مدینہ میں آن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھی۔ من عبدانہ ابن عباس  
و معاہد لم یکن عدالتی امراۃ و عیت نفسہا منہ۔ [معالم التنزیل]  
اور نہ اس میں کوئی حکم مستعمل کا ہے۔ بچہ ضرور نہیں  
نہ ان درملیہ ہو محفل ہی کہ "قد" کے معنی میں ہو اور تھلیل کے  
واسطے ہو۔ پس حضرت خدیجہ مراد ہوئی اور فکرہ ممکن ہی  
کہ تعظیم کے لئے ہو۔

+ یہ مدنی سورۃ فرقان اور مومنوں اور یقر میں جو کچھ ازدواج  
کی نسبت احکام اور وصیت ہوئی۔ اور یہ سورتیں مقدم ہیں  
احزاب پر دیکھو قصیدۃ تقریب المامول فی ترتیب النزول اور اپنی ضریح  
کے رسالہ فضائل اقراں میں اپنی عباس سے روایت۔

ولوا امویک حسنہن الا ما ملکت یمنک ۴ ط (احزاب ۴۱)

یعنی اس وقت سے سب برکتیں تجھے پر حرام ہیں اور اسلئے  
اُن برکتوں کے [جن کا ذکر ہوا] بدائے اور برکتیں کرنی بھی (ایسی  
نقل کیا ہے ان الیقہ ضبطت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب اے  
کے سرور و مواقعہا و عزتہ مواقعہا کما ضبطت منہ نفس القرآن و ذات  
النبوة الخ —

ملاوہ ازین جس آیت کو اُس کا نسخ ہونا تفسیر بیضاوی کے الفاظ  
اور معالم میں نقل کیا ہے یعنی ترجی من تش معہم و ترجی الیک من  
تشاء اس میں ایک حرف بھی اس پر دلالت نہیں کرتا کہ ازواج  
موجودہ کے سوا اُن کے غیر سے نکاح کیا جاوے — بعض نے اور بھی  
ترقی کر کے یہ کہا ہے کہ اس ۴۱ آیت کی اور بھی پہلے کی یعنی ۴۹  
آیت اس کی نسخ ہے — لاجل ولا قرۃ نسخ کیا ہوا ایک وہا ہے  
کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی — بلا دلیل اور بغیر ضرورت اُلٹی پلٹی  
باتیں خلاف تحقیق جو جی میں آتا ہے صرف بات کی ہیج پر ٹھہرتے  
ہیں — ابنتہ رجما بالغیب ایک قول حضرت عائشہ کا نقل کرتے  
ہیں کہ مامات رسول اللہ حتی احل لہ النساء یہی الفاظ ہیں تفسیر  
کشاف و کبیر اور صحیح ترمذی کے اور اس سے اُلٹی حرف زیادہ نہیں  
ہی اور یہ صج ہی اس میں اشارہ ہے اس پر کہ جناب پیغمبر  
صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت ازواج کی حالت تنزیل میں ظاہر  
ہو چکی ہے پس نسخ کا مذکور تو نہیں خواب و خیال میں بھی  
نہیں ہے — اب اگر اس پر بھی کہ مائیں اور حضرت عائشہ کے  
قول کو یہاں ہمارے اپنے ہی مطلب ہو گریں تو اُس کے معارضہ میں  
ہم انس کا تو پیش کرینگے جو کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کے مرنے تک وہی حرمت کا حکم جو لایکل لک النساء من بعد  
میں تھا قائم رہا چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں ہی قال انس و ما  
علی التحريم —

تائید اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۷۳ کے ص ۱۰۸ و ۱۰۹ میں ہو  
روایت ترمذی سے اس مطلب کے لئے نقل ہوئی ہیں کہ سرورہ احزاب  
کی ۴۱ آیت کے بعد ۴۹ آیت نزل ہوئی یہاں زیادہ تفصیل کی  
گنجائش نہیں مگر اس قدر تنبیہ کرنی ضرور ہے کہ یہ دونوں  
روایتیں صحیح نہیں ہیں کیونکہ وہ حسن ہیں اور حسن صحیح سے  
کمتر ہے اُس کے راوی درجہ عدالت تک نہیں پہنچے گو داسق بھی  
نہیں — اور دوسرے یہ کہ وہ روایتیں صرف عبدالحمید بن ہریرہ  
کے واسطے سے ہیں اور اُس نے عبداللہ بن موسیٰ سے روایت کی ہے مگر  
عبد بن حمید کی روایت جو منقول ہے وہ وہی جو شہو بن حرب  
سے ہو چنانچہ ابو عیسیٰ ترمذی نے ان روایتوں کے بعد لکھا ہے  
سمعت احمد بن الحسن یذکر عن احمد بن حنبل قال لا بأس بحدیث  
عبدالحمید بن ہریرہ من شہو بن حرب — اتھے پس وہ روایتیں کہی  
اس لائق نہونگی نہ وہ نظم و ترتیب قرآن کو مستفل کردیں یا کسی  
راہب اور منکر مضمون کی اُن سے تائید ہو سکے —

۴ ایک مخالف نے یہ اعتراض کیا کہ گو اس آیت میں پیغمبر  
صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج کی اجازت نہ ہوئی مگر ملک یہیں

و ما ملکت ايمانهم لکیلا یکرین علیک حرج ط [احزاب ۴۹] — یعنی  
میں حال میں تبھکو تیری برکتیں [یا ہم جایز کرچکے ہیں تبھکو  
تیری برکتیں] جن کے سہ تو دے چکا اور جن کا تو مالک ہو چکا  
فی کے لڑنے سے [اب جو سہ دے چکنے کی وجہ سے حلال نہیں  
اُن کی تفصیل ہے] تیری چچا زاد اور بھائی کے قبیلہ کی برکتیں  
اور مومن زاد اور خالہ کے قبیلہ کی برکتیں جنہوں نے ہجرت کی  
تیرے ساتھ — اور وہ برکت جس نے اپنے آپ کو عرض کیا  
فیٹی پر اور نبی نے بھی چاہا اُس کو نکاح میں [سواہ خدیجہ رضی  
اللہ عنہا] [یہ احکام جن میں اس وقت موجود برکتوں کے جایز  
رکھنے کا حکم ہے اس طرح پر کہ میں ان برکتوں کا اور ذات شصتہ  
اُن برکتوں کی حلال ہو چکی اس حیثیت سے کہ اُن میں تغیر اور تبدل  
نہیں سکے] خاص تیرے ہی لئے (تاکہ تو ضبط اور قید میں نہ رہے  
ہو اوروں کو اور تاکہ اُس سے ظاہر ہو تیری عدم متابعت نفس اور  
مجبوری احکام الہی کی گر وہ خلاف ہوں خواہش ہائے بشری کے)  
سوائے سب مسئلوں کے (کیونکہ) ہم کو معلوم ہے جو اُن پر حکم  
ہوا ہے اُن کی نسبت جو ان کی برکتیں ہیں اور اُن کے ہاتھ  
کے مال ہیں (مسلمان لونڈیاں) (وہ یہ کہ اُن کے لئے ذات مہین  
تھیں اور اُن میں تغیر و تبدل اور کسی پیشی معروف طور پر  
ہو سکتی ہے مگر تیرے لئے خاص اُن برکتوں کی تفصیل ہے  
جن میں کسی پیشی اور تغیر اور تبدل نہیں ہو سکتا) تاکہ تجھے پر  
گناہ نہ ہو (ان خوردہ گیروں کی نظر میں جو بعض کثرت پر نظر کو کے  
طعن کریں کہ نبی نے متابعت نفس کے لئے ایسا کیا حالانکہ اصل  
حقیقت اُن کی قوم کے خلاف ہے چنانچہ پور فرمایا) مگر —  
”لا یصل لک النساء من بعد ۴ ولا ان تبدل بہن من ازواج

۴ من بعد انتسح و ہو فی حقہ دلایع فی حداد او من بعد الذم  
حتی لو ماتہ واحدہم تجزئہ نکاح اہل — (بیضاوی)

پہلی لوگوں کو اس آیت میں بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے —  
یعنی اس آیت کو منسوخ بتلاتے ہیں مگر قطع نظر اس سے کہ نسخ قرآن  
میں ہوا ہے یا نہیں ایک اُڑ لطف یہ ہے کہ اس کا نسخ اس سے  
پہلے ہی — ان ہذا لہئی معاب — حالانکہ آیات کی ترتیب ترقیبی  
ہی اور اُس پر اجماع بھی ہے — اور یہ ہذا ہذا ثابت ہے کہ جناب  
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح سے قرآن پڑھتے تھے جس طرح  
اب آیتیں مرتب ہیں — پس ممکن نہیں کہ اُن آیتوں کی ترتیب  
میں ایسی صریح تاریخی غلطی ہو گئی ہو — علامہ سیوطی اتفاق  
میں فرماتے ہیں — الاجماع والنصر المتوادۃ علی ان ترتیب آیات  
توقیفی لا یجوز فی ذالک اجماع نقلہ غیر واحدۃ منہم الزر کشی  
فی البرہان و ابو جعفر بن الزبیر فی مذاہباتہ و عبارۃ ترتیب آیات  
فی سرہا واقع بتوقیفہ صلی اللہ علیہ وسلم وا وہ من غیر خلاف فی ہذا  
مؤمن المسلمون — انتہی — اور پھر قاضی ابوبکر (الباقانی) کا قول



تخصیص تھی منکوحات کی کہ نہ تو ان عورتوں سے زیادہ کوئی اور نکاح کر سکتے تھے اور نہ اُن کے بدلے میں نکاح کر سکتے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ جناب پیغمبر کو نکاح کے باب میں اُور مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ دقت اور قید اور ممانعت تھی اور ایسا ہی شایع نبی کے لائق بھی تھا۔ پس یہ صریح استثنائی احکام اور قہر نفس اور تعصبات شدید کے جو مقتضائے شریعت پر صبر اور میلان قلبی پر بھی جبر کرنے کے ہیں اُن سے صاف ثابت ہے کہ جناب پیغمبر صلعم نے جیسے اور احکام تنزیل وحی کے مسلمانوں کی صفات اور پرعیزگاری کے بیان فرمائے اُن سے زیادہ اپنی مخالفت نفس کے احکام ظاہر فرمائے۔ اس تقریر سے قین پرور اور فائق صاحبوں کے اعتراضات کو باطل ہو ہی گئے مگر بعض نا فہم مسلمان جو اسلام کے نادان ہوسہ ہیں اُن کی دیک توجیہات اور خام خیالات بھی باطل ہو گئے واللہ اعلم علی ذلک \*

۲۵ اور منجملہ برکات اسلام ایک یہ ہے کہ اپنی جان کی حفاظت اور مہلکوں سے صیانت کا حکم

Suicide and gladiatorial shows mitigated. ہی \*

[ ۱ ] ولا تقوا بايديكم الى التهلكة + — [ بقرہ ۱۹۱ ]

[ ۲ ] ولا تقتلوا انفسكم — [ ۵ ح ۷ ع ]

خود کشی جس پر اس پتھلی آیت میں اشارہ ہے جاہلیت کے زمانہ میں عرب و روم وغیرہ آباد ملکوں میں جہاں سیاست اور قانون بنی تھے بے روک ترک جاری تھی اور بعضی صورتیں آپ سے آپ مرجانے کی عبادت میں داخل تھیں \*

ایک قدر — اہل کی رسم ممالک فرنگ میں عجیب رسم تھی کہ دو آدمی باہم مقاتلہ کرتے تھے اور گواہ بھی حاضر رہتے جو ان کے ہاتھ میں آلات حرب دیتے اور اور انتظام کرتے تھے — اور اُس کی بنا یہ امتیاز ہوا کہ ضرور ہی کہ خدا ظالم کو بلا واسطہ سزا دے اور مظالم کی نصرت کرے چنانچہ یہاں تک یہ رسم بڑھی کہ مقدمات حقیقت میں اسی رسم کو متھک عدالت اور عیار حقیقت قرار دیا اگر ایک امتدادہ زمین پر تنازع ہے تو اُنہوں نے کہا کہ آؤ لڑیں جو جادے وہ غیر حق پر تھا — کیا عرب عدالت تھی اور کیا اچھا فیصلہ ہوتا تھا اسلام میں شروع سے اُس کی اصلاح ہوئی اور صرف

+ انفل العلماء راقول صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلعم نے بالکل راعے کی آزادی کی تعلیم دی — اتنے در حقیقت راعے کی آزادی بہت بڑی نعمت ہے اور اُس کا ثمرہ قوم اور ملک کی اصلاح پر بہت مفید ہے \*

حالت میں کہ اُن میں سے کوئی مر جادے یا طلاق دے ( حرام ہوئی ہو اور اس کی ضرورت پسند بھی ہو ) تب بھی تبھو و یہ سبقت قید اور بند اور مشقیات نفس کے خلاف بلکہ میلان قلب کے بھی خلاف حکم دیا گیا جس میں نبی کا ضبط اور ساری مسلمین سے عفت اور مخالفت نفس میں استقلال اور ہر تری ظاہر ہو اور یہ بھی معلوم ہو جادے کہ کوئی جھوٹا آدمی ایسے احکام اپنی فرض کے خلاف صادر نہیں کر سکتا [ مگر یہ حرمت اُن عورتوں سے متعلق نہیں ہے جو تیری ملک نکاح میں آ چکی ہیں ] کیونکہ پہلے سے فعل نبی اور عطاے مہر سے نکاح میں بطور معروف آ چکی اور پتھلی آیت میں ان کی تعادل بھی ظاہر ہو چکی ہے ] \*

پس اب اس بیان سے ظاہر و ثابت ہوگا ہے کہ اس پتھلی آیت میں [ احزاب ۵۹ آیت ] نہ تو کسی قبیہ یا قوم کی ایجاد ہے اور نہ کسی امر غیر موجودہ کے پیدا ہونے کا حکم اور نہ آئندہ کو کسی نئی بات کا استعناق ہے اور نہ کوئی مفید مطلب پروانگی ہے اور جو کچھ تخصیص میں دونوں اومنین ہی وہ ممانعت اور قید کی ضرورت ہے نہ کہ آزادی اور بے قیدی کی کیونکہ عوام مسلمین کے لیئے صرف عدہ کا تعین تھا نہ کہ منکوحات کا اور ممکن ہے کہ موت یا طلاق کی ضرورت میں ہمیشہ بدل ہوتا رہے مگر جناب پیغمبر صلعم کی نسبت

میں تو آزادی حاصل ہے — اس مقام پر جو لفظ اذلیبی تم اصل اعتراض میں ہے وہ تو ایک تیر جگر دروز ہے — مگر عامہ مسلمین کو اس کی کیا پروا ہے — الا در حقیقت کوئی یہ پوچھے کہ حضرت ملک یمن افس کی راہ سے ارنقی کو کہتے ہیں یا یہ لفظ منقول شرعی یعنی فقہاء کی اصطلاح ہے پہلی صورت کی سند لائیئے اور ہوسری صورت میں قرآن کے الفاظ کو فقہاء کی اصطلاح پر مفسر و مفسرول نہ فرمائیں — ابی العالیہ اور سعید بن جبیر اور عطا اور صدی متقدمین مفسرین نے تصریح کی ہے کہ ملک یمن نکاح میں بھی پائی جاتی ہے [ دیکھیں تفسیر مجمع البیان اور نیز تفسیر بیہر ] پس چونکہ مضمون عدم حلت نسوان زنان موجودہ و منکوحہ پر بھی جاری تھا کہ اس وقت کے بعد سے تمپر عورتیں حلال نہیں — اس لیئے الامام ملک یمن تک کہنا ضرور ہوا کہ جو عورتیں ملک نکاح میں آچکی تھیں وہ مستثنیٰ رہیں —

اور ملک جو ماضی کا صیغہ ہے وہ تو حقیقت میں ماضی جو دلائل کرتا ہے اُس کو مستقبل پر حمل کرنا مجازی طور پر ہے اور حقیقت سے مجاز کی طرف جانے کے لیئے کوئی قرینہ صارف من الظاہر ضرور ہونا چاہیئے — ایک صاحب فارسی کا یہ شعر تو دھتے ہیں چار جا ماضی بیاید معنیہ مستقبل الخ مگر کوئی صاحب حقیقت سے عدول کرنے کی ضرورت شدید اور مانع قوی اور قرینہ واضح بیان نہیں کر سکتے — اور ظاہر ہے کہ صرف بیاید کچھ کام نہیں آسکتا — تدریج و لا تکن من الجاہلین وامل حتی یاتیک الیقین —

اور ما باپ سے نیکی کرو اور جو کوئی ان دونوں میں سے پتھا ہو جاوے تو نہ کھوک اور نہ جھوک اُن کو اور اُن سے ادب کی بات کہہ۔ اور جھکا اُن کے آگے کُندھے عاجزی کر کے پیار سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا اُنہوں نے مجھے چھوٹا سا۔

[ ۴ ] ”و آت [ ۳ ] فی القربی حقہ [ ۵ ] والمساکین [ ۶ ] وابن السبیل۔“

یعنی اور دیدے پالنے والوں کا حق اور محتاج کا اور مسافر کا [ ایضا ]

[ د ] ”ولایاتل اراوالفضل منکم والحمدۃ ان یوتوا [ ۴ ] اولی القربی [ ۵ ] والمساکین [ ۶ ] والہاجرین فی سبیل اللہ۔“ [ تورا ]

اور قسم نہ کھاؤں بڑائی والے تم میں سے اور کشائش والے نہ تاتے والوں محتاجوں اور خدا کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کو مال نہ دیوے۔

[ ز ] ”و وصینا الانسان [ ۴ ] ہرادیہ احسانا حملتہ امہ کرہا و وضعہ کرہا۔“ [ احکاف ۲ ع ]

اور ہم نے تنقید کیا ہی انسان کو اپنے ما باپ سے بھلائی کا پھٹ میں رکھا اُس کو اُس کی ماننے تکلیف سے اور جدا اُس کو تکلیف سے۔ (ج) ”ولا اقتحم العقبة و ما ادراک مال عقبہ ( ۱۱ ) فک رقبۃ او اطعام فی یوم ذی مسغیۃ [ ۴ ] یتیمہ ذامقربۃ او ( ۵ ) مسکینا ذامقربۃ۔“

اور انسان نہ ہو کہ سکا گھائی کو اور وہ گھائی کیا ہی۔ آزاد کرنا غلام کا یا کھانا کھانا پھوک کے دن میں بے باپ کے لڑکے کو جو ناتے دار ہی یا محتاج کو جو خاک میں رلتا ہی۔ (ط) ”فاما الیتیم فلا تقہروا اما السائل فلا تنہرو۔“ [ ضعی ] سو جو یتیم ہو اُس کو قہر نہ دیا اور جو مانگتا ہو اُس کو نہ جھوک۔

ان احکام کو جو جملہ طبقات ناس کی ہر ایک قسم پر جاری ہیں تربیت اور انجیل اور حکماء سلف کی وصیتوں سے مقابلہ کرلو ایسی جامعیت اور تفصیل ایسی عمدہ ترتیب اور قدرتی نظام کی رعایت اور مصرعاً احسان کے احکام نہ پاؤ گے۔

۲۷ غلاموں کی حالت بالخصوص بڑی اصلاح کی محتاج تھی اُن کی آزادی اور آئندہ کے سدباب کے لیے بڑی کوشش اور اہتمام ہوا۔ اور کتاب کا امر محکم اور حکم لازم صادر کیا۔

Islam liberated slaves not as only a merit, but as strict and an indispensable duty.

گراہوں پر یا قسم پر عیار عدالت قرار پایا۔ اور نیز ذاتی تنازعات خارج از عدالت بھی اسی قرار میں سے طے ہوا کرتے تھے۔ اسلام میں پھٹ اڑے ہوا تو مباہلہ ہوا۔

کہتے ہیں کہ سنہ ۵۰۱ ع میں جرمن گنڈیپالڈ بادشاہ نے اس رسم کو قسم کی جگہ فصل خصومات میں مقرر کیا۔ ان دونوں قسم کے قوانین یعنی ایک تو عدالت کی حیثیت سے دوسری مغایر عدالت کئی طرح پر جاری رہی یعنی تزاروں سے لڑنا اور پستروں سے گولی مارنا۔ اور ہو اینٹی ایک زہر آلود ایک روٹی کی بنی ہوئی کھانا۔ انگلستان کے بادشاہوں نے آخر زمانہ میں اس رسم کے پند کرنے کا بڑا اہتمام کیا لیکن فرانس میں اُس کا رواج کثرت سے رہا۔

۲۶ اور کئی ایک احکام بڑی تاکید سے ہو ایک طبقہ کے انسان سے نیکی اور رعایت کرتے کے قرآن میں بکثرت ہیں۔

Islam inculcates to show kindness to parents, to kindred, to orphans, to poors, to neighbours whether kinsmen or strangers, to a fellow traveller, to wayfarers, to slaves and captives &c.

پھر سورۃ بقرہ میں ہے۔

(ب) ”و اتی المال علی حیدہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین و ذی الرقاب۔“ (۲ ح)

اس میں [ ۱ و ۲ ] والدین سے نیکی کرنی [ ۳ ] رشتہ داروں سے [ ۴ ] یتیموں سے [ ۵ ] محتاجوں سے احسان کرنا [ ۶ ] دوسری تاتے والے سے [ ۷ ] اور پھانے دوسری سے [ ۸ ] اپنے رفیق سے [ ۹ ] مسافر سے (۱۰) غلاموں سے خادموں سے (۱۱) قیدیوں سے نیک سلوک کرنا اور اُن کو اپنا مال دینا بڑی تاکید سے واجب قرار دیا ہے۔

اس میں کوئی قسم جنس انسان کی ایسی باقی نہیں رہی جس پر اسلام نے شفقت کرنے اور نیکی سے پیش آنے کا حکم نہ دیا ہو۔ نہ صرف ایک یا دو ہی جگہ بلکہ مختلف مدار سے اور جدا جدا قریب سے ان احسانات اور کھراوت کو بیان فرمایا ہے۔

(ج) ما انفقتم من غیر (۲) ذللال الدین (۳) والاقربین (۴) والیتامی [ ۵ ] والمساکین [ ۶ ] وابن السبیل۔“ (۲ ح)

[ ۵ ] ”[ ۲ ] ذللال الدین احساناً داما یبائن عندک البکر احداہما فلا تفل لہما اف ولا تنہوہما وقل لہما قولاً کریماً۔“ [ ۱۵ ح ]

الذل من الرحمة وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیراً۔“ [ ۱۵ ح ]

سنہ \*\*\* و حجتہ الشانہ ظاہر قراء و اقراء ہم من مال اللہ الذی اقا کم  
والامر للوجوب الخ \*

اور چونکہ امر وجوب کے واسطے ہی تو اب ہمارا استدلال اس  
آیت سے یہ ہے کہ جبکہ غلاموں کی آزادی کتابت کے قریب سے واجب  
تھوڑی گئی تو جو چیز اس آزادی کی ضد ہے یعنی تمام بھانا وہ حرام  
اور منع تھوڑی گئی کیونکہ اصل میں مسلم مسئلہ ہی — وجوب الشی  
پتقہ من حرمة ضده \*

اور اصطلاحات پر بنا نہ رکھی جارے تو یہی عقلاً ظاہر ہی کہ جس  
چیز کے گھٹانے کم کرنے رکھنے اور موقوف کرنے کے واسطے تدبیریں کی  
جاریں گئی تو ایسی ہی کا زیادہ کرنا یا ابتداء کرنا بڑھانا اور رواج دینا  
ضرور ممنوع ہوگا پس جب کہ اسلام نے تک رقیہ اور عتاق اور مکاتبہ  
کے احکام وجوبی صادر کیئے تو اُسکی ضد استتراق کو ضرور منع کیا \*

ایک شبہ یہاں پر یہ ہے ہو سکتا ہے کہ مکاتبہ کر کے چھوڑ دینے  
میں قیود لگائی گئی ہی ان علمتم فیہم خیرا کی پس شرط کے مفقود  
ہونے پر بدستور خلاصی کی حالت قائم رہیگی \*

مگر یہ شبہ بے اصل ہے کیونکہ ضرور نہیں کہ ہر جگہ ان شرطیں  
ہو ان اور طرح بھی قرآن میں کئی جگہ آیا ہے منجملہ اس کے تامل

نہیں پائی — اُنکے ذہن اور طبیعتوں ایسی پست اور دبی ہوئی ہیں  
کہ انسان کی بھلائی اور فطرتی آزادی اور غلاموں کے آزاد کرنے کے  
معاہد اور اسلام کا مقصد اصالی غلاموں کے حق میں رعایت اور  
احسان کرنا اور اس امر خاص میں تمام دنیا کے مذاہب اور شرایع پر  
فوقیت اور فضیلت پانا اُن کی سمجھ ہی میں نہیں آتا — کتابت کے  
معاملہ کو بھی اُنہوں نے قرضہ کا سا معاملہ سمجھ لیا حالانکہ اُنہیں  
کے اصول مرسومہ پر کتابت کا روپیہ کوئی دین صحیح نہیں ہے کیونکہ  
آقا کا غلام پر کوئی قرضہ نہیں ہو سکتا \*

اصل حقیقت یہ ہے کہ مکاتبہ کا روپیہ آقا کو دوانے کا حکم  
صرف اُس کے آنسر پوچھنا ہیں ورقہ ادھر تو آقا کو حکم واجب ہی  
کہ مکاتبہ کو اپنے مال میں سے دو \*

اور لطف یہ ہے کہ امام شانہ اس ” و اتواہم من مال اللہ الذی  
اتاکم “ کو واجب جانتے حالانکہ یہ قریب ہی کتابت کی پس مکاتبہ بھی  
واجب ہوگا کیونکہ واجب کا مقدمہ بھی تو واجب ہی \*

علامہ ازیں ایک اور اعتراض اس حکم کے مندوب ہونے پر یہ ہے  
ہی کہ مندوب در حقیقت ماموریت ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مندوب  
میں ایجاب نہیں ہی اور امر ایجاب ہی کے واسطے حقیقت میں  
ہوتا ہی — اور اگر مندوب ماموریت ہو سکے تو ترک مندوب گناہ ہوگا  
حالانکہ ترک مندوب بالاتفاق معصیت نہیں تو ’ مندوب ماموریت بھی  
نہیں ہو سکتا دیکھو مسلم الثبوت مقالہ ۲ باب ۲ اور کشف المحجوب  
[ ص ۱۸۸ تا ۱۹۰ ]

پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں امر ایجاب کے واسطے ہی —

” والذین یبتغون الکتاب بما ملک ایمانکم فکاہلہم ان علمتم  
فیہم خیرا و اتواہم من مال اللہ الذی اتاکم “ — [ نور ] +

یعنی جو کوئی لونتی یا غلام یہ کہے کہ میں اتنی مدت میں  
اس قدر روپیہ کا دوں گا مجھے ابھی آزاد کر دو تو اُن کو اقرار رکھ دو  
اگر اُن میں نیکی دیکھو اور ہو اُن کو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا  
ہی \*

اور جب مالک سے اس طرح اقرار نامہ ہو جائے تو پھر سب پر  
[ جہاں مالک بھی ہی ] واجب کیا کہ اس کا زر کتابت پورا کر دیں اور  
مالک کو بھی لازم ہوا کہ اس اقرار میں سے ایک مقدار کثیر چھوڑ دے  
چنانچہ الہی اور مقاتل اور نضی نے یہی تفسیر کی ہی اور امام  
عالمی کا بھی مستند ہے کہ مالک پر واجب ہی کہ مکاتبہ کو مال دیوے  
کیونکہ امر وجوب کے لیئے ہی \*

تفسیر کبیر میں ہی — قالہا ان هذا امر من اللہ تعالیٰ لاساۃ  
والناس ان یعینوا مکاتب علی ما کتابتہ یمکنہم و هذا قول الکلبی و  
عکرمہ والمقاتل والنضی \*\*\* قال الشانہ یجب علی المولیٰ ابتداء مکاتب  
و ہو ان یعط من جزء من مال الکتابت او بدفع الیہ جزاً مما اخذ

+ داؤد الاصفہانی وغیرہ ( جن کو یہ اہل الرائے اصحاب الطواہر  
کہتے ہیں ) اور اور علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ امر کتاب کا ایجاب  
کے واسطے ہی یعنی جب غلام دیکھو اس کے اپنے آزادی کی اقرار نامہ  
پر اور مالک سمجھے کہ اس میں اُسکی بہتری ہی تو فوراً آزاد کر دے \*

اور حقیقت یہی یہی ہی کہ جب اسلام کی اصلی نیکی اور خیر  
اور صلاح پر نظر کرتے ہیں تو بالضرور ہم اپنے وجدان سلیم سے یہی پاتے  
ہیں کہ یہ حکم وجوب کے واسطے ہی کئی وجہ سے [ ۱ ] یہ کہ امر  
تو ایجاب کے واسطے ہوتا ہی اور اسکا سبب قزل بھی اسکی تائید  
کرتا ہی کہ خود طیب بن عبدالعزی کے غلام نے جسکا نام صبیح تھا  
کتابت چاہی تو اُس کے آقا نے انکار کیا اس پر یہ حکم ہوا پس  
ظاہر ہی کہ انکار کے مقابلہ میں حکم دیا تو ضرور ہی کہ وہ حکم  
واجب ہو [ ۲ ] حضرت عمر نے ایک شخص کو مکاتبہ کرنے کا حکم  
دیا اُس نے انکار کیا تو اُنہوں نے اُسکی تعزیر کی پس اگر کتابت  
واجب نہ ہوتی تو اُسکو مارنا جیڑ اور ظلم ٹھوڑا حالانکہ اصحاب  
میں سے کسی نے اُن پر اعتراض نہیں کیا تو گویا یہ مسئلہ اجماعی  
ہو گیا [ ۳ ] عمر ابن خطاب و طاہ و داؤد بن علی اور محمد بن حریز  
یہاں پر وجوب کے قائل ہوئے ہیں — پس ان سب قرائن پر نظر کرنے  
سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ کتابت واجب ہی اور درحقیقت یہ بڑی  
فضیلت ہی اسلام کی \*

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ امر مندوب ہی اُنکی راہیات سی  
حجت اور نامعقول سا قیاس ہی وہ کہتے ہیں کہ مکاتبہ کرنا اور بیچ  
ڈالنا برابر ہی اور بیچ کرنا واجب نہیں ہی تو مکاتبہ کرنا بھی واجب  
ہوگا کہ مستحب ہو مگر انہوں نے اُنہوں نے حکم کتابت کی خوبی

غلام سے صرف گھر کا معمولی اور آسان کام لیا جاتا تھا۔ یہہ کیفیت میں اسوقت کی بیان کرتا ہوں جب ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی جانب سے غلاموں کی حالت میں دست اندازی نہیں ہوئی تھی (دیکھو رسالہ مکانات معلومہ ولسن) ہمکو اس بات کے ثبوت ہیں کہ مسلمانوں کے دفعی مسائل کا ہر تار بھی غلاموں کے حق میں بہ نسبت اور قوموں کی شریعت کے بہت نرم اور ملایم ہی یہہ قول پیش کرنا ضرور ہی کہ جب ہندوستان میں مسٹر رچارڈسن ہندیکھنڈہ کے جج اور مسٹر رچرٹ نے سنہ ۱۸۱۰ء میں انسداد رسم غلامی میں ایک مسودہ قانون تصنیف کیا تو اس میں انہوں نے یہہ رائے دی کہ اگر ہندوستان میں سے رسم غلامی کو قطعاً موقوف کردینا مناسب نہ ہو تو ہندوؤں کے شاستر کے احکام ترک کر کے انکی جگہ ہر ایک بات میں شریعت اسلام کے احکام کو رواج دیا جاوے کیونکہ وہ غلاموں کے حق میں بہت ہی ملائم ہیں \*

۱۹ یہہ سب تدبیریں تو اُس وقت کے موجود غلاموں کی ازادی کی تھیں اور ہر چند کہ عقل خیر اندیش کو آئندہ غلام بنانا اس سے ممنوع پایا جاتا مگر اس وقت کے اذعان اور مقول انسان کے فطرتی آزادی کا ادراک اچھی طرح نہیں کر سکتے تھے اور ہر ایک بشر کا وجودان سلیم اس پر گواہی دیتا ہی کہ وہ کبھی اپنی ذات یا عزیزوں کے لئے غلامی پسند نہ کریگا اور یہہ ایک قدرتی دلیل ہی اُسکے نظریات

The Coran (Chap. XLVIII v 4) abolished future slavery and concubinage by ordering that the Captives of war to be either dismissed freely or ransomed. A law of universal obligation.

الہیہ کے خلاف ہونے کی کہ اُس کی ناجرازی اور ناگرازی انسان کی طبیعت اور جبلت میں رکھدی گئی ہی الا رسم قدیم جاہلیت کی گمراہی سے عوام لوگ اسکے معائنہ عقی کر خوب نہیں پاتے تھے اور ایسے امور کی اصلاح صرف علوم کی بتدریج اشاعت اور تزکیہ اور حکمت کی تعلیم سے ہو سکتی ہی تاکہ ہر ایک قوم احکام الہی کے بصیرت اور عقل کی ہدایت سے دریافت کرے کہ درحقیقت تمامی خلق اللہ کی بہبود اور عافیت اور عقلی اور مذہبی تمدنی اور حسن عشرت کی اصلاح اسی آزادی پر موقوف ہی اسلئے ضرور ہوا کہ آئندہ کی رسم غلامی کے موقوف اور مسدود ہونے کے لئے صاف صاف حکم دیا جاوے چنانچہ سورہ محمد میں فرمایا —

”بَاذِلْقِیْمِ الذِّیْنِ کَفُورًا تَضْرِبُ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَا اِثْمَانُہُمْ فُجِدَوا الرِّقَابِ فَاَمْسَا بِعَدْوِ اَمَّا فِدَا حَتّٰی تَضَعُ الرَّقَبِ اِرْدَاہَا “ \*

چونکہ لڑائیوں کے قیدی غلام بنائے جاتے تھے غلامی کی رسم کی ابتدا بھی معلوم ہوتی ہی اور اسوقت کی رسم میں لڑائی کے قیدیوں

اور قد کے معنی میں اور جس چیز کا نعلہ مستحق الوقوع ہو وہاں تعلیل ہی کے معنی مناسب ہونگے دیکھیئے —

۱ لَتَدْخُلْنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللہ \*

۲ اَتُوا اللہَ اِنْ کُنْتُمْ مَرْمِیْنِ \*

۳ وَاَتُوا الْاَمْلٰنَ اِنْ کُنْتُمْ مَرْمِیْنِ \*

اور قد کے معنی اس آیت میں

۴ نَذَرَ اَنْ تَفْعَلَ الذِّکْرُ \*

اس میں شرط کے معنی صحیح نہیں کیونکہ ذکر اور وصف تو ہر حال میں مامور بہ ہی ایسے ہی مکاتیب میں بھی شرط کے معنی صحیح نہیں کیونکہ کتاب تو مامور بہ اور امر و جہی ہی پس آیت کے معنی بہت چسپاں اور مناسب ہونگے کہ جو تمہارے غلام تم سے آزادی پر اقرار نامہ لکھوانا چاہیں اُن کو لکھدو کیونکہ تم اُن میں پہلائی جان چکے ہو —

اور اس تفسیر پر ان علامہ خیراً میں اس بات پر بھی اشارہ ہی کہ مکاتیب تو واجب ہی ہی مگر بلا درخواست کتابت بھی فی نفسہ غلام کی آزادی واجب ہی \*

۵ اور لفظ اِنْ کی بے صف میں دور کردی جاؤ اسی آیت کے بعد کی آیت میں دیکھیئے اِنْ کیا معنی دیتا ہی \*

وَلَا تَكْرَهُوْا فِتْنَتَکُمْ عَلٰی الْبِفَاءِ اِنْ اَرَدْتُمْ تَحْصِنَ —

۶ نہ صرف ایک مکاتب کرتے کا ہی حکم دیا بلکہ بہت سے

احکام جن سے غلاموں کی سختی جاتی رہی اور اُن کی حالت میں بہ نسبت سابق Treatment of slaves among Mahomedans more liberal than in other nations.

کتاب صحاح و مسانید و مجامع میں بہت سی حدیثیں اور فقہ کی کتابوں میں بہت سے مسائل ایسے عمدہ اور ثروت سے ہیں کہ اگر اسی قدر ہی احکام ہوتے تو بھی بہ نسبت اور قوموں کے رسم قانون کے مسلمانوں کی رسم و قانون میں بہت ترقی اور آسانی تھی اور انہیں احکام قرآنی اور مسائل فقہیہ کی بدولت ہند کے مسلمانوں میں غلاموں اور خدمتگاروں میں صرف نام کا ہی فرق رہ گیا تھا — اور چونکہ اسلام کو غلاموں کے حق میں زیادہ رعایت منظور رہی ہی اسلئے غلام کو اس ملک میں اپنے ما بھتیج کی فکر نہیں کرنی پڑتی تھی اور نہ اسکو اپنے مال بچوں کی طرف سے تردد رہتا تھا اسکے مسلمان آقا کو خود ہی اسکی تمام ضروریات کی فکر واجب و لازم ہوتی تھی اور اس سے بہ رسمی اور ملائمت سے پیش آیا جاتا تھا — اور اس اتفاق کے بدائے میں

علامہ سیوطی نے اس سورۃ کو مختلف فقہ سورۃوں میں درج کیا  
 ہے ( مقام مذکور ) اور لکھتے ہیں سورۃ مہموم حکى النفسى قولاً غريباً  
 انها مكية — اس میں غرائب صرف اصطلاح کی بنا پر ہی نہ کہ  
 حقیقت میں \*

## ( ج ) بحث نسخ

امام شافعی اور مالک اور احمد تو اس آیت کو ثابت مانتے ہیں  
الا حضرات حنفیہ اس کو منسوخ سمجھتے ہیں اور نسخ اس کا سورہ  
پرواۃ کی پانچویں آیت کو قرار دیتے ہیں \*

نسخ کی بحث میں تاریخ کا تعین تو ضرور ہی کیونکہ منسوخ  
کو زمانہ میں تقدم ہونا چاہیئے اور نسخ کو تاخیر — مگر امر تنقیح  
طلب میں کسی قدر بے انتظامی ہوتی ہی اور عموماً یہہ کہا جاتا  
ہی کہ سورہ پرواۃ آخر مائزل ہی مگر یہہ حجت ٹھیک نہیں ہی  
آیتوں کے باب میں تو روایتیں یہہ ہی مختلف ہیں اور ہر ایک  
نے اپنے نام اور نام سے بعضی بعضی آیتوں کو آخر مائزل قرار دیا ہی  
الا صورتوں میں یہہ اختلاف ہی \*

اخرج مسلم عن ابن عباس رضي الله عنه قال آخر سورة نزلت اذا  
جاء نصر الله والفتح —

اخرج الترمذي والحاكم عن عائشة قالت آخر سورة نزلت المائدة —  
واخرجها أيضاً عن عبد الله بن عمر قال آخر سورة نزلت سورة المائدة  
والفتح — [ اذا جاء نصر الله ]

و في حديث عثمان المشهور برواۃ من آخر القرآن نزلت — [ اتفاق  
قوع ۸ ]

[ عن البراء ابن عازب آخر سورة نزلت كاملة برواۃ بخاري ]  
اگر یہہ روایتیں صحیح ہوں تو ان اختلافات کی تطبیق اس  
طرح ہو سکتی ہی کہ ہر ایک شخص نے اپنی معلومات کو بیان  
کیا پس اس میں کوئی بات قطعی نہیں ہی \*

قال البيهقي يجمع بين هذه الاختلافات ان صحت بان كل واحد  
اجاب بما منده —

قل ابوبکر في الانتصار — هذه الأقوال ليس فيها شيء مرفوع  
إلى النبي صلى الله عليه وسلم وكل قاله بفرض من اجتهاد وخليفة الحق  
يحتمل ان كلامهم اخبر عن اخر ما سمع من النبي الخ — [ اتفاق ۱۲ ]  
پس تنقیح طلب اس امر کو قرار دینا چاہیئے کہ [ ۱ ] ایسا صورتوں  
آیتوں میں یعنی سورہ مائدہ کی ۳ آیت اور سورہ پرواۃ کی ۳ آیت  
میں ایسا اختلاف ہی کہ بغیر تسلیم نسخ کے رفع ہی نہیں ہو سکتا  
اور [ ۲ ] ان دونوں میں کونسی آیت [ نہ کہ صورت ] مقدم ہی  
تاریخ نزول کے اعتبار سے [ نہ کہ تاریخ اختصار یا قراءت خاص کے  
اعتبار سے ] \*

ہم نے جو یہہ دو امر تنقیح طلب قرار دیتے ہیں اُن کو سب  
محققوں نے نسخ کے لئے ضروری قرار دیا ہی — ابن العصار نے  
کیا عرب تقریر کی ہی \*

انما يرجع في النسخ الى نقل صحيح من رسول الله صلى الله عليه  
وسلم او من صحابي يقول آية كذا فسخت كذا \* \* \* \* \* وقد يجهل

یہ عند رجوع المعارض المقطوعہ مع علم التاريخ المعروف بالتقدم  
والتاخر \* \* \* \* \* ولا يعتمد في النسخ على قول مرام المفسرين بل  
ولا اجتهاد المجتهدين من غير نقل صحيح ولا معارضة بينة لنسخ  
يتضمن رفع حكم او اثبات حكم تقرر في مائدة صلی اللہ علیہ وسلم  
ذالمتعمد فيه النقل والتاريخ دون الراجح والاجتهاد — یعنی نسخ میں  
تو صرف رسول کے بیان صاف ہو یا اصحابی کے قول ہو کہ اس آیت  
نے اُس آیت کو منسوخ کیا رجوع ہو سکتا ہی اور جبکہ دونوں آیتوں  
میں قطعی تعارض پایا جاوے اور ساتھ ہی اُس کے تاریخ سے اُن کا  
اُن کے پیچھے نازل ہونا بھی ثابت ہو جاوے تب نسخ مانا جا سکتا ہی  
اور یوں نسخ میں مرام مفسروں کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہی  
بلکہ مجتہدوں کے اجتہاد کا بھی اعتماد نہیں ہی کیونکہ نسخ میں  
ایک حکم کا جو رسول کے وقت میں مقرر تھا اُٹھانا یا ثابت ہونا ہوتا  
ہی پس اس میں نقل اور تاریخ ہی پر اعتماد ہو سکتا ہی نہ کہ  
نامے اور اجتہاد پر \*

پس اب ہم ان دونوں تنقیحوں کی نسبت یہہ لکھتے ہیں کہ —  
۱ ان دونوں آیتوں میں کوئی تعارض واقع نہیں ہی سورہ  
مائدہ کی چوتھی آیت میں قیدیوں کا حکم ہی کہ جب لڑائی کے بعد  
بقیۃ السیف رہ جاویں اُن قیدیوں کو یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دیا  
جاوے اور یا نذیرہ لیکر چھوڑ دیا جاوے اور سورہ پرواۃ کی چوتھی  
آیت میں حکم ہی کہ مشرکوں کو جنہوں نے عہد توڑا ہی قتل کیا  
جاوے — پس ان میں کچھ تعارض نہیں ہی \*

۲ کوئی حدیث صحیح جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے  
آج تک مدعیان نسخ نے نقل نہیں کی جس سے یہہ معلوم ہوتا کہ  
پرواۃ کی چوتھی آیت سے سورہ مائدہ کی چوتھی آیت کو منسوخ کیا \*

۳ کسی صحابی سے کسی غیر واحد یا ضعیف میں یہہ  
منقول نہیں ہی کہ اس آیت نے اُس آیت کو منسوخ کر دیا اور نہ  
مدعیان نسخ کوئی ایسی روایت بتلا سکے — البتہ اوزامی کا ایک  
قول پوش کیا گیا ہی چنانچہ قرضی نے لکھا ہی — قل الازامی  
بلغني ان هذه الآية نزلت فاما ما بعد ر اما نداء نستغثها فاقبلواهم  
حيث تفرقتموهم — مگر اوزامی ہوں یا کوئی اور ہوں اُن کو ایسے  
بے ہر کی خبریں مل کر ہیں ایسی خبریں سے کیا ہوتا ہی جب تک  
نہ نقل صحیح اور روایت صحیح جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے  
نہو ایسی خبریں محض ہیکار ہوں \*

۴ نسخ کا امکان انہیں احکام میں ہو سکتا ہی جو غیر موقت  
ہوں اور سورہ مائدہ کی چوتھی آیت تو موقت ہی حتیٰ قبح الحرب  
اوزارہا پس یہہ کسی طرح منسوخ نہیں قرار پاسکتی — علامہ سیوطی  
نے قہر اتفاق قوع ۲۷ میں لکھا ہی — وقسم هو قسم مخصوص



صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت اسی قدر اور اسی وقت نازل ہوئی تھی کیونکہ تاریخ کی راہ سے سورۃ نساء سنہ ۸ ہجری کے قبل کی ہے اور ۲۶ اور ۲۸ آیت کے سیاق سے بھی اُس کا ملحدہ ہونا بے موقع معلوم ہوتا ہے مگر ہاں نزول یا تو وہی اصطلاح ہے کہ یہ آیتیں اُن کے بعد نازل ہوئی ہوں گے۔ اُن کے بعد نازل ہونے سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ آیتیں اُن کے بعد نازل ہوئی ہوں گے۔ اُن کے بعد نازل ہونے سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ آیتیں اُن کے بعد نازل ہوئی ہوں گے۔ اُن کے بعد نازل ہونے سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ آیتیں اُن کے بعد نازل ہوئی ہوں گے۔

لشکر میں تو سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں خصوصاً اوطاس وغیرہ لڑائیوں میں مکہ کے لوگ جو ابھی جدید الاسلام تھے بہت جمع تھے اور اوطاس کے قیدیوں میں مورتوں کو دیکھ کر بعض نے ایام جاہلیت کی رسم + پر قبضہ کا ذکر کیا مگر اور اصحاب نبی نے اس امر کو گناہ سمجھا اس لیے کہ ان مورتوں میں سے ہر ایک کے ازدواج بھی مشرکوں میں موجود تھے (اور بعض بے شوہر بھی ہونگی اور بعض کے شوہر بھی قید میں ساتھ ہی ہونگے) — کیونکہ قید ہوجانے سے نکاح تو نسخ نہیں ہو سکتا پس وہی ۲۷ آیت سورۃ نساء کی اسوقت پڑھی گئی جو ۲۶ آیت سے متعلق ہے اور جس کے معنی یہ ہیں کہ زنان عقیقہ تمپر حرام ہیں مگر وہ مورتیں جنکو تم ملک نکاح میں آئے — اور اس طرح سے اُن لوگوں کو حکم الہی سناتے اُس ارادہ فیہ سے باز رہنا \*

مگر بعض جاہلیت کی سی توحید اور طبیعت والے راوی اپنے سبق ظن کی وجہ سے اس واقع کو اولٹا سمجھے یا قصداً اسی رسم کی طرف اسے پھیرنے لگے مگر بعض راویوں نے جنہو تہذیب اسلام نے زیادہ اثر کیا تھا اذا قرة شوح کے طور پر پڑھایا اذا انقضت عدتہن کی حالانکہ اس آیت میں مہضات سے زنان شوہردار مراد ہی نہیں ہو سکتیں پھر عدت کے کیا ضرورت ہے — پھر بعض مفسروں نے اس میں ایک اور حکم الہی کی مخالفت دیکھ کر یہ قادیل کی کہ وہ قیدی مورتیں مسلمان ہو جاویں تب اُن پر یہ حکم جاری ہو ورنہ مشرک سے تو ملک ہمیں کے طور پر مباشرت جائز نہیں [دیکھو تفسیر الجلالین ۵ ج آیت ۱]

+ ایام جاہلیت میں جس مورت کو قید کر لیتے لڑائی میں اس کے اگلے نکاح کو نسخ سمجھ کر اس سے بے تکلف اور بلا توقف تصرف جائز سمجھتے تھے احکام میں اسکی بڑی ممانعت ہوئی —  
‡ قال ابو حنیفہ لو سبی الزوجان لم یرتفع النکاح و لم یصل لساہی [تفسیر بیضاوی] —  
§ ابو حنیفہ الہادی کی ایک روایت میں یہ فقرہ پڑھا ہوا ہے اور اسکی اور روایتوں میں نہیں ہے —

اسی قسم الممنوع و قد اکتفی ایں العربی بتحریرہ فاجاد فقوله ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا — والشعراء يتبعهم الغاؤون الا الذين آمنوا — فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ — وغیر ذلک من الایات الی غصص باستئذان او فایة وقد اخطا من ادخلها فی المنسوخ — ومنه قوله ولا تنکحوا المشرکات حتی یرمن — قبل انہ نسخ بقوله والمہضات من الذین اوثر الکتاب و انما هو منصوص بہ — اکتفی

۵ آیتوں کی تاریخ نزول معلوم ہوئی ہے دشوار ہی اور ہر ایک راوی اپنے علم اور قیاس سے کہتا ہے — اور اُس کے علاوہ سبب نزول کی اصطلاح ایسی غیر منضبط اور وسیع مقرر ہوئی ہے کہ جس بات پر کسی آیت سے استدلال کیا جاتا ہے یا اُس آیت کی مراد بیان کرنی مقصود ہوتی ہے وہاں بھی بولتے ہیں نزول فی کذا پس اکثر کو ایسی روایتیں بعض راویوں کے اجتہاد اور رائے پر ہیں کہ تاریخ حقائق اور نقل واثبات پر — ان تیسہ نے لکھا ہے قولہم نزول الایۃ فی کذا یراد بہ قارۃ سبب نزول و یراد بہ قارۃ ان ذلک داخل فی الایۃ و ان لم یکن السبب لما تقول منی ہذہ الایۃ کذا — اور زکشی نے یہاں میں لکھا ہے — قد عرف من مادة الصحابہ والتابعین ان احدهم اذا قال نزول ہذہ الایۃ فی کذا فائے یرید بذلک انہا تنسخ من ذلک حکم لان ہذا کان السبب فی نزولہا نہ من جنس استدلال علی حکم بالایۃ لان جنس النقل لما وقع — پس جب کہ مہضات کی یہ کیفیت اور اطلاقات کی یہ ضرورت ہو تو دشوار ہی کہ واقعی سبب نزول دریافت ہو سکے \*

۱ کسی مرتب خاص یا مشہد عام پر چند آیات کا پڑھا جانا یہ نہیں ثابت کرتا کہ وہ آیت اسی وقت نازل ہوئی ہو — جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو سورۃ ہرمت کے شروع کی آیتیں دیکر بھیجا تھا کہ حج اکبر کے دن سنہ ۹ ہجری میں پورے سنائے اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ سورۃ ہرمت کی وہ آیتیں اُسی وقت نازل ہوئی تھیں \*

### ( د ) والمہضات من النساء کی تفسیر

بعض لوگوں نے سورۃ نسا کی ۲۷ آیت اس مراد سے پیش کی ہے کہ سورۃ محمد کے بعد بھی آزاد مورتوں کی جو قید ہو آویں لڑتی بنانے کی اجازت ہے [استغفر اللہ] اور حضرت ابو سعید خدری کی روایت پیش کی ہے جس کا ماحصل ہر روایت مسلم و ترمذی نسائی اور ابوداؤد [قطع نظر از زیادت و نقصان الفاظ] یہ ہے کہ اوطاس کے قیدیوں میں مورتیں بھی پکڑی آئیں تو مسلمانوں نے اُن مورتوں سے مباشرت کرتے کو گناہ سمجھا اور خوف کھایا کیونکہ اُن کی ازدواج موجود تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی والمہضات من النساء الا ما ملک ایمانکم الخ اس میں نزول کا لفظ ان معنوں میں تو

۱۴ ان الله يامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها و اذا حکمتکم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان الله نعماً یعظکم بہ — [ نساء ]

۱۵ لا تصعرو عدک للناس ولا تمشی فی الارض مرحاً ان الله لا یحب من خوان نفور وانصد فی شکیک وانقض من صوتک — [ لقمان ]  
۱۶ ولا تمشی فی الارض مرحاً انک ان تفتقر الارض ولن تبلغ الجبال طولا — [ اسری ]

۱۷ یا ایہا الذین آمنوا لا یستخفروم من قوم عسی ان یرکبوا غیراً منهم ولانساء من نساء عسی ان ینکن غیراً منهم ولا تملؤوا انفسکم ولا تذاہبوا بالاقاب ہنس الاسم انفسوک بعدالایمان — [ حجرات ]

۱۸ یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا ثلثاً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یختاب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان ینال لکم الخبیث میثاقکرمتموه — ( حجرات )

۱۹ اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم  
۲۰ ان طائفتان من المؤمنین اقتتارا باصلھما بینھما فان ہما احدیھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تقینی الی امرالله فان فاضل فاضلھما بینھما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین — انما المؤمنون اخرۃ فاضلھو ایہن الخویم — ( حجرات )

اور بھی چند متفرق احکام جو مصالح دینیہ کے قایم رکھنے اور ان میں باہمی تعلق و تعلق کی رعایت اور پابندی کے لئے ضرور ہیں یہ ہیں —

۲۱ ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتقوا فی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی [ نحل ]

۲۲ یا ایہا الذین آمنوا اتوا الشہر والعیسور والانصاب والارلام رجس من عند الشیطان فاجتنبوا ان تمسکوا بھن انما یرید الشیطان ان یزق بینکم العداۃ والبغضاء فی القصر والعیسور یعدکم عن ذواللہ و عن الصلوۃ فہل انتم متنبہون — [ مائدہ ]

۲۳ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعمکم حل لہم + ایضاً

+ شیخ الاسلام مہدی الدین ندوی نے شرح صحیح مسلم [ ص ۲۰ جلد ۲ مطبع منشی تریکھور ] میں لکھا ہے و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم قال المفسرون الدوابۃ الذی ہائج و لم یستثن منها شیئاً لالھما رۃ ہما ولا فیہ حل ذبائح اهل کتاب و هو مجمع علیہ وام یضاف فیہ الاشیۃ و مذهبنا و مذهب الجمهور اباحہا سراح سموا الله قہال ام لا — وقال قوم لا یحل الا ان یسموا الله تعالی فاذا ذبحوا علی اسم المسیح او نیتہ و تھروہا فلا تھل تلك الذبیحة عند ذابہ قال جماہیر العمامہ — یعنی مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں ذبیحہ کی حالت مراد ہے اور کوئی چیز اس میں سے مستثنی نہیں ہوئی نہ گوسفند نہ چربی نہ کچھ اور اس میں اہل کتاب کے ذبیحوں کی حالت ہے اور اس پر

حالانکہ کتب سیر و مغازی میں اوجاس کی قیدی عورتوں کے مسلمان ہو جانے کا ذکر نہیں ہے \*

اور نہ انکی استیراء کا زمانہ پورا ہونے پایا کیونکہ یہاں تھروہ ہے مراد میں انکی قید اور رہائی احسان کے طور پر حسب حکم سورہ محمد آیت ۳ ہو گئی تھی \*

فرسکہ یہ تاریلیں اور شلایتیں ان معنوں پر اٹھانی پڑتی ہیں جو بعضہ راہبوں اور قیدیوں نے اپنے سبق ظن سے اختیار کر لی ہیں ورنہ کلام الہی تو ہر ایک عیب و قصور سے پاک ہے \*

۲۱ معاملات میں سچائی اور عدالت دیانتداری ایفاۓ عہد

اور وزن اور پیمانہ میں راستبازی اصلاح منزل اور اطاعت حکام اور منع ننگ و فساد ادائے امانت کے احکام غرض جو جو باتیں حسن معاشرت کے اصول اور بنیاد ہیں اور جن پر ریاستوں اور سلطنتوں میں امن و امان قائم رہتا ہے اور جن پر غلاتی

Islam enjoins charity, truthfulness in testimony, honesty in weights and measures and the faithful observance of covenants.

کی پیروی منصوص ہے انکی نسبت صاف صاف تعلیم ہوئی ہے \*

۲ ویل لالمطفیین الذین اذا نالوا علی الناس یستغفرون و اذا کالواہم او رزواہم یحسرون [ تلافیف ]

۳ لا تطغوا فی المیزان — اقیموں اوزن بالقسط ولا تفسدوا المیزان ( رحمن )

۴ ولا تقبلو تبریرا — ان المیزان کانوا احرار الشیاطین و

کان الشیطان لوزۃ نفورا [ اسری ]

۵ ولا تدعیل یدک معلوۃ الی مقلک ولا تقسطھا کل البسط تقفد لولما متسورا —

۶ اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئلاً — [ ایضا ]

۷ اوفوا بالعہد اذا کلتم ووزنوا بالقسط المستقیم — ( ایضا )

۸ و اوفوا بالعہد اذا عاہدتھم ولا تلغضوا الیمان بعد توکیدھا — ولا تفسدوا ایمانکم دخلا بینکم فتزل قدما بعدتیرتھا — [ اسری ]

۹ یا ایہا الذین آمنوا لا تحفروا اللہ و الرسول و تحفروا اماناتکم ( انفال )

۱۰ و اذا قنتم لاعدلوا و لو کان ذاقربی و عہد الیہ ( و فوا ذلکم و حکم بہ — [ انعام ۱۹ ] )

۱۱ یا ایہا الذین آمنوا اوفوا بالعقود — ( مائدہ )

۱۲ و احفظوا ایمانکم — ( مائدہ )

۱۳ یا ایہا الذین آمنوا کوڑا قوامین بالقسط شہداء للہ ولا یجر منکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا — اعدلوا ہوا قوب للتقوی — ( ایضا )

۱۴ یا ایہا الذین آمنوا کوڑا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم اذ الرالدان والاقریین — [ نساء ]



محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

#### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی باہی جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاؤس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت باہی اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ ماہگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی ستائے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

#### تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ باہی اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دیتی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو بی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

( تیسرے مضامین نمبر ۱۷۶ )

## BENEFICIAL EFFECTS OF ISLAM.

## اسلام کے وعظ اور اصلاح کی تاثیر

”اسلام جس طرح کہ اخلاقی اور روحانی نیکیاں تعلیم کرتا ہے۔ نہیں نہیں جس طرح سے کہ اخلاقی اور روحانی“  
 ”نیکیوں کو دل میں بٹھا دیتا ہے اس طرح تمہیں اور حسن“  
 ”معاشرت کی جو نیکیاں ہیں انکو بھی اپنے پیروں کے“  
 ”پرتاؤ میں ایسا ملا جلا دیتا ہے کہ کسی طرح ان سے الگ“  
 ”نہیں ہو سکتیں اور بطور فطرتی عادتوں کے دھلتی دیتی“  
 ”ہیں اور طبیعت ثانی ہونے سے بھی بڑھکر اصلی طبیعت“  
 ”ہر جاتی میں ہے“

سید احمد

( پرچہ تہذیب الاخلاق جلد ۲ نمبر ۱۰ )

”اسلام کی اصلاح و تہذیب تھی تو اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح نے جو بڑی دولت اور مشقت اور کمال رافت اور شفقت سے ہوئی تھی کیا کیا نتیجے پیدا کیئے اور اس سے کیسی تعجب انگیز اور عظیم الکتا تاثیریں ظہور میں آئیں اور کس طرح سے اُس نے قوموں اور ملکوں میں اسایش اور عافیت اور خلاق کی بہبودی کو از سر نو زندہ کیا اور کس طرح سے مہلک اور مضر رسوم کو نیست و نابود کیا اور کئی ایک اور خرابیوں کو جو بالکل مٹ چکے تھے وہیں جہت کچھہ اُن کی اصلاح اور درستگی کی۔ اور ان سب کا اثر انسانوں کی ذات واحد اور جماعت اور ریاست پر کیسا نفع بخش اور سود مند ظہور میں آیا اور آتا جاتا ہے“

”اسلام کو شروع ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ کفار مکہ کی اذیت اور تکلیف دہی سے

Appeal of an early Moslem to the beneficial effects of Islam.  
 کئی ایک مسلمان ملک ابی سینیا کو چلے گئے وہاں کے عیسائی بادشاہ ٹیگوس [ نبیاشی ] کے دربار میں حضرت جعفر نے

جو تقریر دلپذیر فرمائی ہے وہ ایام جاہلیہ اور ابتدائے زمانہ اسلام کا حال خوب آئینہ کر دیتی ہے جس سے جو لوگ ان مسلمانوں کو پکڑ لانے کے لیئے لگے تھے اُن کے مقابلہ میں حضرت جعفر کی تقریر یوں ہر گئی۔

”ہم لوگ جہالت اور پست دوستی اور بد کاری میں زندگی بسر کرتے تھے۔ زور اور کمزور پر ظلم کرتا تھا۔ ہملوگ چہرت کے عادی تھے اور عداوت مہماں نوازی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ تب ایک

نبی قائم ہوا جس کو ہم لوگوں سے جانتے تھے اور جس کے حسن اخلاق دیانت اور طریق عمل سے ہم لوگ خوب واقف تھے اُس نے ہمکو سکھایا کہ خدا واحد کی عبادت کریں عہد اور میثاق اور قسم کو پورا کریں اپنے قریب داروں کی مدد کریں عوام مہماں نوازی کو پورا کریں اور جملہ قاپاک چیزوں اور کفر و غداری سے پرہیز کریں۔ ہم اُس پر ایمان لائے اور ہم نے اُس کا ساتھ دیا لیکن ہمارے ملک کے لوگوں نے ہمکو اذیت دی ہم پر ظلم کیا اور ہم سے ہمارا مذہب چھوڑا نا چاہا اور اب ہم اپنے آپ کو بادشاہ کی حمایت میں لے آئے ہیں“

یہ تقریر تو ایک انگریزی کتاب سے لی گئی ہے مگر سیرت کی کتابوں میں مفصل لکھا ہوا ہے۔ [ دیکھو سیرت شامی صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۵ ع ] اور کتاب سبیل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد مشہور سیرت شامی میں اس طرح ہے۔

[ ج ۱ ب ۱۹ ] ”قال الجعفر ایہا الملک کنا قوما اهل جاهلیة نعبد الاصنام وناكل الميتة و قاتل الفواہش و نسي البوار و ناكل القوي الضعیف نکنا علی ذلک حتی بعث اللہ الینا رسولاً منا نعرف نسیة و صدقة و امانتہ و عفاہ فمدنا الی اللہ للرحمة و نعبدہ و نصلح ما کنا نعبد نحن و آبائنا من دونه من الصجارة والارثان وامرنا ان نعبد اللہ وحده لا شریک بہ هیناً و امرنا بالصلاة والزكاة والصیام نعدہ علیہ امرر الاسلام ثم قال و امر یصدق الضعیف و ادا مال الیمن و صلة الرحم و حسن البوار و الکف من المہارم و الدماء و نلہا من الفواہش و قول الزور و اکل مال الیتم و قذف المعصنة فصدقنا و اتبعنا علی ما جاءہ من اللہ تعالیٰ فمدنا اللہ تعالیٰ وحده لا شریک بہ و حرمتنا ما حرّم اللہ علینا و احلنا ما حل لنا فعدا علینا قومنا فمدبونا و نقتونا من دیننا لیصدقنا علی عبادة الاوثان من عبادة اللہ تعالیٰ و ان نستعمل ما کنا نستعمل من الخبایث فلما قهرنا و ظلمنا و ضیقنا علینا و حالوبیننا و بین دیننا خرجنا الی بلادک و اخترنا علی من سواک و رغینا فی جوارک و وجعنا ان لا نطلم عندک یا ایہا الملک“

۴۵ مکہ کی تیرہ و قریب حالت جو قبل اسلام تھی اور پھر زمانہ اسلام میں اہل مکہ میں اخلاقی اور روحانی نورانیت اور سرپرست ضیاء ایمان بالہ اور حسن اخلاق کی روشنی ایسی تعجب انگیز اور حیرت خیز ہے کہ ایسی تاثیر الہی اور برکت ربانی کا اقوار ہمارے مطالعوں کو بھی ہے۔ والفقہ ما شہد بہ الامداد۔

سید ولیم میرزا صاحب قہریر فرماتے ہیں کہ ”ایک زمانہ نامعلوم

مکہ اور تمام جزیرہ عرب کی روحانی یقیقہ بالکل بیہوش ہو گئی تھی گو ایک عقیف اور ناہاندار سا اثر یہودیہ نصرانیہ

Previous dark and torpid state of Mecca and Arabia

ایک سو مرد اور سررتوں نے اپنے ایمان عزیز سے انکار نہ کرے اپنا گھر بار چھوڑ کر جب تک کہ یہہ طرفان مصیبت اور ہرے حبش کو ہجرت کر چکے تھے۔ اور اب پھر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی اور اُن میں نبی بھی اپنے عزیز ہر کو اور مقدس کعبہ کو [ جو اُن کی نظر میں تمام دوسے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا ] چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ اور یہاں بھی اسی عجیب تاثیر نے ۲ یا ۳ برس کے عرصہ میں ان لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبی اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے طیار کردی۔“

” اہل مدینہ کے کانوں میں یہودی حقانی باتیں عرصہ سے گوش گزار ہو چکی تھیں مگر وہ بھی اُسوقت تک خوابِ سرگردش سے نہ چونکے جب تک کہ روح کو کپکپا دینے والی باتیں نبی عربی کی نہیں سنیں۔ تب البتہ ذمہً ایک نئی اور سوگند زندگانی میں دم بھرنے لگے۔“ \*

اس تقریر کے بعد مصنف نے سورۃ فرقان کی چند آیتیں قدمائے مسلمین کے مصائد و اوصاف میں ترجمہ کی ہیں اُن کو ہم جداگانہ مقام پر لاؤنگے \*

۴۶ اسلام کی اصلاح کی قوت تاثیر کے ثبوت میں طبقہ اول کے

مسلمانوں کا حسن اخلاق اور نیک نودار

اُن کے ظاہری اور باطنی اعمال و احوال

میں ایک تعجب انگیز لیکن مطمئن

کرنے والی مثال ہے کہ اس تعلیم الہی کی

تاثیر سے وہ لوگ کیا تھے کیا ہو گئے تھے

ہرچند کہ قرآن کا منشء یہہ نہیں ہے

کہ اس زمانہ کے لوگوں کا تذکرہ یا تاریخ لکھے مگر نیکوئی پر رغبت اور

اور منکرات سے منع کرنا احادیث بعض مقامات پر جو اگلے زمانہ کے

مسلمانوں کی کیفیت بیان ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ

کمال درجہ میں اخلاق اور فضائل سے آراستہ و مہذب تھے اور دینی

اور دنیوی برکتوں سے معمور تھے اور یہی غرض تھی نبی کی بعثت سے

”ویز کبہم و یعلمہم ان کتاب و الحکمہ“

[ ۱ ] ۲۳ الا المصلین

۲۴ الذین ہم علی صلاتہم دائمون

۲۵ والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل و المحروم

۲۶ والذین یصدقون بیرم الذین †

† ( ۱ ) مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔ اور جنکے

مال میں حصہ ظہر رہا ہے سائل کا۔ اور درمائدہ کا اور چنکو

انصاف کے دن کا یقین ہے۔

یا فلسفہ کا عرب پر ہوا تھا جیسے کہ ایک دریاچہ فیروزوں کی سطح کا ادھر ادھر لہر کھانا مگر کہ میں محض بے حس و حرکت رہتا۔ تمام عرب تو ہمارے و ظلم اور بدکاریوں میں غرق ہو رہے تھے یہہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیبیوں کو جو اور جائداد کی مانند میوات میں آتیں بیٹا لیتا۔ اُن کے غرور اور افلاس سے رسم دخترکشی بھی اُنہیں جاری ہو گئی تھی جیسے ہندوؤں میں۔ اُن کا مذہب حد کے درجہ کی بے پرستی تھا اور اُن کا ایمان ایک مسیہب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم بادل کی سی ہیئت کا اُن کا ایمان تھا انہیں کی وضامندی ملاتے تھے اور اُنہیں کے قاراشگی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو بدل یا ترک کا پامان ہو اُس کی اُنہیں خبر ہی نہ تھی۔“

” ہجرت سے ۱۳ برس پیشتر تر مکہ اس طرح سے ایسی ذلیل حالت میں بیچارہ پڑا ہوا تھا۔ مگر

ان تیرہ برسوں نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا

سیکڑوں آدمیوں کی جماعت نے بے پرستی

۴۷ رز کے عدلے واحد کی پرستش اختیار کی

اور اپنے اعتقاد کے موافق دھبی الہی کی

ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اُسی قادر مطلق سے یکتوت

و بحدت دعا مانگتے اسی کی رحمت پر مغفرت کی اُسید رکھتے اور

حسنات و خیرات پڑھیز گاری اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے

تھے۔ اب اُنہیں وہ روز اُسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال اور یہہ کہ

وہی رزاق ہماری ادنیٰ حوائج کا خبر گیراں ہے۔ ہر ایک قدرتی

یا طبعی کیفیت میں ہر ایک امور متعلقات زندگانی میں اور اُن کی

خلافت اور حاکمیت کے ہر ایک حادثہ یا تغیرات میں وہ اُسی کے

بد قدرت کو دیکھتے تھے۔ اور اُن پر پالا وہ لوگ اس نئی روحانی

حالت کو جس میں وہ غر ہمال اور حمد نڈان رہتے تھے خدا کے فضل

خاص و رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کانر اہل

بہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کیئے ہوئے خدایں کی نشانی جانتے تھے

مصعد [ مسلم ] کو وہ اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے جو کہ

اُنکی ساری اُمیدوں کے واسطے مآخذ تھے اور انہیں کی مناسب اور

کامل اطاعت کرتے تھے۔“

” ایسے تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں

میں منقسم ہو گیا تھا جو پلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے ہرے

مخالفت و ہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل اور شکیبائی

سے برداشت کیا اور گو ایسا کرتا اُن کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی

ایسی عالی ہمتی کی پردہ بازی سے وہ لوگ تعریف کے مستحق ہیں۔“

Effect produced on the Moslem converts by the thirteen years of Mahomet's ministry at Mecca.

- ۶۸ والذین لا یدعون مع اللہ إلہا آخر ولا یقتلون النفس  
التي حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون و من یفعل ذلک  
یلق اثاما  
۶۹ (یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یضاعف لہ ما کان  
۷۰ الامن قاب و آمن و عمل صالحا فاولیک یدلک  
اللہ سیئاتہم حسنات و کان اللہ غفور الرحیم  
۷۱ ومن قاب و عمل صالحا فانه یتوب الی اللہ متابا )  
۷۲ والذین لا یشهدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراما  
۷۳ والذین اذا ذکرر بآیات ربہم لم یطغروا علیہا صفا  
وہمایا  
۷۴ والذین یقرلون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذرہاقتنا  
قوة امین واجعلنا للمتقین اماما  
۷۵ اولئک یتجزون الخرقۃ بما صبروا و یدعون فیہا تصنیع  
و سلاما — [ فرقان ]

- ۲۷ والذین ہم من عذاب ربہم مشفقون  
۲۸ [ ان عذاب ربہم غیر مامون ]  
۲۹ والذین ہم لغوہم حاکفون  
۳۰ الا علی ازواجہم ارمالکث ایمانہم فانیہم غیر ملو من  
۳۱ فمن ابتغی وراء ذلک فالتک ہم الماعون  
۳۲ والذین ہم لاما قاتہم و ہمد ہم راعون  
۳۳ والذین ہم بشہاداتہم قایمون  
۳۴ والذین ہم علی صلاتہم یحافظون  
۳۵ اولئک ہم فی جنات مكرمون — ( معارج )  
[ ب ] ۶۳ و مبادالرحمان الذین یمشون علی الارض ہونا واذا  
خاطبہم الہا ہلون قالوا سلاما  
۶۴ و الذین یبیتون لربہم سجدا و قیاما  
۶۵ والذین یقرلون ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا  
کان غراما  
۶۶ انہا صامت مستقر ومقاما  
۶۷ والذین اذا انفخوا لم یسرفوا و لم یقتروا و کان بین  
ذلک قواما

- ۶۸ اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے سوا کسی حاکم کو اور  
نہیں کرتے جان کا جو مدح کیا اللہ نے مگر جہاں چاہے اور بدکاری  
نہیں کرتے اور جو کوئی کرے گناہ کام وہ بھڑے گناہ سے  
۶۹ ہوتا ہو اُس کو عذاب دن قیامت کے اور بڑا رہی  
اُس میں عذاب ہو کر  
۷۰ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام  
نیک ہو ان کو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہی  
اللہ بخشنے والا مہربان  
۷۱ اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ  
تہرایا ہی اُس کی طرف تہرانا  
۷۲ اور وہ جو شامل نہیں ہوتے جہنم کے کام میں اور جب  
ہو نکلیں کھیل کی باتوں پر تو تکل جاوے بزرگی رکھ کر  
۷۳ اور وہ جب اُن کو سمجھائے اُن کی رب کی باتیں کہ ہو  
بڑوں ان پر بڑے اندھے  
۷۴ اور وہ جو کہتے ہیں اے رب سے ہم کو ہماری  
مورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک  
اور کر ہم کو پڑھیں گاردوں کے آگے  
۷۵ اُن کو بدلا ملیگا کوٹھوں کے جہروے اس پر کہ تہرے  
دھے اور لیتے آویں گے اُن کو وہاں دعا اور سلام کہتے  
( فرقان )

- اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ( بیشک ان کے رب کے  
عذاب سے بے خوف نہو جانا چاہیئے ) — اور جو لوگ اپنی نفسانی  
غراہشوں کو قابو میں رکھتے ہیں ( مگر اپنی بیبیوں پر یا حرم میں  
جو ملک نکاح میں آ چکیں ) — اور جہ سے کہ اُن کو معصنات سے  
نکاح کا مقدور نہیں ) اور جو اُسے بڑے جاوے تو وہی ہی حد سے  
بڑھنے والے — اور جو لوگ اپنی امانتوں اور اپنا قول پورا کرتے ہیں  
اور جو اپنی گواہی پر قائم ہیں — اور جو اپنی نماز سے غبردار  
ہیں وہی لوگ جنت میں ہیں عزت سے —  
[ ب ] ۶۳ اور بندے رحمان کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین  
پر دپے پاؤں اور جب بات کرتے ہیں اُسے بے سمجھہ لوگ تو نہیں  
صاحب سلامت \*  
۶۴ اور وہ رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں  
یا کھڑے  
۶۵ اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے درخ کا  
عذاب بیشک اُس کا عذاب بڑی چٹائی ہی  
۶۶ وہ بڑی جگہ ہی تہراڑ کی اور بڑی جگہ رہنے کی  
۶۷ اور وہ کہ جب عروج کوئے نکلیں کہ اورادیں اور نہ  
تنگی کریں اور ہی اس کے بیچ ایک سیڑھی گھران

- ۹ و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیمًا و اسیرا  
۱۰ اذما تطعمکم لوجہ اللہ لا ترید منکم جزاء و لا شکورا  
۱۱ انا انضاف من دینا یومنا میوسا قہطیرا — ( دھر )  
( و ) کنتم غیر امۃ اخرجت للناس قامرون بالمعروف و قہرون من  
المنکر و کون منون باللہ — ( ال عمران ۱۲ ع )  
۳۷ یہہ کیفیت تو انسان کے ذاتی اعمال اور خصال کی اصلاح اور  
تہذیب کی تھی اب دیکھنا چاہیئے کہ  
Its beneficial effects on the political state of the world.  
جماعت قوم پر اسلام نے کیا اثر کیا یعنی  
تمدن کی حیثیت سے کونسی بڑی برکت  
اور غیر کثیر ظاہر ہوئی \*

اسلام کے قبل تمام قوم عرب باہم توڑ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے  
تھے مگر اسلام نے انکو ایک رشتہ برادری میں منسلک کر کے سب کو  
بھائی بنادیا — انکی عداوت تبدیل ہو گئی اور وہ باہم کے  
شب و روز کے کشت و خون ایک لفظ مسدود ہو گئے اور صلح اور آسان  
اور اتفاق قومی ہر قوم اور قبیلے میں پایا گیا \*  
لا تفرقوا و اذکرا نعمت اللہ علیکم اذ کلتم اعداء فالق بین قلوبکم  
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا — [ ال عمران ۱۰ ع ]

ایسا تصرف انسان کے دلوں پر ایک عجیب الشان تصرف ہی اور  
جسے نظیر مثال ہی جسکے حاصل کرنے میں سالہا سال کی ملکی قدیمیں  
اور نظام سلطنت قاصر ہو جاتے ہیں \*

والف بین قلوبکم لوانفقنا ما فی الارض جمیعاً ما الف بین قلوبکم  
والکن اللہ الف بینہم — [ انفال ۸ ع ]

۹ اور کہلاتے ہیں کھانا اُس کی معیت پر محتاج کر اور  
بے باپ کے لڑکے اور قیدی کو

۱۰ ہم جو تمکو کہلاتے ہیں نرا اللہ کا منہ چاہیئے کہ  
نہ تم سے ہم چاہیں بدلا نہ چاہیں شکر کذابی

۱۱ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اور اس کی سختی  
سے — [ دھر ]

( و ) تم ہو بہتر سب لوگوں سے جو پیدا ہوئے ہیں حکم  
کرتے ہو اچھی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے  
اور ایمان لائے ہو اللہ پر — [ ال عمران ۱۲ ع ]  
+ اور پھر نکالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تم  
تم آپس میں دھمن پھر الف دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اُس  
کے فضل سے بھائی — [ ال عمران ۱۲ ع ]

+ اور ان کے دل میں الف ڈالی اگر تو خرچ کرتا جو سارے  
ملک میں ہی تمام نہ الف دیکھتا اُن کے دل میں لیکن اللہ نے  
الف ڈالی اُن میں — [ انفال ۸ ع ]

- ( ج ) ۱ اذما تلح المؤمنون +  
۲ الذین ہم فی صلۃ تم خاضعون  
۳ والذین ہم عن الفو معرضون  
۴ والذین ہم للزکوة فاعلون  
۵ والذین ہم لغرفہم حافظون  
۶ الا علی ازواجہم او ما مالکنا ایما نہم فانہم فیو مادمین  
۷ فہن یتغی وراہ ذلک فارتکب ہم العادون  
۸ والذین ہم لساناتہم و مہد ہم راعون  
۹ والذین ہم علی صلواتہم یحافظون  
۱۰ اولئک ہم الوارثون

۱۱ الذین یرثون الفودوس ہم فیہا خالدون ( مومنون )

- ( د ) ۲۰ الذین یوفون بعمد اللہ و لا یخلفون المیثاق  
۲۱ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یحفظون دینہم  
و یحفظون سورہ الحساب

۲۲ والذین صبروا ابتغاء وجہ ربہم و اقاموا الصلوة و انفقوا  
من مال زللا ہم سراراً علانیۃ و یعدون بالصنۃ السنیۃ  
اولئک ہم عقبی الدار — [ وعد ]

۸ یوفون بالخذ و یحفظون یوما کان ہرہ مستطیرا

[ ج ] + فلاح پائی ایمان والوں نے — جو اپنی نماز میں نوے ہیں اور  
جو نکی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکاۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی  
خواہشوں کو تھامتے ہیں مگر اپنی ضرورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر  
سو ان پر الزام نہیں پڑے جو کوئی قہورقے اس کے سرا رہی ہیں حد  
سے پڑھنے والے اور جو اپنی امانتوں اور اقار سے خبردار ہیں اور جو  
اپنی نماز سے خبردار ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث  
پاؤنگم باغ تھنتی چھاؤں کے وہ اسمیں سدا رہینگے [ مومنون ]

( د ) ۲۰ اور وہ جو پورا کرتے ہیں اقار اللہ کا اور نہیں  
ڈرتے اقار

۲۱ اور وہ کہ جرتے ہیں جو اللہ نے فرمایا جرتا اور جرتے  
ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بڑے حساب کا  
۲۲ اور وہ جو ثابت رہے چاہتے ترجمہ اپنے رب کی اور  
کھڑی رکھتی نماز اور خرچ کیا ہمارے دینے میں سے  
کہے اور جتھے — کرتے ہیں برائی کے مقابل بھائی  
ان لوگوں کو ہی پچھلا گھر

( د ) ۸ ہری کرتے ہیں منہ اور جرتے ہیں اُس دن سے کہ اُس  
کی برائی پھیل پڑیگی



یہ کیسا کچھ اسلام کا فیض ہوا کہ جس کے نتیجے میں عربوں کے خون خرابے اور باہم کے جدال و قتال موقوف اور معدوم ہو گئے اور ایک دوسرے سے فیاضی اور ہمدردی کرتے ہیں سامی اور سوکریم ہو گئے اور نہ صرف خونریزی اور مقاتلات کو روکا بلکہ کینہ کشی اور غرور کی جڑ کاٹی اور تمام ملک میں امن و آسان و صلح و اشتی قائم کر دی \*

جس شخص کو ایام عرب پر نظر ہوگی وہ عرب سمجھتا ہوگا کہ عرب کی قومیں اور قبیلے باہم ایسے متفرق اور ایک دوسرے سے بے نیاز ہو رہے تھے کہ ان میں کوئی امید مذہبی اصلاح اور اتحاد قومی کی نہ تھی اور یہ وجہ بھی تھی کہ کبھی کسی غیر ملک والے یا رئیس کو ان پر تسلط اور تمکن حاصل نہیں ہوا کیونکہ جب جماعتیں ایسی متفرق ہوں کہ کوئی انکا راس و رئیس نہ ہو تو انکا مستطرب اور منقاد کر لینا بہت دشوار ہوتا ہے \*

The prospects of Anti-Mahometan Arabia were unfavorable to the hope of political union or national regeneration.

یہ بھی تو عرصہ سے عرب کے اطراف و جوانب میں ہلکے وسط عرب میں رہتے تھے اور عیسائیوں کی کئی ریاستیں اور سلطنتیں قرب و جوار عرب میں مثل سلطنت مصر و شام و حبشہ تھیں اور نیز خاص عرب میں حرا و فسان اور یمن کی عیسائی بادشاہتیں اور نجدان میں بنی حارث اور یمامہ میں بنی حنیفہ اور تیمہ میں بنی طی اور نیز بنی تغلب یہ سب عیسائی قومیں رہتی تھیں مگر ان سے نہ تو کچھ عرب کی حالت تمدن میں اصلاح نہ آئے (حلاق میں کچھ اثر نہ آئیے اوضاع و اطوار میں شایستگی نہ آئیے رسم و رواج میں تغیر واقع ہو سکا — اور مذہب میں تو سب برابر ہی سے تھے \*

عرب غرور کرو امواب کی حمیت اور مصیبت کی کینہ کشی اور عداوت کی رسم کو اور پھر دیکھو اسلام کی صلح اور عفو کے احکام کو اور اس کے نتیجے میں ملاحظہ کرو عرب کی مذہبی اصلاح رسوم کی قہذیب اور موافقت عام ملکی اتحاد اور قومی یگانگت گویا ازسرنو ایک طبقہ جدید پیدا ہو گیا وہ خلفت ہی بدل گئی وہ جہلت ہی جاتی رہی \*

Islam united the hostile tribes of Arabia in a brotherly union.

اگر حضرت موسیٰ کے انتظام سیاست میں تیرا سا بھی غرور کرو تو یہ فرق پاؤ — حضرت موسیٰ ایک ایسی قوم اور جماعت پر گئے جو باہم متحد تھے اور اس پر طرہ یہ کہ ایک دہر بادشاہ کی قلمی میں گرفتار اور کسی ادنیٰ سے معرک یا چھلانے والے کے رفت انتظار

تھے — حضرت موسیٰ کو کچھ بھی تکلف نہیں کرنا ہوا اور اس قوم نے دای آرزو اور اخلاص سے اُنکو اپنا سردار اور قبضات دھندہ قبول کر لیا کیونکہ وہ تو مضطرب اور بے بس تھے اور توبہ کو تنک کا سہارا بہت ہونا سی اور بالہنہم وہ لوگ رہ گئے ہائے ہستہ و منقاد نہوئے اصل قرض تیرہ ہاری اور توحید الہی کے کٹی ہار خلاف ظہور میں آیا برخلاف عرب کی قوم کے — ان میں حد کے مرتبہ کا تفرق اور مہانتت تھی اور جناب پیغمبر صلعم ان کے جملہ دین و آئین کو گمراہی قرار دیتے تھے ان کے خداؤں اور بتوں کو بیکار محض بتلاتے تھے اور وہاں کے کسی ایک قبیلہ نے بھی کلیتہً جناب پیغمبر کو تسلیم اور قبول نہیں کیا شروع ہی سے مشرکوں کا معارضہ اور مقابلہ ہونے لگا مگر آخر کو قرآن کے احکام و نصایح کی تاثیر بہت ہوئی کہ انہیں لوگوں میں سے ہزاروں اور لاکھوں ایمان لائے اور اپنے عزیز بتوں اور پیارے تھانوں اور عہد بھر کے مسجد اور شب و روز کے معبود کو ترک اور موقوف کر دیا اور وہ قومی تفرق اور طبعی بغض و عناد سب جمعیت واحدہ اور قومی اتحاد اور اخوت سے بدل گیا \*

۳۸ اور منجمہ مصلحت قومہ اور امور مفید عام احکام صدقات اور خیرات اور خدا کی راہ میں مال دینے اور فقیروں اور محتاجوں کی اُفالت کرنے کے ہیں خصوصاً صیغہ وقف جسے زمانہ جاہلیت میں کوئی نہیں جانتا تھا اور اس امر خاص میں مسلمانوں کی فیاضی اور سخاوت تواریخ دہر اور صفحات عالم پر تپتی ہے \*

Instituted charitable designs.

اقدار دگین صاحب ایک مشہور اور عالیقدر مورخ لکھتے ہیں کہ [جلد ۶ پ ۵۰] ”مسلمانوں کی نیکیاں [خیرات] جانوروں تک کے حق میں ہوتی ہیں اور قرآن میں محتاج اور مسکین کی اعانت دینیکی مکرر تاکید ہوئی ہے اور اس کو نہ محض تبرع و نواب کے طور پر بلکہ فرض اور حکم ناگزیر کے طور پر واجب قرار دیا ہے شاید محمد (صلعم) ہی صرف ایسے صاحب شریعت ہیں جنہوں نے خیرات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا ہو اس کی مقدار معین جائداد کی نوعیت اور مقدار پر بدلتی ہے مثلاً زر نقد غلہ یا مویشی اثمار و اسباب تجارت مگر جب تک کہ مسلمان اپنے مال کا دسواں حصہ نہ دے اسنے شریعت کی تکمیل نہ کی — درحقیقت فیاضی بنیاد ہی عدالت ہی اور جن لوگوں کی اعانت ہمہ لارم ہے اُنکو ضرر پہونچانا نہ نوع ہی — نوئی نبی عالم لا عوت اور بونخ کے مہیبت و اسرار بیان کیا کرے مگر احسانیات کے احکام میں اسکو ہمارے ہی دل کے احکام بیان کرنے ہرنگے \*

اس مقام کے حاشیہ پر گین صاحب لکھتے ہیں کہ مراشی نے تعصب کے مارے رومن کیتھلیکوں کی زیادہ خیرات اور صدقات کا شمار کیا

ہی جو علو اس کے کہ ارعادات الہی اور احکام ربانی کا مصدر ہی  
علوم حکمیہ عقلیہ اور حکمت الہیہ کا بھی معدن ہی — بعد اس  
زمانہ نزل وحی اور انتشار علوم الہیہ کے مسلمان کئی ایک جلیل القدر  
اور عظیم الشان علوم کے موجد اور ماعذ ہوئے اور علوم متعارفہ کو بھی  
کچھ تہذیب و اصلاح کر کے دور دور کے ملکوں میں پھیلایا اور دنی ایک  
ملک کے مالک مسلمانوں کی پدراہ اہل علم ہو گئے اور جس زمانہ  
میں کہ اور سب قومیں جہالت کے تیرہ و تاریک قعر میں پڑی تھیں  
مسلمانوں ہی میں علم کا رواج پایا جاتا تھا \*

۲۰ [ ۱ ] منجملہ علوم مشتملہ قرآن مجید فیچرل فلاسفی اور

فیچرل تھیالوجی ہی — فیچرل فلاسفی جس

سے مراد علم مناظر قدرت و مظاہر نظرات

ہی اس سے قرآن مجید مالا مال ہی اس

میں حقایق موجودات اور معائن کائنات

کا بیان کثرت سے پایا جاتا ہی اور یہ

ان سے وجود واجب تعالیٰ اور اس کے علم و قدرت پر استدلال ہر جگہ  
ہوتا گیا ہی \*

۱ + انا صبیحنا الماء صبا — ثم ههنا الارض ههنا فانبتنا فيها

حبار عنباً و قنباً — و زيتونا و نخلة — و حدائق فلان — و دابة  
ر ابا — [ ۱ ]

۲ افلا ينظرون الى الاول كيف خلقت — والى السماء كيف

رفعت — و الى الجبال كيف نصبت و الى الارض كيف سطعت ( غاشية )

۳ اقم نعلك الارض مهدا — والجبال ارتادا — و خلقتنا كم

ازراجا — و جعلنا نومكم سباتا — و جعلنا الليل اطماسا — و جعلنا النهار

معاشا — و بيننا فرقكم سبعاً شدا — و جعلنا سراجا وهاجا — و انزلنا

من السماء ماء فجاا — لنخرج به حبا و نباتا — و جذات القنا —

[ نبا ]

۱ + ہم نے کالا پانی ارپڑے — اور پھر حیرا زمین کو — پھر

اُگایا اُس میں اناج انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں — اور

گھنے باغ اور میوہ اور درہ —

۲ کیا نہیں نگاہ کرتے اونٹوں پر کیسے بڑے ہیں اور آسمان پر

کیسا بلند کیا ہی اور پہاڑوں پر کیسے کھڑے کیئے ہیں اور زمین پر

کیسی صاف بچھاٹی ہی —

۳ کیا ہم نے نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ پہنچوں اور تمکو

جوڑی جوڑی اور پھائی نیند تمہاری دنج ماندگی اور بنائی رات

اور ہذا اور بنایا دن روزگار کو اور چنی ہم نے ارپڑ سات چٹائی

مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا اور اُتارا نچڑتی بدلیوں سے پانی

کا ریزہ کہ نہالیں اُس سے اناج اور سبزه اور باغ پتوں میں اُپٹے ہوئے

ہی کہ ۱۵ ہزار ہذاخانے ہزاروں بیہاروں اور زینوں کے لیئے بنے ہوئے  
ہیں اور ۱۵ سو درختوں کو ہر سال چھیز ملتا ہی ۵۶ مدرسے خیراتی  
پٹے ہوئے ہیں اور ۱۲۰ جلسے برادران ایمانی کے اپنے بھائیوں کی  
اعانت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ — اور لندن کی فیاضی کو اس سے بھی بڑا کر  
ہی مگر مجھے اندیشہ ہی کہ بہت کچھ اس میں سے لوگوں کی  
انسانیت کی طرف منسوب ہو سکتا نہ یہ کہ مذہب کی حیثیت سے  
ہو — انتہی \*

( ۱ ) سورة بقرہ میں ہی ” ان تبدوا الصدقات فنعلمہا و ان  
تخفواھا و ترثوها (افتراف نہو غیر لکم ) ( ۲ ح )

( ۲ ) ” الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یقبضون ما

انفقوا مثلاً اذی لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ” —

قول معروف ومغفۃ غیر من صدقة یتیمہا اذی اللہ فنی حلیم [ ۲ ح ]

( ۳ ) ” والذین تبرؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر

الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما ارتوا و یؤثرون علی انفسہم

وار کان بہم خصاصہ “ ( حشر ۹ )

ابراہیم رئیس کے صحیح العلوم میں ایک جگہ لکھا ہی کہ خیرات

دینہ میں انثار اور اس کے ترغیب دینے میں مسلمانوں کے مذہب سے

زیادہ سرگرم کوئی مذہب نہیں ہی — قرآن نے قبول دعا کے واسطے

خیرات کرنے کو واجب قرار دیا ہی اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کہا

کرتے تھے کہ : نماز ہم کو آدھے رستہ تک پہونچاتی ہی اور روزہ ہم کو

عرش الہی کے دروازے تک لیجاتے ہیں اور خیرات سے ہم کو خدا کے

گھر تک بار ملتا ہی — خیرات کو اہل اسلام بہت ہی ثواب کا کام

سمجھتے ہیں اور بہت سے مسلمان خیرات دینے کی نہرت میں

غروب المثل ہیں — پالخصیص حضرت حسن بن علی جو کہ محمد [ صلم ]

کے نواسے تھے روایت ہی کہ انہوں نے اپنی حیات میں ۳ مرتبہ اپنا

مال محتاجوں کو نصفاً نصف ہائے دیا اور دو مرتبہ تو سب جو کچھ

تھا دے دیا — اور عوام مسلمین نیکیاں کرنے کے ایسے مادی ہو رہے

ہیں کہ حیوانات تک سے وہ نیکی کرتے ہیں \*

[ دیکھو سائیکلو پیڈیا دیس لفظ آمز ]

قرآن کے معدن حکمت اور مسلمانوں کے مصدر

علوم ہونے کا ذکر

LITERARY BENEFITS OF ISLAM.

۳۹ زمان جاہلیہ میں تمام عرب میں کسی عام کی کوئی

کتاب نہ تھی اور بجز علم انساب اور شعر گوئی کے اور کوئی تعلیم نہ

تھی پس پہلی کتاب مستطاب جو عرب میں مدرن ہوئی وہ قرآن مجید



۸ ان فی خلق السموات والارض لآیات للہومستبین - و فی خلقکم و ما یبیک من دایۃ آیات لقوم یرفون - و اختلاف الیل والنہار وما أنزل اللہ من السماء من رزق فأحیہ بالارض بعد موتہا و تصریف الریاح آیات لقوم یعقلون - + [جانبہ]

۹ و آیتہ لہم الیل نساخ منہ النہار فإذا ہم مظلمون - والشمس تجری لمستقرہا ذلک تقدیر العزیز العلیم - والقمر قدر ثلث منازل حتی ما کالمرجورن القديم - والشمس ینبغی لہا ان تدبر القمر واللیل سابق النہار - و کل فی فلك یسبحون - [یس]

۱۰ ألم تر ان اللہ أنزل من السماء ماء فأخرجناہ ذرات مختلفا الوانہا و من الجبال جدد بیض وحمراء مختلفا الوانہا و غرابیب سود و من الناس والدراب والانعام مختلفا الوانہ - [فامر]

۱۱ خلق السموات بغير عمدأ ترونها والقی فی الارض رواسی ان تمیدیکم وبک فیہا من کل دایۃ و أنزلنا من السماء ماء فأنبتنا فیہا من کل زوج کریم [لقمان]

+ ۸ بیشک اسمانوں میں اور زمین میں بہت پتے ہیں مانند والوں کو اور تمہارے پٹائے میں اور آؤ جانوروں کے پھیلنے میں ہتھ ہیں لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اور بدلتے ہیں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے روزی پھر چلائی اس سے زمین کو مرگئے پیچھے اور بدلتے ہیں دراڑوں کے پتے ہیں ان لوگوں کو جو پر جھتے ہیں -

۹ اور ایک نشانی ہی اکثر رات اٹھتے لیتے ہیں ہم اس سے دن پھر دھجاتے ہیں اندھیرے میں اور سورج چلا جاتا ہی اپنی تہری راہ پر پھر سادھا ہی اس زبردست باغیو کا اور چاند کو ہم نے پانک دی ہیں منزلیں کہ پھر آ رہے جیسے تھنی پرائی پہنچتے سورج کو پہونچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آئے تھے دن سے اور ہو کر ٹی ایک ایک گھیرے میں تیرتے ہیں -

۱۰ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے طرح طرح کے اُنکے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سورج طرح طرح کے اُنکے رنگ اور کالے بھجنگ اور آدمیوں میں کیڑوں میں چرباہوں میں کٹی رنگ کے ہوں -

۱۱ بنائے آسمان پے ٹیکی اُسے دیکھتے ہو اور آگے زمین پر ہر جہہ کہ تم کو کیسے چھک نہ پڑے اور پکھڑے اُس میں سب طرح کے جانور اور آتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اُگائے زمین میں ہر قسم کے جڑے -

۳ والارض وضعہا الانعام - فیہا فاکہۃ والنخل ذات الاکام والعصب ذوالعصف والریحان \*\*\* مرج البھریں ینتقیان - بینہما یلذخ لا یبغیان + [رحمان]

۴ ایلہم ینظروا الی السماء فرقہم کیف ینبتاھا و زیناھا وما لہا من فرج - والارض مددناھا والقیناھا فیہا رواسی

وانبتنا فیہا من کل زوج یہیج - تبصرۃ و ذکرى لکل مبد منیب ونزلنا من السماء ماء مبارکاً فأنبتنا بہ جنات وحب البھید - والنخل اسقات لہا طلع نفید - رزقا للعیاد و احییناہ بلدۃ مہتا - (ق)

۵ والقی خلق الأزواج کلہا و جعل لکم من الفلك والانعام ما ترون وتستوا علی طہورۃ تم تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ وتقولوا سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا لہ مقرنین - وانا الی وینا لمتقلبون - [زخرف]

۷ ومن آیاتہ الجوار فی البھر کالاعلام ان یشاء یسکن الریح فیطلین رواد علی طہورۃ - ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور - [ہرری]

+ ۳ اور زمین کو رکھا واسطے خاق کے اس میں میوے ہوتے ہی اور کھجوریں جس کے میوے پر غلاف ہیں اور اناج جس کے ساتھ یہس ہیں اور پھل خوشبو کے \*\*\*\* چلائے دو دریا جو آپس میں ملکر چلتے ہیں اُنکے بیج میں ہی ایک پردہ زیادتی نہیں کرتے -

۴ کیا نگاہ نہیں کیا آسمان کو اپنے اوپر کیسا عمدہ بنایا اس کو اور رونق دی اور اُس میں نہیں کوئی سوراخ اور زمین کو پھیلایا اور آگ اس میں ہر جہہ اور اُگائی اس میں ہر قسم کی رونق کی چیز سرچھانے کو اور یاد دلانے کو اُس بندے کو جو رجوع رکھے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت کا پھر اُگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج کہنے کھیت کا اور کھجوریں لہبی اُن کا گاہا ہی تہ پو تہ روزی دینے کو بندوں نے اور چلایا اس سے ہم نے دیس مردہ -

۶ جس نے بنائے سب چیز کے جڑے اور بنادینے تم کو چوپائے اور کشتی جس پر سوار ہوتے ہو تا چوہہ بیٹھہ اس کی پیٹھ پر پھر یاد کر اپنے رب کا احساس جب بیٹھہ چکر اُس پر اور کھو پانڈاٹ ہی وہ جس نے پس میں دیا ہمارے پھر اور ہم کہ تھے اسکے مقابل ہونے والی اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہی -

۷ اور ایک اس کی نشانی ہی چلتے جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اور چاہے توام دے ہوا پھر وہ چاروں سارے دن تھرے اس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر تھرنے والے کو جو حق کی بات مانتے -

من العبدال اکثانا وجعل لكم سراييل تلتليكم الهو و سراييل تلتليكم باسمكم  
كذلك يتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون ( نحل )

۱۶ والانعام خلقها لكم خيما فادف و منافع و منها قائلون ولكم  
فيها جمال حين تريهمون و حين تسرحون — و تهنأ ثقتكم الى بلاد  
لم تكتروا بالغيب الا بشق الانفس ان ربكم لرؤف الرحيم — والاعمال  
والعمال والهمير اترقواها بزينة و يشاق لكم ما لاتعلمون ( نحل )

۱۷ والاعمال العنشات في البصر كالاملام ( رحمان )

۱۸ ولا انقسم بالشمس الجرار الكنس [ كورت ]

فرض کہ اسی طرح تمام قرآن میں ٹیپٹول ہسٹری اور نیچرل  
تھیولوجی کے اصول کی مفصل کیفیتیں اور مکرر اشارتیں ہیں مگر  
یونانیوں کی طبعی والہی کی نہیں بلکہ حقیقی باتوں کی اور نیز دیگر  
عالم حکیم کے اشارے خصوصاً علم جیولوجی کے اصول پر نثر سے  
حوالہ ہوا ہے مگر جن لوگوں نے اس علم کا نام بھی نہ سنا ہو وہ  
اُس کے استنباط پر کیسے قادر ہو سکتے ہیں \*

۲۱ [ ۲ ] دوسرا ایک عظیم الشان علم جو خاص مسلمانوں

میں ایجاد ہوا وہ علم اسماء الرجال ہے  
Mahomedan Bio-  
graphies. جس کو یونانی زبان میں بیوگرافی کہتے  
ہیں — جس کثرت سے مسلمانوں نے

اس علم خاص پر توجہ کی اور جس دقت اور تلاش سے ہو ہر اہل علم  
اور راویوں کے حالات ضبط کیئے اور اُن کے مولد اور منشاء کا بیان اور  
مزاج کی وقعت اور رائے کے تغیرات اور علم دینیہ کے حالات کو قلمبند کیا  
اور بڑی بڑی مجلد کتابوں میں قلمبند کیا وہ آج تک کسی قوم میں  
اور کسی مذہب میں نہیں ہوا \*

اور اللہ نے بنیادی تمکو اپنی پٹائی چیزوں کی چٹائیں اور بنیادی تمکو  
پہاڑوں میں چوہنے کی جگہ اور بنیادی تمکو کرتے جو بچاؤ ہیں  
گرمی کے اور کرتے جو بچاؤ ہیں اڑائی کے اسی طرح ہوتا ہے اپنا  
احسان تمپر شاید تم احسان مانو —

۱۶ اور چوپائے بنا دیئے تمکو اُن میں جڑاں ہی اور کتے فائدے  
اور بعضوں کو کھاتے ہو اور تمکو اُن سے رونق ہی جب شام کو پہنچ  
لاتے ہو اور جب چراتے ہو اُٹھا لیجئے ہیں بوجہ تمہارے اُن شہروں  
تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں تک مگر جان ترے کے بیشک تمہارا رب یوا  
شفقت والا مہربان ہی اور گھوڑے بنائے اور خچر ہیں اور گدھے کہ اُن پر  
سوار ہو اور رونق ہو اور بناتا ہی جو تم نہیں جانتے —

۱۷ اور اُس کے ہیں چہاز اُنچے کمرے دریا میں جیسے پہاڑ

۱۸ سو قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹ جانے سیدھے چلنے دیکھ  
جانے والوں کی —

۱۲ اللہ الذی یوسل الريح فتثير سحابا فیسطط فی السوء کیف  
یضام ویجعلہ کما تقری الردق یخرج من خلاله فاذا اصاب به من یضام  
من مباداة اذا هم یستبشرون + ( روم ۲۵ )

۱۳ و ان لكم فی الانعام لعیرة نسقیم مما فی ہارثہ من بین  
فوت ودم ایذا خالها سٹغا اشارین — ومن ثمرات النضیل والاعناب  
تتخذون منه سکرا و رزقا حسنا ( نحل )

۱۴ و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من العیال بیوتا و من  
الشجر و مما یمرون — ثم اٰتی من ذل الثمرات فاسلکی سبل ربک  
ذلا یخرج من بطونہا شراب مکتفیا لوانہ فیہ شفاء للناس ( نحل )

۱۵ واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لاتعلمون ہذا وجعل لكم  
السمع والابصار والافئدة لعلکم تشکرون — الم یرا الی الطیر مستطرات فی  
جوا السماء ما یمسکون الا اللہ ان فی ذلک لآیات لقوم یرقون — واللہ  
جعل انکم من بیوتکم سکنا وجعل لكم من جلدہ الانعام بیوتا  
تستشفونہا یوم ظعنکم و یوم اقامتکم و من اصوافہا و اوبارہا و اہمارہا  
اذاثا و متاما الی حین — واللہ جعل لكم مما خلق ظلالا وجعل لكم

+ ۱۲ اللہ جو چلاتا ہے ہوائیں ہر اربھارتا ہی بدلی پھر پھیلاتا  
ہی اُس کو آسمان میں جس طرح چاہے اور دھکتا ہی اُس کو  
اُڑے پر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہی اُسکے باج سے پھر جب اُس کو  
پھونچایا جس جگہ چاہے اپنے بندوں میں تبہی وہ لگے خوشیاں  
کرتے —

۱۳ اور تمکو چوپائوں میں مہرت کی جگہ ہی پلاتے ہیں ہم  
تمکو اُس کے بیٹ کی چیزوں میں سے گربز اور لہو کے بیج میں سے  
دودہ ستھرا رچتا پینے والوں کو اور میروں سے کھجور کے اور انگور کے  
پلاتے ہو اُس سے نشا اور روزی خاصی —

۱۴ اور حکم بھیجتا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنائے پہاڑوں  
میں گھر اور درختوں میں اور چٹان چھتریاں قاتے ہیں پھر کھا  
ہر طرح کے میروں سے اور چلراہوں میں اپنے رب کی صاف بڑی ہیں  
نکلتی ہی اُن کے بیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے کئی رنگ ہیں  
اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں آدمیوں کے \*

۱۵ اور اللہ نے نکالا تمکو تمہاری ماں کے بیٹ سے کچھ نہ جانتے  
تھے اور دیئے تمکو کان اور آنکھیں اور دل شاید تم احسان مانو کیا نہیں  
دیکھتے اُرتے جانور حکم کے پاندھے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں  
تھام رہا اُن کو اللہ کے سرا اس میں پتہ ہیں اُن لوگوں کو جو یقین  
لاتے ہیں اور اللہ نے بتا دیئے تمکو تمہارے گھر بسنے کی جگہ اور  
بنادیئے تمکو چوپایوں کی کھال سے ڈیرے جو ہلکے لگتے ہیں تمکو  
جس دن سفر میں ہو اور جسدن گھر میں ہو اور اُنکی اُدن سے اور  
پہریوں سے اور ہالوں سے کتے احباب اور بونٹے کی چیزیں ایک وقت تک

کتابوں مثلاً تصنیف علامہ حالی و تقی الدین بن داؤد و شیخ شہید ثانی اور ان کے بعد فاضل معتمد استرا بادی و میر شرف الدین علی [ صاحب کتاب ایضاً المقال ] مشہور و معروف ہیں \*

اور مستحقین اہل سنت میں متاخرین کی مشہور کتابیں مثلاً استیعاب ابن عبدالباق اور میزان الاستدال فی نقد الرجال حافظ شمس الدین ذہبی فی اور نیز کاشف اور کتاب الضعفاء المتروکین اور شیخ الاسلام معنی الدین قزوینی کی کتاب تہذیب الاسماء و تقریب اور اصاح ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب و تقریب التہذیب و لسان المیزان اور اصاح فی تمیز الصحابة اور علامہ سیوطی کی تہذیب الراوی شرح تقریب الراوی اور اُور کتابیں نامی اور مستند ہیں \*

۲۴ [ ۳ ] ایک اور علم جلیل الشان علم حفظ اسناد اور اصول

درایت ہی دوسری صدی ہجری سے

مسلمانوں میں حدیثوں کے قلمبند کرنے اور

روایتوں کو جمع کرنے لکھنے کا شوق ہوا اور

بیسویں تصنیفیں روایتوں کی جمع ہرگز نہیں

اسلیئے ان کے تنقیح اور راویوں کی طرح

و تعدیل عرب ضبط اور تحقیق سے نہیں ہرگز حتیٰ کہ اہل صحاح

نے اس میں بڑا ضبط اور اہتمام کیا مگر متقدمین رجال کی نظر

میں ان میں بھی بہت سے راوی متکلم فیہ اور مجروح تھے \*

Preservation of traditions and their critical examination not to be found in any other nation.

البتہ جو طریقے اصول درایت کے قائم کیئے اور جس طرح روایتوں کو اصطلاحی قسموں پر تقسیم کیا اُن سے اُن کی وقت نظر پارک یہی نہایت اور عدم تقلید عرب ثابت ہی — ابتدا میں رامہرمزی نے ایک مختصر تصنیف فن درایت میں لکھی پھر حاکم نیشاپوری معروف بابن البیہ نے معرفت حدیث میں کتاب لکھی اور پھر احمد بن عبد اللہ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب النہایۃ فن حدیث میں لکھی اور خطیب بغدادی نے چٹکی شہرت اور کافی بالذہول تمام علماء اسلام میں ظاہر ہی اس فن میں کتاب کافی لکھی اور اور کتابیں مثلاً شرف اصحاب الحدیث والسابق واللاحق والمتفق والمفترق والمؤلف والمختلف و تلخیص المتشابه و غنیۃ المقتبس فی تمیز المتبیس و تمیز متصل الاسانید وغیرہ ذاک تصنیف کیں اور جیسیکہ اپنے زمانہ میں خطیب تمام ایشیا میں ہے مثلاً تھے ایسے ہی انہیں کے معاصر ترکستان میں [ ہانچریں صدی میں ہی ] ابن عبدالباق صاحب کتاب الاستیعاب حافظ مصر تھے \*

یہ عام سیاق و سباق رواہ کی تحقیق اور راویوں کی تقابض مسلمانوں ہی سے مخصوص ہی — پھر نزاری میں احادیث اور روایتوں پر عمل رہا اور کتاب القاموس اور مشن وغیرہ کتب پھر

ڈاکٹر اسپرنگر صاحب جن کی مہارت علوم عربیہ میں مشہور ہی اور بڑے صاحب نظر تھے انہوں نے جب صاحبان کروت آف ڈاکٹر کروس کی ہدایت اور نکتہ ایضاً تک سرسیتی کے زیر اہتمام کتاب الاصاح فی تمیز الصحابة تصنیف علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی [ مات ۸۰۰ ] پہنچانی شروع کی تو اُس کے ہیچانہ میں ہزبان انگریزی یہہ مضمون لکھا کہ ”مسلمانوں کے علم کی عزت علم اسماء الرجال ہی نہ تو کوئی ایسی قوم گذری اور نہ کوئی اب ہی جس نے مسلمانوں کی مانند پاؤہ سر پوس کے عرصہ میں ہر ایک اہل علم کے حالات زندگی قلمبند کیئے ہوں — اگر مسلمانوں کی کتب رجال جمع کی جائیں تو غالباً ہمکو چانچ لاکھ علماء مشاہیر کا تذکرہ مل جاوے — ان کی تاریخ میں کوئی قرن یا نامی جگہ ایسی نہیں ہے جس کا کوئی آدمی اس تذکرہ میں نہر — “ انتہی \*

فن رجال میں تحقیق و تلاش کی ترقی ابن سعد کے زمانہ میں گھرب ہوئی جس کی کتاب اسماء رجال و احوال وراث کے طبقات ابن سعد کے نام سے مشہور ہی — اور معتمد بن اسماعیل بخاری اور ابن ابی عیثمہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب المبرج و التمدیل میں عموماً راویوں کی بیروگرافی لکھی اور عجلہ اور ابن حبان اور ابن شہید نے ثقہ راویوں کو الگ چھانٹا اور ابن عساکر اور پھر ابن حبان نے مجروح اور ضعیف راویوں کو جدا کیا — اور بعضوں نے خاص خاص کتب حدیث کے راویوں کے طبقات اُن کے مرالید اور ذریعہ ملحدہ ملحدہ لکھے مثلاً ابی نصر الکلا بادی نے بخاری کے راویوں کو اور ابی بکر منجوبیہ نے مسلم کے راویوں کو اور ابی الفضل بن طاهر نے دونوں بخاری اور مسلم کے راویوں کو اکٹھا جمع کیا اور عبد اللہ بن المقدسی نے کل صحاح ستہ کے راویوں کو کتاب الکمال فی معرفۃ الرجال میں ضبط کیا اور پھر مزی نے اس کتاب کا خلاصہ کیا جسکا نام تہذیب الکمال ہی — اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسکو خلاصہ کر کے اور اور بہت کچھ اس پر زیادہ کر کے تہذیب التہذیب نام کی کتاب لکھی \*

اور فرقہ امامیہ میں بھی اس فن کی تدوین قدیم زمانہ سے ہوئی چنانچہ حسن بن علی بن فضال اور عبد اللہ بن حبیلہ نے [ سنہ ۲۰۰ ] اسماء رجال میں کتابیں لکھیں اور حمید بن زیاد نینوی نے [ سنہ ۳۰۰ ] رجال کی طرح و تعدیل میں کتاب لکھی اور معتمد بن عیسیٰ بن عبید بن یقین نے بھی اس فن میں کتابیں لکھیں اور ایسے ہی شیخ معتمد بن یعقوب کلینی اور شیخ صدوق معتمد بن بابویہ قمی اور بھی اور نجاشی اور شیخ ابو جعفر طوسی نے کتابیں لکھیں اور متاخرین کی

یونان بھرا ہوا ہے۔ اور بعد میں فلسفہ کو یہود میں بہت ترقی ہوئی۔ اور اسی فلسفہ کی بنا پر ان میں کئی نئے مثلاً صدیقی فریسی وغیرہ ہو گئے اور حضرات عیسیٰ کے زمانہ میں فریسیوں میں بھی کئی فرقے اور ہوجے تھے اور اسی زمانہ میں ہلک یہود میں حکیم اور فیلسوف اور شامی [ یونانی سمیاس شاید سمعون — ارق ۲ و ۲۵ ] اور گمیلک [ اعمال ۲۴ و ۲۵ ] شاید وہی جو استاد ہرولس مقدس تھا [ بہت نامی زبردست اور صاحب مذاہب متبعہ گذرے ]

جب سے فلسفہ یونان یا کالڈینیاں نے رواج پایا تھا یہودیوں کے دوح کے تنازع اور غیر فانی اور پہلے سے پیدا ہو چکنے کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تھا + یہودیوں فیثاغورس و امپیکلورس بلکہ انطون سے بھی مسئلہ تلامخ + و تقدم خلق ارواح کے قی ایجاب ہوئے انہیں سے یہودیوں نے اور اُن سے عیسائیوں نے سیکھا اور اسی طور سے مسئلہ وجود اور کوس یعنی کلمہ اس طرح پر کہ وہ عین ذات الہی اور قدیم ہی عیسائیوں نے فلسفہ یونان سے حاصل کر کے اپنے دینی عقاید کے مسئلوں میں شامل کر لیا جتنی کہ حواریوں کے زمانہ میں فار یہودی فیلسوف جسطور کہ فلسفہ یونان کے تتبع پر اور کوس کا مسئلہ پوان کرنا تھا ہمینہ اسی طور پر حضرت یوحنا حراری نے جیسا کہ مشہور ہے اپنی انجیل کے دیباچہ میں [ باب اول ۱ — ۳ ] اسے درج کیا

+ دیکھو تاریخ رویت الکبرا مصنفہ کنن باب ۲۷

+ تلامخ کا سا مسئلہ حواریان مسیح کے اعتقاد میں بھی معلوم ہوتا ہے دیکھو انجیل یوحنا ۱/۹

ی عالم ارواح کا مسئلہ یعنی سب روحیں آدمیوں کے پیدا ہونے سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں مسلمانوں میں بھی آپا اس اعتقاد سے کچھ اُن کی الہیات میں خلک نہیں رافع ہوا کیونکہ اُس کا اثر ذات الہی کے متعلق مسئلوں پر کم پورہ پڑتا ہے مگر ہر چند کہ عوام یا متفلسفین نے اسے قبول کیا الا محققین اسلام اور جامع معقول و منقول علماء مثلاً سید مرتضیٰ علم الہدی و امام فزالی نے اس سے انکار کیا اور عوام الناس جو سورۃ اعراف کی [ ۱۷۱ ] آیت اور بعضی روایتوں سے جن کو اصحاب مراد بہت پڑھتے ہیں اس پر غما استدلال کیا تھا اچھی طرح پر اُس کے صحیح معنی ظاہر کیئے ہیں چنانچہ سید مرتضیٰ نے کتاب دروغر میں اور امام فزالی نے کتاب النفع والتسریۃ [ المصنوع بہ علی غیرہ ] میں اُس کی تفصیل کی ہے —

|| ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا وہی ابتدا سے خدا کے ساتھ تھا ( انجیل یوحنا ) مگر یاد رہے کہ نسخہ کلیمنس الکسندریانوس میں یہاں آیت یوں ہے : \* \* اور کلام خدا میں تھا \* \* پس حال کی عبات سے جو تمدن قدما لازم آتا ہے جاتا رہتا ہے — اور دوسری آیت تو چند قدیم اور معتبر نسخوں میں جو محققین گیز ہسباخ اور میتھائی نے صفاہ کی پائی نہیں جاتی \*

روایتوں کے مجموعہ ہیں ان میں سے مشنا کی روایتیں دسری صدی عیسوی میں قلمبند ہوئیں اور تالمرد ہجرت سے سر پرس پیشتر لکھی گئی مگر سلسلہ اسناد گویا کہ ندارد ہی ہے چہ جائے ان میں وہ یاریکیاں اور نازک خیالیاں اور خبر کے افادہ علم کرتے یا مفید ہونے کے معقول قاعدے معلوم ہوئے ہوں \*

۲۴ [ ۲ ] ایک اور علم مہتمم بالشان علم کلام ہی یونانیوں

میں علوم عقلیہ و حکمت کی اشاعت سن

عیسوی سے پانچ یا چھ سو برس پیشتر ہو گئی

تھی اس لیے یہودیوں عیسائیوں اور

مسلمانوں کے مذہب پر یونانی فلسفہ کا

Grecian philosophy and its influence on the people of the Book.

گم و بیش ضرور اثر ہوا یہود کی دینی کتاب یعنی توراۃ میں تو اسکا کچھ اثر نہیں پایا جاتا کیونکہ اسکی تالیف یا تصنیف اس فلسفہ کی اشاعت سے سالہا سال پیشتر کی ہے البتہ مصرعوں کے علوم و فنون کا تعلق توراۃ کے احکام سے اگر کوئی شوق کرے تو دریافت ہو سکتا ہے مگر یونانی فلسفہ کی اشاعت ہو جانے کے بعد یہود کے عقاید میں بہت کچھ فلسفیت آگئی تھی اور عیسائیوں نے تو اول و اول عقاید کو اسی طرز پر قائم کیا اور حضرت یوحنا اور پطرس نے اور بطرس نے بھی شاید عموماً یونانیوں کی زبان اور علوم کی شہرت اور رواج سے اور خصوصاً فار یہودی سرآمد فلسفہ و جامع معقول و منقول کی معاشرت اور کچھ مصاحبت سے بھی تمدن قدما کا سا مسئلہ بالتخصیص اور کوس یعنی کلمہ کی ازلیت اور واجب الوجود سے اُس کی مہیت دینی ہی اعتقاد کرنے جیسی فار یہودی فیلسوف اور یونانیوں نے کی تھی \*

یہود میں علم حکمت و معقولات کا رواج حضرت داؤد اور سلیمان

سے ہوا — حضرت سلیمان کے رسالہ حکمت کے مختلف علوم کے مدد سے معطر تھیں [ علم حیوانات میں سے بالتخصیص علم منطق الطیر کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے — یہ آرتے جانوروں کا علم ایک شاخ ہے فیچرل ہسٹری کی — اور منطق کا لفظ یونانی زبان کے لوجی کے مقابلہ میں ہی جس کے معنی ہیں علم حیوانیات — ذلولوجی فزیولوجی میں اور اسی منطق الطیر اور دیگر علوم بایمانی کا ذکر کتاب اسلامیات باب ۵ پسر ۱۲ ( نسخہ میراثی ) میں ہے ] مگر بعد زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہودیوں نے علوم حکمیہ میں بہت کم ترقی کی — قید کے زمانہ میں انہوں نے بہت سی نئی باتیں حاصل کیں اور بعد میں فلسفہ یونان میں سے بہت کچھ حق اور باطل باتیں حاصل کیں — اور کتاب حکمت سلیمان میں فلسفہ

کے طالب علم جرق جرق آنداس کو آئے شروع ہوئے اور ریاضی اور طب عربوں سے سیکھنے لگے۔ آندلس میں ۱۲ مدرسے اور ۵ بڑے بڑے کتب خانے جن میں سے حاکم کے کتب خانے میں ۶ لاکھ کتابیں تھیں جمع ہوئے۔ یہ کیفیت ترقی عالم کی جہاں کہ اُس زمانہ سے ملائی جارہے جو قبل زمانہ (مصدق صلعم) گذرا تو ڈھپ ہوتا ہی کہ جیسا کہ عرب بتوحات میں سبق کرتے تھے ایسے ہی ترقی علم میں یہی یہی لوگ تیز رفتار تھے \*

”جغرافیہ تاریخ فلسفہ طب طبیات اور ریاضی میں مسلمانوں نے بڑا ہی کام کیا — اور عربی الفاظ جو اب تک علوم حکمیہ میں بولے جاتے ہیں مثلاً الکھل عظیمہ زینۃ داور اور بہت سے ستاروں کے نام وغیرہ فلک اس بات کی دلیل ہیں کہ یورپ کے انتساب علوم پر قدیم سے مسلمانوں کو بہت دخل و تصرف ہوا — مگر بعد کے زمانہ میں ان سے جغرافیہ کا علم بہت کچھ یورپ کو حاصل ہوا — ایشیا اور افریقہ میں جغرافیہ کی بہت اشاعت ہوئی اور علم جغرافیہ میں پرانی عربی کتابیں اور سفر و سیاحت کے واسطے تصنیفات ابوالفدا افریسی لیو افریقانوس ابن بطوطہ ابن فضل ابن جبیر البرونی المنجم اور اوروں کی تھریزیں اب تک مفید اور گواہی قدر ہیں “ \*

”علم تاریخ بھی مکتب سے حاصل کیا گیا اور قدیم عربی مورخ جس کا حال ہم کو ملتا ہی محمد الکلبی ہی (جو سنہ ۸۱۹ ع میں مرگیا) مگر اسی زمانہ میں ارد کئی ایک مورخ گذرے — اور دسویں صدی کے شروع سے تو عرب نے علم تاریخ پر بہت توجہ کی اور جن لوگوں نے تمام جہان کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا اُن میں اول مسعودی — طبری — ہمزہ — اصفہانی — اور یحییٰ بن خلیفہ بطریق اسکندریہ ہیں (مسعودی کی تاریخ کا نام مروج الذهب و معدن الجواہر ہی) ان کے بعد ابوالفرح اور جارج المافین [جو دو عیسائی] اور ابوالفدا وغیرہ ہیں — نویری نے جزیرہ سقلیہ کی تاریخ ایام سلطنت عرب کی لکھی — بہت سے ابواب عربی تاریخوں کے جن میں عیسائیوں کی جنگ مقدس کا بیان ہی فرانسیسی زبان میں ترجمہ ہوئے ہیں اور آندلس میں مسلمانوں کی سلطنت کے حالات ابوالقاسم قرطبی [ماہ ۱۱۳۹ ع] تھینی وغیرہ نے متعدد کتابوں میں لکھے ہیں جس کسی کو ان حالات کے درجہ کرنے کا زیادہ شوق ہو تو قلعہ پور کی تصنیفات خصوصاً وان ہیمز کی کتابیں پر رجوع کرے “ \*

\* \* \* \* \*

”عرب کے فلسفہ کو جو یونانی اصل تھا قرآن سے بھی نسبت تھی جو اوسط زمانے کے مقلات کو عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے تھی

اس سے پایا گیا کہ فلسفہ کا بہت بڑا اثر یہودیوں اور علی الخصوص عیسائیوں پر ہوا مگر مسلمانوں نے فلسفہ یونان کے مقابلہ میں علم کلام ایجاد کیا اور عمدہ عمدہ کتابیں اصول عقاید کی لکھیں اور اُس کی تردید اور تطبیق میں کوشش کی \*

۲۳ مسلمانوں میں علوم کی عموماً ترقی اور حکومت اور فلسفہ یونان کی تحصیل دوسری صدی سے شروع ہوئی \* Real progress of Moslems in Sciences.

علامہ ذہبی نے سنہ ۱۲۳ ع کے بیان میں لکھا شروع امام الاسلام فی هذا العصر فی تدریس التحدیث والفقه والتفسیر فنصف ابن جریر بن مکتہ و مالک المرطاب بالمدينة والرواسی بالشام و ابن ابی عروبہ و حماد بن سلمہ و غیوہا بالبصرۃ و معمر باليمن و سفیان الثوری بالکوفہ صنف ابن اسحاق الغازی و صنف ابو حنیفہ رحمۃ اللہ الفقه والراے ثم بعد یسیر صنف ہشیم و الفخ و ابن لہیثۃ ثم ابن المبارک و ابویوسف و ابن وہب و کثیر تدریس العلم و ترویج و دونک کتب العربیہ و الفقه و التاريخ و ایام الناس [تاریخ الخلفاء سیوطی] —

جیہاں کے سائنس دانوں میں ایک مختصر سی کیفیت اسلام میں ترقی علم و فنون کے بیان میں لکھی گئی ہی اُس کا کچھ انتساب یہاں نقل کیا جاتا ہی \*

”سنہ ۷۲۹ ع میں خلفاء عباسیہ کے عہد میں علم ادب و فنون حکومت کا ظہور ہوا اور المنصور [سنہ ۷۵۲ — ۷۷۵] کے ایام حکمرانی سے ہارون الرشید [۷۸۶ — ۸۰۸] تک پوری فیاضی سے اُن کی ترویج ہوئی بہت سے ملکوں سے اہل علم طلب کیئے گئے اور بادشاہانہ سفارت سے اُن کی بہت کچھ دان و دہش کی گئی اہل یونان و شام و ایران قدیم کی عمدہ عمدہ کتابیں عربی میں ترجمہ ہوکر مستور اور شایع ہوئیں خلیفہ مامون نے [جس نے ۸۱۳ سے ۸۳۷ تک سلطنت کی] سلطان روم کو سونے ہارے من سونا اور ہمیشہ کی صلح اس شرط پر منظور کی کہ لیو فیلسوف کو اجازت دی جاوے کہ چند عرصہ کے لیئے وہ یہاں اکثر مامون کو فلسفہ و حکمت سکھلا جاوے فلسفہ حاصل کرنے کے لیئے ایسے زر خطیر صرف کرنے کی بہت کم مثال ملیگی — اسی مامون کے زمانہ میں بغداد بصرہ بھارا اور کوفی میں بڑے بڑے مدرسوں کی بنا پڑی اور اسکندریہ بغداد اور قہرہ میں عظیم الشان کتب خانے بنائے گئے — اسپین میں مدرسہ اعظم مقام قرطبہ کا بغداد کی علمی ذہرت کی ہمسری کرتا تھا — اور عموماً دسویں صدی میں جہاں دیکھو وہاں مسلمان ہی علوم کے حفاظ اور سکھانے والے نظر آتے تھے — فرانسیس ارد اور مالک نرنکستان

ہی [؟] — علم طب میں یہ لوگ بڑے نامی مشہور ہوئے اہارون الکندی — ابی سینا + جس نے قانون لکھا اور ایک عرصہ تک اس فن میں یہی ایک کتاب درس میں رہی — علی بن عباس — اسحاق بن سلیمان — ابوالقاسم — اور دوس + جس نے طب کی تکمیل کی اور علی ابن عیسیٰ وغیرہم \*

”ریاضی میں اہل عرب نے بڑی ترقی کی اور الجبر والمقابلہ کو وسعت دی بغداد اور قرطبہ کے مدرسوں اور رصدگاہوں میں علم ہیئت کمال شوق سے پڑھا جاتا تھا الحسن نے علم مناظر و مرایا میں تصنیف کی اور نصیر الدین طوسی نے اصول اقلیدس کا ترجمہ کیا جبر ابن مقلہ نے بطالیہ درس کے علم مثلث پر شرح لکھی اور نظام بطلیہ درسی کی کتاب محاسنی کو الہازی [؟] اور سراجیوس نے سنہ ۸۱۲ میں عربی میں ترجمہ کیا — اور دسویں صدی ع میں الباقن نے زمین کے دائرہ مظلیمہ کے ارتفاع پر نظر کی اور محمد بن حیدر الباقی نے رفتار شمس کی دریافت کی — الپطراجیوس نے ثوابت کے بیان میں کتاب لکھی اور ابوالحسن علی نے آلات علم ہیئت میں تصنیف کی “ اثنی

۳۵ اسلام کی علمی فیض بخشی در و دراز ملکوں میں بھی ہوئی اور ممالک فرنگستان کے رہنے والے بھی Literary benefits of Islam to most distant provinces. مسلمانوں کی ترقی علوم سے بہرہ یاب ہوئے فرنگستان کے عیسائیوں کو مسلمانوں کی

وجہ سے عربی زبان اور عرب کے اخلاق و عادات کے علم سے بہت بڑا فائدہ دینی یہ ہوا کہ عہد متیق کی کتابیں جن کی زبان عبرانی مدت سے متروک الاستعمال ہی بہت سے مقامات پر عربی کی استعانہ سے صاف صاف سمجھ میں آنی شروع ہوئیں — کیونکہ عہد متیق میں بہت سے ایسے معادرات صرف ہوئے ہیں اور ایسے عادات کا بیان ہی جو

+ قانون فی الطب عبرانی زبان میں بھی ترجمہ ہوا — اور لاطینی زبان کا ترجمہ سنہ ۱۵۹۵ میں چھپا اور اور فلسفہ کے رسالے لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر سنہ ۱۲۹۰ و ۱۵۲۳ و ۱۵۶۳ ع میں شہر رینس میں چھاپے گئے — اور قانون کا عربی متن سنہ ۱۵۹۳ ع میں روما میں چھاپا گیا — چ غ

+ یعنی ابن رشد جن کا پورا نام ابوالرئید محمد بن احمد بن محمد ابن رشد ہی ولادت سنہ ۱۱۲۹ ع مقام قرطبہ اور وفات ۱۱۹۸ یا ۱۲۰۶ ع میں — ابن رشد کی تصنیفات سے ترجمہ حکمت ارسطاطالیس اور شرح ارسطاطالیس اور طب میں کلیات مشہور ہیں اور انٹر لائن میں ترجمہ ہوئی اور جرمن میں اصل بھی چھپی چ غ

یعنی فلسفہ کو دینیات کا خادم سمجھا جاتا تھا عربوں نے ارسطاطالیس کی تصنیفات کو بہت پڑھا اور اسپین میں اُس کی بڑی شہرت ہوئی اور بالآخر تمام فرنگستان میں عربی زبان سے لاطینی میں ترجمہ کے ذریعہ سے اس کی اشاعت ہوئی گو عرب کو خود ہی عہد عباسیہ میں ترجمہ کے وسیلے سے حاصل ہوا تھا — منطق اور علم مابعد الطبیعیہ پر زیادہ تر توجہ ہوئی — اور مسلمانوں میں مشاہیر اہل فلسفہ یہ لوگ ہوئے ہیں الکندی بصری جو نویں صدی عیسوی میں تھا الفارابی جس نے سنہ ۹۵۲ میں اصول [؟] میں کتاب لکھی ابن سینا [مات ۱۰۳۶] جس نے منطق اور علم مابعد الطبیعیہ اور طب کو جمع کیا اور علم کیمیا و تشخیص امراض اور شناخت ادویات نباتی میں بڑی ترقی کی — ابن یحییٰ جس کی تحقیق کی بڑی شہرت ہوئی — الخرازی [مات ۱۱۱۱] جس نے کتاب تہذیب الفلاسفہ تصنیف کی — ابوبکر ابن طفیل (مات ۱۱۹۰) جس نے اپنے قصہ حی ابن یقذان [مطبوعہ پورک مقام اسکفورت سنہ ۱۶۷۱] میں انسانوں کا حیرانوں سے ظہور میں آنے کا مسئلہ بیان کیا اور اس کا شاگرد ابن الرشد جو ارسطاطالیس کے مفسر ہوئے میں بڑا مشہور اور گرامی قدر تھا — ان لوگوں کا اور ان کے مسلک کا بیان شہر مدرس اور رقر کی کتابوں میں مفصل ملے گا \*

”بہت سے ان عرب فیلسفوں میں طبیب بھی تھے ان کے علم خواص ادویہ میں مہارت کامل حاصل کرنے کو ہنر وک نے معلومات جغرافیہ سے منسوب کیا ہی \* \* \* \* \* علم طب اس حیثیت سے کہ وہ ایک علم ہی عرب ہی کی ایجاد ہی جنکر نہایت قدیم اور وسیع مآخذ یعنی ہندی طبیب شروع ہی سے مل گئے تھے — معجون بنانے کی کیمیائی ترکیب عربوں نے ہی ایجاد کی اور دواؤں کے مرکب کرنے اور فستقہ لکھنے کی ایجاد بھی انہوں سے ہوئی — اور مدرسہ سمرقہ کے ذریعہ سے یہ علم فرنگستان چترہی میں پھیل گیا [دیکھو رسالہ کوس موس مصنفہ ہنر وک جلد ۴ ص ۵۸۱ ترجمہ بون] دراسازی اور قراپادین کی وجہ سے علم نباتات اور کیمیا کی حاجت پڑی — اور قین سو برس تک یعنی ۸ سے ۱۱ صدی ع تک نثر سے ان علوم کی تحصیل ہوتی رہی — اور چندسار بغداد اصفہان فیروزآباد بلخ کونہ بصرہ اسکندریہ قرطبہ وغیرہ میں فلسفہ اور طب کے مدرسے جاری ہو گئے — اور طبابت کے ہر ایک صیغہ میں بجز علم تشریح کے بڑی ترقی ہوئی — اس کے استثناء کی یہ وجہ ہی کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی



جن سے ایسی مسرت حاصل ہوتی ہے بہت کم ترجمہ ہوئی ہیں۔ اور فی الحال ہم کو کیسی ہی فضیلت ایشیا کے علوم و فنون پر حاصل ہو مگر جہاں سے ہمہ اپنے مبادی علوم کو حاصل کیا تھا اُس کا دریافت کرنا ہے سرہ نہر کا۔ اس نسبت میں ہم کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ایشیا کی زمیں فرنگستان کی بڑی بہن اور معلمہ ہے۔ اور اگرچہ وحشیوں کے ایک گروہ نے اُس کے ملک عرب و شمال سے سیلاب کی مانند پھیل کر کے اُس کی روشنی کو بچھا دیا مگر تو بھی ہم لوگ خرناطہ قرطوبہ اور سیولی کی مسلمان سلطنتوں کے مسلمان احسان ہیں جنہوں نے پھر علم کی روشنی قائم کی کیونکہ یورپ نے بہت سے وہ علوم و فنون جو اب اُس نے بڑے اعلیٰ درجہ پر پہنچائے ہیں ابتدا میں وہیں سے حاصل کیئے تھے۔ ریاضی اور طب کی ایشیائی تصنیفوں سے قراب شاید کچھ علم نہ حاصل ہو مگر جب کہ یونانیوں سے علم جاتا رہا تھا تو خلفاء کے عہد میں ان علوم کی ترقی کا نشان پانا علم کے شایق کو بے مذاق نہ معلوم ہوگا کیونکہ یونان کی مشہور کتابیں خلفاء بغداد نے عربی میں ترجمہ کرائیں تھیں تو کچھ پھیل گئیں کہ یونانیوں کی بعضی مفہوم کتابیں اب عربی لباس میں پائی جا رہی ہیں الخ \*

۲۶ یہہ کیفیت ترقی کی مسلمانوں کی چند صدیوں تک رہی

مگر ثقافت کی ثمرات اور نفع میں بیحد تو غل

ہونے سے وہ ترقی رک گئی اور زوال

شروع ہو گیا۔ اور اب اس اخیر زمانہ

میں جہل اور اُس کی وجہ سے تکیہ اور

فلک مسلمانوں کے نصیب حال ہوئی

جس طرح پر کہ متقدمین مسلمانوں نے

All this culture of early ages of Mohammedanism presents a strong contrast to the ignorance which now prevails among them.

حکمت قدیم اور فلسفہ یونان کی تحصیل و تحقیق میں جرأت اور

ذہانت دکھلائی اور اپنے اصول عقاید سے اُس کی تطبیق یا تردید

کرنے میں ناصوری حاصل کی اسی طرح راجب اور لازم تھا کہ متاخرین

اہل اسلام بھی حکمت جدید اور فلسفہ مجددہ کو حاصل کر کے اپنی

فضیلت اور اسلام کی حقیقت تمام دنیا پر ظاہر کرتے کیونکہ ان دنوں

علوم جدیدہ کی تحصیل بہت آسان ہے اور نیز حکمت جدید

مذہب اسلام کی مؤید اور مصدق ہے اور فلسفہ نرنک میں وہ دقتیں

اہل یورپ نہیں سمجھتے تھے مگر عرب میں اُن کا استعمال اور  
جوانے تھا۔ مگر انہوں نے یہاں کے مسلمان باوجود شدت احتیاج  
زبان عربی یا یونانی نہیں سیکھتے اور بڑے بڑے اہل الفضل یہ نہیں  
جانتے کہ فارسیط کس زبان کا لفظ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ  
ہمارے زمانہ کے اکثر علماء دین اور نیز مفسرین سابقین چہارم قرآن  
کے مفسرین کو اس وجہ سے اچھی طرح نہیں سمجھ سکے کہ اُن کو  
یہود کی زبان اور رسوم و عادات مذہب و خیالات طریق معاشرت  
اور اُن کی کتب دینی پر اطلاع نہیں +

ہنری لونیس نے ہنری آف فلسفی میں لکھا ہے کہ۔

”مسلمانوں کی وجہ سے یورپ میں علم اور فلسفہ پہنچا

اس امر خاص میں یورپ اُن کا مسنون احسان ہے اور اس سے بڑا

احسان عرب کا یورپ پر یہ ہے کہ اُن لوگوں نے علم ہندسہ اور

ہیئت اور طب اور کیمیا میں بڑی کوشش کی اور انہیں کی بدولت

اسپین سے فرانکس ہو کر فرنگستان میں عام پھیلا۔“ +

اور ٹینٹل ٹرانسلیشن کمیٹی کی اول تجویز میں اس امر کا

اعتراک ہے کہ شاید عربوں اور فارسیوں سے زیادہ کسی قوم میں علم

تاریخ و تذکرہ و فن ہدیج کے ذخیرہ جمع نہیں ہیں۔ اُن کی

تاریخوں اور تذکروں کی کتابیں جن میں اُن کے ارد گرد کے ملکوں

کے حالات لکھے ہیں وہی کتابیں اصلی ماخذ ہیں اُن ملکوں کی تاریخ

اور نامی اہل خاص کے تذکرہ کی۔ اُن کی تاریخیں جنگ مقدس کے

بہان کی جن میں صحیح صحیح حالات لکھے ہوئے ہیں اُن کے پڑھنے

میں ہر ایک پڑھنے والے کا دل لگیگا اور اہل تاریخ کو اُن سے بڑی

مدد ملیگی۔ فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات میں تو کوئی

اُن سے بڑھ کر نہیں ہوا اور جو کچھ ایسی کتابیں فرنگی زبانوں میں

ترجمہ ہوئی ہیں اُن کے پڑھنے سے افسوس آتا ہے کہ ایسی کتابیں

نہیں ہیں۔

+ وارنر مع الزامین [پقر ۵۰] کی تفسیر میں مفسرین

متہور ہیں اور بعضی بڑے مفسر لکھتے ہیں ”لان الیہود لارکوع فی

صلواتہم“ اور ایسا ہی تفسیر بیضادی - معالم - کمالین وغیرہ

میں ہے !!! -



۲۷ یہ مختصر تفسیر اسلام کی دنیوی نعمتوں کے بیان میں

جیسی کہ مفضل اور متین چاہیئے تھی نہیں ہوسکتی اور یہاں سے مسلمان ملی و مدنی اور اخلاق اور معاشرت کی خوبیاں جو اسلام کی وجہ سے مسلمانوں میں پھیل گئیں وہ اچھی طرح سے تفسیر میں نہیں آسکتیں اور جو فوائد غیر قوسوں اور دور و دراز کے ملکوں کو اسلام کے نور سے

A brief review of the positive benefits produced by Islam on the moral and political society and in private life shows that it is of heavenly origin, and a blessing to the world.

حاصل ہوئے اُن کا بھی استفادہ اس تفسیر میں نہیں ہوسکتا کیونکہ ان سب مضامین کے لیئے ایک ضخیم کتاب اور اُس کے لیئے بہت بڑا سامان چاہیئے اور نیز حراکوں اور سندوں کے بیچ میں اُپر سے سلسلہ کلام اور تفصیل کے نظام میں خلل پڑ جاتا ہے مگر تاہم جس قدر اسلام کی خوبیاں اور اُس کے اثر میں بددنیوی نتیجے ہونے بیان کیئے ہیں اُن سے ثابت اور ظاہر ہے کہ جماعت اور قوم کے تمدن اور اخلاق پر اور نیز شخصی تہذیب اور تزکیہ میں اسلام کی جو تاثیر ہوئی اور جو اصلاح اُس کی مد نظر رہی وہ اُس کے متجانب اللہ ہونے کی مضبوط دلیل ہے — اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ کسی فیلسوف کی حکمت یا کسی مزرور کی چہرٹی باتیں ایسی الہی تاثیر اور عام اصلاح نہیں پیدا کرسکتیں \*

اس تقرر کو میں اس شہادت پر ختم کرتا ہوں جو افضل العلماء ریورینڈ راکویل صاحب نے قرآن کے حق میں لکھی ہے — ہر چاند کہ وہ اس پر تجویز خرنیزی و غامی وغیرہ کے غلو صحیح الراحات لگاتے ہیں مگر اُس کے کریمانہ اخلاق اور حکمت بالغہ کو تسلیم کرتے ہیں اور بالآخر لکھتے ہیں کہ ”عرب کے سیدھے سادھے بھائیوں نے چرانے والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو — وہ لوگ مملکتوں کے پانی مہانی اور شہروں کے بنانے والے اور [جنہے کتب خانہ اُنہوں نے خراب کیئے + تھے اُن سے

+ معلوم نہیں مصنف نے کس حادثہ پر اشارہ کیا ہے — لوگوں کے ذہن اُسی طرف جارہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ کی ویرانی جو مصر بن العاص کے ہاتھ سے خلیفہ ثانی کے حکم سے ہوئی ہے مگر

جورنلسٹ پھٹیہ قیاسیہ میں تپیں نہیں ہیں اور فلسفہ شہرہء جس کی بنا عیانت و شہود پر ہی بہت مفید اور کار آمد ہے —

اس زمانہ میں بعضے دور اندیش درہمند اور مستعد مسلمانوں نے یورپ کے علوم جدیدہ کا اقتساب اور Modern writers have attempted to imitate European forms of thoughts and sentiments. علوم اسلامی سے اُس کی تطبیق دینی چاہی ہے اور طرز معاشرت اور شایستگی عادات و طرز تفسیر اور طریق تعلیم میں

یورپ کا تتبع اختیار کیا ہے چنانچہ میکانک صباغ شامی جن کی کتاب ”ذیاب عربی و فرانسیسی“ پاریس [۱۸۰۵ ع] میں چھپی اور شیخ رفاعة القاہری جنکی متعدد تصنیفات نئی طرز پر قاہرہ اور پاریس میں منطبع ہوئیں اور اُن میں ایک کتاب تلخیص الابریز فی تلخیص الہادیز ہے جس میں فرانس کے سیر و سفر کا حال لکھا ہے — اور سیف افندی (پڑوسی) جس نے کئی ساری کے چھاپے ہوئے مقامات ہریوی [سنہ ۱۸۲۴ ع] پر مستقائد نظر کی اور جنرل خیرالدین احمد وزیر مملکت تونس (تونس) جن کی کتاب اقوام المسالک فی احوال الممالک کا اردو ترجمہ بھی یہاں مشہور ہونے والا ہے — اور شیخ احمد افندی جن کی کتاب کشف المصیبا عن فتن او رہا جس کی نواب لفتنٹ گرونو بہادر ممالک مغربی و شمالی نے کتب درسیہ میں داخل ہونے کی تجویز کی ہے — اور مولوی کریم علی صاحب چرنپوری جتولی امام بارہ محسنیہ ہوگلی صاحب رسالہ ماخذ علوم معہ ضمیمہ عمدہ مصنفین ہیں — اور مولوی مہدی علی صاحب کی نرزانہ اور درہمند تقریریں اور حکیمانہ تفسیریں مسلمانوں کی درہ انگیز حالہ پر نہایت مرتبہ پر تاثیر ہوتی ہیں — خصوصاً جناب مولوی سید احمد خاں بہادر کی کوششیں جو مختلف طرز سے پانچواں شتی مسلمانوں کی خراب حالت اور نکبت و فلاکت کی اصلاح اور درستی اور علوم جدیدہ کی اشاعت اور حمایت اسلام میں بروئے کار آ رہی ہیں اُنہوں نے اکثر مخالف اور موافق کے پڑوسرہ بلکہ مردہ دلوں میں تحریک پیدا کر دی — اور ہندوؤں کے تنگ و تاریک خیالات کو حقیقی نور کی آبیاری سے ترو تازہ کرنے کا سامان کیا — اور بالتخصیص مدرستہ علوم المسلمین کی بنیاد ہمارے دین اور دنیا کی آراپیش اور آسایش کا سرچشمہ ہے \*

ہوگا کہ مسلمان قسطنطنیہ نے بہت سے پہلے مشرقی کلیسہ  
دھا دیئے مگر اسی وقت اس بات کو نہ پہنچا چاہیئے کہ یورپ نے  
منطقی فلسفہ کا علم — طبابت اور فن عمارت — عربوں ہی سے حاصل  
کیا — اور مسلمانوں نے پیش و پشت کے بہت سے سامان اور مفید  
چیزوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک کو پہنچاتے ہیں مشرق اور  
مغرب کے قلابہ ملا دیئے —

( دیباچہ ترجمہ ترازن ص ۲۲ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۱ ع )

واقہ —

چراغ علی

لکھاؤ — ۸ ذی قعد سنہ ۱۲۹۰ ہجری

عبد اللطیف ( ۱۱۶۲ - ۱۲۳۱ ) صاحب تاریخ مصر سے ہوئی  
اس کے بعد ابوالفرجیوس ( ۱۲۲۶ - ۱۲۸۲ ) عیسائی مورخ ارمینی  
اسقف کے ذریعہ سے بہت شہرت ہوئی اور احمد القزوی القاہری [ ۱۳۶۰ ]  
[ ۱۲۴۲ ] اور ابن خلدون وغیرہ مورخوں نے مقدمات نقل کیا — مگر  
یوٹیکیرس مصری بطریق اسکندریہ ( ۸۷۶ - ۹۲۰ ع ) اور چارچ  
الماسین مصری مورخ [ ۱۲۲۳ - ۱۲۷۳ ع ] ان دونوں عیسائی  
قدیم و جدید مورخوں نے اور شاہ اسمعیل ابوالقدا ( ۱۲۷۳ - ۱۳۲۱ )  
مسلمان مورخ اور نیز اوروں نے اس امر کا ذکر نہیں کیا — اور  
اوتارک کپن [ ۱۷۳۷ - ۱۷۹۳ ] اور الکندر ہولت جرمنی نے  
بڑی قوت سے اس کا انکار کیا ہی [ دیکھو تاریخ دوسمہ جلد ۶ صفحہ  
۳۳۶ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۲ ع ] [ اور جلد ۲ کتاب کاس مرس ص ۵۸۲  
سنہ ۱۸۶۲ ع ] \*

مجھے ایک خبرت ہی کہ جب کہ کتب خانہ اسکندریہ ۱۳۲  
میں چل گیا تھا تو نسخہ قدس اسکندریہ جو قبل ہجرت کا لکھا  
ہوا کہلاتا ہی کیونکر بح رہا ہوگا ! — ح غ \*

( زیادہ ) کتب خانوں کے جمع کرنے والے ہو گئے — اور لسطاط — بغداد  
قوطیہ اور دلی کے شہروں کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو  
چمکپا دیا — اور قرآن کی قدر ہمیشہ اُن تبدیلیوں کے اندازہ سے  
ہوئی چاہیئے جو اُس نے اپنے ( طرماً یا کرہاً ) ماننے والوں کے عادات  
اور اعتقادات میں داخل کیں — بہت پرستی کے مٹانے — جنات  
اور مادیات کے شرک کے مرض اللہ کی عبادت قائم کرنے — اطفال  
کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے — بہت سے توہمات کو دور کرنے  
اور ازراچ کی تعداد کو گھٹا کر اُس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن  
بے شک عربوں کے لئے پرکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی  
آہو — اور چمکے ہو ایک عیسائی کو بالضرور اس امر پر افسوس

اہل یورپ میں اب تو یہ عام رائے ہی کہ یہ قصہ دروغ محض اور  
بے بنیاد ہی — چیمپرس کے انسائیکلو پیڈیا جلد ایک میں اسکندریہ  
کے کتب خانہ کے بیان میں لکھا ہی کہ — متعصب عیسائیوں کے ایک  
گروہ نے پسرورہ کی ایک بٹب تھیروفلیس حملہ کر کے سنہ ۳۶۱ ع میں  
جو پسرورہس کے پتھانہ کو قلعہ دار اور غالباً وہاں کے علمی خزائنہ  
یعنی کتب خانہ کو بھی برباد کیا — اور یہ اُس وقت میں ہوا کہ  
کتب خانہ کی تباہی شروع ہوئی نہ کہ سنہ ۶۳۲ ع میں عرب کے  
ہاتھوں سے خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں — وہ قصہ جس میں یہ  
ہی کہ عربوں کو بہت سی کتابیں جو چھ مہینے تک حمام گرم کرنے کے  
لیئے کافی ہوں وہاں مل گئیں تھیں — سترہ کے طور پر مبالغہ بیان  
کیا گیا ہی — مورخ اڈورس جس نے اس مقام کو بعد ازاں کہ  
عیسائیوں نے اسے خراب کر ڈالا تھا ملاحظہ کیا لکھتا ہی کہ اُس نے  
اُس وقت کتب خانہ کی صرف عالی الماریاں دیکھیں \*

مسلمانوں میں تاریخی واقعات میں تسامح اور مسامحت بہت  
ہوئی ہی اس وجہ سے بے تکیہ آجاتے ہں شاید اس قصہ کی ابتدا

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ مری ] نمبر ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپے بطور کنونشن کے منایا فرمانا ہو تو عید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس، دھبھا جوسے ڈسٹرکٹ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے ادھی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مہذبہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امتصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجراء سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں \*

اصلاح

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جستہ روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیراء بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوتا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا \* جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور سالانہ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو آؤ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \*

یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار چھپا کر مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ملے گا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو بھی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۷۷

## حب ایمانی

اور

## حب انسانی

کسی شخص کا قول ہی کہ مصیبت کسی حیثیت سے ہو ایک ایسی چیز ہے کہ مصیبت کی دوستی دل میں بٹھا دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کافروں سے دوستی و مصیبت کسی وجہ سے کیوں نہ ہو ممنوع ہے پس سید احمد خاں جو یہ بات کہتے ہیں کہ مذہب اسلام کی رو سے کافروں سے صرف یہی دوستی ممنوع ہے جو من حیث الدین ہو اور اسکے سوا کسی کی دوستی اور سچی مصیبت جو ایک انسان کو دوسرے انسان سے ہو سکتی ہے کافروں سے کرئی شرعاً ممنوع نہیں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ دوستی و مصیبت میں ان دونوں حیثیتوں کی تمیز ہم کیونکر کر سکتے ہیں \*

مگر ایسا کہنا اور ایک پند یہی امر میں تمیز نہ کرنا کافی طور پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ ان دونوں حیثیتوں سے جو مصیبت اور دوستی انسانوں میں ہوتی ہے وہ ایسی پند یہی ہے کہ ہر شخص اعلیٰ و ادنیٰ عالم و جاہل اس میں تمیز کرتا ہے \*

فرض کر کے کرئی شخص کسی سے مصیبت رکھتا ہے ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ تم اس سے کیوں مصیبت رکھتے ہو وہ اس کا جواب دیتا ہے کہ وہ میرا بڑا محسن ہے اس نے بڑے مشکل مشکل وقتوں میں مجھے احسان کیلئے ہیں گنگی کے وقت روپیہ سے مدد کی ہے بیماری کی حالت میں میری تیمار داری کی ہے دوا دار علاج معالجہ میں بڑی کوشش کی ہے۔

یا وہ اس کا یوں جواب دیتا ہے کہ ہم اور وہ مدت تک ساتھ رہے ہیں دن رات آپس میں اُٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ساتھ رہا ہے روز روز کی ملاقات بات چیت ہنسی مذاق دل لگی مزاح کی پامی موانعت کے سبب آپس میں دوستی و مصیبت ہو گئی ہے۔

یا وہ یہ کہتا ہے کہ جس فن کا مجھے شوق ہے اس فن کا مجھے شوق ہے اس فن کے کمال کے سبب جس کا مجھے شوق ہے اس شخص سے دلی مصیبت اور جانی دوستی ہو گئی ہے۔

یا اس کا سبب وہ یہ بتاتا ہے کہ وہ شخص نہایت غریب و محتاج ہے اس کے حسن و جمال نے میرے دل میں اس کی مصیبت بلکہ اس کا عشق پیدا کر دیا ہے \*

پھر ہم اس سے دوسرا سوال کرتے ہیں اور کسی بزرگ کا بزرگان دین میں سے نام لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم ان بزرگ سے بھی مصیبت رکھتے ہو وہ ضرور جواب دیتا ہے کہ ہاں کیوں نہیں \*

تب ہم اس سے کہتے ہیں کہ وہ بزرگ تو تم سے کئی سو برس پہلے کفر چکے ہیں انہوں نے کرئی تمہارے احسان نہیں کیا کسی مشکل کے وقت میں تمہارے کام نہیں آئے کبھی گنگی کے وقت میں تمکو کچھ نہیں دیا کبھی تمہاری تیمار داری نہیں کی کبھی تمہاری دوا درمن علاج معالجہ میں کوشش نہیں کی کبھی وہ اور تم ساتھ نہیں رہے نہ کبھی ساتھ اُٹھے بیٹھے نہ کبھی آپس میں ملاقات بات چیت ہوئی نہ کبھی ہنسی مذاق ہوا نہ باہم مزاحی موانعت ہوئی جس فن کا تمکو شوق ہے وہ اس کا نام بھی نہیں جانتے تھے نہ تم نے ان کو دیکھا کہ ان کے حسن و جمال نے تمکو فریفتہ کر لیا ہو پھر کیوں تم ان سے مصیبت رکھتے ہو \*

اس سوال کا وہ نہایت ناراض ہو کر اور دل موتمہ کر کے بڑی آواز سے جواب دیتا ہے کہ میں وہ بزرگان دین تھے خدا کے ہاں ان کا بڑا درجہ ہے وہ دینداری میں یگانہ وقت تھے خدا پرستی اور زہد و تقویٰ و عبادت میں یگانہ تھے ایمان کامل ان کو نصیب تھا دین میں سب کے سردار تھے اس لیئے ان سے مصیبت رکھتے ہیں \*

اب میں بتاتا ہوں کہ یہی پچھلی مصیبت 'مصیبت من حیث الدین' ہے جس کو میں حب ایمانی کہتا ہوں اور یہی مصیبت غیر مذہب سے رکھنی شاماً ممنوع اور حرام بلکہ کفر ہے اور پہلی مصیبت جس کو میں حب انسانی کہتا ہوں شرعاً ممنوع نہیں اور دونوں قسم کی مصیبت میں بالبداهت تفرقہ و تمیز موجود ہے کہ ایک قسم کی مصیبت ان اسباب ظاہری کی باعث تھی جو بمقتضائے فطرت انسانی ایک کو دوسرے کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری قسم کی مصیبت باوجود معدوم ہونے ان تمام اسباب ظاہری کے صرف من حیث الدین تھی اب کون شخص ہے جو ان دونوں قسموں کی مصیبت میں تمیز نہیں کر سکتا \*

پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ غیر مذہب والوں سے سچی دوستی اور دلی مصیبت کرنا ممنوع ہے یہ ان کی محض غلطی ہے جو چیز کہ خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں پڑائی ہے وہ بوجہ اور بالکل سچ ہے مگر تمام دوستوں سے گو وہ کسی مذہب کے ہوں سچی دوستی اور دلی مصیبت رکھنی اور چرتی چاہیئے مگر وہ تمام مصیبت اور دوستی حب انسانی کے درجہ پر ہو نہ حب ایمانی کے کیونکہ حب ایمانی بلا اتھاد مذہب بلکہ بلا اتھاد مشرب ہوئی غیر ممکن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی ہدایت ہو کہ ہمارے سچے مذہب اسلام نے کی ہے۔ واللہ درمن قال \*

ما قصہ سکندر و دارا نخواستہ ایم

از ماہیچہ حکایہ مهر و ونا سپرس

راہِ مستقیم

سید احمد

نمبر ۱۷۸

## افسوس

## مسلمانوں کے حال پر

ناصرالخیار دہلی نے قسطنطنیہ کے اخبار سے کچھ حال  
جیتا المقدس کے مسلمانوں کا لکھا ہے ہم بھی اُس کو اپنے اس پرچہ  
میں نقل کرتے ہیں اس مواد سے کہ ہمارے بھائی ہندوستان کے  
مسلمان اُس پر فور کریں اور اپنی قوم کی بھلائی و بہتری و ترقی کی  
کوشش کریں۔ دیکھو تمام دنیا کے مسلمانوں کا اور اُن کا بھی جو  
خرد مسلمان بادشاہت میں رہتے ہیں تمسب و جہالت و نادانی اور  
کم نہمی سے کیا حال ہو گیا ہے اور آئندہ کیا حال ہونے والا ہے  
پس اب کون سی بات اور خرابی باقی ہے جس کے آنے کی خوشی  
میں بیٹھے ہو۔ دیکھو خیردار ہو ہر ہمارے جو راہ ہم نے  
مدرستہ العلوم قائم کرنے اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی سوجھی ہے  
وہی راہ اُن کی بھلائی کی ہے۔ دیکھو اُس کی امداد سے غافل نہ ہو  
کوشش کرو اور دل و جان سے اُس کے لیئے چندہ جمع کرو۔ دیکھو  
ہماری ٹاچیز کرشموں سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ چندہ ہو گیا  
ہے اگر اور لوگ بھی دل سے کوشش کریں اور باہمی نفاق اور اختلاف  
کو نکال ڈالیں تو مسلمانوں کے حق میں زیادہ تر مفید ہوگا۔ کیا  
تعجب کی بات ہے کہ جو کوئی یہ خیال کرے کہ اگر مسجد  
مدرستہ العلوم قائم نہ ہو تو سید احمد کو جفت ہوگی سید احمد کو  
جفت ہو یا نہ ہو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے تمام  
مسلمانوں کو تو منہ دکھانے کی جگہ نہیں رہنے کی اور یہ بھی  
ہم اپنی عزیز قوم کو سمجھائے دیتے ہیں کہ اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی  
اور انجام کو نہ پہنچی تو یقین جانی لیٹا کہ پھر بھی مسلمانوں کی  
بھلائی و بہتری کی ترقی نہیں ہو سکتی پس یہ اخیر دوا ہے خدا کو  
مانو اس کو ہوتے ہو اپنی قوم کے حق میں اپنے ہاتھوں کاٹتے مت پر  
اگر مسئلہ مسائل میں بحث ہی یا مخالفت ہی تو ہم سے مدرستہ العلوم  
کو اُس سے کیا تعلق ہے گنہگار ہوں تو میں ہوں قصور وار ہوں تو  
میں تمام مسلمانوں نے اور اُن کی اولاد نے اور خرد تمہاری اولاد نے  
تمہارا کیا قصور کیا ہے جو مدرستہ العلوم کی مخالفت سے یا اُس میں  
مدد نہ کرنے سے اُن کے ساتھ دشمنی کرتے ہو \*

اُس اخبار میں لکھا ہے کہ اس زمانہ سے بیشتر شہر قدس میں  
ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے اور تین سو ساٹھ سے زیادہ مدرسے  
تھے چنانچہ اب تک اُن کے نشان موجود ہیں اور بڑا حال اس  
مضمون کے کرنا ہے کہ سوائے خدا کے سب ہی کو تغیر و زوال ہی اور

اب اُس شہر میں تیس ہزار سے زیادہ باشندے نہیں ہیں جنہوں سے  
اتھارہ ہزار یہودی اور پانچ ہزار مسلمان ایک ہزار کاتھک اور تین ہزار  
روسی اور مسکری اور ایک ہزار ارمنی و قبطی اور سریانی و حبشی اور  
ایک ہزار انگریز پروٹسٹنٹ اور ایوانی اور ایک ہزار اور مختلف قومیں  
ہندی اور عجمی ہیں \*

اکثر مکتب یہودی اور نصرانیوں کے ہیں اور مسلمانوں کے مکتب  
کا پتا بھی نہیں ہاں ایک مکتب رشیدیہ خاص اُن کا ہے مگر ایسا  
مکتب ہے کہ جس دن سے وہ مکتب کھلا ہے جسکو سات برس کا عرصہ  
گزرا ہے کوئی طالب علم اُس میں ایسا نہیں نکلا جو عربی لکھنا جانتا ہو  
چہ جائیکہ ترکی یا فرانسیسی یا اور کوئی زبان بھی جانتے اس واسطے  
تمام سوداگر اور اہل حرفہ یہودی ہیں یا نصاریٰ ہیں لیکن کوئی والے  
اور لکڑیوں والے اور توکاری والے اور مزدور مسلمان ہیں۔ غاصبوں یا  
اولی الاہباب \*

پس ہم اپنے بھائی ہندوستان کے مسلمانوں سے ہمیشہ عرض کرتے  
ہیں کہ اس واقعہ سے نصیحت چکریں اور اپنے بھائی مسلمانوں کی  
تعلیم و تربیت کے لیئے جو مدرستہ العلوم قائم ہونا چاہیے ہوا ہے اُسکے  
لیئے چندہ فراہم کرنے کی کوشش فرماریں \*

یہ حال جو لکھا گیا اُن مسلمانوں کا تھا جو خاص سلطان دوم  
کی مہلداری کے دھنم والے ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کا حال بھی  
ایسا ہی ہے یا ایسا ہی ہونے والا ہے میرو گزرت میں پنجاب دیارے کے  
ایک ملازم نے ایک واقعہ چھاپا تھا جسکی اس مقام پر مرقعہ تہذیب  
لکھتے سے بعینہ نقل کیجاتی ہے اُس واقع کا راقم لکھتا ہے کہ میں  
پنجاب دیارے کے کارخانہ سے متعلق ہوں اندرون در سو قلیوں کے رکھنے  
کی ضرورت پڑی۔ کیا مرض کروں جس کثرت سے اُسیدوار آئے ہیں  
یوں ہمارے ہاں تو روز بروز ہوجار تاک میں آگے رہتے ہیں لیکن  
اندرون اس کثرت سے آئے جیسے مسلمان لوگ نہیں نیاز کی درگاہیں  
تقسیم ہوتی ہوں اور وہاں ارپور تلے گھرے ہوتے ہیں دو سو  
آدمی رکھے بھی گئے مگر ابھی تک ایک اُسی طرح چلے آتے ہیں  
مجلس قلانچہ کی دھک دھک دیکر انکراہا جاتا ہے مگر پیغیرت دروہے  
روز پور اُسیدوار آن موجود ہوتے ہیں۔ میں خوب غور سے  
دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہی بہت آتے ہیں اور ہندو بہت کم  
سید اور حافظ اور ملا اور پٹے لکھے پڑھے خاصہ منشی ان قلیوں کی  
نوکری کرنے کے لیئے میرے پاس آتے جو دو سو آدمی ملازم رکھے گئے  
ہیں اُنکا حال بھی سن لیجیئے دو ٹکٹ مسلمان ہیں اور ایک ٹکٹ  
ہندو نک ہمارے میں سید چوتھائی سے زیادہ ہونگے۔ سو قلی کے کام  
پر لگائے گئے اور پھر اُس کی مستری کے کام پر۔ گواہی

سو روپیہ سالانہ کی جاگیر وقفی قیمت کی تیس ہزار روپیہ کی بطور سرمایہ  
مدرسہ مرحمت فرمائی ہے اور نوٹیشن کے اخراجات جو پانچ ہزار  
روپیہ سے کم فہرنگ اپنے ذمہ قبول فرمائے ہیں اور اس علاقہ کی  
میونیکل پچاس ہزار روپیہ کی ہوتی ہے \*

گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب نے ایک نہایت عمدہ اور وسیع قطعہ  
زمین تمدنی ہونے پر سو بیگہ پختہ کا واسطے تعمیر مکان مدرسہ  
اور باغ متعلق مدرسہ کے مرحمت فرمایا ہے \*

کمپنی نے فی الفور باغ کی درستی کی تدبیریں شروع کی ہیں اور بنظر  
اُن عداوت و امداد کے جو حضور سر ولیم میور صاحب بہادر ایل  
ڈی کے سی ایس آئی قواب لفتننٹ گورنر بہادر اضلاع شمال و مغرب نے  
فرمائی ہے اُس باغ کا نام ”دی مہر پارک“ رکھنا تجویز ہوا ہے \*

اب ہم اپنے بھائی مسلمانوں سے عرض کرتے ہیں کہ جو جو لوگ  
اس خیال سے ہمت ہارے ہوئے تھے کہ اتنا بڑا کام کیونکر انجام دے گا  
اُن کو غور کرنا چاہیئے کہ بہت کچھ اس کام میں ہوتا جاتا ہے اب  
ہمت ہارنی نہیں چاہیئے اور مستعد ہو کر اس کام کے انجام میں  
کوشش کرنی ضرور ہے ہمت مردان مدد خدا مشورہ مقراء ہی ہمت  
کو اور جوقدر بڑا کام اور جوقدر زیادہ مشاغل ہر اُذنی ہی زیادہ  
کوشش کرو خدا سب مشکلوں کا آسان کرنے والا ہے —

مشکلے نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہر آسان نشود

راقم

سید احمد

نمبر ۱۸۰

مباحثہ

نئی تہذیب اور پرانے خیالات کا

ایک دوست ایک اپنے قدیم دوست پاس آئے اور دیکھا کہ وہ قدیم  
دوست کس قدر نئی تہذیب میں ہیں کچھ دل میں آزدہ ہوئے اور کہا  
کہ آج تک ہندوستان میں تہذیب کی بڑی دھوم دھام ہی کوئی کہتا  
ہے کہ پتلون پٹنا اور چھری کاٹے سے کھانا پیڑ سے پٹھنا بہت  
بڑی تہذیب ہے اور بہت لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں دین اسلام  
یک برخلاف ہیں اپنے بزرگوں کے دستوروں کو چھوڑنا بہت بڑی بات ہے  
پھر فرمائیے تو کہ آپ کس رنگ میں ہیں \*

جواب — آپ نے اخلاق نامہ اور اخلاق جلالی ضرور ملاحظہ کی  
ہوگی اُس زمانہ میں علامہ اسلام نے حکماء یونان کے اقوال کو نہایت  
اچھا سمجھا تھا اور اُن کو اختیار کیا تھا اور جو کہ حکماء یونان کے

اور مستویوں میں مینے دیکھا تو بڑی تفسیراۃ پانے والے لفظ دو  
مسلمان تکلے ورنہ سب ہندو ہیں — اس سے یہ پتہ چلا گیا کہ مسلمان  
لوگ سوائے ساک پات پیچھے اور رزیک تو روزگار کرنے کے دستکاری کے  
کاموں میں بھی اور اقوام کے برابر توجہ نہیں کرتے ہیں میں شہر  
میں رہتا ہوں ہر روز سیکڑوں آرازیں سنتا ہوں کہ ہاں سید آل رسول  
کو لے ایک روٹی دو مینے یہ حال آپ کی خدمت میں اس واسطے لکھا  
بھیجا ہے کہ مسلمان لوگ اسے دیکھ کر ذرا ہوسائیں اور اپنی حالت  
دوست کرنے اور اپنے تئیں مرنہ الحال پٹانے کے اسباب حاصل کرتے ہیں  
ہمہ تن مصروف ہوجاویں کیا غصہ ہی کہ آل رسول کھائیں اور اپنے  
آپ کو ایسا ذلیل بنائیں — رسول خدا کو کیا جواب دیئے اور اُس  
شریف آل کو جو زکوٰۃ کا مال اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں (گداہی تو  
ایک طرف) کیا مرتبہ دکھاویئے \*

اب ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اس سے زیادہ  
اور کیا بدبختی اور بدقسمتی ہوگی پس آپ کی مثال کو چھوڑو  
اور اپنی قوم کی دستگیری پر پکڑل ہو کر متوجہ ہو \*

راقم

سید احمد

نمبر ۱۷۹

مدرستہ العلوم مسلمانان

ایک ہمارے دوست نے ہم کو نصیحت کی کہ تم جو مدرستہ العلوم  
کی کمیٹی کی روٹداریں تہذیب الاخلاق میں چھاپتے ہو اس سے لوگ  
سمجھتے ہیں کہ تہذیب الاخلاق اور مدرستہ العلوم ایک چیز ہی آئندہ  
سے مت چھاپا کرو — اول تو ہم کو اس بات کے سننے سے تعجب ہوا  
پھر ہم نے خیال کیا کہ شاید یوں ہی ہو اسلیئے جواب دیا کہ بہت  
عجب مگر شاید اُس کے حالات کی خبر لکھنا کچھ جرم نہ ہو \*

مدرستہ العلوم کی حالت مزید ابھی سے بہت اچھی ہے روز بروز  
اُس کے چندہ کو ترقی ہوتی جاتی ہے اتنی دس مارج تک اُس کا  
چندہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار آٹھ سو ستورہ روپیہ آٹھ آنہ ہو چکا ہے  
نہایت نیک اور خدا دوست باشرع متقی عالم لوگوں نے بھی چندہ دیا  
ہے اور کمیٹی کی مہربانی بھی قبول کی ہے نہایت خوشی کی بات ہے  
کہ ہمارے شیعہ بھائی بھی اس مدرسہ کا قائم ہونا دل سے چاہتے  
ہیں ہم کو جناب مجتہد المصطفیٰ سید علی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ  
سے اس معاملہ میں بہت کچھ امداد کی توقع ہو رہی ہے \*

حضور عالی حاجی حرمین شریفین قواب محمد نلب علی خاں بہادر  
والی راجپور نرنڈ داپنڈر دولت انگلیہ کمیٹی مدرستہ العلوم کے پتھروں  
پر بھی و سرپرست ہونے ہیں اور پندرہ ہزار روپیہ نقد اور بارہ



دیکھو ہندوستان میں بیٹھنے کی چیز پہڑھی تھی لڑکیاں اور  
لڑکیوں اُس کی تہذیب ہیں چہرے کی جامدانی تمام ہندوستان میں  
مدہ چیز گنی جاتی تھی اب چہرے کے بکس اور انواع اقسام کے برت  
مینٹو اور بیک اُس کی تہذیب ہی کاٹ کے صندوق سب استعمال کرتے  
تھے اُس کی تہذیب خانوں دار الماری ہی جس میں سب چیز ملاحظہ  
ملاحظہ احتیاط سے رہتی ہی \*

ہندوستان میں قرۃ دار صندوق اور اغیر کو پتھرنگ کے شیر بچہ  
تھے اب دیکھیئے کہ اُس کی تہذیب ہوکر کیسی کیسی مدہ ہندوئیں اور  
عجیب و غریب طبعیئے ایجاد ہوئے ہیں آپ نے پینڈی کی طرف سے  
بہرنے والی ہندوئیں دیکھیں جن کا کارتوس خرہ آٹا جاتا ہی اور  
چھوٹنے کے بعد خرہ گر رہتا ہی اور بغیر رنجک اور ہڈا لگائے چل  
جاتا ہی \*

آپ ہندوستانی گاڑی اور بکے و رتھ پر ضرور سوار ہوئے ہیں  
جس میں بھیجا تک هل جاتا ہی اُسکی تہذیب بگھی و چرت ہی اور  
اسوقت ریل سب سے اعلیٰ اُنکی تہذیب کا درجہ ہی پس اُن ناسہذب  
چیزوں کا استعمال تہذیب ہی یا مہذب چیزوں کا \*

سوال — بے شک اُن تہذیب یافتہ چیزوں کا استعمال تہذیب میں  
داخل ہی اور دور دور م قوموں میں اور مسلمانوں میں اُنکے استعمال  
ہوتا جاتا ہی مگر برت اور کوٹ پتلون پہننا اور میز کرسی پر چہری  
کانٹے سے کھانا خاص انگریزوں کا دستور ہی ہمکو اُنکی تقلید کرنی  
کیا ضرور ہی جالب یہ غمخوار خدا صائم نے چہری کانٹے سے میز پر  
بٹھاکر نہیں کھایا علوہ اس کے جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُنکی نسبت  
علامہ بن تشبہ بقوم کی دلیل سے نفی کا قری دیتے ہیں \*

جواب — آپ نے تو بہت سی باتیں گڈ مڈ کر دیں مگر سب کا  
الگ الگ جواب سنئیے \*

انگریز اس دلیل سے تو میز کرسی پر کانٹے چہری سے نہیں کھاتے  
کہ حضرت عیسیٰ یا حواریین نے اس طرح پر کھایا ہی پھر آپ کیوں دنیاوی  
پوتاؤ کی باتوں میں جناب رسول خدا صائم کا ذکر لاتے ہیں جو حالت  
اور جو طریقہ زندگی اور گذر اوقات اور کھانے پینے کا جناب رسول خدا  
صائم کا تمہارے سیکھا ہی جو کچھ چیزیں آپ کھاتے ہیں اور پہنتے ہیں  
اور قوری سے کھنچے ہوئے پلنگ پر سوتے ہیں اور چار چار چالدار  
نکیر ادھر ادھر ہوتے ہیں اور در گل کئی اُس پر مزید ہیں دے  
راست پان بازی ہوتی ہی جو گشتا پلاؤ نوش ہوتا ہی — کبھی جناب  
رسول خدا صائم نے بھی ایسا کیا ہی پس ایسی باتوں میں آنحضرت  
صائم کا قام مبارک لیتے ہوئے ہمکو حرم کرنی چاہیئے ہمارا منہ اس  
لایق نہیں ہی — یہ سب امر، دہری ہیں عقل و حکمت سے علانہ

اقوال اُن سے بھی مدہ ہیں اس لیے اس زمانہ کے مسلمانوں کو لازم  
ہی کہ یورپ کے حکماء کے اقوال کی عزت کریں \*

سوال — آپ نے تہذیب کے کیا معنی سمجھے ہیں \*

جواب — وہی جو اخلاق جلالی و اخلاق قاصدی میں لکھے ہیں  
یعنی سیاست نفس سیاست منزل سیاست مدن مگر اتنا فرق ہی کہ  
اُس زمانہ کے لوگوں نے لکھا پر کیا کچھ نہیں یورپ کی قوموں نے  
ان تہذیب باتوں کو بدوجہ کہل پہونچا دیا \*

سوال — کیا تہذیب انگریزی برت اور کالا کرت ہی پہنتے ہیں

ہی جیسے لوگ غلستے ہیں اور روا کہتے ہیں \*

جواب — ہنسنا تو ایک حماقت کی بات ہی مگر سمجھنا چاہیئے  
کہ ہر ایک چیز کی جدا جدا تہذیب ہی لباس اور رزمہ کے دستورات  
کی تہذیب ہمنزلہ الف بے کے ہی اگر یہ شروع نہ ہو تو سبق تہذیب کا  
آگے چل نہیں سکتا \*

میں نے جو یہ کہا کہ ہر ایک چیز کی جدا جدا تہذیب ہی اس کی  
چند تمثیلیں سنو ہندوستان میں پہلے سب آدمی مٹی کے چراغ میں  
تھیل ڈاکر طاق میں رکھتے تھے جس سے طاق چکنا اور دیوار کالی ہوتی  
تھی ہزاروں پتنگے اُس میں چمک کر رہ جاتے تھے اُس میں تہذیب  
ہوئی اور لکڑی کا دیورت بنایا گیا صن کا چکنا ہونا اور دیوار کا کالا  
ہونا تو موقوف ہوا مگر دیورت ایک ایسی بے قول چیز تھی جسپر  
سہروں چمک جم جاتا تھا ہزاروں جانور چمک چمک کر موجاتے تھے  
چہ، اڈھا کو دوسری جگہ لپکاؤ تو ہاتھ کالا اور چکنا ہوجاتا تھا پھر  
اُس میں بھی تہذیب ہوئی کہ دیورت کا دیورت بنایا اور قتل روز اُسکا  
دام رکھا اُس میں بھی رہ سب نفس تو رہے مگر اتنا ہوا کہ انہویں  
دسویں روز سالانہ والے گھروں میں پہرل ڈاکو اور مانجھہ کر صاف کرایتے  
تھے اب حکماء یورپ نے اُس کی اور زیادہ تہذیب کی امپ نکالا جسکا  
نیل سب چڑھا ہوا ہی ایک دل کے ہلانے سے پتی اوپر تلے چڑھ اُتر آتی  
ہی پھر روشنی کی چیز میں قرقی کی کرامیوں کا تیل نکالا جس میں  
میں جگمگاتی نہیں پھر اُس سے بھی ہرے کر گاس نکالی کہ وہ صرف ایک  
ایسی صاف ہوا ہی جو نظر بھی آتی ہی مگر نہایت مدہ بغیر تھیل پتی  
کے چلتی ہی اور اب ایک اُور قسم کی روشنی نکلتی ہی جو ان سب سے  
بڑا کر ہی پس یہ تمام درجے جو میں بتائے چراغ کی تہذیب کے  
تھے اگر ہمارے ملک کے لوگوں سے کہا جاتا کہ چراغ میں تہذیب کر  
تو وہ اپنی نادانی سے ہنستے اور کہتے کہ چراغ میں کیا تہذیب ہوگی  
تہذیب کی باتیں تو اُور ہیں اسی طرح وہ لوگ بھی لاحق ہیں جو  
یہ بات کہتے ہیں کہ لباس نمسہ پر خاصیت میں کھانے پینے میں کیا  
تہذیب ہی تہذیب کی باتیں تو اُور ہیں \*



دکھتے ہیں دین و مذہب سے اُنکو کچھ تعلق نہیں ہی ہم کب کہتے ہیں کہ تم انگریزوں کی تقلید کر بلکہ دنیادی باتوں میں جو عقل کے نزدیک بہتر ہو اُس پر چار \*

آپ اور تمام ہندوستان کے لوگ انگریزوں کا بنایا ہوا کپڑا پہنتے ہیں کیونکہ وہ نہایت عمدہ ہوتا ہی لباس سے دو چیزیں متعلق ہیں ایک کپڑے کی عمدگی جس کا لباس بنایا جاوے دوسرے لباس کی قطع پہلی بات کو تو آپ قبول کرتے ہیں کہ انگریزی کپڑے سے بہتر کپڑا نہیں مگر انگریزی لباس کی جو قطع ہی اُس سے بہتر کوئی قطع بھی نہیں جس طرح کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے بدن کو بنایا ہی اسی طرح انگریزی لباس کی قطع ہی اور یہی سبب ہی کہ انگریزی لباس ہر مصر کے موافق اور بدن میں ٹھیک و چست ہوتا ہی برخلاف ہندوستانی لباس کے کہ ایک اُس کی قطع بھی اعضاء بدن کے موافق نہیں ہی پس اس طرح ہر لباس کی قطع کرنا بھی ایک صنعت ہی جس طرح کہ ہزاروں آدمی کپڑے کی صنعت کو پسند کرتے ہیں اسی طرح بہت سے آدمی قطع کی صنعت کو بھی پسند کرتے ہیں \*

یہاں تک گفتگو ہوئی تھی کہ معجب صاحب خانہ نے ایک کتاب اُٹھالی اور کھول کر دیکھایا کہ یہ تصویر سلطان عبدالعزیز خاں مرحوم تصویر روم کی ہی اور یہ تصویر نلس شہنشاہ روس کی ہی اب بتاؤ کہ ان دونوں کے لباس میں کیا فرق ہی — چند صفحہ اُلٹو سلطان عبدالعزیز خاں سلطان خاں کی تصویر دکھائی یہ تصویر اُس وقت کی تھی جب وہ لندن گئے تھے پھر ایک ورق اُٹھ کر اسماعیل پاشا خدیو مصر کی تصویر دکھائی پھر عبدالسلام بادشاہ مراکو کی تصویر دکھائی کہ سب انگریزی قطع کا لباس کرتے پتھوں پہنے ہوئے ہیں اور کہا اب تمام مسلمان ملکوں کے سرداروں اور امیروں نے بھی لباس اختیار کیا ہی کیا یہ سب کافر ہیں — نمود پالہ \*

ایک اُڑ صاحب جو وہاں بیٹھے ہوئے چپکے چپکے باتیں سن رہے تھے بول اُٹھے کہ صاحب جس حالت میں سلطان روم اور تمام مسلمان بادشاہ اور اُنکے امراء اور وزراء ایسا لباس پہنتے ہیں جہاں بڑے بڑے علماء بھی موجود ہیں اور خود سلطان عادل کا مرتبہ مجتہد سے فایق ہی تو اب اس میں بھٹک کرنا + محض ضرور ہی \*

سوال — صاحب یہ سب سچ مگر کیا کیجیئے ہندوستان کے ملکہ تو من تشبہ بقوم کا فتویٰ دیکر کافر بنائے دیتے ہیں \*

جواب — جناب یہ ملاحظہ فرمائیے کہ ملکہ ملکہ ہیں یہ تو چہ در منتقد کا جسکو مولوی محمد احسن صاحب نے چھاپا ہی موجود

+ اس مباحثہ کے وقت سید احمد خاں کے کسی دوست کی روح وہاں حاضر تھی وہ بول اُٹھی کہ اسی لیے یہ تقلید مسلمانان سید احمد خاں نے بھی یہ لباس اختیار کیا ہی — ۱۲ مہتمم

ہی حنفی مذہب میں یہ کتاب نہایت معتبر ہی اور اسی پر حنفی مذہب کا مدار ہی اس کی جلد اول صفحہ ۸۲۵ میں یہ عبارت لکھی ہی کہ ”مشاہدہ ہونا اہل کتاب سے ہر چیز میں مکروہ نہیں مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات مدنی مسلمانوں اور اہل کتاب کی یکساں ہیں تو مشابہت سے کچھ ہرج نہیں بلکہ یہی بات میں مشابہت مکروہ ہی“ علامہ اس کے احادیث شریف میں بھی آیا ہی کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے اور ملکوں کا لباس پہنا ہی یعنی جبکہ شامیہ اور جبکہ رومیہ اور کسورانیہ اور قیامے نروج جسکا پیچھے سے دامن چاک تھا زیب تن مبارک فرمایا ہی اور انہی دلیلوں سے علماء روم نے فتویٰ دیا ہی ہندوستان کے کٹھن ملا اگر تعصب سے اپنی آنکھیں بند کرلیں تو اسکا کیا علاج ہی بعد اسکے کتاب قدح العصور اور قدح الشام کھولی اُس میں لکھا تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ملائی لباس حاکم بعلبک کا پہنے ہوئے تھے پھر کیمیاے سعادت نکالی اُس کے رکن سوم اصل دہم میں لکھا ہوا تھا کہ جناب سلطان الانبیا صلعم کے واسطے نثار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے آپ اُسے بھی پہن لیتے صحابہ کبار بھی جو کپڑا کفار کی لوث میں پاتے بے تکلف پہن لیتے \*

ایک صاحب حاضرین میں سے بول اُٹھے کہ جب ہندوستان کے بہت لوگ متفق ہو جاویں گے تب قدیم لباس چھوڑا جاویگا ورنہ قدیم چال چھوڑنی لازم نہیں \*

صاحب خانہ نے کہا کہ حضرت ہزار عاقل تو ایک بات پر متفق ہو جاتے ہیں مگر جاہل دو بھی ایک بات پر متفق نہیں ہوتے ہندوستان میں ترہات باطلہ بہت ہیں ممکن نہیں کہ ایک بات پر گو وہ کیسی ہی اچھی ہو چند شخص متفق ہو جاویں ایک زمانہ تھا کہ کھڑکی دار پگڑی اور گھیردار جامہ اور گھیتانہ جوتے کا رواج تھا پھر نیمہ بھی پہننے لگے اور رنگ پرنگ کے چیرے اور لپٹراں پتھیاں باندھنے لگے پھر دیپڑی تریبی اور چھہ لپیا انگریز اور غرارہ دار جامہ شروع ہوا کسی کمیٹی نے یہ لباس نہیں شروع کیا تھا کسی ایک شخص نے اُس کو جاری کیا دیکھا دیکھی سب کرنے لگے مگر جو لوگ جامہ اور نیمہ پہننے کے عادی تھے وہ ان لوگوں کو ہزاروں نام دکتے تھے اور برا بھلا کہتے تھے پھر چند روز کے بعد انہیں جامہ پہننے واہوں نے اُس لباس کو پہنا اور اُن کی اولاد نے تو بالکل اُسی کو اختیار کرلیا اب اگر کوئی جامہ پہنکر نکلے تو اُن کے قالیاں بھاگ پھریں میرا لباس دیکھیئے کہ اگرچہ ہندوستانی لباس سے کسی قدر فرق ہی مگر انگریزی قطع کا بھی نہیں ہی صرف قدیمی لباس میں کسی قدر ترمیم کی ہی خفتان ایک قدیمی لباس ہی اُس کا طول نصف قد کی برابر رکھتا ہوں کلیاں چوبندہ بدستور ہندوستانی قطع کا ہی انٹور میں

شروع کیا مولوی صاحب کے ہاتھوں پر شوربا پہنے لگا اور وہ بار بار جاتے لگے یہ دیکھ کر وہ انگریز پہلے تو ہنسا آخر اُس کو اس قدر کھن آئی کہ کھانا چھوڑ کر کمرہ سے باہر نکل گیا جیسا آپ ہندوؤں کو ننگے بدن چرکے میں بیٹھا دیکھ کر اُن کی طرز خوردہ پر حقارت سے ہنستے ہیں ایسا ہی انگریز ہم لوگوں کے کھانے کے طریقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے اور اُس پر ہنستے ہیں اور کھانے والوں کو گزار کہتے ہیں \*

مہمان نے کہا یہ تو آپ نے سچ فرمایا کیونکہ جب کئی مسلمان باہم کھانا کھاتے بیٹھتے ہیں تو اُن میں سے بعضے ایسے فچلے ہوتے ہیں کہ کھاتے ہیں جسکو دیکھ کر نفرت آتی ہے انگلیاں سرور سے بھرتی جاتی ہیں اور وہ چاتے جاتے ہیں پلاؤ میں سرور ہاتھ سے ملاتے ہیں اور اُسی لٹمرے ہوئے ہاتھ سے اُسکو کھاتے ہیں چاروں انگلیوں سے فرنی کے سڑے بھرتے ہیں جی تو چاہتا ہے کہ میں بھی چھری کاغذ سے کھایا کروں مگر لوگوں کے برا کھانے سے تر لگتا ہے \*

جواب — یہ آپ کا خیالی ڈر ہے لوگوں کا یہ دستور ہے کہ پہلے تو ایک شخص پر ہنسا کرتے ہیں اور پھر آپ بھی ویسے ہی ہو جاتے ہیں \*

سوال — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا کیسا ہے \*

جواب — انگریزوں کے ساتھ کھانا خدا اور رسول کے حکم سے جائز ہے قرآن شریف میں صاف حکم موجود ہے طعمہ الذین اوتوا کتاب حل لکم اور خورد جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسماۃ زینب یہودیہ کی دعوت کھائی جس نے گردش میں زہو ملایا تھا چنانچہ اُس زہو کے اثر نے بہت سے تکلیف جناب رسالت مآب کو دی اور بھی یہودیوں نے دعوت کی ہے اور آنحضرت صلعم نے قبول فرمائی ہے اور جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے عہد خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ اہل کتاب یعنی یہود یا نصاریٰ سے صلح کرتے تو شرائط صلح میں یہ شرط بھی اُنسے قبول کرتے کہ جو کوئی مسلمان اُنکے یہاں جاوے اُسکی مہمانی اور دعوت کیا کریں حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں جب حاطب بطور ایلچی کے سقوتس بادشاہ مصر کے پاس گئے جو نصرانی تھا اور دسترخوان بچھایا گیا اور اُس پر سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا چنا گیا اور سب کھانے پر بیٹھے تو حضرت حاطب سے کہا گیا کہ تم بھی کھاتے ہو شریک ہو اُنہوں نے انکار کیا تب بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ میں جانتا ہوں جو قبضہ حلال ہے اسلیئے سوائے گوشت پرندوں کے کوئی اور چیز حرام ہم تمکو نہ کھلا دیں گے حاطب نے جواب دیا کہ میں سونے چاندی کے برتنوں میں نہیں کھاتا اللہ تعالیٰ

مذہبی کہ ساز لگا ہوا ہے بعض میں ہنس ہیں اور بعض پلیٹ دار ہیں ہونوں طرف سینک پر اور پشت پر وہ اچھے چوڑی پلیٹ ہی یہہ خاص توکوں کا ایجناد ہے اور کمر کی پٹی بھی توکوں کا دستور ہے اور حاجات مہموی وضع کا ہے ہارک کپڑے بسبب نفرت کرتے سرد و گرم ہوا کے انسان کے لیئے مضر ہے اس لیئے خف کپڑے کی پروہاک بنانا ہوں چارے میں بانٹ اور کشمیرہ کا لباس پہنتا ہوں \*

سوال — ہندوستان میں جو لباس مروج ہیں اُس میں کیا برائی ہے اور اُس میں تبدیلی اور تہذیب کی کیا ضرورت ہے \*

جواب — آپ کو گاڑی اور رتھ کے بدلے چرت اور بکھی رکھنے اور قیوت اور قلیک سوڑ کے بدلے لمپ اور فانوس چلانے کی کیا ضرورت ہے صرف اُن کی مددگی کے سبب سے تبدیل کی گئی ہے جس لباس کے تبدیل کرنے کی بھی یہی ضرورت ہے قلعہ لباس آدمی کو چست نہیں رکھتا اور چارے میں رضائی یا دوشالہ میں لپٹ کر آدمی آدمی نہیں رہتا بلکہ ایک گھٹری ہو جاتا ہے \*

مہمان نے کہا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اونچا لباس اور چست سب طرح سے اچھا ہوتا ہے سواری شکاری میں بھی فائدہ دیتا ہے مگر یہ تو فرمائیں کہ چھری کاغذ سے کھانے کی کیا ضرورت ہے بلکہ خلاف سنت ہے اور ہاتھ سے کھانا سنت ہے \*

جواب — ہاتھ سے کھانا سنت مودہ نہیں ہے جس کے ترک میں گناہ ہو آپ ہزاروں کام سنت مودہ کے خلاف کرتے ہیں اور کچھ خیال بھی نہیں کرتے مگر ہاتھ سے کھانے کی سنت آپ کو یاد ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چالیس چالیس روز تک چہرہ اور پانی کے سرا اور کچھ نہرتا تھا جر کے بغیر چہرے آئے گی دوپہی اکثر ترش فرماتے تھے مگر آپ روز سوا ڈروہ اور پلاؤ اور متنجن دریائی مزخرف فیرونی وغیرہ مرغی سے مرغی کھانے فوش فرماتے ہیں کبھی مسنون کھانا کھانے کا خیال نہیں آتا مگر کھانے کے مسنون طریقہ پر بھٹا ہوتی ہے اور وہی تھیک مثل آپ پر صادق آتی ہے جو حامی اسلام سید احمد خاں نے کہی ہے کہ کھانے فرعونی اور طریقہ مسنون — ایک طرف دس انگریز اور ایک طرف دس مسلمان اور ایک طرف دس ہندو کھانا کھانے کو پتھا دو کہ اپنے اپنے طریق پر کھاویں اور تمہارے دل میں جو باتیں سمائی ہوئی ہیں اُنکو تھوڑی دیر کے واسطے ملحدہ طاق میں رکھ دو اور سرخوس کی آنکھ سے پلا تمہیں دیکھو کہ تینوں قسموں میں سے کس کے طریقہ میں نفاس اور صفائی ہے میرے تین دروس ایک انگریز کے یہاں مہمان ہوئے ایک اُن میں سے سر گھٹے ہوئے مولوی صاحب بھی تھے انگریز اپنی میز و کرسی پر یہ تینوں اُس کے سامنے فرش پر بیٹھے اور کھانا کھانا

اور ایران فتح کیا تو اپنی وراثی طرز معیشت کو چھوڑ کر اچھے لباس پہننے اور عمدہ فرش مکاؤں میں بچھانے لگے اُس فرش کو صاف رکھنے کے لحاظ سے پیادہ پھرنے کے بعد چوتھا اوتار کو فرش پر آنے اور بیٹھنے کا دستور ہو گیا وہی دستور مسجد میں بھی جاری ہو گیا مگر خلفائے بنی امیہ کے ہاں اس کا رواج نہیں ہوا اُن کے دور چوتھا یا موزا اوتار کو جانا بے ادبی میں داخل تھا مجھ کو آپ دیکھتے ہیں کہ اس کمرہ میں فرش ہی اور قلیں بھی بچھا ہی جسپر میں برت پہنے بیٹھا ہوں جب نماز کا وقت آتا ہی تو اسی طرح برت پہنے ہوئے نماز پڑھ لیتا ہوں \*

معمان نے کہا اب مجھ کو بتائیں ہوا کہ جو کچھ عرف عام میں مشہور ہی مختص غلطی اور وجہ اس غلطی کی بھی ہی کہ لڑک علم دین سے ناراض ہیں تو رعایا میں پھیلے ہوئے ہیں مگر اب انہی کتابیں اُردو میں ہوتی جاتی ہیں تو مولوی صاحب کی بھی ضرورت گہتی جاتی ہی اب تو میں بھی ایسا ہی کرونگا کہ مکان پر چوتھا پہنے نماز پڑھا کرونگا لیکن مسجد میں رعایت عام کی وجہ سے چوتھا اوتار دیا کرونگا تاہم جامل تکرار کریں — میں نے کہا کہ بعض ناخواندہ جامل اسقدر متعصب نہیں ہوتے جسقدر کہ لکھی پڑھے جامل متعصب ہوتے ہیں \*

سوال — ہم تو نو ماہیئے کے انگریز مہذب اور ہندوستان کے نامہذب کیوں کہتے ہیں \*

جواب — اس بات کی تحقیق نہایت آسان ہی ایک ایسے انگریز اور ہندوستانی کے گھر میں جانکر دیکھو جو یکساں عمدہ رہتے ہوں یا برابر تلذذات پاتے ہوں تو تم انگریز کے پنکھا میں دیکھو کہ پنکھا کے تمام اطراف نہایت صاف ہیں احاطہ کے دروازے سے پراختہ نکلا عمدہ سرک بنی ہوئی ہی ایک چوڑا سا حصن لگا ہوا اور خوشنما روہیں اور پتیلیاں ہیں پنکھا کے اندر ہر کمرہ میں نہایت صاف اور اچھا نور بچھا ہی جس فرش کے لیٹے جو کمرہ ہی اُس میں اُسی قسم کا ساز و سامان مہیا ہی میزیں اور کرسیاں اور الماریاں اور شیشہ آلات سب اپنے اپنے موقع سے سجے ہیں بچھا اور اُن کی آیا نہایت صاف اور اچھا لباس پہنے ہیں کھانے کے وقت کھانے کی میز نہایت خوشنما ہے اور صاف ہے آراستہ ہوتی جو دیکھنے سے قلب پر رکھتی ہی خاصا خاصا خدمتدار تو جرات یہاں تک سائیس اور خاکروب تک لباس اور رودی سے تزئین اور درست ہوئے ہتیار اور مولوی غرضت ہر ایک چیز نہایت نفیس اور صاف ہوتی اور ہندوستانی کے یہاں ہر چیز برعکس اس کے خراب اور مہالی اور ابتر ہونے جس کی تفصیلاً کرنا مناسب نہیں \*

نے اُن کا عمدہ ہم سے جنت میں کیا ہی پس بدل دیا اُنہوں نے کھانا مٹی کے برتنوں میں اور حضرت حامی نے کھانا اور ہمیشہ سے ہمارے مسلمان روم اور حذیر مصر اور شاہ ایران اور اُن کے امراء اور رعایا ہر کوئی اہل کتاب یعنی انہیں انگریزوں اور یہودیوں کے ساتھ کھاتے ہیں اور کچھ پرمیز نہیں کرتے \*

سوال — اہل کتاب اس زمانہ میں سرور کا گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں تو پھر کیونکر ہم اُن کے ساتھ کھا سکتے ہیں \*

جواب — یہ کوئی بات نہیں ہی اہل کتاب ان چیزوں کا استعمال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کرتے تھے اگر اُن کے استعمال کی وجہ سے اُن کے ساتھ حلال چیزوں کا کھانا جائز نہ ہوتا تو قرآن شریف میں اُن کے کھانے کی حلت کا حکم نازل نہ ہوتا اور جناب رسالت مآب کبھی کسی یہودی یا نصرانی کی دعوت قبول نہ فرماتے اب ہندوستان میں بھی حلت وغیرہ بعض ہندو قومیں سرور کھاتی ہیں اور کایتہ کثرت سے شراب پیتے ہیں اور ہندو گائے کا پیشاب بھی پاک سمجھ کر پی لیتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی مسلمان اُن کے گھر کا اور اُن کے ہاتھ کا پکا ہوا کانا کھانے میں کچھ بھی کراہت نہیں کرتا \*

سوال — میں سنا ہی کہ چوتھا پہنے نماز پڑھنا گناہ ہی اور آپ برت پہنے بیٹھے ہیں کیا اسی طرح آپ نماز بھی پڑھ لیتے ہیں — آپ نے اس سے سنا ہی کہ چوتھا پہنے نماز پڑھنا منع اور گناہ ہی — لوگوں کی زبانی سنا ہی \*

جواب — آپ نے راجی مسلمانوں کی زبانی سنا ہوگا جو احکام دین پر رسم و رواج کو مقدم سمجھتے ہیں در مختار میں صاف لکھا ہی مسجد میں جانے والے کو چاہیئے کہ اپنے چوتھے کو دیکھو یہاں لے کہ کہیں نجاست سے الودہ تو نہیں ہی اور چوتھے اور موزا پہن کر نماز پڑھنا بشرطیکہ وہ ظاہر ہوں افضل ہی اور وجہ فضیلت کی یہ ہی کہ طہرائی نے ایک حدیث اس مقدمہ کی روایت کی ہی کہ چوتھوں کو پہنکر نماز پڑھو اور یہود کی مشابہت مت کرو ہاں شامی نے ایبتہ لکھا ہی کہ چوتھا پہن کر مسجد میں جانا اس زمانہ کے عرف میں داخل بے ادبی ہی اور مسجد کے فرش کی آلودگی کا خوف ہی مگر یہ تو فرمائیئے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم واجب التعمیل ہی یا شامی اور عراقی کا شامی در مختار کا خارج ہی اگر اُس نے اپنی رائے یا زمانہ کا دستور لکھ دیا تو وہ اصل شریعت کا حکم نہیں ہو سکتا اس دستور کے قائم ہونے کی وجہ یہ ہی کہ جناب پیغمبر صاحب کے زمانہ میں عرب میں فرش بچھانے کا دستور نہ تھا مگر جب مسلمان عرب سے باہر گئے اور شام اور مصر

مہمان نے کہا کہ فی الواقع یہہ مثال تو آپ نے بہت ہی تھوہک  
پیدا کی بیشک یہہ جہالت اور نادانی کا سبب ہی جو ہم اچھی باتوں کے  
حاصل کرنے سے انکار کرتے ہیں اور اپنی موجودہ خراب حالت کو اچھا  
جانتے ہیں \*

میں نے کہا کہ تمام مسلمان ترک روم اور شام اور مصر اور تونس  
وغیرہ کے مدت سے بیدار ہو چکے ہیں اور اور ملکوں کے مسلمان بھی  
بیدار ہوتے جاتے ہیں مگر ہندوستان کے مسلمانوں کا حال کمال  
افسوس کے قابل ہے کہ یہہ خراب فضا میں پکی نیند میں پائوں  
پھیلائے سوتے ہیں اورچہ تہذیب الاخلاق اُنکو جگاتا ہے مگر جیسے سوتا  
ہوا غافل آدمی جگانے والے سے ناراض ہو کر لاتیں مارتا ہے براتا ہے  
اُنکے بھی جو کچھہ مرنے میں آتا ہے بکتے ہیں مگر آنکھیں نہیں  
کھولتے ہاں جن لوگوں کی نیند بہت فضا کی نوبت تھی وہ بیدار ہو کر  
کوشش کرنے لگے ہیں اور اوروں کو جگاتے ہیں \*

راقم  
فارقلیط اللہ

### اشتہار

ہمارے دوستوں نے یہہ صلاح دی ہے کہ اس نظر سے کہ  
تہذیب الاخلاق کے مضامین سے زیادہ تر لوگ فائدہ اورتھاؤں  
اُس کی پچھلی جلدوں کی قیمت جو بتقریب ہمارے پاس  
موجود ہیں کم کر دی جاوے پس ہم اشتہار دیتے ہیں کہ  
آئندہ سے اگر کوئی شخص پچھلی جلدیں مکمل خرید کر نی  
چاہے تو بقیہ مت مصلہ ذیل اُسکو مل سکیگی اور محصول  
ڈاک بھی خریدار کو دینا نہوگا ہمارے ذمہ ہوگا \*

تہذیب الاخلاق روز اجراء سے یعنی یکم شول  
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سنہ

۱۲۸۸ ہجری بابت سوا برس کے ... سے

تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری سے

تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے

راقم

سید احمد منیچر تہذیب الاخلاق

از مقام بنارس

سوال — یہہ تو آپ نے صحیح فرمایا انگریز تہذیب صفائی سے  
عمدہ طرز پر رہتے ہیں گویا دنیا کی زندگی کا لطف اُنہیں کو حاصل  
ہی مگر یہہ تو فرمائیے کہ ہندوستانی انگریزوں کو دیکھتے ہیں پھر  
کہیں نہیں صفائی سے زندگی بسر کرتے \*

جواب — خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک قسم کی عریضی پیدا کی ہے  
جسکے سبب سے ہر ایک شخص اپنی ہر ایک بات کو گورہ کیسی ہی  
بڑی کیوں نہ ہو پسند کرتا ہے اور دوسروں کی باتوں کو گورہ کیسی ہی  
اچھی کیوں نہ ہو اچھی نہیں جانتا دیکھو حبشی اپنے کالے رنگ مرتے  
ہر وقت بھیڑ کے سے بالوں کو عمدہ اور خوبصورت سمجھتا ہے — میں  
آپ کو ایک مثال سے اسی بات کو سمجھتا ہوں آپ قہر کے لوگوں کے  
پاس جائیے جو بالکل غیر مہذب بلکہ وحشی ہیں اور اُنکو سمجھائیے  
کہ تم پھوس کے تہذیب خراب چھوڑو میں رہتے ہو ایک لنگوٹی  
پاندھے ہو اسباب خاندان داری تمہارا تہذیب خراب ہے زمین پر پھسکا  
مار کر بیٹھے ہو اس سبب سے تمہارا بدن میلہ ہے تمکو چاہیے اچھا  
مکان بنائو اچھے کپڑے پہنو اپنی ارلاد کو علم پڑھاؤ پاک صاف رہو تو  
وہ لوگ آپ کی ان باتوں کی ہنسی اُڑا دیں گے اور سمجھیں گے کہ آپ کو  
جنوں ہو گیا ہے اور یہہ جواب دینگے کہ ہماری موجودہ حالت بزرگوں  
سے ایسی ہی چلی آتی ہے یہی بہت اچھی ہے اگر آپ اُنکی طرز  
میشیت اور دستوروں کی کچھہ برائیاں بیان کریں گے تو آپ کو دھکے  
اور کالیاں دیکر نکال دیں گے کچھہ بھی نہیں سنیں گے مگر اُنہیں میں سے  
ایک نوجوان قہر کو پولیس میں کانسٹبل مقرر کر دو اور اُسکو اردو  
لکھنا پڑھنا حسب دستور پولیس کے سکھائو تو اُسکو ردی کے پہنے رہنے  
سے چند روز میں تنگہ پہونے کی عادت چھوڑ جائیگی اور کچھہ ضابطہ  
فوجداری بھی یاد کر لیگا اسکے بعد وہ ہیتہ ورجاے یہاں تک کہ انسپکٹری  
کے عہدہ پر ترقی پاوے اور کچھہ انگریزی پڑھے تب اُس سے آپ  
دریافت کریں کہ جب ہم تمہارے گھر تمکو سمجھانے گئے تھے تو تم  
اور تمہارے بھائی برادر اپنی موجودہ حالت کو اچھا جانتے تھے اور اب  
تم عمدہ لباس پہنے ہو عمدہ اسباب رکھتے ہو عمدہ مکان میں رہتے  
ہو اور اب کہو کیا کہتے ہو تو آپ یقین فرماویں کہ وہ ضرور کہیں گے  
کہ مجھکو اُسوقت عقل اور تمیز نہ تھی میرے اہل برادری سب احمق  
اور جاہل ہیں وہ حال کسی طرح اچھی نہیں ہو سکتی عمدہ حال  
بھی ہے جو اب میری ہے اب میرا ارادہ ہے کہ مال کا قانون یاد  
کرے تحصیلداری کا امتحان دوں صاحب کلکٹر میری کارگزاری سے تہذیب  
خرش ہیں فوراً تحصیلدار کر دینگے اور اُمید قوی ہے کہ پھر چند روز  
میں قہتی کلکٹر ہو جاؤنگا \*

## اشتہار

کتاب مفصلہ ذیل واسطے فروخت کے ہمارے  
میں موجود ہیں اور محصول قان کا علاوہ  
اس قیمت کے جس صاحب کو خریدنی  
منظور ہوں وہ خرید فرمائیے

وہ کتابیں جن کی قیمت مدرسۃ العلوم مسلمانان کی  
کمپنی میں جمع ہوگی \*

کتاب جان تیرن پور متضمن حمایت اسلام بڑبان  
انگریزی قیمت فی جلد ...

کتاب حمایت اسلام ترجمہ کتاب گڈ فوئی ہیڈنس  
متضمن جواب اعتراضات عیسائیوں بڑبان اردو  
قیمت فی جلد ...

کتاب خطبات احمدیہ مؤلفہ سید احمد خاں  
بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ...  
اگر کوئی غریب مسلمان انگریزی خراں خطبات  
احمدیہ کو خاص اپنے پڑھنے کے لیئے چاہے تو  
اس کو نصف قیمت پر ملجادیگی \*

کتاب مباحثہ مذہبی پادری فدر صاحب و ڈاکٹر  
وزیر خاں و مولوی رحمت اللہ صاحب بڑبان  
اردو قیمت فی جلد ...

جواب کتاب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مؤلفہ سید احمد  
خاں انگریزی مع ترجمہ اردو قیمت فی جلد ...  
حصہ اول تاریخ ہندوستان زمانہ ہندوان مؤلفہ  
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب بڑبان اردو قیمت  
فی جلد ...

وہ کتابیں جن کی قیمت کمیٹی خواستگار ترقی  
تعلیم مسلمانان میں جمع ہوگی \*

کتاب رپورٹ سلیکٹ کمیٹی اردو و انگریزی مع  
خلاصہ رسالہ ہائے موصولہ کمیٹی قیمت فی جلد ...

وہ کتابیں جن کی قیمت دوسری کمیٹی مسلمانان  
میں جمع ہوگی \*

جواب کتاب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مؤلفہ سید احمد  
خاں بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ...  
اسباب بغاوت ہندوستان مؤلفہ سید احمد خاں  
بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ...

تہذیب الاخلاق من ابتدائے شوال سنہ ۱۲۸۷  
ہجری لغایت سنہ ۱۲۸۸ ہجری قیمت ...  
تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری قیمت ...

دستخط

سید احمد خاں سکریٹری

کمیٹی ہائے مذکورہ

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

#### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرتی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارہے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارہے کیونکہ یہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

### إطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ

#### تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو بھی پرچہ چار آنے مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*



مفسرین نمبر ۲۸۱

## تفسیر السموات

## حررہ الدین المفتقر الی اللہ الصمد السید احمد

ہم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ علماء اسلام نے کوئی خاص علم ہیئت ایسا مقرر کیا ہے جس کی بناء پر ان معبود یا حدیث پر ہو جہاں تک ہم کو معلوم ہے وہ یہی ہے کہ جو علم ہیئت یونانی حکیموں نے اختیار کیا تھا وہی ہیئت بذریعہ ترجموں کے جو یونانی زبان سے عربی زبان میں ہوئے ہم مسلمانوں میں بھی پھیل گیا — جب قرآن مجید کی تفسیریں لکھی گئیں اور قرآن مجید کی کسی آیت میں کوئی ایسا مضمون آیا جو علم ہیئت سے ملتا رہتا تھا تو انہوں نے اُسکی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے اصول پر کی یہاں تک کہ قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر تھا اور یونانی نو آسمان مانتے تھے تو علماء اسلام نے اُن سات آسمانوں میں عرش اور کرسی کو ملا کر پورے نو کوئیے پس ہم سمجھتے ہیں کہ علماء اسلام نے یونانی علم ہیئت کو تسلیم کیا اور اُسی کے اصول کو مذہبی کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں داخل کر دیا رفتہ رفتہ وہ مذہب کے ساتھ اور مسائل مذہبی میں ایسا مل جل گیا کہ یونانی علم ہیئت سے انکار کرنا گریا مسائل ضروریہ مذہب سے انکار کرنا خیال میں سما گیا پس جسقدر کہ ہم انکار ہی اُنہی مسائل علم ہیئت یونانیہ سے ہی جنکو علماء اسلام نے مسائل مذہبی و تفسیر قرآن مجید میں شامل کیا ہے \*

یونانی حکیم آسمانوں کا ایک ایسا جسم مانتے ہیں جو نہایت مضبوط و سخت ہے اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ مثل کواکب کے گول اور اندر سے خالی ہے جیسے انتہے کا چھلکا اور دنیا کے چاروں طرف کو گھیرے ہوئے ہے اور تمام دنیا اُن کے اندر ایسی ہی جیسیکہ انتہے کے چھلکے میں اُس کے اندر کی زردی و سفیدی \*

وہ کہتے ہیں کہ پیتھوں بیچ میں زمین اسطرح پر ہے جیسیکہ انتہے میں انتہے کی زردی اُس کے اوپر پانی ہے مگر جس طرح کہ پتھری دنہ انتہا اربالہ میں اُس کی زردی ایک طرف کو ہرجاتی ہے اور سفیدی سے باہر نکل آتی ہے اسطرح زمین بھی بیچ میں سے نکل گئی ہے اور پانی کے ایک طرف نکل آئی ہے جس کے اوپر (بحر) مسکون یعنی دنیا ہے + پھر وہ کہتے ہیں کہ پانی پر ہوا ہے اور ہوا پر کواکب آتش ہے اور کواکب آتش پر اول آسمان ہے جس میں چاند ہے پھر دوسرا آسمان ہے جس میں عطارد ہے پھر تیسرا آسمان ہے

+ یونانیوں کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ اس دنیا کے نیچے دوسری دنیا آباد ہے اگر اس کی خبر ہوتی تو ایسا خیال نہ کرتے ۱۲

جس میں زہرا ہے پھر چوتھا آسمان ہے جس میں آفتاب ہے پھر پانچواں آسمان ہے جس میں مریخ ہے پھر چھٹا آسمان ہے جس میں مشتری ہے پھر ساتواں آسمان ہے جس میں زحل ہے پھر آٹھواں آسمان ہے جس میں یہ کہ لاکھوں کواکب جڑے ہوئے ہیں پھر نواں فلک الافلاک ہے جو رب کو محیط ہے \*

وہ کہتے ہیں کہ فلک الافلاک کے اوپر کچھ نہیں ہے یعنی فلک الافلاک کے اوپر مکان کا اطلاق نہیں ہے اور اسی سبب سے وہ کہتے ہیں کہ فلک الافلاک کی سطح محدب کسی ماس ہے یعنی اُس کے اوپر کیا ہے مگر یہ کہتے ہیں کہ اُسکی سطح مقعر فلک نہم کی سطح محدب کی ماس ہے اور اسطرح تمام آسمانوں کی سطح مقعر اُس کے نیچے کے آسمان کی سطح محدب سے ماس ہے اور اسلئے وہ قایل ہیں کہ زمین سے فلک الافلاک تک کہیں خلا نہیں ہے \*

وہ اس کے بھی قایل ہیں کہ تمام آسمان مہ کواکب کے جو اُن میں جڑے ہوئے ہیں زمین کے گرد پھرتے ہیں اور زمین اُن میں مثل مرکز کے ہے کواکب میں انہی اصولوں کو علماء اسلام نے بھی اختیار کیا ہے اور انہی اصول پر قرآن مجید کے مفسروں نے قرآن کی تفسیر کی گوکہ بعض بعض باتوں میں کچھ اختلاف بھی کیا ہے مگر نظام یہی تسلیم کیا ہے — اس تفسیر کے ساتھ جو ایک پرچہ شامل ہے اُس میں جو شکل نمبر اول کی مندرج ہے اُس سے پتھر آسمانوں اور ستاروں کی سمجھ میں آسکتی ہے جس طرح پر کہ یونانی حکیموں نے مقرر کیا ہے \*

اب ہم یہ دعوی کرتے ہیں کہ جس طرح کہ یونانی حکیموں نے آسمانوں کا مجسم ہونا تسلیم کیا ہے اور اُن کو مہ کواکب زمین کے گرد پھرتا مانا ہے یہ بالکل غلط اور خلاف واقع ہے اور علماء اسلام نے بڑی قاطعی کی ہے جو انہی اصولوں کو اپنے مذہبی مسائل میں ملا دیا ہے اور قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر اُسی یونانی علم ہیئت کے مطابق کی ہے کیونکہ وہ بناء فاسد علی الفاسد ہے \*

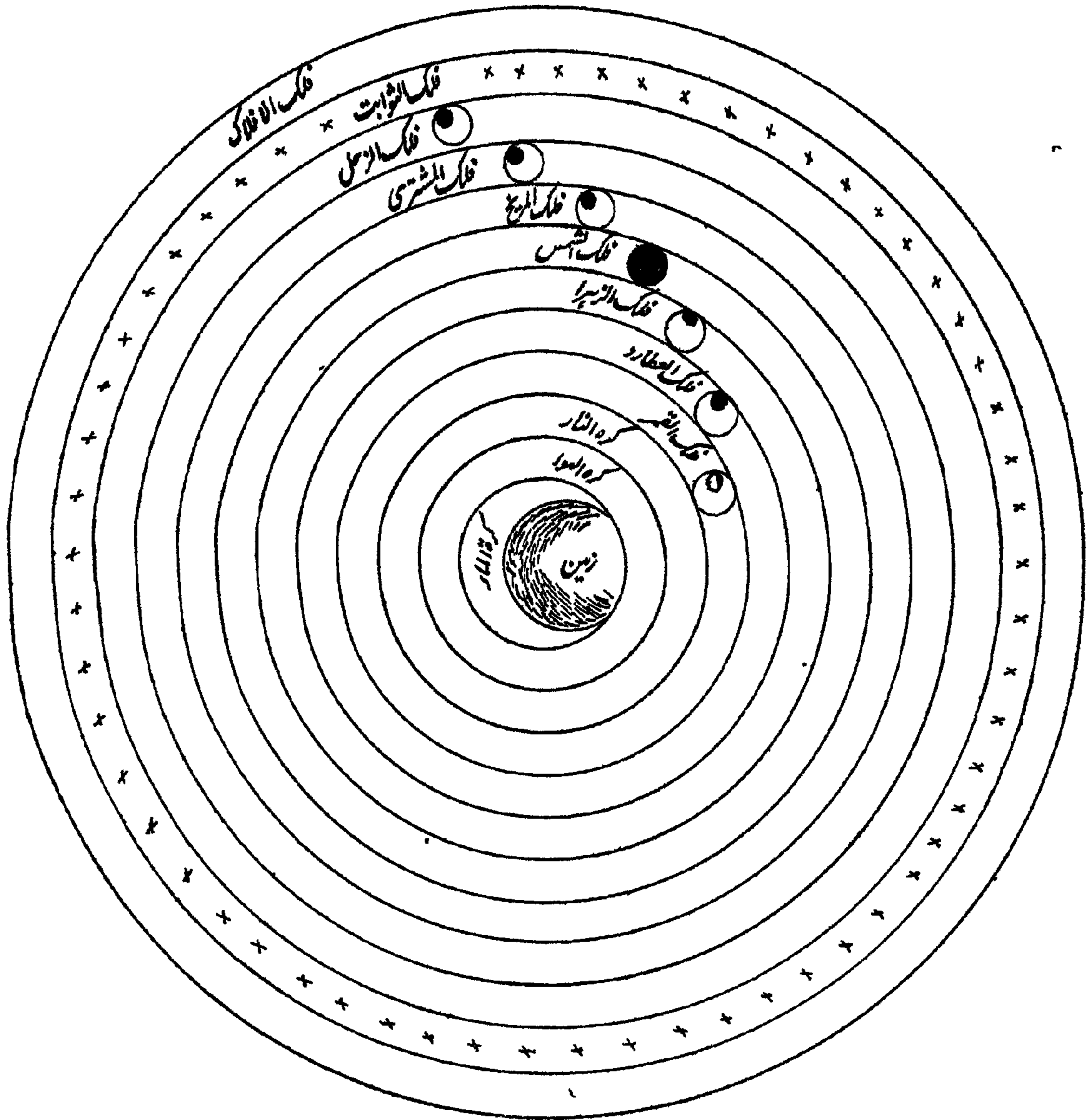
ہم کو مشاعدہ سے بذریعہ دوربین کے (جو ہمارے نزدیک اور ہر ایک انسان کے نزدیک جو ذرا بھی واقفیت اور عقل رکھتا ہے دلیل قطعی ہے) پر خلاف اُس کے ثابت ہوا ہے جو آسمانوں اور کواکب نظام یونانی حکیموں نے قرار دیا ہے اور جس کی تفصیل ذیل میں مندرج ہے \*

اول — ان سات سیاروں کے سرا جن کو ہر کوئی دیکھتا اور جانتا ہے اور جن کے لیئے یونانیوں نے سات آسمان مثل انتہے کے چھلکے کے قرار دیئے تھے اُن پر بھی سیارے بذریعہ دوربین کے دکھائی دیئے ہیں جو اب تعداد میں دس یا گیارہ ہمارے ہوئے ہیں پس یونانیوں نے جو

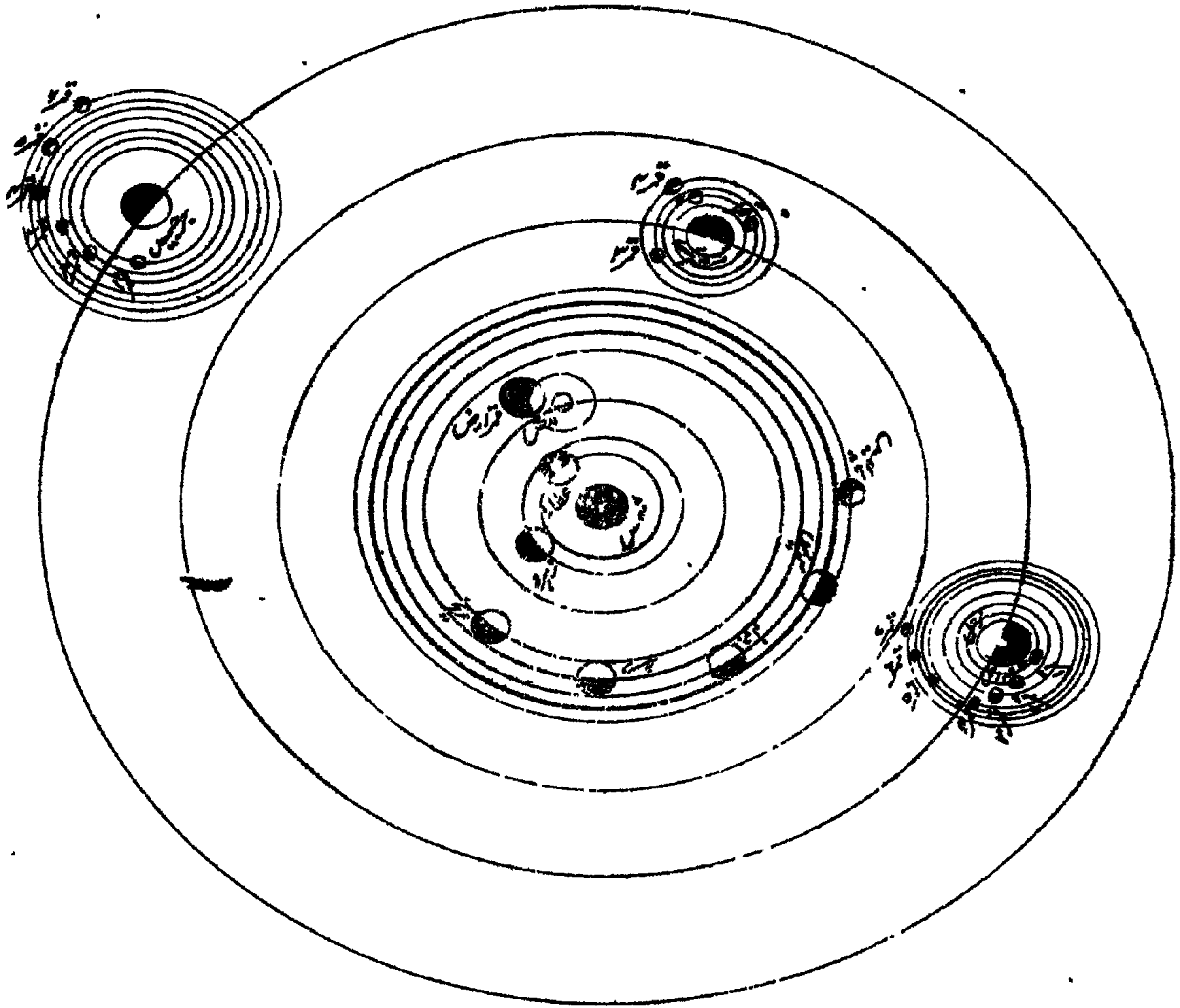


# شکل اول

نظام عالم مطابق قیاس یونانیوں کو



شکل دوم  
نظام عالم مطابق مشاهده بذریعہ دوربین



دوربین کے ذریعہ سے اسی طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح کہ اُس  
شکل میں دایرے کھینچے ہیں پس اب خیال کرو کہ اگر آسمان اس  
طرح پر مجسم ہوں جیسا کہ حکماء یونان نے قرار دیا ہے اور ایک کا  
مقرر دوسرے کے مذهب سے مماثل ہو تو مشتری اور زحل اور  
جوجیس کے چاند کیونکر اُن کے گرد پھر سکتے ہیں اور اگر آسمانوں  
میں فاصلہ بھی مانا جاوے تو یہہ ذرات الاذباب یعنی دم دار ستارے  
کس طرح تمام آسمانوں کو دور پھرتے چکنا چور کر سکتے ہیں \*

اگر یہہ بات کہی جاوے کہ ہم آسمانوں کا جسم ایسا نہیں مانتے  
جیسا کہ یونانی حکیموں نے مانا ہے بلکہ ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں اور قہم  
قہم مانتے ہیں جسموں سے سب چیزیں نکل جاتی ہیں جیسے پانی  
یا ہوا یا اُس سے بھی زیادہ جسم لطیف مگر اس کہنے پر ہم پوچھتے  
ہیں کہ ایسا جسم مائتہ کی کیا ضرورت پیش آتی ہے — اُس پر  
ہمارے دوست کہتے ہیں کہ ضرورت یہہ ہے کہ قرآن مجید سے انکار  
لازم نہ آوے \*

ہم اُس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حضرت اگر ایسا ہی جسم  
آسمانوں کا مانا جاوے گا تب بھی مفسرین کی تفسیروں سے تو انکار کرنا  
پڑے گا کیونکہ سبباً و عادات کے جو معنی اُنہوں نے قرار دیئے ہیں وہ  
کسی طرح ایسے ہی لکھے قہم قہم جسم پر صادق نہ آوینگے اور ضرور  
دوسرے معنی قرار دینے پڑینگے \*

پھر ہم اُن کو دوسری طرح سمجھاتے ہیں کہ قرآن مجید کے  
سبب سے کسی چیز کو مان لینا اور اُس کی واقعیت پر کسی دلیل کا  
نہ لا سکتا کچھ کام کی بات نہیں ہے — جاہل مسلمانوں کا یقین  
ہمارے یقین سے بہت زیادہ مضبوط ہے اُن کو تو نہ ہمیں اس بات کے  
سمجھانے کی حاجت ہے کہ آسمانوں کا جسم یونانی حکیموں والا جسم  
ہے یا اور کسی طرح لطیف، راطف لچ لچا اور قہم قہم جہاں تک  
گفتار ہے وہ لکھے پڑھے آدمیوں سے یہی اور مذہب کے سچے ہونیکی دلائل  
زیادہ تر اُن لوگوں سے متعلق ہیں جو اس مذہب کو نہیں مانتے تھے یا  
اُن لوگوں سے متعلق ہیں جو پہلے اس مذہب کو مانتے تھے مگر کسی  
وجہ سے اب اُس سے پھر گئے ہیں پس اگر ان دونوں قسموں کے لوگوں  
کے سامنے آپ فرمائیے کہ ہم آسمان کا ایسا جسم لطیف اس لیئے  
مانتے ہیں کہ قرآن کا انکار لازم نہ آوے تو اُس کے دل میں یہہ بات  
ایسا اندر کرے گی بلکہ مثلاً اُس شخص کے جس نے آناری شاعر کو کہا  
تھا کہ شعر گفتن چہ ضرور نعرہ بالہ وہ یہی جواب دینا کہ تسلیم  
کردن قرآن چہ ضرور \*

علامہ اس کے نہایت ضعیف یقین کی بات ہے کہ ہم قرآن مجید  
کے کسی کلام کی نسبت جسمیں واقعات اور حقایق موجودہ کا ذکر نہ

سات آسمان سات ستاروں کے لیئے قرار دیئے تھے وہ بالکل غلط ہو گئے  
اور علماء اسلام نے جو لفظ سبع سموات کی تفسیر میں وہی یونانی  
حکیموں کے سات آسمان سمجھے تھے یقینی اُن علماء نے غلطی کی  
تھی کیونکہ کلام الہی یہی خلاف واقع نہیں ہو سکتا پس اس سے  
ثابت ہے کہ سبع سموات سے یہہ مطلب نہیں ہے جو علماء اسلام نے  
تفسیروں میں قرار دیا ہے \*

دوربین — مشتری کے گرد چار چاند اور زحل کے گرد سات چاند اور  
جوجیس کے گرد چار تیا سیارے دکھائی دیا ہے چھ چاند دوربین کے  
ذریعہ سے دکھائی دیئے ہیں اور وہ اپنے اپنے سیارے یعنی مشتری و زحل  
و جوجیس کے گرد پھرتے ہیں اور ہم اُن کی گردش کو اپنی آنکھ سے  
پنیریم دوربین کے دیکھتے ہیں پس اگر آسمان ایسے ہی مجسم ہوتے  
جیسے یونانی حکیم قرار دیتے ہیں اور جیسا کہ علماء اسلام نے  
غلطی سے قرار دیا ہے تو اُن چاندوں کا گرد اُن ستاروں کے پھرتا  
ممکن نہ تھا \*

فرض کرو کہ ایک کوٹھڑی ہے اور غول کبوتروں کا اُس کے اُپر  
سے اندر گھستا ہے اور دروازہ سے نکلتا ہے تو ہر شخص یقین کریگا  
کہ اُس کوٹھڑی پر چھت نہیں ہے یا کبوتروں کے گھسنے کے پتہ نہ دیکھ  
ہوئی ہے یا وہ چھت ایسی ہی کہ کبوتروں کے جانے آنے کو مانع  
نہیں ہو سکتی وقت ممکن نہیں کہ کبوتر اُپر سے کوٹھڑی میں گھستے  
پس اگر ستارے آسمانوں میں چڑھے ہوتے اور آسمان انتے کے جھانکے  
کی طرح ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اُن سیاروں کے چاند پخیر  
آسمانوں کے توڑے اُن سیاروں کے گرد دور کرتے \*

سوریم — اگلے زمانہ میں یونانی حکیموں نے دم دار ستاروں کو  
یہہ سمجھا تھا کہ آسمان و زمین کے بیچ میں پیدا ہو جاتے ہیں  
اور پھر جاتے رہتے ہیں مگر اب مشاہدہ سے پنیریم دوربین کے ثابت  
ہوا ہے کہ یہہ بات غلط تھی وہ یہی بجائے خود ستارے ہیں اور یہہ  
دور چلے جاتے ہیں اور پھر چلے آتے ہیں اور اُن کی حرکت ایسی  
بڑی ہے کہ تمام کواکب اور فلک الانلاک مقررہ حکماء پرانے سے بھی  
اُرنچے ہو جاتے ہیں اور جو کہ دم دار ستارے بھی متعدد ہیں اس  
لیئے متعدد سمتوں پر حرکت کرتے ہیں پس جس طرح کا جسم  
آسمانوں کا یونانی حکیموں نے قرار دیا ہے اگر ویسا ہی جسم  
آسمانوں کا ہوتا تو دم دار ستاروں کا یا اس طرح پر حرکت کرنا  
ناممکن ہوتا یا اُن کی حرکت سے تمام آسمان ہمیشہ کی طرح  
چکناچور ہو جاتے \*

دوربین کے ذریعہ سے دکھائی دیتا ہے کہ کواکب اس طرح پر واقع  
ہیں جیسے کہ شکل دوریم میں بنائے گئے ہیں اور اُن کا دورہ بھی

مشاہدہ سے اور تمام دلیلوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک وسعت میں خواہ اُس میں کوئی جسم لطیف سیال ہو یا نہ ہو تمام کرات جو کواکب دیکھائی دیتے ہیں پھیلے ہوئے ہیں یہ زمین بھی اُنھی کی مانند ایک کرہ ہے اُن کی مثل ایسی ہی جیسے کہ ہم راستہ کو مختلف مقامات میں یہاں سے غدارے اڑا دیتے ہیں اور وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور معلق تہرے ہوئے اور چلتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں اسی طرح یہ سب کرے کواکب کے معہ ہماری زمین کے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک وسعت میں پکھڑ دیتے ہیں جو اپنی اپنی جگہ میں ہیں اُن سب کے بیچ میں آفتاب ہے اور وہ سب اُس کے گرد پھرتے ہیں اور نہیں معلوم کہ ایسے آفتاب اور کتنے ہیں اور کتنے ستارے اُن کے ساتھ ہیں جو اُس کے گرد پھرتے ہوئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور وسعت بے انتہا ہے \*

ہمارے مخالفوں کو اور ہم پر مسئلہ وجود آسمان پر فتویٰ کفر دینے والوں کو ذرا غور سے انصاف کرنا چاہیئے کہ خدا کی قدرت اور عظمت اُس کو صرف اس دنیا کا جو اُن کے نزدیک مثل ایک انقارے کے محدود ہے خدا اور خالق ماننے میں ہی یا اُس کو ایسی بے انتہا مخلوق کا خالق اور خدا ماننے میں ہی جس کی انتہا مثل اُس کی قدرت کے بے انتہا ہے جیسی یہ ہماری دنیا ہے جس کے لیئے یہ آفتاب ہے اور جس سے یہاں سے کواکب سیارے متعلق ہیں اسی طرح اور یہاں سے بے انتہا ہندس ہیں جن کا نظام ہی جدا ہے اور مثل ہماری دنیا کے بلکہ اُس سے بھی زیادہ عجیب ہے انتہا نظام شمسی جس کے مجموعہ کو ہم دنیا کہتے ہیں موجود ہیں اور وہ اُن سب کا خالق اور سب کا ایک خدائے واحد ذوالجلال ہے جس کا نہ کوئی تدبیر اور نہ کوئی ضد — تعجب ہے کہ صرف ایک چڑیا کے انقارے کے برابر چیز کا خدا کو خدا اور خالق جاننا تو اسلام ہو اور اُس کو ایسا قادر مطلق اور بے انتہا مخلوق کا خالق اور اُس سب کا خدا ماننا کفر ہو قہیہات ہیہات لمثل هذا الاسلام و مرحبا ثم مرحبا لمثل هذا الکفر ولہ در حق قال —

گر مسلمانانِ ہمیں اس کے واعظ دارہ

و اے گر در پس امروز برد فرمائے

ہاں بلا شبہ اب ہم کو اس بات پر غور کرنا پائی ہے کہ جس چیز کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور جس کو ہم نے دلیل قطعی یعنی مشاہدہ سے واقعی بیان کیا ہے قرآن مجید یا وہ احادیث عظیمہ جو بدرجہ یقین یا قریب بدرجہ یقین یا قریب بظن غالب پھر نہی ہیں اور کوئی نقص یا کوئی وجہ اُن کے انکار کی بھی نہیں ہے وہ تو اُس کی مخالف نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ اُس کی مخالف ہوں تو درکاروں

یہ کہیں کہ اُس کے واقعی ہونے کا کچھ ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے ایسی بات سے کیا فائدہ ہے جسکے واقعی ہونے کا دل میں تو یقین نہ ہو مگر صرف زبان سے اقرار کیا جاوے ہمارا ایمان تو قرآن مجید پر ایسا مستحکم ہے کہ ہم تمام حقایق موجودہ کو اور قرآن مجید کو مطابق دل سے یقین کرتے ہیں \*

چہارم — ہم بذریعہ دوربین کے زہرہ کو اور اُس کے سوا اور ستاروں کو بھی دیکھتے ہیں کہ مثل چاند کے بدر و ہلال ہوتے ہیں پس اگر وہ ستارے آفتاب کے گرد پھرتے نہوتے بلکہ زمین کے گرد پھرتے ہوتے تو اُن کا بدر و ہلال ہو کر ہم کو دکھائی دینا غیر ممکن ہوتا یونانی حکیموں کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوئی تھی کہ اُرد ستارے بھی بدر و ہلال ہوتے ہیں \*

پنجم — ہم بذریعہ دوربین کے اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں کہ عطارد اور زہرہ جب آفتاب کے پاس آجاتے ہیں تو کبھی تو وہ آفتاب سے اس طرح پر مل جاتے ہیں کہ آفتاب نیچے ہوتا ہے اور وہ اُس کے اوپر ہوتے ہیں اور کبھی آفتاب اوپر ہوتا ہے اور وہ اُس کے نیچے ہوتے ہیں اور یہ بات ہو نہیں سکتی جب تک کہ آفتاب ساکن نہ ہو اور تمام سیارات معہ زمین کے اُس کے گرد نہ پھرتے ہوں اگر آفتاب چرتی آسمان میں جزا ہوا ہوتا اور وہ دونوں اُس سے نیچے ہوتے یعنی عطارد دوسرے آسمان میں اور زہرہ تیسرے آسمان میں اور وہ سب زمین کے گرد پھرتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ عطارد و زہرہ کبھی آفتاب کے اوپر آفتاب سے جا کر ملتے یونانی حکیموں کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہوئی تھی کیونکہ اُس زمانہ میں دوربین ایجاد نہیں ہوئی تھی مگر اس زمانہ میں اُنکا مقدور علم ہیئت مشاہدہ سے غلط ثابت ہوتا ہے پس اس سے زیادہ انسان کی نادانی کیا ہوگی کہ قرآن مجید کی تفسیر ایسے اصول پر کرے جنکی غلطی علانیہ ہو اور ایسے اصول پر تفسیر کرے کہ کفر سمجھے جو بالکل واقع کے مطابق ہو \*

علامہ اس کے اور بہت سی دلیلیں ہیں جنسے بظریہ ہمنزلہ عبدالباقین بلکہ حق الباقین کے ثابت ہوتا ہے کہ یونانیوں نے آسمانوں کا جیسا جسم مانا تھا اور کواکب کو اُنیں جزا ہوا تسلیم کیا تھا اور یہہ جانتے تھے کہ تمام آسمان معہ کواکب کے زمین کے گرد حرکت کرتے ہیں اور زمین ساکن ہے یہہ محض غلط اور خلاف واقع ہے مگر وہ دلیلیں فی الجملہ مشکل ہیں اور آلات رصدیہ کی واقف کاری اور علم طبیمات کے جائزہ پر موقوف ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ عام لوگ جو اُن علوم سے محض ناواقف ہیں سمجھ نہیں سکتے کہ اس لیئے ہم نے اُن کو بیان نہیں کیا اور صرف چند موثر موثر باتیں بیان کی ہیں جو ہر سمجھ دار آدمی کی سمجھ میں آسکتی ہیں خواہ وہ اُن علم سے واقف ہو یا نہ ہو \*

کلام کام میں لاتا ہی جس سے نتیجہ رہی حاصل ہو جائے جو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس مطلب کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ کسی قوم کی زبان میں ہوتا \*

اسکی مثال یہ سمجھو کہ قرآن مجید میں خدا کی نسبت ہاتھ کا پاؤں کا منہ کا لفظ آیا ہی یہ تینوں لفظ انسان کی زبان میں ایک خاص ہی کی تعبیر کرنے کے لیئے ہیں مگر چونکہ خدا کی ذات ہمارے ادراک سے خارج ہی تو ہرگز ان لفظوں کے وہ معنی ہم نہیں لے سکتے جو ید اور ساق اور وجہ کے لیتے ہیں بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے ہم ناواقف ہیں البتہ ان لفظوں سے وہ نتیجہ حاصل کرتے ہیں جو اُس وقت حاصل ہوتا اگر خدا کی ذات کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ ہرتے \*

پس جو لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے الفاظ سے ہر مقام پر وہی معنی لینگے اور وہی حقیقت سمجھینگے جو عرب کی زبان میں اُنکے لیئے معنی ہیں یہ اُنکی محض غلطی ہی بلکہ انعام مستعملہ قرآن مجید کے مکمل کو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ مکمل ایسا ہی جو ہمارے ادراک کے محدود احاطہ میں داخل ہی تو بلاشبہ اس کے ہم وہی معنی لینگے جو زبان عرب میں حقیقتاً یا مجازاً موافق معادرتہ زبان عرب کے اُس کے لیئے ہیں اور اگر وہ مکمل ایسا ہی جو ہمارے ادراک سے باہر ہی تو ہم اس لفظ کے حقیقتاً وہ معنی نہیں سمجھنے کے جو انسان کی زبان میں ہیں بلکہ ہم اُس سے صرف اُس نتیجہ کو حاصل کریں گے جو نتیجہ ہم کو اُس وقت حاصل ہوتا اگر اُس حقیقت کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ ہوتا — خدا مالاہمینی ربی والحمد للہ علی ذلک و صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ اجمعین \*

چوتھے — یہ کہ قرآن مجید اگرچہ خالق ال کائنات کا کلام ہی مگر جو کہ وہ بطریق اعجاز انسان کی زبان میں بولا گیا ہی اس لیئے اُس کے معنی اور مراد لینے میں فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے رہی امور اُس کے لوازم میں شمار کئے جارہینگے جو ایک اعلیٰ درجہ کی زبان عرب میں معتبر ہوں نہ اُز کچھ — پس جس طرح کہ نصیح و یلیغ انسان آپس میں بول چال کرتے ہیں اور جو طرز اُنکی بول چال کا ہوتا ہی اُسکا نہایت قرآن مجید میں بھی ہمیشہ دکھنا چاہیئے \*

ان اصول اربع کے سمجھنے کے بعد ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ عربی زبان میں سہار کا لفظ کن کن معنوں میں آیا ہی اور اُن ہوز عرب کس چیز کو اس اسم کے معنی سمجھتے تھے \*

میں سے ایک کام ضرور کرنا پڑیگا یا اُس مشاہدہ کو غلط مانتا پڑیگا یا تعریف بالاد اسلام کو غلط تسلیم کرتا ہوگا مگر میری دانست میں نہ قرآن اور نہ کوئی حدیث صحیح اُس کے برخلاف ہی جس کا ہم مفصل بیان کرتے ہیں \*

مگر اُس کے بیان کرنے سے پہلے چند باتیں بیان کرنی ضرور ہیں کیونکہ وہی ہمارے اصول ہیں جن پر ہمارا بیان مبنی ہوگا \*  
اول — یہ کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہمارا بیان اس لیئے غلط ہی کہ مفسرین نے اُس کے برخلاف بیان کیا ہی کیونکہ ہمارے نزدیک مفسرین نے قرآن مجید کی تفسیر اُنہی اصولوں پر کی ہی جو حکماء یونان نے مقرر کیئے تھے اور جن کی غلطی ہم کو مشاہدہ سے ثابت ہوئی ہی \*

دوسرے — یہ کہ الفاظ قرآن مجید کے وہی معنی لینگے جو اُن ہوز اہل عرب اُن کے معنی حقیقی یا مجازی موافق اپنی بول چال کے سمجھتے تھے نہ وہ معنی کہ کسی عام کے عالمان نے بموجب اپنی اصطلاح کے قرار دیئے ہیں کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہی کہ ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ \*

تیسرے — یہ کہ قرآن مجید بلسان قوم عرب نازل ہوا ہی زبان اہل عرب بلکہ تمام دنیا کی قوموں کی زبان اُنہی الفاظ پر محدود ہی جن سے وہ اپنے مافی الضمیر کو تعبیر کرتے ہیں اور انسان کے خیال میں یا دل میں بھی وہی چیزیں آسکتی ہیں جنکو وہ حواس خمسہ ظاہری و باطنی سے جان سکتا ہی پس جس چیز کو یا اُسکی مثال کو ہم نے نہ کبھی دیکھا ہو نہ چہوا ہر کہ چکھا ہو نہ سونگھا ہو اور نہ ہمارے کان کی قوت سامع نے اُسکا حس کیا اور نہ ہمارے خیال میں آئی ہو اُس کا بیان کسی زبان کے الفاظ سے نہیں ہو سکتا اُسکے بیان سے انسان جبکہ وہ کسی قوم کی زبان میں تکلم کرے یقیناً عاجز ہی اور خداوند پاک بھی اسے لفظ کو استعمال نہیں فرما سکتا جس کے سمجھنے سے وہ ہی قوم عاجز ہو جسکے سمجھنے کے لیئے وہ لفظ بولا گیا ہو خدا کی ماہیت ذات ہم کسی لفظ سے بیان نہیں کر سکتے اور نہ خدا ہم کو اپنی ماہیت ذات عربی زبان کے یا اُز کسی زبان کے لفظوں میں بتا سکتا ہی کیونکہ کسی زبان میں کوئی لفظ اُس کی اصلیت پر مطابقت کرنے کے لیئے نہیں ہی \*

اسی طرح جتنی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ نہ ہمارے دل میں آسکتی ہیں نہ ہمارے خیال میں اُن کی تعبیر کے لیئے کوئی لفظ کسی زبان میں نہیں ہوتا اور جبکہ کوئی شخص اور وہ بھی جو اُن چیزوں کو جانتا ہی کسی قوم کی زبان میں اُنکو نہیں بیان کر سکتا تو ایسا طرز

نیلی نیلی چیز کی وسعت میں پرندوں کو اُرتا ہوا دیکھتے ہیں جسکا نام ہمکو خدا نے سماہ بتایا ہے \*

پھر سورۃ روم آیت ۴۷ میں فرمایا ہے ”اللہ الذی یرسل الریح  
لتبثیر مہطایا فیسطہ فی السماہ یعنی اللہ وہ ہے جو چلاتا ہے ہواؤں کو  
پھر اُٹھاگی ہیں بادلوں کو پھر پھیلاتا ہے اُس کو آسمان میں“ پس  
ہم دیکھتے ہیں کہ اسی نیلی نیلی چیز میں ہوا چلتی ہے اور اس  
میں بادل اُٹھتے ہیں اور اسی میں پھیلتے ہیں اور اسی نیلی نیلی  
چیز کا نام خدا نے ہمکو سماہ بتلایا ہے \*

پھر سورۃ سبا آیت ۹ میں فرمایا ہے ”انہم یدروا الی ما بین یدیم  
و ما خلفہم من السماء و الارض ان نشاء نقصف ہم الارض و نسقط علیہم  
کسفا من السماء“ یعنی کیا اُنہوں نے اُس چیز کو نہیں دیکھا جو اُنکے  
آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں  
تو اُنکو زمین میں دھنسا دیں یا اُنپر آسمان سے ٹکڑا ڈالیں“ پس  
ہمارے چاروں طرف یہی نیلی چیز ہے جو ہمکو دھلائی دیتی ہے اور  
جس طرح کہ ہمکو زمین میں دھنس جانے کا خیال آتا ہے اسی طرح  
اس نیلی نیلی چیز کے اوپر سے قوت پڑنے کا خیال ہوتا ہے اور اسی  
نیلی چیز کا نام خدا نے سماہ بتلایا ہے \*

پھر سورۃ ق آیت ۶ میں فرماتا ہے ”انہم ینظروا الی السماء فرقہم  
یعنی کیا نہیں دیکھا اُنہوں نے آسمان کو اپنے اوپر“ پس یہی نیلی  
چیز ہمکو اوپر دیکھائی دیتی ہے اور اسی کا نام خدا تعالیٰ نے ہمکو  
سماہ بتلایا ہے \*

پھر سورۃ حج آیت ۶۴ میں فرمایا ہے ”و یمسک السماء ان تقع  
علی الارض یعنی تھام رکھتا ہے آسمان کو زمین پر گرنے سے“ پس وہ  
کیا چیز ہے جو ہمکو زمین پر گرنے سے تھام رکھی ہوئی معلوم ہوتی  
ہے یہی نیلی نیلی چیز ہے جسکا نام خدا نے ہمکو آسمان بتلایا  
ہے \*

پس لفظ سماہ جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ تو اُسی چیز کو  
ہوا گیا ہے جس کو اہل عرب سماہ سمجھتے تھے — ہمارے حقیق  
جب چاہتے ہیں کہ سماہ کے معنی کچھ اور بدل دیں تو وہ نہایت  
خفگی سے فرماتے ہیں کہ ”یہہ نیلی چھٹا چنبری اوہن من بیت  
العنکبوت مثل ہوا و دخان کے کیا سماہ منصرفہ قرآن یہی ہے اور  
اسی کی نسبت قرآن میں وارد ہوا ہے انتم اشد خلقا ام السماء بناھا  
رفع سکھا \* و السماء بناھا باید — وہ یہی آسمان ہے جس کی  
نسبت فرمایا ہے ولقد جعلنا فی السماء ہرجا و زینا للماظرین \*

قاموس میں جو لفظ زبان عرب کی کتاب ہی صرف اتنا لکھا ہے  
کہ ”السماء معروف“ یعنی آسمان وہ ہے جسکو سب جانتے ہیں  
پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے جسکو سب آسمان جانتے تھے  
یا جانتے ہیں بجز اس نیلی یا سبز چیز کے جو ہمکو دکھائی دیتی  
ہے اور کسی چیز کو کوئی شخص ( بشرطیکہ وہ مراد ہی نہر ) نہ آسمان  
جانتا تھا اور نہ آسمان جانتا ہے یہی نیلی یا سبز چیز جو ہمکو  
دکھائی دیتی ہے سماہ کا مسمیٰ سمجھا جاتا ہے \*

اس مقام پر میرے شرط و ذکر کے فائدہ لگائی کیونکہ اگلے بزرگوں  
اور عالموں کے نزدیک بھی سماہ کا مسمیٰ یہی نیلی یا سبز چیز تھی \*

ایک بزرگ نے اپنی حاتم کی روایت پسند قاسم ابن بڑہ ہمارے  
سامنے پیش کی ہے کہ ”قل لیست السماء مربعہ لکنھا مقبوضۃ یراھا  
الاناس خضرا“ یعنی آسمان مربع نہیں ہے مگر قبضہ بنایا گیا ہے  
دیکھتے ہیں اُس کو لرگ سبز“ \*

پھر دوسری روایت ثعلبی کی پسند ضحاک پیش کی ہے تفسیر  
کوہ قاف میں ”انہ جبل مہیط بالارض من زمرہ خضرا خضرة السماء  
منہ“ یعنی قاف پہاڑ ہے مہیط ساتھ زمین کے زمرہ سبز سے سبزی  
آسمان کی اُسی سے ہے \*

پھر تیسری روایت ابوالجوزا کی پسند ابن عباس پیش کی ہے کہ  
”قال ابن عباس قاف جبل من زمرۃ خضراء مہیط بالعمام فمخضرة  
السماء منہا“ یعنی قاف ایک پہاڑ ہے زمرہ سبز کا مہیط ہے ساتھ  
عالم کے پس سبزی آسمان کی اُسی سے ہے \*

اگرچہ ہم ان روایتوں کو نہیں مانتے اور ضعیف بلکہ موضوع سمجھتے  
ہیں مگر اتنی بات ان سے ضرور پائی جاتی ہے کہ اگلے زمانہ کے لرگ  
لفظ سماہ کا مسمیٰ اسی چیز کو جو نیلی نیلی یا سبز سبز دکھائی دیتی  
ہے سمجھتے تھے \*

خدا تعالیٰ نے بھی آسمان کے ہمکو بھی معنی بتائے ہیں بلکہ  
اس طرح بتاتا ہے کہ یہہ آسمان ہی اسکو دیکھو \*

سورۃ ہک آیت ۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”انہ ینظرون الی الابل  
کیف خلقت والی السماء کیف رفعت“ یعنی پھر کیوں نہیں دیکھتے اور نہ  
کو کہ کیسا بنایا گیا ہے اور آسمان کو کہ کس طرح اونچا کیا گیا ہے،  
پس خدا اسی چیز کے دیکھنے کو جو اونچی اور نیلی ہمکو دکھائی  
دیتی ہے فرماتا ہے اور اسی کا نام سماہ لیتا ہے \*

پھر سورۃ نحل آیت ۸۱ میں فرمایا ہے ”انہ یدروا الی الطیر  
مستقرات فی جو السماء یعنی کیا نہیں دیکھتے اور نہ رائے جانوروں  
کو کہ فرمانبردار کیسے کئے ہیں آسمان کی وسعت میں“ پس ہم اسی

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ میں جو ہم گمراہوں کی ہدایت کے لیئے لکھا ہے ارقام فرمایا ہے کہ ”ہمارا اعتقاد نسبت آسمانوں کے یہ ہے کہ وہ ایسی چیزیں ہیں کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اور ہمارے اوپر ہیں اور خلقت اُن کی ہماری خلقت سے محکم تو اور شدید اور وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرتفع ہیں اور شمس و قمر و نجوم کے مغایر ہیں اور شمس و قمر و نجوم اُنہیں ہیں اور قابل انشقاق اور انفطار ہیں پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم اس اعتقاد کے منکر کو منکر آیات قرآن سمجھتے ہیں“ \*

کسی کو منکر آیات کہہ دینا تو بہت آسان بات ہے ہر شخص ایک آیت کے کوئی معنی اپنے نزدیک ٹھہرا کر دوسرے کو کہہ سکتا ہے کہ اس معنی کے ثبوت ماننے والے کو ہم منکر آیات قرآن سمجھتے ہیں جیسے مثلاً مفسرین کے دو فرقوں میں سے ایک اس بات کا قائل ہے کہ آسمان سقف مسطح ہے اور اُس کے ستون کمرے کے ستون کی طرح ہیں اور دوسرا اس بات کا قائل ہے کہ آسمان مثل مرغی کے انڈے کے گول ہے پس اس صورت میں جو فرقہ اس کے مسطح ہونے کا قائل ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص آسمان کو مثل انڈے کے اعتقاد کرے وہ منکر قرآن ہے اور جو اس کو انڈے کے مثل کہتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص آسمان کو مسطح کہے وہ منکر قرآن ہے حالانکہ یہ دونوں متضاد فرقے اب تک مسلمان مفسروں میں شمار ہوتے ہیں اور اُن کے مذاہب بطور تحقیق و اختلاف آوارہ بڑی بڑی تفسیروں میں نقل کیئے جاتے ہیں پس مولوی محمد علی صاحب کے قواعد کے موافق ان میں سے بھی ایک تو ضرور منکر قرآن ہوگا مگر اس سے کسی کا کچھ نائدہ نہیں بلکہ اپنا ہی کچھ نقصان ہے \*

مگر جو کچھ مولوی صاحب نے فرمایا اگرچہ وہ کسی قدر ترمیم کے قابل ہے مگر ہم کو اُس سے انکار بھی نہیں بیشک آسمان ایسی چیزیں ہیں کہ خدا نے اُن کو بنایا ہے اُن پر کیا موقوف ہے تمام چیزوں کا یہاں تک کہ جناب مولوی صاحب کا بھی بنانے والا خدا ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے شک وہ ہمارے اوپر ہیں مگر یہاں ذرا غلطی ہے کیونکہ وہ ہمارے پاؤں تلے بھی ہیں بے شک وہ ہماری خلقت سے محکم تو اور شدید ہیں لیکن اگر لفظ محکم اور شدید سے یہ سمجھا جائے کہ جیسے کچھ مٹی کی دیوار اور ایک ریختہ کی یا اردعات کی دیوار یا جیسے ایک مٹی بڑی ہوئی چھت اور ریختہ کی ذات لگی ہوئی تو اس سے ہم کو معاف رکھیں کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن مجید کے اُن لفظوں کا یہ مطلب نہیں ہے — بے شک وہ بے ستون محض قدرت کاملہ سے مرتفع ہیں یہاں صرف اتنی بات ہے کہ جناب مولوی صاحب کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ وہ قدرت کاملہ

و حفظاھا من کل شیطان رجیم \* الازیما السماء الدنيا بزیئہ الکواکب وحفظاھا من کل شیطان مارد لیسہ من الی الاملا الاعلی \* و من ایتانہ ان تقوم السماء و الارض بامورہ \* کیا یہ منجملہ اُن کئی کے ہے جس کی نسبت قرآن میں ہے یوم تطوی السماء کطی السجل للکتب \* کیا اسی کی نسبت ہے یہ کہ السماء ان تقع علی الارض \* و یوم تشق السماء بالغمام \* یوم تمور السماء صرورا \* یوم ذاتی السماء بدخان مبین \* اسی کی نسبت فرمایا ہے تبارک الذی جعل فی اسمہ ۱۰ پروجہ و جعل فیہا سراجا و قمران منیرا یہی ہے جس کی نسبت قرآن میں ہے و انشق السماء فی یوم مثق و اھیئة والملك علی ارجائها \* یوم تکون السماء کالمهل \* یوما یجعل الوالدان شیبا السماء منقطرہ \* اذا السماء فرجت \* و تقطعت السماء نکاتہ ابرابا \* اذا السماء کشطت \* اذا السماء انفلطت \* اذا السماء انشقت \* و انما ذات البروج \* و السماء ذات الرجح \*

مگر ہم ادب سے کہتے ہیں کہ حضرت خفا ہونے کی کوئی بات نہیں ہے فرمایا تو اسی کی نسبت ہے کیونکہ یہ سب باتیں بقول آپ کے سما کی نسبت ہیں اور اسی نیلی نیلی سبز سبز چیز کو اہل عرب سما جانتے تھے پھر یہ ہم پر خفگی کیا ہے اگر خفا ہوتا ہے تو خدا پر خفا ہو جیتے کہ اُس نے اس نیلی چھت چنبری اودھن من بیت العنکبوت پر کیوں ان صفتوں کا اطلاق کیا جو اُس پر صادق نہیں آتیں یا اسی چیز کو ایسا مانیئے جس پر یہ صفتیں صادق آجاریں یا ہمارے ساتھ ہو جیتے اور ایسے معنی اختیار کیجیئے کہ خدا پر بے نعرہ باللہ کذب کا الزام آئے \*

یا وفا یا خبر وصل تو با مرگ رقیب

بازی چرخ ازیں یک دو سہ کارے بکند

ایک ہمارے شفیق نے نہایت خوشی سے ہم کو الزام دیا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ”لا وجود للسماء جسمانیاً“ اور اگر یہی سلف چنبری مصداق آیات ہو تو اُس کا ہی تو جسم ہے پھر خورہ تمہارے اقرار سے تمہارا قول غلط ثابت ہو گیا \*

یلا شہدہ یہ الزام ہم پر بہت بڑا الزام ہے جس کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر جناب آسمانوں کی ایسی جسمانیات ماننے میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہم تو اُس جسمانیات کے منکر ہیں جس کو حکماء یونان نے قرار دیا ہے اور جس کی تقلید علماء اسلام نے کی ہے گو کہ پسپ کسی خاص وجہ کے اُن کی ایک آدہ بات سے اختلاف بھی کیا ہو \*



## تفسیر السموات

تہذیب الاخلاق  
۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۱ ہجری  
مطابق سنہ ۱۳۰۵ نبوی

## تفسیر السموات

لفظ بادل یعنی ابر پر بولا گیا ہی مگر ہمارے شفیق فرماتے ہیں کہ ہم قرآن کے معنی بدل دینگے اور کہینگے کہ اس سے من جانب السماء مراد ہی مگر میں نہیں سمجھتا کہ سورہ ہود کی ۵۲ آیت کی تفسیر کیا فرما دینگے جہاں خدا نے فرمایا ہی ”یرسل السماء علیکم مدرارا“ یعنی بھیج دینگا آسمان کو یعنی ابر کو تم پر دسٹے والا“ پھر ۲۶ آیت میں فرمایا ہی و قیل یا ارض ایلہی مادک و یا سماء اعلیٰ یعنی اور کہا گیا اے زمین نکل جا اپنا پانی اور اے آسمان یعنی ابر تھم جا — تفسیر کیجیو میں لکھا ہی اثلث السماء بعدما مضرت اذا امسکت یعنی عرب کے متاورہ میں کہا جاتا ہی اثلث السماء جبکہ پرس کر تھم جاتا ہی پس اب دن شخص اسبات پر شہدہ کر سکتا ہی کہ قرآن مجید میں سماء کے لفظ کا ابر و بادل پر ہی اطلاق ہوا ہی \*

تیسرے جس چیز میں کواکب پھرتے ہیں اُس پر لفظ فلک کا بھی اطلاق آیا ہی سورہ انبیاء آیت ۳۳ میں خدا فرماتا ہی ”وہرالدی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی ملک یسبحون“ یعنی اور وہ ہی جس نے پیدا کیا رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو ہر ایک نے بیح آسمان کے تیرتے ہیں \*

پھر سورہ یس آیت ۴۰ میں فرمایا ”لا اشمس یذہبی لہا ان تدرك الفجر ولا الیل سابق النہار و دل فی ملک یسبحون“ یعنی سورج کے لیئے لایق نہیں ہی کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات چلے ہو سکتی ہی دن سے اور سب ستارے آسمان میں چلتے ہیں ”اور اہل علم تو آسمان کی جگہ فلک ہی کا لفظ بولتے ہیں جیسے ملک قمر وغیرہ اور فلک کسی ایسے مجسم کو نہیں کہتے جیسے یونانیوں کا آسمان \*

چوتھے سموات کی جگہ طرائق کا لفظ بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی پس اس دنیوں لفظوں سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سماء اور فلک اور سموات اور طرائق مراد ہیں بلکہ صرف استدلال اسقدر کہ سماء و سموات کی جگہ ان لفظوں کے بولنے سے پایا جاتا ہی کہ آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانیوں اور اُن کی تقلید سے علماء اسلام نے تسلیم کیا ہی ولسا جسم اُنہا نہیں ہی \*

جناب مولوی محمد علی صاحب نے یا تو ہمارا مطلب نہیں سمجھا یا ہمارا بیان ایسا ناقص ہی کہ ہماروں کی سمجھ میں نہیں آتا وہ فرماتے ہیں کہ ستارے حرکت کرنے والے اجسام ہیں پس ضرور ہی کہ مدار اُنکا طویل و عرض و عمق ہو \* \* \* جب بہت اسرار مہرہ چمکا تو بعد مدار حرکت سیارگان اُن لوگوں کی رائے پر جنکے نزدیک خلا معال ہی بلا فلک و شہدہ جسم ہی ہر کا خواہ جسم لطیف مثل پانی و ہوا کے ہر خواہ نخیف مثلاً ایسا حر مانع

کس ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہی مگر ہمکو معلوم ہو گیا ہی کہ عالم اسباب میں وہ قدرت اُس قوت کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہی جسکو ہم جذب کہتے ہیں — اور مولوی صاحب کے کلام میں شاید لفظ ”مرتفع ہیں“ کی جگہ یوں ہوتا چاہیئے کہ ہر ایک کی نسبت مرتفع دکھائی دیتے ہیں — اس سے بھی ہمکو کچھ انکار نہیں کہ وہ شمس و قمر و نجوم کے مغیر ہیں مگر اتنا کہتے ہیں کہ اُن پر بھی درجہ اُنکے مرتفع ہونے کے اطلاق ہو سکتا ہی مگر یہ کہ جو مولوی صاحب نے فرمایا کہ شمس و قمر و نجوم اُن میں ہیں یہ کہ گول گول بات ہی اگر اس سے یہ مراد ہی کہ شمس و قمر و نجوم اُن میں اس طرح ہیں جیسے پانی میں مچھلی یا ہوا میں کیڑا تو قرہم بدل تسلیم کرتے ہیں اور اگر اُنکے اُن میں ہونے سے اس طرح کا ہونا مراد ہی جیسے تختہ میں کیل یا انگریزی میں لکینہ تو ہم اُسکو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ہمارے نزدیک خدا کے کلام کا یہ مطلب نہیں ہی — پھر جناب ممدوح ارقام فرماتے ہیں کہ وہ قابل انشقاق و انفطار کے ہیں — ان لفظوں میں جو مولوی صاحب نے فرمائے ہیں قرآن مجید کی بظاہر مطابقت نہیں ہوتی اگر یوں فرماتے کہ اُنہر انشقاق اور انفطار کا اطلاق ہوتا ہی یا ہو سکتا ہی تو بالکل صاف ہو جاتا مگر کیوں بلحاظ ادب جناب مولوی صاحب کے ہم اُسکو تسلیم کر لینگے \*

اب ہم کر یقین ہی کہ جناب مولوی صاحب ہم سے غرض ہر دیندے اور اب ہمکو اور ہمارے مسلمان دوستوں کو بے فائدہ ملحد و مرتد اور منکر قرآن اور بیحدین فرما دینگے کیونکہ ہمارا اس میں کچھ نقصان نہیں اور مفت میں جناب مولوی صاحب کی زبان گندی ہرتی ہی مگر ایک جگہ مولوی صاحب نے ہم لوگوں کی بات کو معذرت پر لکھا ہی پس اُنکا ہم نہایت شکر کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہمکو تکلیف شریعت سے بڑی کیا ہی مگر پھر نہ معلوم کہ کیوں ملحد و مرتد و بیحدین قرار دیتے ہیں مگر باتیں تو مولوی صاحب کی بھی ایسی ہیں کہ ایک کر دوسری سے مناسبت نہیں خدا رحم کرے \*

اب یہ بات بظاہر ہو گئی کہ قرآن مجید میں سماء کے لفظ کا اطلاق بمعنی آسمان اسی ظاہر چھت پر آیا ہی خواہ وہ ارض من بیس العنکبوت ہو خواہ اشد من سقف الحدید \*

دوسرے معنوں میں سماء کا اطلاق قرآن مجید میں پادلوں پر آیا ہی جیسے جگہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہی کہ اُنک من السماء ماد یعنی اوتارا آسمان سے یعنی بادل سے پانی اور کچھ شک نہیں کہ بادل سے سینہ ہوتا ہی اور اس جگہ سماء کا

اُس آسمان پر جو رہتے ہیں وہ اُترینگے اور وہ تمام دنیا کے سکن سے زیادہ ہونگے پھر اس طرح ایک ایک آسمان پھٹتا جاوے گا اور کروی اور فرشتگان حملۃ العرش اُترینگے اور پھر سب سے اخیر خدا تعالیٰ رب العرش العظیم اُترینگے کیونکہ وہ گو سب سے اوپر تھے جب سب آسمان پھٹ لیتے تب جناب باری کو اُترنے کا رستہ ملا تعوذ باللہ من ہذا الابطال - اگر درحقیقت مذہب اسلام یہی ہو تو اُس سے دیر اور پری کے قصے ہزار درجہ بہتر ہیں جناب مولوی صاحب قبلہ آپ جو ان لغویات کی تائید کرتے ہیں یہ اسلام کی غیر خواہی نہیں بلکہ کمال بدخواہی ہی اور جہرٹی باتوں سے اسلام کا بدنام کرنا ہی اور اُسکا نتیجہ یہ ہرگا کہ جوں جوں ترقی حکمت شہودیت اور علوم یقینیت کی ہرگی لوگ اسلام سے پھرتے جاوے گے اور اسلام کو آپ لوگوں کی بدولت لغو سمجھیں گے اور اُس سب کا گناہ مولوی صاحبوں کی گردن پر ہوگا اسلام کی دوستی یہ ہے کہ نہ ضحاک کی روایت کیجئے نہ مقاتل کی صرف اسلام پر عاشق رہیئے اور جس قدر غلط روایتیں اور غلط رائیں اسلام میں مل گئی ہیں جو درحقیقت اسلام کی نہیں ہیں اُن کو اس طرح نکال ڈالیئے جیسے کہ درود میں سے مکھی اور اسلام کی روشنی دھریئے و لامذہب و حکیم پیور حکمت قدیم و پیور حکمت جدید سب کو ایسی طرح پر دھوئیئے کہ سب دنگ ہو جاویں قلم ہاتھ میں لیکر بے سرو باتوں سے کاغذ کو سیاہ کر دینا اور تفسیر القرآن ہمالہ پر ضعیف قائلہ کر کے لوگوں کو کافر و ملحد و مرتد کہنا کچھ دینداری کی بات نہیں ہی البتہ جاہلوں میں بیٹھ کر شیطانی کونے کر اور بڑے بکے دیندار کہلانے کو تو بہت عمدہ ہی ہم کیوں پیوری کریں اُن امام کے قول کی جن کا قول خلاف واقع ثابت ہوا ہی اور کیوں پیوری کریں اُس تفسیر کی جس سے تمام قرآن تعرض باللہ غلط اور خلاف واقع معلوم ہوتا ہی ہم کسی مفسر اور کسی عالم پر ایمان نہیں لائے جو اُن کی بات کی پیچ کریں ہم تو خدا پر اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُس کے کلام پر ایمان لائے ہیں اور اُس کے عاشق ہیں پس جو شخص یا جو قول ایسا ہی جس سے اُن میں نقص لازم آتا ہی ہم تو اُس کے دشمن ہیں پس نہایت مناسب ہی کہ آپ ہمارے دشمن ہو جیئے مگر اتنا سمجھ لیتے کہ دوست کے دشمن ہوتے ہواور یہ بات ہو کوئی جانتا ہی کہ دوست کا دشمن کون ہوتا ہی \*

پانچویں - سماء کا اطلاق شی مرتفع پر بھی آتا ہی ہم نے اپنے اس قول کی تائید میں امام فخرالدین رازی کا قول نقل کیا تھا کہ السماء عبارة عن کل ما ارتفع اور جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ قول امام صاحب کا بھی نقل فرمایا ہی کہ ان السماء اسماء

سیر نہو اور جو لوگ خلا کے امکان کے قائل ہیں اُس کے نزدیک ممکن ہی کہ بعد مجرور ہو یا بعد مجسم \*

خدا مولوی صاحب کا پھلا کرے ہم تو اسی مدار کو جسکا ابھی ذکر کیا سماء وسیع سموات مانتے ہیں اور صرف یونانی حکیموں کے آسمان مجسم سے انکار کرتے ہیں کہ ایسے مدار سے جسکا جناب مولوی صاحب نے ذکر کیا اور اس بات کا کچھ خیال بھی نہیں کرتے کہ خلا معال ہی یا ممکن کیونکہ اُس کے معال یا ممکن ہونے پر اب تک کوئی دلیل قطعی معلوم نہیں ہوئی ہی بلکہ بعالم امکان خلا بھی ہم اُس مدار کو متعلق بلکہ ذی ابعاد ثلثہ تسلیم کرینگے صرف ہم میں اور جناب مولوی صاحب میں اتنا فرق ہی کہ شاید جناب مدوح خلا کو غیر متعلق مانتے ہیں اگر وہ ممکن ہو مگر ہم خلا کو بھی متعلق مانتے ہیں اور خدا کو سب چیز کا یہاں تک کہ خلا کا بھی خالق جانتے ہیں \*

تعجب ہی کہ ہم برابر اور اپنی ہر ایک تحریر کے شروع میں کہتے آتے ہیں کہ ہم اُس جسمانی آسمانوں کے منکر ہیں جو یونانی حکیموں نے تسلیم کی ہی اور جسکو امام اسلام نے یونانیوں کی تقلید کر کے تبدیل قلیل تسلیم کیا ہی اور جزو مذہب قرار دیا ہی \*

ہم امام اسلام کی اُن لغوی باتوں سے انکار کرتے ہیں جنہیں اُنہوں نے یونانیوں کی تقلید سے اور موضوع روایتیں سنکر آسمان کو ایسا جسم مانا ہی جو ہم میں اور اُن کی متعلق میں آ رہی اور لڑھے سے بھی زیادہ سخت ہی دیکھو تفسیر کبیر میں یرم تشق السماء بالامام کی تفسیر میں کیا لغوی روایتیں لکھی ہیں ایک روایت لکھی ہی کہ انبیاء کے وقت میں کوئے کتروں میں سے فرشتے نازل ہوا کرتے تھے آسمان بدستور جڑے رہتے تھے مگر جب آسمان پھٹ جاوے تو زمین میں اور فرشتوں میں کوئی حائل نہیں رہنے کا پس فرشتے زمین پر اُتر آوینگے \*

دوسرا قول لکھا ہی کہ آسمان کے اوپر تو فرشتے رہتے ہیں مگر جب وہ پھٹ جاوے گا تو خواہ نضواء اُن کو نیچے اُترنا پڑیگا بقول شخصہ کہ جب ادا ہی نہیگا تو بیٹھینگے کالے پر پھر حضرت ابن عباس کی طرف روایت کو منسوب کیا ہی اور ساتوں آسمانوں کا پھٹنا اور رہائے فرشتوں کا زمین پر آنا بیان کیا ہی پھر اس نکر میں بڑے ہیں کہ زمین پر سب وہ سمائیگے کیونکہ پھر اُس کے لیئے ایک روایت کھڑی ہی \*

پھر حضرت مقاتل کی نسبت ایک روایت کھڑی ہی اور اُس میں تو قیامت ہی کر دی ہی اُس میں لکھا ہی کہ اول دنیا کا آسمان پھٹے گا اور

## اِشتمار

کتب مفصلہ ذیل واسطے فروخت کے ہمارے  
پاس موجود ہیں اور محصول ڈاک کا علاوہ  
اس قیمت کے جس صاحب کو خریدنی  
منظور ہوں وہ خرید فرماویں

وہ کتابیں جن کی قیمت مدرسۃ العلوم مسلمانان کی  
کمیٹی میں جمع ہوگی \*

کتاب جان قیوں ہوتے متضمن حمایت اسلام بڑبان  
انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ

کتاب حمایت اسلام ترجمہ کتاب گانفری ہیگنس  
متضمن جواب اعتراضات عیسائیوں بڑبان اردو  
قیمت فی جلد ... صفحہ

کتاب خطبات احمدیہ مولفہ سید احمد خاں  
بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ

اگر کوئی غریب مسلمان انگریزی خواں خطبات  
احمدیہ کو 'خاص اپنے پوئلے کے لئے چاہے تو  
اس کو نصف قیمت پر ملجائیگی \*

کتاب مباحثہ مذہبی پادری فندر صاحب و ڈاکٹر  
وزیر خاں و مولوی رحمت اللہ صاحب بڑبان  
اردو قیمت فی جلد ... صفحہ

جواب کتاب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولفہ سید احمد  
خاں انگریزی مع ترجمہ اردو قیمت فی جلد ... صفحہ ۸

حصہ اول تاریخ ہندوستان زمانہ ہندوان مولفہ  
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب بڑبان اردو قیمت  
فی جلد ... صفحہ ۸

وہ کتابیں جن کی قیمت کمیٹی خواستگار ترقی  
تعلیم مسلمانان میں جمع ہوگی \*

کتاب رپورٹ سلیکٹ کمیٹی اردو و انگریزی معہ  
خلاصہ رسالہ ہائے موصوفہ کمیٹی قیمت فی جلد ... صفحہ

وہ کتابیں جنکی قیمت دوسری کمیٹی مسلمانان  
میں جمع ہوگی

جواب کتاب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولفہ سید احمد  
خاں بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ ۸

اسباب بغاوت ہندوستان مولفہ سید احمد خاں  
بڑبان انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ ۸

تہذیب الاخلاق من ابتداء شوال سنہ ۱۲۸۶  
ہجری لغایت سنہ ۱۲۸۸ ہجری قیمت ... صفحہ

تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری قیمت ... صفحہ

مستخط سید احمد خاں سکرٹری  
کمیٹی ہائے مذکورہ

سماء سمواتا نکل ماسماک فہو سماء فانزل الہام من السموات تقدیر  
من السماء یعنی آسمان کا نام سماء اسی سبب سے رکھا گیا ہے کہ وہ  
بلند ہے پس جو چیز کہ تجھ سے بلند ہے وہ آسمان ہے پس جب  
ذال ہوا پہلے پادل سے تو پورا سماء ہے \*

مگر جناب مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ امام فخر الدین  
رازی علماء لغت میں سے نہیں ہیں اُن کا قول بیان معانی لغت اور  
ہیکو علوم عربیہ میں ممتد نہیں \*

پھر ارقام فرماتے ہیں کہ امام رازی نے یہ بات بطریق قیاس  
فی اللغة کے فرمائی اور چونکہ قیاس فی اللغة مقبول نہیں ہے پس یہ  
قول بھی اُن کا مقبول نہیں ہو سکتا \*

خیر ہیکو اس سے تو بھٹ کر رہیں ہیں کہ امام فخر الدین رازی کو  
علوم عربیہ کی لیاقت تھی یا نہیں اگر لیاقت تھی تو یہی دل ما عا  
اور اگر نہ تھی تو جو کچھ مولوی صاحب نے اُن کے حق میں فرمایا  
ہماری طرف سے یہی پیش ہاد مگر اس قدر تو شاید جناب مولوی  
صاحب بھی تسلیم فرماتے ہونگے کہ بطور استعارہ کے مرتفع چیزوں پر  
سماء کا اطلاق ہو سکتا ہے پس اس قدر ہم یہی کہتے ہیں کہ اُنہو  
پھر سماء کا اطلاق ہو سکتا ہے \*

یہ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہر جگہ سماء اور سموات کے معنی  
اوپر کے یا اُپر کی چیزوں کے اور ہم تو خود سماء کا اطلاق متعدد چیزوں  
پر اس لئے ثابت کرتے ہیں کہ اُن میں سے جوں سی چیز مقتضائے  
مقام ہو اور سیاق و سباق عبارت سے پائی جاوے وہ مراد لیجاوے  
کہ نہ یونانیوں کی تقلید سے ہر جگہ وہی فرضی غیر واقعی جسم  
مراد لیا جاوے جو محض غلط و خلاف واقع ہے \*

ہم کہہ رہے مولوی محمد علی صاحب کا اور نہ اور کسی تحریر کا  
جواب لکھنا مقصود ہے اس مقام پر اتفاقیہ چند باتیں تقریر کے پھر  
میں آگئیں پس ہم نے اُن کی بہت سی بیجا اور غیر صحیح باتوں سے  
جو تعرض نہیں کیا تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن کو تسلیم کیا  
ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ پیغامندہ اوقات ضایع کرنے سے کیا  
قائدہ ہے \*

اب ہم آئندہ بیان کریں گے جو کچھ ہم نے بیان کیا کوئی آپس  
قرآن مجید کی اُس کے برخلاف نہیں ہے \*

(باقی آئندہ)

بمقام علیحدہ — مطبع علیحدہ انٹرنیشنل پریس میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

#### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجنا چاہئے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

#### تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۸۲

## مسلمان یارقند

مسٹر واپرٹ شا صاحب یارقند اور اُس کے گودنواح کے ملکوں کا حال دریافت کرنے کو سنہ ۱۸۶۸ع میں اُس طرف گئے تھے اور اُنہوں نے اپنے سفر کا حال ایک کتاب میں لکھا ہے جو سنہ ۱۸۷۱ع میں لندن میں چھپی ہے۔ اُس کتاب سے اُس نواح کے مسلمانوں کا حال انتخاب کرکے ذیل میں لکھتے ہیں اور اس انتخاب کے لکھنے سے ہمارا مقصد اپنی قوم کو در باتوں سے متنبہ کرنا ہے ایک یہ کہ ہماری قوم جو ہندوستان میں رہتی ہے وہ سمجھے کہ اُسے کس قدر حد تک ہندوؤں کی سیکھ لی ہے اور کھانے اور پہنے اور غیر قوموں سے ملنے میں ایک خیالی وہم اور چھوٹ چسکی اصل نہ شرع میں ہے اور نہ اُن ملکوں کے رہنے والے مسلمانوں میں ہے اختیار کی ہے دوسرے اسباب پر افسوس دلاتا ہے کہ ہمارے قوم کے لوگ کیا ہندوستان کے رہنے والے اور کیا اُن ملکوں کے رہنے والے کسے بے علم اور واقعات تاریخی سے جو دنیا میں گذرے ہیں کس قدر بیخبر اور اہمیات زنگ اور بیہودہ کہانیوں پر یقین اور اعتبار کرنے والے ہیں جس سے اُن کی نادانی بے علمی بھری ہوئی ہے \*

## انتخاب سفر نامہ رابرٹ شا صاحب

صاحب موصوف نے کانگڑہ سے اپنا سفر شروع کیا اور جب وہ شہر ایبہ میں پہنچے جو لداح سے آگے جانب شمال میں واقع ہے تو وہاں کے لوگوں کا حال اُنہوں نے اس طرح پر لکھا ہے :-  
وہ لکھتے ہیں کہ جب میں ایبہ میں پہنچا تو میں نے تبت کے باشندوں کے چال چان اور رسم و رواج کو فوراً تحقیق کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب کہ میں پہلے پہل شہر کی سیر کو نکلا تو وہاں کے لوگوں کے حالات دریافت کرنے کا جو جوش تھا وہ سب جاتا رہا اور اُس کے موص میں ایک دوسری بات کا شوق دل میں اُٹھا کیونکہ جو لوگ اُس ملک میں تھے یعنی تبتی اُن سے بالکل مختلف قسم کے لوگ تو کی ہزار میں چلتے پھرتے یا خاموش قطاروں میں بیٹھے ہوئے نظر آئے اُن کے سروں پر بڑے بڑے سفید عمامے تھے لہٰذا ڈاڑھی اور چنہ زمین تک انہیں سامنے سے کھلا ہوا نیچے صدفی پہنے تھے اور پاؤں میں کالے چمڑے کے موٹے موٹے برت تھے اس سب باتوں سے اُن کا ایک رعب داب معلوم ہوتا تھا اور اُن کا برتاؤ نہایت شستہ تھا جس سے لوگوں کے دل میں اُن کا ادب پیدا ہوا اُن میں ہندوستانیوں کی سی خردامد نہ تھی اور نہ تبتیوں کی سی ثقالی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ گریا ہندوؤں کے بیچ میں آدمی ہیں جب میں اُن سے ملتا تو اُنکا مزاج

بالکل خوف ناک نہ پایا جیسا کہ اُن کے ہوموطنوں کا سنتا تھا وہ لوگ ہمارے خیمہ میں آکر بیٹھتے اور ہنرمند مترجم کے دوستانہ بات چیت کرتے تھے اور نہایت مزے سے ہماری چام پورنک پورنک کر جوہرہ جڑ کر پیتے تھے پر خلاف ہمارے ہندوستان کے ڈیوک مسلمانوں کے جو اس قدر ہندو ہو گئے ہیں کہ ایسا کرنے سے اُن کی ذات جاتی رہتی ہے ہماری مہمان دراصل یہاں اچھے لوگ تھے ہنسی مذاق سے خوش ہوتے اور چراب بھی مذاق کے ساتھ دیتے تھے آزادی کے ساتھ گفتگو کرتے مگر کبھی حد مناسب سے تجاوز نہیں کرتے تھے ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بھی عزت کرتے ہیں اور جس سے گفتگو کرتے ہیں اُس کی بھی قدر و منزلت کرتے ہیں جب رخصت ہوتے تو مردہ طور پر سلام کرکے رخصت ہوتے رنگ میں اہل یورپ سے کچھ کم نہیں ہیں لال ہونٹ اور گلاب کے رنگ کا سا چہرہ ہوتا ہے جب ہم پہلے پہل وہاں پہونچے تھے تو ایک شخص صدمہ پوراک اور اونچی ایڑی کا جوتہ پہنے ہوئے ہمارے پاس آیا اُس کی ڈاڑھی اور مچھروں کے بال بھورے تھے اور چہرہ بہت گورا اور صاف تھا اُس نے مجھ کو اس طرح سے دیکھا جیسے انگریز دیکھتے ہیں میں نے اُس کو انگریز سمجھا کر اُس سے بات کرنا چاہا تھا نہ اتنے میں وہ مرد کر میرے مسلمان نوکروں کے پاس جا بیٹھا معلوم ہوا کہ یارقند کا رہنے والا ایک حاجی تھا جب ہم روکشیں میں پہونچے تو وہاں کے مسلمانوں سے قرآن و مذہب کی نسبت بہت سی گفتگو ہوئی عیسائیوں کو وہ نصاریٰ کہتے ہیں اور مسلمانوں کی بد نسبت کچھ ہی کم سمجھتے ہیں کیونکہ عیسائی اہل کتاب ہیں اور اُنکے لیٹے توریت موسیٰ اور زبور داؤد اور انجیل عیسیٰ پہونچے گئی ہے اور اُن کے خاص پونچر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام درجہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ہیں ہندو اور اور بت پرستوں کو ایسا نہیں سمجھتے اسی مقام پر محمد نذر سے جو یارقند کا ایلچی ہندوستان میں آیا تھا ملاقات ہوئی اُس نے اور اُس کے ہمراہیوں نے میرے ساتھ چام پی اور رخصت ہوئے \*

جب مسٹر شا صاحب چنگ چیموں میں پہونچے تو وہاں یہ بات دریافت ہوئی کہ گرد نواح کے ملک میں جس قدر چاول ایک بکرے پر لد سکتے ہیں اُن کی قیمت میں آٹھ توارہ سونا یعنی بارہ پونٹ کی برابر ملتا ہے جس کے ایک سو بیس روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہیں اسی طرح سفر کرتے ہوئے مقام شہیداللہ پر پہونچے جہاں ایک چھوٹا سا قلعہ ہے اور شا صاحب کے آنے کی خبر سنکر شاہ یارقند نے چند سپاہی اور اسر ایک مہینہ پہلے سے وہاں متعین کر رکھے تھے وہ لوگ مسٹر شا صاحب سے نہایت دوستانہ طور پر ملے

پوشی کی وجہ سے تھی کہ اُن کی بیوی نے وفات پائی تھی اُن کے ماتم میں وہ سیاہ پوش تھے \*

یار قند کے قریب سڑکوں اور پرانے پلوں کی مرمت کرائی گئی تھی اور نہروں اور چھوٹی چھوٹی ندیوں پر نئے پل بنائے گئے تھے صاحب لکھتے ہیں کہ مجھ کو اس قدر اپنی قدر و منزلت کی ہرگز اُمید نہ تھی یار قند والوں نے میرے منشی دیوان بخش سے پرچھا تھا کہ جب کوئی معزز مسافر آتا ہے تو اُس کی آمد میں کیا اہتمام ہوا کرتا ہے منشی نے معمرانی طیاریاں سڑکوں کی مرمت وغیرہ جو یہاں ہوا کرتی ہیں بیان کی تھیں اسپر اُنہوں نے ایسی طیاریاں کیں کہ پلوں کے پرانے شہتیر بھی بدارا دیئے تاکہ شا صاحب کے ساتھ جو سوار آویں تو اُن کے گھوڑوں کی ٹاپوں کے صدمہ سے وہ پرانے شہتیر ٹرت نہ جاویں شا صاحب اس بات کا اقبال کرتے ہیں کہ سب طیاریاں جو اُن نے لیئے ہوئیں اور اس قدر اُن کی قدر و منزلت جو ہوتی تھی اُس کا اُنہیں بار گذرتا تھا وہ کہتے ہیں کہ ہر ہستی میں اُس ضلع کا حاکم میرے استقبال کے واسطے آتا تھا جب مقام کارغلی تین میل کے فاصلہ پر رہا تو وہاں کا بیگ مجھ سے ملنے آیا اور نہایت خاطر داری سے ملا چند درختوں کے سایہ میں فرش بچھوا کر دسترخوان بچھایا گیا اور اُس پر سوپا اور پلاز اور بڑی بڑی روٹیاں اور میرے چنے گئے سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا بعد کھانے کے لوگوں نے طہر کی نہال بڑھی اسی جگہ ایک پھارا کے حاجی سے ملاقات ہوئی اُس نے ہندوستان عرب اور روم تک کا سفر کیا تھا اُس سے فارسی میں بہت گفتگو ہوئی دو گھنٹہ تک میرے پاس بیٹھا رہا چاند پیتا جاتا تھا اور سفر کا حال کہتا جاتا تھا \*

شا صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہم لوگ مقام نکلا کے ریگستان میں پہنچے تو یوزباشی نے وہاں کی ایک روایت اس طرح پر بیان کی کہ یہاں کافر آباد تھے ایک بزرگ مہدی شاہ جلال الدین صاحب نے اُن کے دہرو اسلام کا وعظ کیا اُنہوں نے اس شرط پر مسلمان ہونا قبول کیا کہ اُن کے مکان سونے کے ہو گئے مگر وہ سب کافر اپنے افراد سے بڑھی اُن کے سب مکان سونے کے ہو گئے ہم چاہتے تھے وہ ہمیں مل گیا اب ہم پھر گئے اور کہا کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ ہمیں مل گیا اب ہم کیوں مسلمان ہوں وہ بزرگ یہہ سنکر چلے گئے زمین سے ریت اُبلے اور کانروں کے تمام مکان وغیرہ اُس میں غرق ہو گئے یہاں کے خزانوں کی بہت جستجو کی گئی مگر کوئی ایسا چاند ہی نہ جو کوئی اس ریگستان میں پھرتا ہی وہ ہلاک ہو جاتا ہی \*

شا صاحب کہتے ہیں کہ اگر میں ایلچی ہوتا تو اس سے کچھ زیادہ میری خاطر داری نہ ہوتی بلکہ میں اُن لوگوں کا دوست اور

اُن کے ساتھ چل پھرتا کھانا کھاتا شا صاحب نے بھی ایک روز اُن کی دعوت کی اُن لوگوں نے شا صاحب کے آنے کی خبر یارقند کو بھیجی اور جب تک یارقند سے روانگی کی اجازت نہ آئی وہیں ٹھہرے رہے مگر اُس قیام کے عرصہ میں انڈر آدمی یارقند سے شا صاحب کی صدارت کے لئے آتے جاتے رہے اور نہایت خاطر داری کے ساتھ اُن کو وہاں رکھا آخر کار جب اجازت روانگی کی آئی تو سب لوگ روانہ ہوئے راستہ میں اہلکار شا صاحب کے استقبال کے واسطے آتے تھے جب کہ یارقند کے قریب پہنچے تو ایک اہلکار جس کو مہماندار کہتے ہیں پیدھرائی کر آیا اور تعظیم و تواضع کے ساتھ ملا مہماندار نے اپنے ہمراہوں کو سواری پر سے اتار کر شا صاحب کے ملازموں کو جو پیادہ تھے سرد کر دیا اور نہایت ٹپاک سے شا صاحب کی مزاج کی خیر و عافیت پرچھی اور مصافحہ کیا اور اُن کے گھوڑے کی پرانے اپنا گھوڑا کر کے ساتھ ساتھ آئے کو چلا ایک سوار سب سے آگے گھوڑا دوڑاتا اور بتدرق چھوڑتا جاتا تھا یہہ گویا شا صاحب کی تعظیم کے لئے سلامی کی خانہ ہوتی جاتی تھی کچھ تھوڑے سے آگے بڑھنے پر ایک اور جماعت ملی جو شا صاحب کے استقبال کے لئے تھوڑی دُور تھی اُن سے ملکر اور اُن کے ساتھ چل پائی پھر آگے بڑھے تب یوزباشی وزیر یارقند کا بھائی آکر ملا اور شا صاحب سے راستہ کی خیر و عافیت پرچھی مقام شہید اللہ میں جو اُن کو بہت دنوں تک ٹھہرنا پڑا تھا اُس کی معذرت کی آخر کار اُسی روز سے پھر کو شا صاحب یوزباشی کے خیمہ میں اُس سے ملنے کو گئے اُس نے بہت اعزاز کے ساتھ قالین پر بٹھایا چاند منگوائی دسترخوان بچھوایا جب شا صاحب اُس سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں آئے تو تھوڑی سی دُور بعد یوزباشی اُن سے ملنے کو آیا اُنہوں نے زرد رنگ کی ریشمیں کشمیری پگڑی یوزباشی کی قدر کی \*

اندر راہ میں ایک روز وزیر نے یوزباشی کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں مہمان یعنی شا صاحب کی خیر و عافیت دریافت کی اور لکھا کہ اُن کے لئے کسی بات کی دقت یا کوتاہی نہ ہو اسی طرح ہر روز قاصد آتے جاتے رہے جو ہر مرتبہ مدد اور کیا خدمت پہنکر آتے تھے شا صاحب اپنی ایسی عزت اور توقیر دیکھ کر نہایت خرم ہوئے حقیقت یہہ تھی کہ والی ملک اپنے مہمان کے قریب پہنچنے کی خبر سن سنکر اس قدر خوش ہوتا تھا کہ قاصدوں کو انعام اور خدمت دیتا تھا جب کسی قدر اور یارقند کے قریب پہنچے تو ایک جماعت سواروں کی ملی جن کا سردار سیاہ پوشاک پہنے ایک مشکلی گھوڑے پر سوار تھا یوزباشی نے شا صاحب سے کہا کہ یہہ بیگ یعنی حاکم سنجر آپ کے استقبال کے واسطے آیا ہے جب نزدیک پہنچے تو یوزباشی نے شا صاحب اور بیگ سے ملاقات کرائی دونوں باہم گلے ملے اور نہایت تعظیم اور تواضع کے ساتھ بات چیت ہوئی بیگ کی سیاہ



میرے یارقند میں پھونچنے سے پہلے میرے واسطے میز اور کرسی  
تیار کرائی گئی تھی کئی دن کے بعد میں پھر شافروں کی ملاقات کے  
لیئے گیا اور وہ اسی طرح عزت اور خاطر سے پیش آیا ایک ریشمین  
چمکے منایت کیا اُسکے بعد پھر کئی مرتبہ چمکے اور گویاں وغیرہ مجھکو  
بھیجیں \*

یارقند میں کافروں کے لیئے حکم ہی کہ پگڑی نہ باندھیں اور  
کمر میں ایک سیاه توری باندھے رہا کریں مگر میرے ہندو نوکروں  
کو مسلمانی پوشاک پہننے کی اجازت تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ  
بات میرے حال پر نہایت بڑی مہربانی ہونے کے سبب سے تھی \*

ایک روز میرا منشی شافروں کا ایک رتہ لیکر آیا جس میں اس  
بات کی حکایت تھی کہ تمہارے نوکروں نے دہلیہ کے لیئے کچھ جنس  
بازار میں فروخت کی ہم سے دہلیہ کیوں نہ طلب کیا اسیکے ساتھ یہ  
بھی لکھا تھا کہ بدخواہ لوگ کہیں گے کہ ایک مہمان انگریز کی  
مہانداری کی نسبت مناسب توجہ نہیں ہوتی تب میں نے اپنے منشی  
کو اُن کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کچھ کپڑا بیٹے نوکروں کے لیئے  
خریدا تھا اس پر وزیر نے کہا اگر یہ بات بادشاہ کے کان تک پہنچ  
جاوے تو مجھپر حد سے زیادہ عتاب ہو \*

ایک روز مسلمان کے دنوں میں میں وزیر کی ملاقات کو گیا اُس  
روز وزیر صاحب نے اپنے ہاتھ سے میرے لیئے چائے تیار کی ایک دن  
یرزباشی نے مجھ سے کہا کہ آپ یہاں کرٹی چیز ہرگز نہ خریدیں میں نے  
کہا کہ تہری تہری سی چیزوں کے مانگنے میں مجھکو شرم آتی ہی  
یرزباشی نے کہا کہ جو چیز آپ کو درکار ہو خواہ وہ ہزار طلا کی ہو  
خواہ ایک پھول کی اُس کے مانگنے میں ہرگز شرم نہ کیجیئے شافروں  
کو میں نے ایک ملاقات میں ایک ہندو رانگل اور ایک دیوالور اور  
ایک ریشمین پگڑی اور کچھ کپڑا اور ایک سو بیس پوتے چم تفریح  
جس کو اُنہوں نے نہایت خوشی سے قبول کیا جب ہمارا بڑا دن قریب  
آیا تو میں نے اپنے نوکروں کو گھر سے خریدنے کے حکم دیا مگر شافروں  
کے ہاں سے پہنچا آیا کہ آپ بازار سے کچھ نہ خریدیں سب چیزیں  
مہیا ہو چارینگے بڑے دن کو شافروں نے ایک بڑا ہماری دستور خوان  
اور دو ریشمین چمکے اور ایک توبی بھی بھیجی وزیر نے میری تفریح  
کے لیئے گانے بجانے والے بھی متعین کیئے تھے \*

ایک روز میں نے اپنے دوستوں کی دعوت کی جس میں میرا منشی  
دیوان بخش اور یرزباشی اور مہماندار اور چار پنچا باشی شریک ہوئے  
اُن لوگوں نے پہلی دوپہر کا ٹکڑہ نمک کے ساتھ کھار روزہ کھڑا پھر  
کھانا کھایا کمرانے میں کچھ انگریزی اور کچھ اُنکا کھانا تھا یرزباشی  
کو احباب کی بڑی تشریف تھی کہ کونسی چیز کھائیں اور کونسی

مہربانی بھی ہوتا تب بھی اس سے زیادہ مجھ پر مہربانی نہیں  
ہو سکتی تھی ایک روز یرزباشی نے مجھ سے کہا کہ اے صاحب  
اگر آپ رنگی نہرتے تو ہم اور آپ بھاٹی ہوتے اور ایک ساتھ رہتے  
یارقند سے تین میل دورے دوسرا یرزباشی نہایت زرق برق پوشاک پہنے  
ہوئے تیس سواریوں کے ساتھ مجھ سے ملنے کو آیا میں اور وہ دونوں  
گھوڑوں پر سے اُترے اور مشرقی ملکوں کی رسم کے مطابق گلے ملے  
یرزباشی صاحب نے اس زور سے میرا گلہ دیا کہ میرا دم کھٹکے لگا اور  
کچھ د عانیہ مزاج کی پرجھی پور گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں  
داخل ہوئے دونوں یرزباشی میرے درتوں پہلوں میں چلتے تھے جب  
شہر کے اندر پہونچے تو ایک ایسے مکان میں جسکو قالین اور فرش  
پچھا کر عرب آراستہ کر رکھا تھا اور آگ روشن کر رکھی تھی مجھکو  
اُنارا اور یرزباشی نے کہا کہ یہ مکان آپ کا ہی آپ آرام فرمائیئے اُس  
کے بعد دسترخوان پچھا کھانے کے بعد شافروں یعنی وزیر کا بھاٹی  
مجھ سے ملے آیا میں نے اپنی خاطر داری کی نسبت مہربانی ظاہر کی  
اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے مہمان کی ہم کتنی ہی تہنیم اور  
تواضع کریں کسی طرح کافی نہیں ہو سکتی اُس کے داس جانے  
پر تہری دیر بعد میں شافروں یعنی وزیر سے ملنے کو گیا جب اُس کے  
مکان پر پہونچا اور وزیر سے آنکھیں چار ہوئیں میں نے جھک کر سلام  
کیا وزیر وہاں سے اُٹھ کر دروازہ تک آیا اور مجھ سے ملا اور میرا  
ہاتھ پکڑ کر اندر لیکھا اور آتش خانہ کے قریب اپنے مقابلہ میں مسند  
پر بٹھایا نہایت خاطر کی اور بہت سی باتیں بدھیں میرے آنے کی  
خوشی ظاہر کی اور کہا کہ سلطان درم اور انگریزوں کے باہم جو  
صحبہ اور دوستی ہی اُسکو میں جانتا ہوں اور انگریزوں کو اپنا  
دوست سمجھتا ہوں آپ نے جو اسقدر دور و دراز سفر اختیار کیا اور  
ہمارے بادشاہ سے ملنے کے واسطے ایسی تکلیف گزارا کی یہ ایک  
مدد ثبوت اُس دوستی کا ہی دوستی سے ہر ایک چیز ترقی پاتی  
ہی اور دہلی سے ملک ویران ہو جاتے ہیں میں نے ان سب باتوں کا  
متناسب جواب دیا اور کہا کہ مجھکو اُمید ہی کہ میرا یہاں آنا درتوں  
ملکوں کے باہم دوستانہ برتؤ اور آمد و رفت کا باعث ہوگا کیونکہ  
انگریزوں کا ترکوں کی نسبت ایک خیال ہی اور جبکہ اس تمام  
خاطر داری اور مہمان نوازی کا حال جو میری نسبت ترکستان میں  
ہوئی ہی ہماری ملکہ سلیم کی تر نہایت خوش ہونگی اسی گفتگو میں  
دسترخوان پچھا اور چائے میرے دیوار پیش کی گئی اُس کے بعد میں نے  
اُٹھنا چاہا مگر شافروں نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھ کر پھر مجھے بٹھا  
لیا اور اُن کے ایک ملازم نے ایک عمدہ ریشمین چمکے میرے شانوں پر  
مال دیا تب میں رخصت ہوا شافروں بھی میرے ساتھ اُٹھا اور  
مجھکو دروازہ تک پہونچا گیا \*



معلوم تھا جو اپنے مختلف رنگوں کی پوشاک کے باعث سے زندہ تصویروں کی مانند معلوم ہوتے تھے دروازہ کے اندر پھونچکر کئی بڑی بڑی تیرہریوں میں سے گذرا ہر ایک تیرہری پر عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے پھر کے سپاہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی اُس عمارت کے جزر ہیں اُن کے سوا اور ارگ قطار کی قطار ریشمین لباس پہنے بیٹھے تھے اُن میں جو لوگ کچھ اعلیٰ درجہ کے تھے اُن کی پوشاک اوروں سے زیادہ عمدہ تھی پہلے پہل میں نے کایک قدم کے سپاہی دیکھے جنکے پاس تیر و کمان و توش تھا اندر کے صحن میں چند چیدہ مصاحب نظر آئے یہاں سوائے ایک یوزباشی کے جو تل میزے پاس گیا تھا اور کوئی میرے ہمراہ نہ رہا میں ایک دالہ میں سے گذر کر ایک دروازہ میں گیا پھر ایک کونہڑی میں سے ہو کر دربار کے کمرے میں پہونچا اس کمرے میں درخت کے قریب ایک شخص کمرے تنہا بیٹھا پایا میں نے قیاس سے جانا کہ یہی بادشاہ ہی تب میں اکیلا آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا تو بادشاہ اپنی مسند سے گھٹنوں تک اُٹھے اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھائے میں نے ترکوں کے دستور کے موافق مصافحہ کیا اور اُنکی اجازت سے اُنکے روبرو بیٹھ گیا پھر حسب قاعدہ مزاج پرسی کے لیے اُٹھا مگر بادشاہ نے اُٹھنے نہ دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زیادہ تر اپنے قریب کر لیا پھر میری مزاج پرسی کی اور فرمایا کہ اُمید ہی کہ سفر آرام ہوا ہرگا اسکے جواب میں میں نے منہ کیا کہ میں فارسی زبان بھڑبی نہیں جانتا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ بھڑبی سمجھ میں آتی ہی اس کے بعد ایک لمحہ خاموشی رہی میں منتظر تھا کہ بادشاہ کچھ فرمادیں اور بادشاہ منتظر تھے کہ یہ کچھ کہے آخر کار بادشاہ نے انگریزوں کی طرح مرسوم کی گفتگو شروع کی میں نے اُسکا مناسب جواب دیا اور یہ کہا کہ میرے ہموطنوں کو احبات کے سہ سے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہی کہ ہمارے دوست سلطان روم اور اُن کی رعایا کے بہائیوں نے اہل جنوں کو نکالکر جن کے ساتھ ہماری قین لڑائیاں ہرچکی ہیں توستان میں ایک نئی سلطنت قائم کی ہی اور اپنی نسبت میں نے یہ کہا کہ مجھے لات صاحب نے نہیں بھیجا ہی اور نہ کوئی خط دیا ہی میں صرف آپ کے نام کی ہدایت سنکر اپنی خوشی سے آیا ہوں بادشاہ میری باتیں سنکر سہلاتے جاتے تھے پھر فرمانے لگے کہ جب میں نے یہ خبر سنی کہ شا صاحب درستی کی نظر سے میری سلطنت میں آتے ہیں مجھکو بڑی خوشی ہوئی لات صاحب تو بہت بڑے شخص ہیں میں اُن کے مقابلہ میں حقیر اور ناچیز ہوں میں نے جواب دیا کہ لات صاحب تو بڑے ہیں مگر ہماری ملکہ جو اُن کی آقا ہیں اُن سے بھی بہت بڑی ہیں اس پر بادشاہ میری طرف دیکھنے لگے تب میں نے کہا کہ

کہ کہانیوں کیونکہ تم بھٹ کشمیری اور ہندوستانیوں نے جو شاہ یارقند کے ملازم تھے ترکوں سے ہماری شکایت کی تھی اور یہ کہہ دیا تھا کہ سوائے سرور کے گوشت کے یہ اور کچھ نہیں کھاتے ہیں کسی مسلمان نہ اُنکے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہیئے اس لیے یوزباشی نے میرے اور مہمانوں سے کہہ رکھا تھا کہ منشی پر نظر رکھو جس چیز کو وہ تلے اُسکو ہاتھ نہ لگائیو مجھکو اس بات کی کچھ خبر نہ تھی بعد کو خبر ہوئی پھر میرے منشی نے اُنکو سمجھا دیا کہ رزیک انگریز کبھی کبھی سرور کا گوشت کھاتے ہیں شا صاحب کو میں نے کبھی کھاتے نہیں دیکھا اس بات سے سب خوش ہو گئے \*

شاہ یارقند کاشغر میں تھے وہاں میرے آنے کی خبر بھیجی گئی اور جب تک مجھے وہاں جانے کی اجازت نہ ملی میں یارقند میں رہا جسوقت اجازت آئی وزیر صاحب نے مجھے سے دریافت کرایا کہ بادشاہ کی نذر کے واسطے اگر کچھ چیزیں درکار ہوں تو ہم پہونچادی جاویں میں نے کہلا بھیجا کہ سب آپ کی نرازش ہی میں بادشاہ کے حضور میں وہی چیزیں نذر گذراننا چاہتا ہوں جو خاص میری اور میرے ملک کی ہیں اس پر بھی وزیر نے یوزباشی کی معرفت کچھ روپیہ اور چند خلعت میرے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے اہلکاروں کو دینے کے لیے لیتے جائیئے اتفاق سے میری گھڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا تھا تو میں نے ایک شیشہ منگوا دیا تھا مگر وزیر صاحب نے بجائے شیشہ کے اپنی گھڑی میرے پاس بھیجی تھی اب جرمیں کاشغر کو جانے لگا تو وہ گھڑی میں نے اُنکے پاس واپس بھیجی وزیر صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ گھڑی مجھے پھر دیکھو گے تو میں سخت ناراض ہونگا جو چیز میرے پاس سے جاتی ہی وہ پھر نہ لے آتا کرتی اگر شا صاحب اس کو اپنے لایق نہ سمجھیں تو اور کسیکو دیدیں آخر کار یارقند سے کاشغر کی طرف روانہ ہونے کا سامان درست ہو گیا اور صبح کے وقت نہایت عمدہ عربصورت گھڑا داہ خواہ یعنی وزیر کے اصحاب سے ملے سواری کے لیے آیا اور میرے سب ترکوں اور اسباب کے واسطے بھی گھڑے ملے اور وہاں سے روانہ ہوئے محمد اسحاق جان ہواد داہ خواہ شہر کے دروازہ تک مجھے رخصت کرنے کو میرے ساتھ آیا کاشغر میں پہونچنے کے بعد میں نے اُن سب چیزوں کی درستی کی جو بادشاہ کی نذر کے لیے میں لیکھا تھا اور اُن کو کشتیوں پر رکھا قریب نو بجے صبح کے بہت سے اہلکار مجھے بلانے آئے اور میں اُن کے ساتھ بادشاہ کی ملازمت کے لیے چلا میرے ہمراہ دو یوزباشی اور معصوم باہی وغیرہ تھے اور تیس یا چالیس آدمی نذر کی چیزیں لیتے ہوئے تھے میں جس مکان میں نروکش تھا اُس کے دروازہ سے بادشاہی محل کے دروازہ تک ایک چوتھائی میل کا فاصلہ تھا سڑک کے دونوں طرف لوگوں کا

ہی اور اُسکی نسبت یہی یا اسی قسم کی کہانی مشہور ہی تہنگانیوں کی روایت سے یہی بیان مذکورہ کی تصدیق ہوتی ہی وہ لوگ کہتے ہیں کہ تیمور لنگ کے کچھ سپاہی اُس ملک میں رہ گئے اور ہم انہیں کی اولاد ہیں ( لیکن تیمور لنگ کیہی اُس ملک میں نہیں گیا ) جب مشرقی ترکستان کا تذکرہ چلا تو لوگوں نے بیان کیا کہ چار ہزار اسی برس اب سے بیشتر اس ملک کے باشندے کافر یعنی بت پرست تھے حضرت سلطان نامی ایک بادشاہ پیدا ہوا اور اُس نے سب کو مسلمان کیا میرے منشی نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ اُس کو کس نے مسلمان کیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ خود مسلمان ہوا منشی نے کہا نہیں نہیں کوئی اُستاد اُس کا ہرگا میتے منشی سے کہا جب دھو یہہ لوگ جس طرح پو کہتے ہیں کہتے دو جب تم نے ان لوگوں سے یہہ سنا کہ تین ہزار برس تمہارے پڑھپڑ صاحب سے بیشتر مسلمان بادشاہ حکومت کرتے تھے تو ان سے تاریخی واقعات کی مصیبت کی کیا امید ہی اسپر یوزہا ہی اور اُس کے معصوم نے اپنی بادشاہت کا مقابلہ کیا اور دیکھا تو منشی کی بات صحیح تھی اور پھر بیان کیا کہ حضرت سلطان کافر بادشاہ تھا اُس کو عبدالنصر سامانی بغداد کے ایک مولوی صاحب نے مسلمان کیا ہی جب سلطان بچہ تھا اُس وقت میں اُس کے باپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسلمان ہوگا اُس پر اُس کا ارادہ اپنے بیٹے کے قتل کرنے کا ہوا لیکن جب اپنی بی بی سے مشورہ کیا تو اُس نے کہا کہ ابھی قتل سے کرو پہلے اس کا امتحان کرار یعنی بتکدہ میں لیجھا کر وہ ہمارے طریقہ پرستش کو قبول کرے تو زندہ رہنے دو ورنہ قتل کر ڈالو آخر لڑی یعنی سلطان کو پس کے سامنے لیگئے وہ اُس کی پرستش میں شریک ہوا اسی لئے اُس کو قتل نہیں کیا گیا لیکن جب مسلمان اُستاد کی تعلیم اُس کو خفیہ ہوئی تو وہ اپنے دل میں یہہ متوہد ہوا اور جب اُس کے باپ نے ایک مندر بنانے کا اُس کو حکم دیا تو وہ اُڑ بھی زیادہ تر متوہد ہوا اُس نے اپنے اُستاد سے مشورہ کیا درویش نے کہا کہ اپنے باپ کی اطاعت کرو مگر دل میں یہہ سمجھو کہ مسجد بنوا رہے ہیں جب کہ تمہارا مقصد نیک ہوگا تو صرف بتخانہ کے نام سے کچھ نقصان نہوگا جب وہ مندر بنوا چکا تو ایک اور بھی بڑی مشکل پیش آئی یعنی اُس کے باپ نے اُسی مندر میں ایک بت نصب کیا اور اُس کی پرستش کا اُس کو حکم دیا اُس درویش نے مثل پوشتو کے پھر اُس نوجوان مسلمان کو سمجھا دیا کہ کافروں کے دو پرچوں پر اللہ کا نام لکھ کر اپنے ہاتھوں کی گھائیوں میں رکھو جب بت کے سامنے ہاتھوں پر سر رکھ کر سجدہ کروگے تو وہ خدا کی عبادت ہوگی کہ اُس بت کی چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا ہی اور ان تدبیروں سے اُس کا نیا عقیدہ بھی درست رہا اور

مجھکو اُمید ہی کہ ان دونوں قوموں کے باہم دوستی اور مصیبت مستحکم ہوجاویگی اور دوستی کے فرمیان بڑائی چھٹائی کی کچھ بھٹ نہیں ہوتی پھر میں نے عرض کیا کہ میں اپنے ساتھ انگلستان کی چند ہندوئیں بطور نمونہ حضور کی نذر کے واسطے لایا ہوں اُمید ہی کہ وہ قبول فرمائی جارہیں بادشاہ ہنسے اور فرمایا کہ ہم تم تو درست ہیں ہمارے تمہارے بیچ میں نذر نذرانہ کی کیا ضرورت تھی تمہارا عزیزیت سے پھر چھٹنا ہی بڑی خوشی کی بات ہی اسی کے ساتھ بادشاہ نے اپنے دونوں ہاتھ کی انگشت شہادت کو جوڑ کر تیرہی کر کے اظہار دوستی کیا اور میرے رخصت ہونے کے وقت بادشاہ نے فرمایا کہ چند روز آرام کر کے سب مقاموں کو دیکھو اس جگہ کو اور جو کچھ اس میں ہی سبکو اپنا سمجھو اب تیسرے روز پھر ہم سے اور آپ سے ملاقات اور بات چیت ہوگی پھر خدمتگار کو اشارہ کیا اُس نے ایک سائن کا جھنڈا لاکر میرے شانہ پر ڈالا اسکے بعد ٹھاپی مہربانی سے بادشاہ نے مجھکو رخصت کیا \*

پچیسویں جنوری کی شام کو مجھ سے یوزہا ہی سے ملاقات ہوئی یہیں کاشغر میں معصوم بھی ہوا یہاں کے لوگوں نے حضرت سکندر یعنی سکندر اعظم کی نسبت عجیب واقعات بیان کیئے یعنی اُن کی دارالسلطنت سمرقند میں تھی اور انہوں نے ملک چین پر اس غرض سے کہ وہاں کے لوگوں کو دین اسلام کی طرف پھیریں کوچ کشی کی راہ میں ایک مقام پر اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص اس جگہ ایک ایک پتھر رکھدے وہاں ایک بڑا ڈھیر پتھروں کا ہو گیا جب چین میں پہنچے تو شاہ چین نے اُن کی اطاعت قبول کی اور بغیر مقابلہ خراج گزار ہو گیا سکندر کے سپاہیوں نے اُس ملک کی سورتوں سے شادی کی اور حضرت سکندر نے اس مہم کے مطالب کو پورا کر کے اللہ اکبر کہا اور وہاں سے کوچ کیا جب پتھروں کے اُس اظہار کے پاس آئے جو سپاہیوں سے جاتے وقت جمع کرایا تھا تب حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک پتھر اُٹھا لے سب نے ایک ایک پتھر اُٹھالیا لیکن ہزار ہا پتھر وہاں پر باقی رہ گئے اُن پتھروں کے شمار کرنے سے تعداد اُن سپاہیوں کی معلوم ہوئی جو چین میں اپنی چینی بیبیوں کے ساتھ وہ گئے اُن لوگوں سے دو قریب پیدا ہوئیں ایک تہنگانی جو مسلمان ہیں ( تہنگانی ترکی لفظ ہی اس کے معنی ہیں وہ جانا ) دوسری کالک جو اب بھی چین کے راستہ کے قریب ملکوں میں بستی ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ حقیقت میں یہہ داستان تاتار کے فتھیابوں میں سے کسی کی ہی لیکن عام غلطی سے سکندر کے ساتھ منسوب کیا گیا ہی شمالی تاتار میں ایک میدان ہی جو ستش کے نام سے مشہور ہی اور اُس میں اب بھی ایک بہہ بڑا اظہار پتھروں کا موجود

جاتی اور ہندوستان میں جب انگریز قہ سے پہلے ہات کھتے ہیں تو تم اختیار نہیں کرتے مگر دیکھو کہ ہندوستان سے نکلتے پہلے ہی قدم پر ایک شخص مسلمان ملک میں خود تمہیں کو ایسے تعصبات کے نہونے پر تعجب ہوتا ہی یہی حال تمام دنیا کا ہی منشی نے اسباب کو قبول کیا اور کہا کہ میں بھی ہندوستان میں جا کر اپنی رائے تبدیل کررنگا \*

کاشغر میں پانچویں اپریل کو بادشاہ سے دوسری ملاقات ہوئی جسکا میں مدد سے منتظر تھا یعنی سہ پہر کے وقت سرکار نے آکر کہا کہ یا تو کوئی بڑا سردار تم سے باتیں کرنے کے لیے آویں گے تم ہی بادشاہ کی ملاقات کے لیے بلائے جاؤ گے میں نے جواب دیا کہ جو کچھ اتالیق غازی کا حکم ہو اس پر میں راضی ہوں بعد چند منٹ کے چور سرکار نے آکر کہا کہ طیار اور آمادہ رہو شام کو بلائے جاؤ گے اس کے جانے کے بعد دو بندرتیں میں نے صاف اور درست کیں آٹھ بجے شام کو میری طلبی ہوئی چنانچہ مجھکو لوگ محل کے سامنے سے بڑے ہوائیک میں لے گئے وہاں تو میں رکھی ہوئی تھیں ہوائیک کھل کر ہم لوگ چوک میں پہنچے جہاں چین کی لائیفیں روشن تھیں اس کے مقابلہ میں دیوانخانہ تھا جس میں نہایت عمدہ روشنی ہو رہی تھی میرا رہنما مجھکو دیوانخانہ کی سیڑھیوں پر چور کر چلا گیا میں اکیلا کمرے سے اندر گیا اتالیق غازی ایک گوشہ میں بیٹھ تھے مجھکو دیکھ کر ہاتھ بڑھایا اور پہلے کہہ کر آرام سے بیٹھ اپنے روبرو بیٹھایا بعد مزاج پرسی کے ایک ہندوستانی جمعہ دار ترجمان بتایا گیا تمام گفتگو لفظ بلفظ تو میں نہیں بیان کر سکتا کیونکہ گھنٹہ بھر سے زیادہ میں بیٹھا رہا اور گفتگو ہوتی رہی تھی خلاصہ تمام گفتگو کا یہ ہے ہی — بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملک میں آپ کے آنے سے میں اپنی بڑی عزت سمجھتا ہوں اور میں انگریزوں کے مقابلہ میں طاقتور اور مزیدار میں بہت کم ہوں میں نے جواب دیا کہ آپ کے آکر اور انگریزوں کے باہم ایسی ہی درستی ہو جانے کی مجھے اُمید ہی جیسی کہ سلطان روم اور انگریزوں کے درمیان میں ہی اور درستوں کے درمیان میں کسی پیشی کا کوئی خیال نہیں کیا کرتا بادشاہ نے کہا خدا ایسا ہی کرے اور مجھکو بھائی کہہ کر فرمایا کہ میری رعایا سب تمہاری قلم ہی جب قرب و جوار کی قومیں تمہارے یہاں آنے کا حال سنیں گی تو میری اور یہی عزت بڑھ جائیگی میں نے جواب میں عرض کیا کہ نہ مجھکو ملکہ نے بھیجا ہی نہ لات صاحب نے میں آپ کی ناموری ستر کر دیا ہوں مجھ سے آپ کو صرف اس قدر نائندہ ہو سکتا ہی کہ میں اپنے ملک اور اپنے بادشاہ کا حال بتا دوں بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہم سے اور بھی تعظیم کا کہہ کر اور فرمایا کہ میں اس سے پیشتر کہہ ہی کسی

اُس کے والدین کے دل میں بھی کسی طرح شک نہ آیا اسی عرصہ میں چالیس لاکھ امیروں اور سرداروں کے اُس نے اپنے ساتھی کرلیئے اور اُن کے ساتھ قیراندازی اور فنون سپہ گری کی مشق کی جب یہ سب سیکھے سیکھائے آدمی اُسکے قابو اور اختیار میں ہو گئے تو وہ دمستاً اپنے باپ کے روبرو آیا اور اُس کو حکم دیا کہ مسلمان ہو بادشاہ نے انکار کیا تب اُس کے ساتھیوں نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اُسکا موقعہ آسمان کی طرف کیئے ہوئے پکڑے رہے اس پر یہی وہ انکار کرتا رہا پھر اُس کو زمین پر گھڑا کیا اُس کے پانچوں تلے زمین پھٹی لگی اور وہ رفتہ رفتہ دھسم لگا تب یہی اُس کے پیٹھ نے دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی مگر اُس نے انکار ہی کیا یہاں تک کہ وہ بالکل زمین میں غائب ہو گیا اور اُس کا پیتھا یعنی سلطان بادشاہ ہوا — لوگ کہتے ہیں کہ مقام ارٹاش میں یہ جگہ اب بھی نمک کے غار کی مانند نظر آتی ہی ارٹاش کاشغر سے بیس میل شمال کی طرف واقع ہی اس ملک کا وہی پیشتر دارالخلافت تھا \*

پہلی فروری کو یروڑہی اور معصوم ہاشی نے دو پہر کے وقت میرے ساتھ پلاڑ کھایا اُس کے بعد میرے ملازم مسی کیپور نے نماز نہ پڑھی اسلئے لوگوں نے اُس کو ملامت کی اور معصوم ہاشی نے کہا کہ جو کوئی شخص کسی وقت کی نماز قضا کرے تو چوری اور چوریت اور قتل سے اُسکا کچھ ہرج نہیں ہوتا کہہ کر نے نماز قضا کرنے پر عدم فرصتی کا مدد کیا لیکن معصوم ہاشی کے اس مسئلہ پر کہ نماز سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بھٹ کی دونوں میرے منشی نے پاس گئے منشی نے معصوم ہاشی کے دہری کے برخلاف تصنیع کیا اور وہ مسئلہ اسلام کا بیان کیا جسکا پہلے مطلب ہی نہ خدا تعالیٰ کے تمام گناہ محل شراب خوراری تمار بازی وغیرہ اُس شخص کے معاف ہونگے جو برابر بلا قافہ نماز پڑھتا رہیگا اور مکہ شریف کے حج کو جاویگا لیکن انسان کے مقابلہ کے گناہ مثلاً چوری زبردستی بیروحمی وغیرہ حج کرنے سے بھی معاف نہونگے جب تک گنہگار حتی الوسع اُس کا معارضہ دیکر مظلوم سے معافی نہ حاصل کرے پس صرف نماز سے ایسے گناہ معاف نہیں ہو سکتے — اسہد منشی نے متعجب ہو کر مجھ سے کہا کہ ترک لوگ غیر مذہب والوں سے نہایت آزادی کے ساتھ ملتے جلتے ہیں میں نے کہا ہاں یہ لوگ دنیا کے اور سب لوگوں کی مانند ہیں منشی ہنسنا اور مجھ سے پوچھا کہ نہ اس کا کیا مطلب ہی میں نے جواب دیا کہ تم ہندوستان کے لوگ اپنے ملک کے پہاڑوں کے اندر بند رہتے ہو اور باقی دنیا کے انسانوں کی بہ نسبت تمہارے خیالات بالکل مستند ہو رہے ہیں صرف تمہی لوگ خواہ ہندو خواہ مسلمان اور لوگوں کے ساتھ کھانے پینے میں تعصب رکھتے ہو سوائے ہندوستان کے اور کہیں یہ بات پائی نہیں

انگریز کو نہیں دیکھا تھا کہ اُن کی طاقت اور سچائی کا حال سننا تھا  
ہوں اور مجھے یقین ہی کہ انگریزوں سے سوائے بھلائی کے کوئی مضر  
بات ظہور میں نہ آریگی میں تسکو اپنا بھائی سمجھتا ہوں جو کچھ  
تم صلاح دے وہ میں کروں میرا ارادہ تمہارے ملک میں ایلچی بھیجنے  
کا ہی تمہاری کیا صلاح ہی میں نے جواب دیا کہ آپ کا ارادہ نہایت  
مصلحہ ہی اور ایلچی بھیجنا بہت مناسب ہی پھر بادشاہ نے کہا کہ  
میں ایلچی بھیجوں گا اور اُس کے ہاتھ ایک خط اس درخواس سے  
بھیجوں گا کہ وہ اُسکو ملکہ کی خدمت میں روانہ کر دیں میں نے عرض  
کیا کہ یہ بہت بہتر تدبیر ہی بادشاہ نے پرچھا کہ کب بھیجنا چاہیئے  
میں نے کہا جب آپ کی مرضی ہو میرے ساتھ خراج مجھے سے پہلے یا  
میرے بعد روانہ فرمائیئے مگر میری رائے یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہو  
جلد کیجیئے تب بادشاہ نے فرمایا کہ میرا ایلچی بیشک تمہارے ساتھ  
جاریگا اب میں یہاں پر تمکو تین دن اور تھوڑنگا پھر یارقند کو چلنا  
پڑیگا اور ایلچی کو میں یا تو یارقند میں یا ایک حصار میں تمہارے  
سپرہ کرنا میں نے کہا بہت اچھا اگر ارشاد ہو تو جو کچھ باتیں  
اُس سے پرچھی جاویں گی وہ سب میں اُس کو بتاؤں گا اور پھر وہ  
ایلچی اُن سب امور کی نسبت حضور کی اجازت حاصل کر لیا ورنہ  
جب وہ ہمارے حاکموں کے روپرو جاوے تو گفتگو کرتے میں شاید  
اُس کو دقت پیش آوے بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں سب باتیں اُس کو  
بتا دیجیو اور کل شام کو اور پھر ایک حصار میں ہم سے تم سے گفتگو  
ہوگی اور کہا کہ ملکہ انگلستان مثل آفتاب کے ہیں جس پر اُن کی  
شعاع پڑتی ہی اُس کو گرمی پورنچتی ہی میں سردی میں ہوں اور  
چاہتا ہوں کہ اُنکی کچھ شعاعیں مجھے پر بھی پڑیں میں ایک  
چھوٹا سا آدمی ہوں چند بوسوں میں خدارند کریم نے اتنا پڑا ملک  
عطا کر دیا ہی تم آئے میری بڑی عزت ہوئی مجھکو اُمید ہی کہ تم  
اپنے ملک میں میری اعانت کرو گے جو کچھ مجھ سے تمہاری خدمت  
ہوتی ممکن ہو اُس کے لیئے ارشاد کرو اور اسطرح میرے ساتھ بھی  
پیش آنا اب کہو واپس جا کر میرا کیا حال بیان کر دے میں نے کہا  
کہو نا کہ جو کچھ آپ کی شہوت ہندوستان تک پہنچتی ہی وہ اصل  
حقیقت ہے نصف ہی یہ سنکر بادشاہ ہنسے اور مصافحہ کرنے کو  
ہاتھ بڑھایا پھر فرمایا کہ تم اپنے آدمی ترکستان میں تمہارت کے لیئے  
بھیجا کرو ملک اپنا ایلچی یہاں بھیجیوں یا نہ بھیجیں مگر خاص  
تمہارے آدمی آیا جایا کریں پھر پرچھا کہ سال بھر میں ایک آدمی  
بھیجوں گے میں نے عرض کیا کہ اگر حضور کی اجازت ہی تو ضرور بھیجوں گا  
بادشاہ نے فرمایا سب قسم کی سرداگویی کی چیزیں بھیجنا اور ہمارے  
قام خط لکھنا اور جو کچھ تمہیں ہو کار ہو ہم سے طلب کرنا تمہارے

بھیجیوں گے تمہارے کا خط ہمارے واسطے ایک نعمت ہوگا میں نے جواب  
دیا کہ بے شک اس فریاد سے آپ کی غیور و عاقبت کا حال مجھے معلوم  
ہوتا رہیگا جس سے مجھکو بڑی خوشی ہوگی میں دعا کرتا ہوں کہ  
آپ کی سلطنت صدہا برس قائم رہے انصاف اسی قسم کی گفتگو کی  
بعد میں نے چار ہی اور مجھکو خلعت مرحمت ہوا جس کے بعد کچھ  
تھوڑی سی دیر بیٹھ کر میں رخصت ہوا ایک شاہزادہ مجھکو صدر  
دروازہ تک پہنچتا گیا سب لوگوں نے مجھکو مبارکباد دی \*  
چھٹی اپریل کو بادشاہ کے ہاں سے روپیہ اشرفیاں اور کچھ سونے  
کے ریزے کاغذ میں لپٹے ہوئے سرکار لایا اور کہا کہ یہ آپ کے ذاتی  
اخراجات کے لیئے ہیں وہ سب مالیت تقسیم چھ سو نوے پونڈ یعنی  
چھ ہزار نو سو روپیہ کی تھی تھوڑی دیر بعد وہی شخص پھر آیا  
اور پینتالیس پونڈ یعنی چار سو پچاس روپیہ منشی کے لیئے لایا اور  
پھر ایک زرروزی سرخ ساتن کا چھ اور ایک ایلچی مضمحل کی تھی  
میرے لیئے اور کچھ کپڑے منشی اور اور میرے ملازموں کے لیئے آئے  
تھوڑے عرصہ بعد ایک گھوڑا نہایت عمدہ اسباب سے سجا ہوا آیا اور  
اُس کی ہاک میرے ہاتھ میں دی گئی اور دھانی پڑھی گئیں شام  
کو میں پھر بادشاہ کی ملازمت کے لیئے گیا معمولی گفتگو کے بعد  
بادشاہ نے پھر یہی کہا کہ بمقابلہ ملکہ کے جو ہفت اقلیم کی حکموں  
ہیں میری کچھ حقیقت نہیں اس کے بعد انگلستان کے ساتھ  
دوستی کا تذکرہ آیا خصوصاً میری دوستی کا بادشاہ نے فرمایا کہ جب  
میں تمہارا منہ دیکھتا ہوں میرے دل میں ایک نیک شکوں کا  
خیال پیدا ہوتا ہی میں عرض کیا کہ آپ کی بے انتہا نوازش ہی  
میں اس کا مستحق نہیں ہوں اور مجھ پر کیا منحصر ہی آپ  
میری تمام قوم اور ملکہ پر بھی ایسی ہی مہربانی فرماتے ہیں یہ  
سنکر بادشاہ نے سمجھا کہ جو چیزیں صبح کے وقت مجھے عطا فرمائی  
تھیں اُن کی نسبت گریا میں نے یہ کہا کہ وہ میری قوم اور ملکہ کے  
واسطے ہیں چنانچہ فرمانے لگے نہیں نہیں وہ سب چیزیں خاص تمہارے  
لیئے ہیں تمہاری ملکہ کے لیئے مناسب تحفہ میں بھیجا کرونگا میں  
تمہارے ملک کے دستوروں سے واقف ہوں مگر تم ہمارے دوست ہو  
ہمکو بتاؤ گے کہ ملکہ کے لیئے کیا کیا چیزیں بھیجینی مناسب ہوگی  
ملکہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہی میں نے حقیقت ہوں میں تم سے کوئی  
بات نہیں چھپاتا تم میرے ملک کے حال سے واقف ہو یہاں اُردی کبرا  
اور اسی قسم کی اور چیزوں کے سرا کچھ نہیں ہوتا پس تسکو چاہیئے  
کہ تم مجھکو صلاح دو میں نے جواب دیا کہ بادشاہوں لیئے دوستی  
اور اتحاد ایک بہت بیش بہا تحفہ ہی جو وہ آپس میں ایک دوسرے  
کو دے سکتے ہیں لیکن اگر میری مصلحت کی ضرورت ہی تو میں

جو بادشاہ نے صلا فرمائی تھے پہلے ہوئے تھا اسلئے گرمی کے مارے میں گھبرا گیا تھا \*

میں نے چاہا کہ اُس سرکار کو جو بادشاہ کے حضور میں سے میرے لیئے نقد و جنس لایا تھا کچھ دوس مگر اُسے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں مہمان سے ذرا سی بھی کوئی چیز لے لوں تو بادشاہ میری گردن مارے گا اپریل کی بارہویں تاریخ صبح کو بادشاہ سے رخصت ہونے کو گیا ملازمان شاہی مجھ کو قلعہ میں لیگئے جسکے اندر جا کر ایک صحن کی حد پر بادشاہ کر بیٹھے پایا حسب معمول میں دوہر بٹھایا گیا اور ترجمان طلب ہوا باہم مزاج دوسری کے بعد امنی گفتگو ہوئی جسکا پورا پورا لکھنا ممکن نہیں مختصر یہ ہے کہ بادشاہ نے فرمایا ایک معزز سید کو میں بطور ایلچی تمہارے ساتھ روانہ کرنا چاہتا ہوں جب ادبی کات میری نسل آوے تب تم روانہ ہو کیونکہ اُس وقت راہ دہلی رہتی ہی اور یارقند اور شہید اللہ و کشمیر اور تبت سے اپنی خبر بھیجو پھر فرمایا کہ مہاراجہ کشمیر کے نام بھی کوئی خط لکھو یا نہیں اسمیں تمہاری کیا صلاح ہی ہے کہ کچھ میرے متبہ کی طرف دیکھنے لگے میں نے چاہا کہ اس کا کچھ جواب ندوں لیکن جب بادشاہ نے مکرور پوچھا تو میں نے کہا کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو باج گزار رئیسوں سے خط کتابت کرنا مناسب نہیں بادشاہ نے کہا میں بھی جاننا چاہتا تھا میں تمہارے ساتھ ایک شخص ایسا بھیجوں گا جو بالکل تمہارے حکم کے تابع رہے اُسکو تم کشمیر سے جب جی چاہے واپس کر دیجو پھر پوچھا کہ کشمیر میں کوئی ایسا تاجر مقرر کروں جو وہاں کے حالات لکھتا رہے میں نے کہا بیشک رکھنا چاہیئے اور اُمید ہی کہ آپ لاہور میں اپنا ایک وکیل رکھنے کا بہت جلد اہتمام فرما دینگے یہ سب باتیں میں نے بہت رک رک کر کہیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ ایسے امور میں صلاح دینا میرا کام نہیں ہی آپ اپنی تجربہ سے کام کیجیئے مگر بادشاہ سب باتوں میں دوستی کا حوالہ کرتے تھے کہ تم ہندوستان کے حال سے واقف ہو اور جب کہ تم سا دوست ایسی باتوں میں بھی صلاح دے جس سے وہ واقف ہی تو اُس سے اور کیا ہوگا ہی پھر ملکہ کی مہلت اور بزرگی کا تذکرہ ہوا اور بادشاہ نے کہا کہ ملکہ ملکہ آفتاب کے ہیں جسکی کرنوں سے ہر چیز کو گرمی پہنچتی ہی ایسے بڑے بادشاہ کی دوستی کے لائق تو میں نہیں ہوں مگر یہ اُمید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی اُن کی شعاؤں کی دھوپ کھانے کی اجازت ملے اور یہ بات میں اسلئے چاہتا ہوں کہ میرے چاروں طرف دشمن ہیں اس کے بعد پھر میری دوستی کا ذکر ہوا اُس پر میں نے عرض کیا کہ میرا دل آپ کے دل کے ساتھ وابستہ ہی آپے جو کچھ اُطاف و نوازش میرے حال پر فرمائی ہی اس کا حال میں اپنے ملک کے

حاضر ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر میں تمہیں جو چہرہ دکھتا ہوں جب یاںک حصار میں ملاقات ہوگی تب اس کا اہتمام کریں گے یہاں کام کی کثرت ہی روس اور قزاق اور بخارا وغیرہ سب طرف سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں لیکن یاںک حصار میں سب کام چھوڑ کر تم سے مشورہ کروں گا جو کچھ تم صلاح بتلاؤ گے وہ کروں گا خیرا خط لکھیں گے یا ایلچی بھیجیں گے یا اور جو کچھ تم کہو گے سو کریں گے میں نے کہا کہ ایلچی بھیجنے کی راے بہت عمدہ ہی اس کی تعمیل میں جو کچھ تائید مجھ سے ممکن ہی اُس کے لیئے میں حاضر ہوں پھر بادشاہ نے انگلیوں پر شمار کر کے فرمایا کہ کل چہار شنبہ ہی دوسوں پنجشنبہ اور اتوار جمعہ کو میں اپنے لئے کر یہاں چھوڑ کر یاںک حصار کو روانہ ہوں گا دوسرے تم یہاں اور رہو میرا ملک اور میری سب رعایا تمہاری ہی اور جمعہ کے روز یاںک حصار میں مجھ سے ملو مجھ کو اُس جگہ سے نہایت اُنس ہی کیونکہ اس ملک میں میں نے پہلے پہل اسی شہر کو فتح کیا تھا میرا ارادہ ہی کہ جمعہ کی نماز وہیں جا کر ادا کروں اُس کے بعد سب بندوبست ہوگا اور میں دو یا تین مقلند رئیس بھی تمہارے ساتھ کروں گا وہ لوگ تمکو ہاتھوں ہاتھ آرام سے میرے ملک میں سے لیجا دینگے اور تمہارے ملک میں تمہارے ہمراہ جا دینگے اس کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ میں نہایت معجب اور ہوشیار ہوں کہ اس سے پیشتر اس ملک میں ایک انگریز آیا تھا اُس کو ولی خاں ڈاکو نے مار ڈالا میں نے جواب دیا کہ ہمارے خوب جانتے ہیں کہ آپ کا اُس میں ایما نہ تھا اور نہ ہم آپ پر اُسکا الزام لگاتے ہیں وہ مسافر انگریز نہ تھا جرمنی تھا مگر پھر بھی ہماروں کو اُس کے مارے جانے کا بڑا رنج ہی کیونکہ وہ ہندوستان میں ہمارا مہمان تھا اور وہیں سے ترکستان میں آیا تھا پھر بادشاہ نے چھ اُونگلیاں اُٹھا کر فرمایا کہ اتنے بوس سے میرا اختیار اس ملک پر ہی اس سے پیشتر میں کچھ بھی نہ تھا میں نے عرض کیا کہ جو بادشاہ باسحق مرروٹی بادشاہت حاصل کرتے ہیں اُس میں اُن کی کچھ لیاقت نہیں سمجھی جاتی بلکہ جو لوگ ملکہ طیمور اور سکندر کے اپنی قوت بازو سے بڑی بڑی سلطنتیں حاصل کرتے ہیں وہی قابل تعریف ہوتے ہیں بادشاہ نے فرمایا خدا تمہارا قول سچا کرے اور یہ بھی کہا کہ ایک اور انگریز یارقند میں آیا تھا تم اُسکو جانتے ہو میں نے کہا کہ ایک انگریز مجھ کو تبت میں ملا تھا اور اُس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر میں نے انکار کیا کیونکہ میں نے صرف اپنے ہی لیئے حضور سے درخواست کی تھی بادشاہ نے کہا خیر لیکن جو کوئی انگریز یہاں آوے میں اُس سے خوش ہوں اس کے بعد میں رخصت ہوا نیچے ادھر تین بھاری چٹا



میں جو اُس سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہی واقع ہے اور اُس میں سے ایک پہاڑ میں کو پوراٹھی سیڑھیاں ہیں چاروں سے ایک ایسے درہ کی راہ ہے جسکا دروازہ نہایت تنگ اور چھوٹا ہے اور درہ بہت وسیع ہے یہ سیڑھیاں اور عمارت چھل سترن کہلاتی ہے یہاں کے لوگ اس عمارت کی نسبت پچھڑا سہات کے کہ یہ عمارت قدیم ہے اور کوئی روایت نہیں رکھتے \*

شہر یارقند کی کل آبادی میرے اندازہ سے پچھتر ہزار آدمیوں سے کم نہیں ہے نیا شہر یعنی قلعہ بہت چھوٹا قریب ہزار گز مربع کے ہے اُس کی آبادی پانچ ہزار سے کم نہرگی پس کل آبادی شہر اور قلعہ کی اسی ہزار آدمیوں کی ہوگی گو تعلیم ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے مگر انتظام تعلیم بہت اچھا ہے جہاں مسجد ہی وہاں اُس کے ساتھ ایک ابتدائی مدرسہ بھی ہے زیادہ عور کے طالب علموں کے لیئے یعنی پندرہ برس سے بیس برس کی عور کے طالب علموں کے لیئے پچاس یا ساٹھ مدرسہ ایسے ہیں جن میں محاسب اوسط سر طالب علم تعلیم پاسکتے ہیں اور ان مدرسوں کے لیئے زمین عطا ہوئی ہے ہر ایک طالب علم بھی تھوڑی سی فیس دیتا ہے مگر تعلیم وہاں صرف اسی قدر ہوتی ہے کہ کچھ لکھنا پڑھنا آجائے اور قرآن شریف پڑھ سکیں بعض اوقات قرآن شریف یا معنی بھی پڑھایا جاتا ہے اسی تعلیم کی بنا پر لوگ اپنے آپ کو ملا لکھتے ہیں اہل چین کے زمانہ کی نسبت اب مدرسوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے بالفعل اقلیق غازی نے بھی دو مدرسے جدید یارقند میں تعمیر اور قائم کیئے ہیں جن کے ساتھ بڑے بڑے قلاب بھی سایہ دار بنائے ہیں اندجان والوں اور اقلیق غازی کے عہد سے اسلام کا ویسے ہی سختی اور تشدد کے ساتھ پوتاؤ ہے جیسا کہ پشاور میں تھا متعصب کلی کونچوں میں پھرتا ہے اور جس مرد کو ہلا دستار اور جس عورت کو بغیر برقع کے دیکھتا ہے سزا دیتا ہے جہاں کہیں وہ گھبراتا ہے ہر شخص راستہ چھوڑ کر اس خوف سے گھبرا ہو جاتا ہے کہ کہیں میری کوئی خطا نہ نکل آوے مینہ سنا ہے کہ اقلیق غازی سوائے ایسے شخص کے جو ملک میں فساد پڑا کرے لڑائی کے قیدیوں کو کبھی قتل نہیں کرتا چوروں کی عام سزا پھانسی ہے اور بدکاروں کی گردن ماری جاتی ہے \*

گیارہویں مئی کو داد خواہ نے میرے لیئے یوزباشی کی معرفت ایک گھوڑا بھیجا اور کھلا بھیجا کہ مینے سنا ہے آپ کوئی گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں اگر آپ خرید لینگے تو میری میزبانی میں بٹہ لگ جاویگا یہ رہی مدد گھوڑا تھا جس کی مینے ایک مرتبہ تعریف کی تھی پھر یوزباشی نے مجھ سے پوچھا کہ داد خواہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کو پھر بھی گھوڑے کی ضرورت ہے مینہ کہا کہ میری تر زبان

لوگوں سے کہ رنگا بادشاہ نے فرمایا کہ کسی منشی کو یا کسی اور ملازم کو میرے پاس بھیجا کیچیر اور اپنی خیر و عافیت کا حال لکھتے رہیو میں بھی اپنا حال تمکو لکھونگا اور اس ملک کی جو چیز مطلوب ہو وہ طلب کیچیرو یہ سب تمہارا ہے میں نے عرض کیا کہ ضرور ایسا ہی کرونگا اس گفتگو میں یہ نسبت پیشتر کے بادشاہ کی طرف سے مہربانی کا زیادہ اظہار ہوتا تھا بات چیت ہنس ہنس کر نہایت آسان فارسی میں کرتے تھے اور ہر جملہ پر جھک کر یہ کہتے تھے ہا صاحب سمجھے آخر کار چام کے بعد مجھکو خلعت مرحمت ہوا اور میں رخصت ہوا بادشاہ نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا خدا حافظ اور پھر ہاتھ اٹھا کر مری میں میری خیر و عافیت کے لیئے دعا پڑھی اور چہرہ پر سے کارہی تک ہاتھ پھیر کر کہا اللہ اکبر \*

یارقند کو واپس آئے ہوئے پندرہویں اپریل کو ہم ایک گاؤں میں ٹاٹہ کے لیئے اُترے وہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی میں یوزباشی اور پنجاہی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور چرمارو نام میرا ملازم میرے لیئے کوئی چیز لایا یوزباشی میرے آدمیوں پر بہت مہربان رہتا تھا اُس نے پنجاہی سے ہنس کر کہا کہ دیکھو یہ ایک ہندو ہے ہندو کسی عسری قوم کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے پنجاہی بھی کئی طبیعت ذرا آزاد کم تھی اُس نے حقارت کے ساتھ چرمارو کی طرف دیکھ کر تڑھی سے کہا کہ تو ہندو ہے چرمارو نے یا تو جلدی میں یا یوزباشی کی مہربانی کے خیال سے ہنس کر جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اُس پر دونوں شخص اچھل پڑے اور بوائے کہ دیکھو اُس نے اپنے مرقعہ سے کہا کہ میں مسلمان ہوں پھر مجھ سے متقابل ہو کر بولے کہ ہم دونوں آدمی اسپات کے گراہ ہیں میں چپ رہا پھر ہنس کر جواب دیا کہ ہاں مینے بھی سنا لیکن خیر اب اسپات کو جانے دیجیئے آئیئے کھانا کھائیئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے وہ لوگ متعصب ہو کر بیٹھے گئے مگر وہی تذکرہ کرتے رہے مینہ دو ایک باتیں ہنسی کی کھکر اُس بات کو ڈالا لیکن دیر تک میں بھی مشورہ رہا کیونکہ وسط ایشیا کے متعصب مسلمانوں کی سختی کے حال سے میں واقف تھا یہ مسلمان کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اتفاق سے بھی ایک مرتبہ یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں یا صرف یا اللہ کہے تو ہم اُس کو پھر بت پرستی نہیں کرتے دیتے یا وہ اسلام اختیار کرے یا موت یوزباشی نے پھر مجھ سے کہا کہ چرمارو خوب بچتا کہ اس موقع پر میرے اور پنجاہی کے سوا اور کوئی نہ تھا ہم آپ کے سپہ سے اس بات کو دہائیے دیتے ہیں تاکہ قاضی کے کان تک نہ جائے \*

شام کے وقت مجھ سے اور پنجاہی باہی دادا خان سے ایک پورانی عمارت کا تذکرہ ہوا یہ عمارت کاشغر اور قرغان کی راہ پر مقام ارواں

زیادہ بلند نظر آتا ہی داد خواہ نے کہا کہ میں یہہ نہیں جانتا کہ  
ہفت اقلیم میں سے کس اقلیم میں آپکا ملک ہی اور وہاں دن کتنے  
گھنٹہ کا ہوتا ہی کیا سولہ گھنٹہ کا ہوتا ہی میں جواب دیا کہ ہم  
دنیا کو ہفت اقلیم پر تقسیم نہیں کرتے ہمارے ہاں دنیا کے پانچ  
حصہ ہیں پس میں نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا ملک کس اقلیم میں  
ہی لیکن سب سے بڑے دنوں میں دن رات کے چوبیس گھنٹہ میں سے  
اتھارہ یا انیس گھنٹہ کا دن ہوتا ہی داد خواہ نے ہاتھ اٹھا کر  
کہا کہ تم تو اقلیم پنجیم کے کفارہ پر ہو میں نے کہا کہ اُس سے بھی اور  
شمال کی طرف جہاں ہمارے جہاز بڑی بڑی مسجدیں پکڑتے جاتے  
ہیں وہاں گرمی کے موسم میں آنتاب شب و روز اُفتی سے نیچے نہیں  
اُترتا داد خواہ نے پوچھا کہ وہاں کس قسم کے لوگ آباد ہیں اور  
کہا کہ ہمارے قاعدہ کے موافق ایسی آپ و ہوا سے جسم میں بڑی طاقت  
پیدا ہوتی ہی میں نے وہاں کے باشندوں کا حال بیان کیا اور کہا کہ  
اُن کے قد ہمارے سینے سے اونچے نہیں ہوتے اُس پر داد خواہ نے کہا  
کہ وہ سردی سے تھک گئے ہونگے میں نے پھر کہا کہ ہمارے ملک سے اکثر  
جہاز اور ذی علم لوگ ملکوں کی تحقیقات کے لیئے جایا کرتے ہیں  
داد خواہ نے کہا کہ قلمند گرتمند کا یہی طریقہ ہی کہ سب باتوں  
سے مطلع رہے \*

شا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے ملک اور آپ و ہوا کا تذکرہ اس  
بات کے ظاہر کرنے کے لیئے لکھا ہی کہ داد خواہ ذہین اور عالم شخص  
ہی کیونکہ ایشیا کے رہنے والوں کو جو یورپ کے علوم سے ناواقف ہیں  
اس بات کی راقیت نہیں ہوتی کہ جس قدر شمال کی طرف جائیں  
اُسی قدر دن اور رات میں فرق ہوتا جاتا ہی کو میں نے صرف اتنی ہی  
بات کہی تھی کہ تلمب کے قریب کے ملکوں میں گرمی کے موسم میں  
ہر وقت آنتاب موجود رہتا ہی اور اس بات کو میں کہنے بھی نہیں  
پایا تھا کہ سردی میں آنتاب مطلق طلوع نہیں ہوتا تاہم داد خواہ  
نے فوراً سمجھ لیا کہ وہ ملک سرد ہوگا \*

اٹھائیسویں مئی کو یوزباشی نے آکر یہہ خبر دی کہ پرسوں کی  
تاریخ آپ کی روانگی کی قرار پائی ظہر کی نماز کے بعد میں داد خواہ  
سے ملنے کو گیا اور اُن سے پوچھا کہ ہندوستان سے میں آپ کے لیئے کیا  
چیز بھیجوں اُنہوں نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں سوائے ہندو  
کے اور کس چیز کی مجھے خواہش ہی مگر میں تمہاری خیر و عافیت  
چاہتا ہوں اور پھر ہندوؤں کے لیئے درخواست کرتا ہوں جو ایلچی  
میرے ساتھ روانہ ہونے والا تھا میں نے اُس کا حال دریافت کرنا چاہا  
مگر داد خواہ نے بالکل لا علمی ظاہر کی اور کہا کہ اب آپ نے دروازہ  
آمد و شد کا کھولا ہی آپ کی دوستی اور آپ کا نام میرے دل پر

بند ہی کیونکہ جب میں گھوڑا خریدنے کی اجازت چاہتا ہوں  
داد خواہ اپنے پاس سے منایت کر دیتے ہیں یہہ سی چیزیں مثال  
خچر اور ریشم وغیرہ کے میں خریدنا چاہتا ہوں لیکن اگر بلا اجازت  
خریدوں تو داد خواہ ناراض ہو جاویں گے اور جو اجازت چاہتا ہوں  
تو وہ خود ہی منایت کر دینگے پس شرم کے سبب سے میں تو کچھ  
کہہ نہیں سکتا چپ ہوں \*

بارہویں مئی کی صبح کو داد خواہ کا ایک رقعہ منشی لیکر آیا  
اور مجھے سے کہا کہ آپ اپنے لیئے چیزیں خرید کرتے ہیں اس سے  
داد خواہ بہت قاراض ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھکو کیوں نہیں اطلاع  
دیتے جو میں سب چیزیں مہیا کر دوں یہہ بات دوستی کے برخلاف ہی  
تب میں نے منشی سے اُس رقعہ کے جواب میں لکھوایا کہ داد خواہ کی  
تواضع میرے حال پر اس قدر ہی کہ وہ مجھکو صرف وہی چیزیں نہیں  
منایت کرتے جنکی میں درخواست کرتا ہوں بلکہ وہ چیزیں بھی  
مرحمت فرماتے ہیں جنکی میں دل میں خواہش کرتا ہوں پس  
میں نے اب اپنے دل میں بھی کسی چیز کی خواہش کرنا ترک کر دیا ہی  
میں اُنکے بار احسان سے دبا جاتا ہوں اور مجھکو بڑی شرم آتی ہی \*

بیسویں مئی کی صبح کو یوزباشی داد خواہ کے پاس سے یہہ خبر  
لایا کہ اب رقت روانگی کا قریب آگیا سامان سفر گھوڑے وغیرہ طیار  
کرنا چاہیئے اور جو چیزیں درکار ہوں وہ خرید لینی چاہیئیں اور  
مجھے سے پوچھا کہ داد خواہ آپ کے دوست ہیں آپ اُن سے کہا  
تھفہ لیجیئے گا میں نے جواب دیا کہ ہمارے ملک میں دوست سے  
تھفہ لیئے کا راج نہیں ہی اُس نے کہا آپ اپنے ملک میں نہیں  
ہیں جہاں ہیں وہاں کا دستور پرتنا چاہیئے اور اگر آپ کسی تھفہ  
کے لیئے اپنی خواہش ظاہر کریں گے تو داد خواہ ناراض ہو جاویں گے \*

پانچویں مئی کی صبح کو میں یوزباشی کے ساتھ داد خواہ سے  
مانے گیا وہاں موسم کی گرمی کا تذکرہ ہوا داد خواہ نے کہا پانی  
نہیں برستا جو ہوا ٹھنڈی ہو اندجان میں گرمی بہت ہوتی ہی  
لیکن وہاں انٹر پانی برستا ہی اس لیئے وہاں کی گرمی برداشت  
ہو سکتی ہی میں نے کہا شاید اندجان کی آب و ہوا ہمارے ملک  
انگلستان کی آب و ہوا کے موافق ہی میں نے سنا ہی کہ اندجان میں  
جائے کے موسم میں برف نثر سے پڑتی ہی اور گرمی میں پانی  
افراط سے برستا ہی یہی حال ہمارے ملک کا ہی داد خواہ نے کہا  
ہاں یہی حال ہی شاید اندجان کے ٹیپک مغرب اور مقابل میں  
انگلستان ہی جس کے سبب سے درختوں کی آب و ہوا یکساں ہی تب  
میں سمجھایا کہ انگلستان اندجان سے شمال کی طرف واقع ہی اور  
تلمب کے قریب ہی یہ نسبت یہاں کے انگلستان سے وہ ستارہ آسمان پر



نہو جیسا یہہ مجوزہ مدرستہ العلوم ہی اُوقت تک ان چھوٹے چھوٹے  
موجودہ مدارس سے کسی طرح کامیابی کی توقع نہیں ہو سکتی \*

اس سب کمیٹی کے صدر انجمن خود جناب خان بہادر فقیر سید  
جمال الدین صاحب بہادر ہیں اور مولوی محمد امام الدین صاحب  
رئیس گوجرانوالہ اور مولوی ابو احمد مراد علی مدرس اول گوجرانوالہ  
سکوتری اور اکثر صاحب ممبر ہیں خدا کے فضل و کرم سے اُمید ہی کہ  
ان سب بزرگواروں کی توجہ اور جناب خان بہادر موصوف کی کوشش  
سے گوجرانوالہ کے ضلع سے مدرستہ العلوم کے مقاصد میں آئندہ بہت  
مدد ملیگی \*

### چندۃ ضلع بستی

۲۱ جون سنہ ۱۸۷۳ء کو بستی خاص میں جو ایک سرحدی  
ضلع جنگل کے کنارے واقع ہے اور جہاں سوائے معدودے چند نوکری  
پیشہ مسلمانوں کے بہت کم مسلمان رہتے ہیں ایک جلسہ مدرستہ العلوم  
مسلمانان کے مقاصد کی تائید کے لیئے قائم ہوا جس کے صدر انجمن  
جناب مولوی محمد کامل صاحب صدر امین بستی تھے جو ایک بڑے  
عالم اور درویش اور دیندار و خدا پرست مسلمان ہیں \*

اُسی ایک جلسہ میں ایک ہزار چھیاسٹھ روپیہ کے چندہ پر لوگوں  
نے دستخط کیئے اور خود صدر انجمن صاحب نے اور اکثر لوگوں نے جو  
نوکری پیشہ تھے اپنی پوری پوری ایک تینفراہ اس چندہ میں دی اور  
تبریز ہوئی کہ جو مسلمان اسوقت شریک نہیں ہوئے اُن سے چندہ  
وصول کرنے اور مدرستہ العلوم کے مقاصد کی تائید کرنے کے واسطے ایک  
سب کمیٹی اس ضلع میں مقرر ہو چنانچہ ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی  
جسمیں جناب مولوی محمد کامل صاحب صدر امین صدر انجمن  
اور جناب سید حسن رضا صاحب ناظر کلکتہ سکوتری اور جناب حافظ  
محمد کفیل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر اور اُتر اکثر صاحب ممبر مقرر  
ہوئے اُمید ہی کہ یہ سب کمیٹی ہمیشہ مدرستہ العلوم کی تائید میں  
سرگرم رہیگی اور اُن مسلمانوں کی کوشش جو اس نیک کام میں  
دل سے شریک ہوئے ہیں کامیاب ہوگی \*

حافظ تفضل حسین صاحب نے جو چندہ دیا ہے اُس میں یہ شرط  
ہی کہ یہ چندہ خاص دیہات کی تعلیم کے لیئے بموجب اصول اہل  
سنہ و جماعت کے دیا گیا ہے \*

والقلم

مشتاق حسین

نقش کالچور ہی جو پچھڑ مورت کے منہ نہیں سکتا اس کے بعد میں  
سب سے رخصت ہوا \*

نمبر ۱۸۳

### مدرستہ العلوم مسلمانان

نہایت خوشی کی بات ہے کہ مدرستہ العلوم کے چندہ کی خبر ہو  
ایک طرف سے چلی آتی ہے اور جو عالی ہمت اور سائل اندیش  
مسلمان اپنی قوم کی خراب و خستہ اور موجودہ حالت پر ہمدردی  
کے ساتھ نظر کرتے ہیں وہ دن بدن مدرستہ العلوم کی تائید پر متوجہ  
ہوتے ہیں اور روز بروز ایسے انسان دوست انسانوں اور مدرستہ العلوم  
کے چندہ کی تعداد بڑھتی جاتی ہے — حال میں ضلع گوجرانوالہ  
علاقہ پنجاب اور ضلع بستی میں بھی چندہ ہوا ہے جسکی مختصر  
کیفیت ہم لکھتے ہیں \*

### چندۃ گوجرانوالہ واقع پنجاب

یہاں جناب خان بہادر سید فقیر جمال الدین صاحب بہادر  
انسٹرا اسٹنٹ کمشنر نے جنکے خاندان کا نام پنجاب کے مسلمانوں  
کی عزت کے ساتھ ہمیشہ نامور رہیگا ایک سب کمیٹی مدرستہ العلوم  
کے واسطے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے مقرر فرمائی ۴۲ مئی اور  
۷ جون سنہ ۱۸۷۳ء کو دو اجلاس اس سب کمیٹی کے جناب خان  
بہادر فقیر صاحب کے دو تخطات پر منعقد ہوئے اور اس دوسرے اجلاس  
میں نو سو بیس روپیہ کا چندہ ہو گیا جسمیں جناب ممدوح کیطرف سے  
دو سو پچاس روپیہ ہیں اور جناب مسٹر جے جی کاروری صاحب بہادر  
ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کا سو روپیہ چندہ اور جناب ٹی جی رائے صاحب  
بہادر انسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ کا تیس روپیہ چندہ دیکھ کر اس بات  
سے نہایت خوشی ہوتی ہے کہ جو قوم اسوقت ہمارے اوپر حکمران  
ہی رہے کسی توجہ سے اپنے فوض کو پورا کر رہی ہے \*

مدرستہ العلوم کے چندہ کے ساتھ ساتھ ایک اور چھوٹے سے مدرستہ  
اسلامیہ کے واسطے بھی چندہ ہوا ہے جو گوجرانوالہ میں مسلمانوں کی  
طرف سے اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے قائم ہوگا اس سے معلوم ہوتا  
ہی کہ گوجرانوالہ کے مسلمانوں نے جنکا اتالیق خان بہادر سید فقیر  
جمال الدین خان سا شخص ہے اچھی طرح اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ  
جو تمام اضلاع کے مسلمانوں کی تعلیم اور خصوصاً ابتدائی تعلیم کے لیئے  
ہر ایک مناسب جگہ میں بہت سے مدارس کا ہونا ضروری ہے لیکن  
جب تک اُن سب مدارس کا سلسلہ ایک ایسے کامل مدرستہ پر ملتے

بمقام علیگڈہ — مطبع انسٹیٹیوٹ علیگڈہ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جارہے فوضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارہے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو قلعہ لڑھام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جارہیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیرا بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ متعلقہ مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۸۲

## طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم

## و تربیت

جو

مجزرہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیئے

تجویز ہوا ہے

- دفعہ ۱ یہ مدرسہ از نام مدرسۃ العلوم مسلمانان یا مکتبہ اینکلو اورینٹل کالج موسوم ہوگا \*
- دفعہ ۲ یہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیحدہ میں بنایا جاویگا جیسا کہ سابق میں کمیٹی کے اجلاس اور نثرات رائے صدرات سے تجویز ہو چکا ہے \*

## ذکر کمیٹی خزنة البضاعة

- دفعہ ۳ کمیٹی خزنة البضاعة اس مدرسہ کے لیئے نقت یعنی روپیہ جمع کرنے کی کمیٹی ہے اور انتظام تعلیم کے لیئے جداگانہ کمیٹیاں مقرر ہوگی مگر روپیہ کا جمع کرنا اور سرمایہ کی حفاظت اور جائداد کا خریدنا اور اس کی آمدنی کا اخراجات مدرسہ کے لیئے دینا اور جو روپیہ کسی خاص کام کے لیئے دیا گیا ہو اس کا اسی کام میں لگانا اور مکانات کا بنانا اور ہر ایک امر کی نگرانی کرنا یہ سب کمیٹی خزنة البضاعة سے متعلق ہوگا \*
- دفعہ ۴ کمیٹی خزنة البضاعة کو اس روپیہ کا جو اس کے سپرد ہو اور نیز اس کی آمدنی کا حسب تفصیل ذیل جداگانہ حساب رکھنا ہوگا \*

اول — حساب زر سرمایہ یعنی حساب اس روپیہ کا جو لوگوں نے اس غرض سے دیا ہے کہ اس کی آمدنی اخراجات مدرسۃ العلوم میں صرف ہو اور وہ روپیہ بدستور قائم رہے اور یہی روپیہ زر سرمایہ کے نام سے منسوب ہے جسکا خرچ کرنا بموجب دفعہ ۳ قرامد کارروائی کمیٹی کے ممنوع و قاجاز ہے \*

دوم — زر سرمایہ مذکورہ بالا کے حساب میں بھی مفصلہ ذیل تفصیل رکھنی ہوگی \*

[ الف ] وہ روپیہ علیحدہ جمع رکھیکا جسکی نسبت دینے والوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ سود میں نہ لگایا جاوے بلکہ اس سے جائداد غیر منقراہ

خریدی جاوے اور اس روپیہ کا کسی طرح سود میں لگانا اور پروامیسوری نثر خریدنا جائز نہ ہوگا \*

[ ب ] اس روپیہ کا حساب جو دینے والے نے خاص بغرض

تعلیم مذہبی دیا ہے علیحدہ رکھا جاویگا اور اسکی آمدنی اسی مذہب [ یعنی شیعہ یا سنی مذہب ] کی تعلیم میں صرف ہوگی جس کی تعلیم کے لیئے دینے والے نے روپیہ دیا ہے \*

[ ج ] جو روپیہ کہ مسائیوں نے یا اور مذہب کے

لوگوں نے اس شرط سے دیا ہے کہ اس کی آمدنی عام دنیاوی کی تعلیم میں خرچ ہو اسکا حساب جداگانہ رکھیکا اور اس کی آمدنی علوم دنیاوی کی تعلیم میں صرف ہوگی کسی مذہبی تعلیم میں اس کی آمدنی خرچ نہ ہوگی \*

[ د ] باقی روپیہ جو لوگوں نے بلا کسی شرط کے دیا

ہے اس کی آمدنی مذہبی و دنیاوی ہر قسم کی تعلیم میں جس میں ضرورت ہو خرچ ہو سکیگی \*

[ ه ] قبل شروع ہونے کسی قسم کی تعلیم کے اور نیز

بعد شروع ہونے تعلیم کے اگر کسی خاص صیغہ کے سرمایہ کی آمدنی اس کے اخراجات ضروری

سے زیادہ ہو جاوے تو ہر ایک قسم کے روپیہ

کی آمدنی جس کی تفصیل اوپر بیان ہوئی

اسی مد میں بطور اصل سرمایہ جمع کوئی

جاریگی خواہ کمیٹی کی کارروائی کے ضروری

اخراجات میں یا مدرسۃ العلوم اور اس کے

متعلق مکانات کی تعمیر میں یا مدرسۃ العلوم

کے لیئے زمین خریدنے میں خرچ کی جاویگی

کیونکہ یہ امور تعلیم مذہبی و تعلیم دنیاوی

دونوں سے برابر متعلق ہیں مگر اس روپیہ

کی آمدنی جسکا ذکر مد [ ج ] میں ہے تعمیر

مساجد میں ہرگز خرچ نہ کی جاویگی اور نہ

اس روپیہ کی آمدنی جو سنیوں نے خاص

مذہبی تعلیم کے لیئے دیا ہو شیعوں کی مسجد

کی تعمیر میں اور اس روپیہ کی آمدنی جو

شیعوں نے خاص مذہبی تعلیم کے لیئے دیا ہو

سنیوں کی مسجد کی تعمیر میں صرف نہ ہوگی \*

ہوں کسی کو اختیار نہرگا اور جب کوئی صنف اس کمیٹی کی ممبری کا خالی ہوگا تو ممبران باتیمائدہ کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ مقرر کریں گے \*  
اگر اس روپیہ کی جو خاص مذہبی تعلیم کے لئے دیا گیا ہو اس قدر آمدنی ہو جاوے جو مذہبی تعلیم کے اخراجات کے لئے کافی ہو اور مذہبی کمیٹیوں کے ممبر یہ چاہیں کہ مذہبی تعلیم قبل ہرے دیکر اقامہ کی تعلیم کے جاری ہو جاوے تو ان کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہوگا \*

مذہبی تعلیم کے لئے مدرسوں کا انتخاب کرنا اور مقرر کو ذرا سب انہیں مذہبی کمیٹیوں سے متعلق ہوگا دوسرے شخص کو یا کسی دوسری کمیٹی کو اس میں کچھ مداخلت نہرگی \*

### سلسلہ تعلیم علوم

زبانوں اور علم ادب اور انشاء کی تعلیم کے سوائے دنیاوی علوم کی تعلیم کے لئے دو صنف ہونگے ایک بعض انگریزی اور دوسرا انگریزی و اردو اور ہر طالب علم کو اختیار ہوگا کہ جس صنف کی تعلیم پسند کرے اس کو اختیار کرے صنف انگریزی میں تقریباً ہر علم انشاء اور تمام دنیاوی علوم انگریزی زبان میں پڑھائے جائیں گے اور صنف انگریزی اردو میں تقریباً انگریزی میں اور باقی دنیاوی علوم اردو میں سکھائے جائیں گے مذکورہ بالا تجویز صرف دنیاوی علوم سے جیسے ہندسہ حساب جغرافیہ حیالوجی زوالوجی وغیرہ سے متعلق ہی زبانوں کی تعلیم سے ملانہ نہیں دیکھتی کیونکہ عربی و فارسی وغیرہ زبانیں جو مدرسۃ العلوم میں پڑھائی جائیں گی وہ اسی قاعدہ سے پڑھائی جائیں گی جس طرح کہ وہ زبانیں پڑھائی جاتی ہیں اس میں کچھ تغیر و تبدل نہرگی \*  
مذکورہ مذکورہ بالا تقسیم کے مدرسۃ العلوم کے دو قیارتیمنہ یعنی دو صنف ہونگے \*

اول اسکول قیارتیمنہ یعنی صنف مدرسہ \*  
دوم کالج قیارتیمنہ یعنی صنف مدرسۃ العلوم \*

### بیان صنف اول یعنی صنف مدرسہ

دفعہ 8 ضمیمہ 1 — صنف مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم کے لئے ایک گروہ طالب علموں کا جو اس میں علوم سیکھنے کے لائق ہوں مہیا کرے اور یہ بھی فرض ہے کہ وہ لڑکے

سویم — اس روپیہ کا حساب جداگانہ رکھا جائیگا جو لوگوں نے ہمارے سرمایہ مدرسۃ العلوم نہیں دیا بلکہ واسطہ خاص کام کے دیا ہی مثلاً واسطہ تعمیر مکانات مدرسۃ العلوم کے یا واسطہ تعمیر مساجد شیعہ و سنی کے اور یہ روپیہ اور اس کی آمدنی اسی کام میں خرچ ہوگی جس کے لئے وہ دیا گیا ہے \*

### ذکر کمیٹی ہائے تعلیم

دفعہ 9 — تعلیم مدرسۃ العلوم میں کمیٹی خزنتہ البصافہ کو کچھ مداخلت نہرگی بلکہ اس کے لئے حسب تفصیل ذیل جداگانہ کمیٹیاں مقرر ہوگی \*

اول — کمیٹی تعلیم علوم دنیاوی اور ان مختلف زبانوں کی جو مدرسۃ العلوم میں تعلیم دی جائیگی اور یہ کمیٹی از نام ممبران تعلیم (السنہ و علوم دنیاویہ) ملقب ہوگی \*

اس کمیٹی کے ممبروں میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائی اور یہودی اور ہندو بھی اگر ضرورت ہو تو ممبر ہر سکھنگے کیونکہ مختلف علوم اور مختلف السنہ کی تعلیم اس کمیٹی سے متعلق ہوگی اور اس دنیاوی علوم کی تعلیم کا اہتمام و انتظام بتمامہ اس کمیٹی سے متعلق ہوگا \*

دوم — کمیٹی تعلیم مذہبی اس کی دو شاخیں ہوگی ایک شاخ از نام ممبران تعلیم مذہب اہل سنت و جماعت اور دوسری از نام ممبران تعلیم مذہب شیعہ اثنا عشریہ ملقب ہوگی اور ان کمیٹیوں میں اسی مذہب کے لوگوں کے سوا جس مذہب کی تعلیم کے لئے وہ کمیٹی تھی دوسرے مذہب کا کوئی شخص ممبر نہر سکیگا \*

اس کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب ابتدائی کمیٹی خزنتہ البصافہ سے متعلق نہرگا بلکہ دونوں مذہبوں میں کا کوئی شخص جو اس مذہب میں دیندار ہو اور جس پر اس مذہب کے لوگوں کو امانیت ہو اپنے اپنے مذہب کی کمیٹی کے ممبروں کو منتخب کریگا اور جو ممبر منتخب ہونگے وہ ایف ممبر ہونگے یعنی ان کی معزولی کا بجز اس حال کے کہ وہ استعفاء دیں یا اپنا مذہب تبدیل کر دیں یا کسی ایسے جرم میں جسکی تفہیل قواعد کارروائی کی دفعہ 12 میں ہے سزاپا

ہوں تو اُن کو اور صدر کمیٹی ہمارے متذکرہ صدر کو بھی  
اُس میں دسہاندازی کا اختیار ہوگا \*

ضمین ۷ — جو حساب مدرسہ تعلیم کا اسی تجویز میں لگایا گیا  
ہی اُس میں یوں فرض کیا گیا ہی کہ تعلیمی صدر طالب علم  
کی جو اس مدرسہ کی سب سے ادنیٰ جماعت میں داخل  
ہوئے دس برس کی ہی پس اُس سے تک کے لڑکے  
معمولاً بطور قاعدہ مجوزہ کے مدرسہ میں داخل ہونگے  
مگر خاص صورتوں میں مدرسہ اعلیٰ کو اختیار ہوگا کہ  
کسی لڑکے کو جسکی عمر اُس سے زیادہ ہو مدرسہ میں  
داخل کرے اور اُن بخاص وجوہات کو کتاب داخلہ میں  
لکھ دے جن کے سبب سے اُسکو داخل کیا ہی \*

ضمین ۸ — اس مدرسہ میں صرف ابتدائی تعلیم ہوگی اور پانچ  
برس تک برابر پڑھنا پڑیگا اور مفصلہ ذیل عارم اہمیں  
پڑھائے جارینگے —

( الف ) عربی زبان ابتدائی \*

( ب ) فارسی زبان — اور فارسی و اردو کا عام انشاء \*

( ج ) حساب \*

( د ) جبر و مقابلہ ابتدائی \*

( ه ) تہذیب اقلیدس \*

( و ) تاریخ \*

( ز ) جغرافیہ \*

( ح ) انگریزی زبان ابتدائی انٹرنس کی پڑھائی تک \*

( ط ) ضروری کتب مذہبی اہل سنت و جماعت و مذہب  
شیعہ اثنا عشریہ \*

ضمین ۹ — ہر روز پانچ گھنٹہ مدرسہ میں پڑھائی ہوگی یعنی  
اپنے مکان پر پڑھنے اور پڑھا ہوا یاد کرنے کے سوا \*

ضمین ۱۰ — اس مدرسہ میں ہر ایک علم کے لیئے جو پڑھائے  
جارینگے مدرسہ مقرر ہونگے اور اُنکا تقرر اور اُن کی  
تعداد اور تنصفاۃ مدبران تعلیم کی وہ کمیٹی مقرر کریگی  
جس سے وہ متعلق ہوں \*

ضمین ۱۱ — اس مدرسے کے طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ اس  
درجہ کی پڑھائی کے بعد اگر وہ نلکتہ یونیورسٹی کے انٹرنس  
کا امتحان دینا چاہیں تو امتحان دیں اور کمیٹی  
مدبران السنہ مختلفہ و عارم دتیرہ اُن کے امتحان کا  
کافی اہتمام اور انتظام کریگی اور جو استحقاق انٹرنس  
کے امتحان سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ اُن طالب علموں کو  
بھی حاصل ہونگے جو اس امتحان میں کامیاب ہوں \*

جتنی عمر مدرسے میں دھنہ کے لائق نہیں ہی اور جنکے  
والدین اُسی شہر میں رہتے ہوں جہاں مدرسۃ العلوم نے  
اپنا کوئی مدرسہ قائم کیا ہو اور اپنے لڑکوں کو مدرسہ کی  
تعلیم کے بعد مدرسۃ العلوم میں داخل کرنا چاہتے ہوں اس  
مدرسہ میں اپنے لڑکوں کو پڑھاسکیں اس مدرسہ کو اُن  
لوگوں کے لیئے جو مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے کا ارادہ  
رکھتے ہیں آئندہ کی ترقی کی سیکھنے سے زیادہ نہ سمجھنا  
چاہیئے و حقیقت اس صیغہ کو بجز اسکے کہ مدرسۃ العلوم  
سے اُسکا اہتمام اور نگرانی ہو اور کچھ زیادہ تعلق نہ ہوگا \*

ضمین ۲ — اس مدرسہ کے لیئے مکانات اُس روپے سے بنینگے جو  
کمیٹی خزنة البضاعة اس کام کے لیئے جمع کریگی اور اُس  
میں پڑھانے کے کمرے اور طالب علموں کے رہنے کے مکانات  
بنائے جارینگے جن میں مناسب تعداد کے لڑکے رہ سکیں  
اور اُن غریب لڑکوں کی تعلیم کے باب میں بھی ملحدہ  
بندوبست کیا جاویگا جو آسودہ حال لڑکوں کی طرح خرچ  
کرنے کا مقدر نہیں رکھتے \*

ضمین ۳ — اس مدرسہ کے اخراجات کچھ مدرسۃ العلوم کی طرف  
سے ہونگے اور کچھ اُس زر نیس سے جو آسودہ حال  
طالب علموں سے لی جارگی اور اخراجات سکوتہ ہر ایک  
شخص اپنا آپ دیگا صرف مکانات کی درستی اور مرمت  
مدرسۃ العلوم سے متعلق رہیگی — اور غریب طالب علموں  
کی سکونت کا بندوبست اُس طرح پر ہوگا جس طرح کہ  
بحر جب ضمن صدر کے کمیٹی تجویز کریگی \*

ضمین ۴ — اس مدرسہ میں سکونت اختیار کرنا طالب علم کی مرضی  
پر منحصر ہوگا کیونکہ طالب علم کا مدرسۃ العلوم میں  
سکونت پذیر ہونا اُس وقت سے شمار ہوگا جب کہ  
طالب علم مدرسۃ العلوم میں داخل ہونگے \*

ضمین ۵ — جن کمیٹیوں کا ذکر دفعہ ۵ میں مدرسۃ العلوم کے  
واسطے کیا گیا وہی کمیٹیاں ان مدارس کا بھی انتظام  
کریںگی لیکن جب یہ مدارس مدرسۃ العلوم کے مقام کے  
سوا اور مقامات میں قائم ہوں تو اُن کمیٹی ہمارے متذکرہ  
چالا کو اختیار ہی کہ مدارس کے انتظام اور نگرانی کے  
واسطے اپنے ماتحت کمیٹیاں مقرر کریں \*

ضمین ۶ — ان مدارس کے لیئے مذکورہ بالا کمیٹیاں مدرسان کو  
مقرر کریںگی اور طالب علموں کا داخل کرنا مدرسہ اعلیٰ کے  
اختیار میں ہوگا اور اگر کمیٹی ہمارے ماتحت مقرر ہوگی

امتحان میں وہ کامل نکلا ہی تو کمیٹی مذکور بالا کو اسی علم کی تکمیل کے لئے اُسکے داخل کر لینے کا اختیار ہوگا \*  
بیان صیغہ دوم یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم  
دفعہ 9 ضمن 1 — مدرسۃ العلوم کے درجے ہونگے \*

ایک — ادنیٰ \*

دوسرا — اعلیٰ \*

ضمن 2 — مدرسۃ العلوم کے درجہ ادنیٰ کا مقصد عام کی عام شاخوں میں تعلیم دینا ہوگا جو ایک روحانصہ اور ذہن اور عقل کی کھول دینے والی تعلیم کے لئے ضرور ہی \*  
ضمن 3 — مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ کا مقصد کسی خاص علم میں جسکو کہ طالب علم پسند کرے نہایت عمیق اور قوی اور انتہائی تعلیم دینا ہوگا \*

ذکر درجہ ادنیٰ

دفعہ 10 ضمن 1 — درجہ ادنیٰ مدرسۃ العلوم کی پڑھائی چار برس تک ہوگی \*

ضمن 2 — تین گھنٹہ سے زیادہ مدرسۃ العلوم میں سبق نہ پڑھائے جارہینگے \*

ضمن 3 — درجہ ادنیٰ مدرسۃ العلوم میں علوم مفصلہ ذیل پڑھائے ہونگے \*

اول — کوئی دو زبانیں مفصلہ ذیل  
زبانوں میں سے \*

( الف ) عربی مع زبان دانی و علم ادب \*  
( ب ) فارسی ایضاً  
( ج ) انگریزی ایضاً  
( د ) سنسکرت ایضاً  
( ه ) لہتن ایضاً  
( و ) گریک ایضاً

دوم — ریاضی جسمیں مفصلہ ذیل  
علوم شامل ہئیں \*

( الف ) الجبرا — یہی جبر و مقابله \*  
( ب ) تھیوری آف ایکویشنز — یعنی اصول مسائل معادلات \*

( ج ) پلین ٹرگنا مٹری — یعنی علم مثلث مستری \*

( د ) اسفیریگل ٹرگنا مٹری —  
یعنی مثلث کرری \*

ضمن 12 — سالانہ اسی امتحان کے ہر سال کے آخر ہر مدرسۃ العلوم کی طرف سے بھی طالب علموں کا امتحان لیا جائیگا اور جو طالب علم اس امتحان میں لائق نکلیں گے اُن طالب علموں کو انعام اور وظیفہ مدرسۃ العلوم کی طرف سے ملیگا \*

ضمن 13 — اس مدرسۃ میں بیس وظیفہ حسب مندرجہ ذیل مقرر ہونگے جو کہ ہر ایک کامیاب طالب علم کو ایک سال تک ملینگے آخر سال پر اگر نتیجہ طالب علم کے امتحان کا اچھا ہو تو پھر وہ وظیفہ دار مقرر ہو سکیگا \*

تفصیل وظیفوں کی پیمائش

تعداد وظیفہ	تعداد ماہواری	میزان
10	صم	ص
4	مجم	لعم
2	ع	لعم
20	—	ما

ضمن 14 — مقدار انعاموں کی مدرسے کی آمدنی اور فیس کی آمدنی پر منحصر ہوگی \*

ضمن 15 — امید ہی کہ نیک دل آدمی اس مدرسے کو اسقدر روپیہ دینگے جسکی آمدنی سے خاص خاص مقصودوں میں نیاقت پیدا کرنے پر طالب علموں کو انعام مل سکے \*

ضمن 16 — مدرس اول کو اختیار ہوگا کہ سالانہ امتحان مذکورہ بالا سے پہلے جے امتحان مناسب سمجھے لیوے مگر ان امتحانوں سے مدرسۃ العلوم کو کچھ غرض نہوگی اور نہ اُس امتحان کے نتیجوں پر انعام یا وظیفہ دیا جائیگا لیکن اگر نتیجہ کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نہایت گراب ہو تو مدرس اول کو کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ و علوم دنیویہ میں اُسکی رپورٹ کرنے کا اختیار ہوگا تاکہ اُس طالب علم کا وظیفہ بند ہو جاوے \*

ضمن 17 — جو امتحان کہ پانچ برس کی پڑھائی کے بعد ہوگا وہ سلسلہ تعلیم مدرسۃ العلوم میں داخل ہونیکے لیاقت کے ثبوت کا رسالہ بھی سمجھا جائیگا — کوئی طالب علم جو کہ اس امتحان کے مضامین میں کافی لیاقت نہ دکھائیگا وہ مدرسۃ العلوم کے سلسلہ تعلیم میں داخل نہو سکیگا لیکن اگر کسی خاص علم کی تکمیل کی اُسکو خواہش ہو جسکے



ثقل اور طریقہ اُن کے مقرر کرتے کے \*

عام پمپ اور زور دینے والا پمپ \*

شکنجہ پانی کے دباؤ سے \*

پیمرو میٹر — یعنی مقیاس موسم \*

ہوا کا پمپ \*

دغائی کل \*

( ل ) آپٹکس ( جیومیٹریکل ) — یعنی

علم مناظر باہندسہ \*

اس علم کے یہ مضمین تعلیم میں

ہونگے \*

قوانین عکس و انعکاس — عکس مسموع

آئینہ پر — عکس کردی آئینہ پر — انعکاس

شیشہ میں ہوکر — تفرق ضیاء شمس

مختلف رنگ کی کڑوں میں — بیان آداب

کے مجمع النور کا — بیان آنکھ کا آلات

متعلق علم مناظر کی صورت ابسکیرور کا

یعنی وہ تاریک خانہ جو ہر دیکھنے والی

چیز میں ہی اور جس میں شکلیں

مبصرات کی معکوس منعکس ہوتی

ہوں — دور بینیں عکسی و انعکاسی \*

( م ) ایکروسٹکس — یعنی علم آواز — اس

علم کے یہ مضمین تعلیم میں ہونگے \*

خاصیت آوازیں کی — طریقہ منتشر ہونے

آوازیں کا — پیدا ہونا موسیقی آوازیں کا

اشکال جو اُس سے متعلق ہیں \*

( ن ) آپٹکس ( فزیکل ) — یعنی علم

مناظر طبیعی — اس علم میں مضمین

مندرجہ ذیل تعلیم ہونگے \*

اصولی مسئلہ نسبت اصلیت و پھیلاؤ

روشنی کے —

عام بیان عوارض کا — بیان

تجربوں کے چہلوں کا معہ حال اُن کے

تجربوں کے جن سے کہ اُن عوارض کے

اثر ظاہر ہوتے ہیں — تعلیمی روشنی

معہ اُن تجربوں کے حال کے جن سے کہ

وہ پیدا ہوتی ہی \*

( خ ) کانکسی — یعنی علم مضرطیات \*

( و ) سائل جامدتری — یعنی علم مضمینات

( ز ) تفرنشل کیلکیولس — یعنی

حساب الجزئیات \*

( ح ) انڈگرل کیلکیولس — یعنی حساب

الکلیات \*

( ط ) اسٹیٹکس — یعنی علم السکون

اس علم کے یہ مضمین پڑھائے جاویں گے

ابتدائی مسائل حل کرنے قوتوں کے —

قوائے حر ثقیل — مرکز ثقل — حالتیں

میزان اجسام کی حر ثقل سے پیدا

ہوتی ہیں \*

( ی ) ڈینامکس — یعنی علم الحورک

اس علم میں سے مفصلہ ذیل مضمین

پڑھائے جاویں گے \*

ابتدائی مسائل مع قانون حرکت اور

اشکال جو کہ ایک جسم کی مستقیم

حرکت قائم کرنے کے لیے ضرور ہیں

حرکت وہ جسم بغیر کسی رک کے رکھا

ہوا ہو یا گھلاؤ پر ہو حرکت اشیاء

مندرجہ اور حالتیں حرکت کی گرد

مرکز قوت کے \*

( ک ) ہائیڈرو اسٹیٹکس — یعنی علم

ثقل المایعات ہائیڈرو ایکس — یعنی

علم حرکت المایعات — نیومیٹکس

یعنی علم ثقل و حرکت ہوا \*

ان علم میں سے مفصلہ ذیل مسائل

پڑھائے جاویں گے \*

ابتدائی شکلیں نسبت اصلیت و انتقال

اور مقدار دباؤ مایعات کی اور حالتیں

میزان قوتیں ہونے اجسام کی \*

خاصیت لچک دار مایعات کی اور دباؤ

جو اُن سے پیدا ہوتے ہیں \*

لشتم — دینیات یعنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ

مذہب اہل سنت و جماعت و مذاہب شیعہ  
اثناء شریعہ \*

ضمون ۳ — مذکورہ بالا سلسلہ تعلیم میں طالب علم کو چار درجہ  
مدرستہ معلوم میں صرف کرنے ہونگے اور روز سوا ایک  
سبق زبانوں کا ہوگا اور ایک علوم ریاضی پر اور ایک  
باری باری سے دیگر علوم مختلف پر \*

ضمون ۵ — علوم مختلف مذکورہ باری باری سے اس ترتیب سے  
پڑھائے جارہینگے —

سال اول میں — تاریخ عام قدیم و جدید \*

سال دوم میں — منطق — علم نبات و علم سیاست مدن \*

سال سوم میں — فلسفہ ذہنی و اخلاقی \*

سال چہارم میں — علوم طبیعیات \*

ضمون ۶ — ہر سال در تالیفی زمانوں میں منقسم ہوگا اور  
ہر ایک زمانہ ساڑھے چار مہینے کا ہوگا اور اُسکا نام

مہقات التعلیم رکھا جاوےگا — قریب ختم ہونے

ہر مہقات کے طالب علموں کا امتحان اُن علوم میں

ہوگا جو اس مہقات میں اُنہوں نے پڑھے ہونگے —

ان امتحانوں سے اُن کی سکنت کا حال معلوم ہوگا

اور اگر کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نتیجہ

نہایت خراب ہوگا تو کمیٹی مدبران تعلیم السنہ

مختلفہ و علوم ذہنیہ کو اُسکے وظیفہ کے بند کر دینے کا

اختیار ہوگا \*

ضمون ۷ — علوہ ان امتحانوں کے سالانہ امتحان بھی ہونگے

جنکے نتیجوں کے مطابق انعام اور وظیفے مستحق

طلباء کو عطا کیئے جارہینگے \*

ضمون ۸ — اس سلسلہ تعلیم کی دو پرس کی پڑھائی کے بعد اگر

کسی طالب علم کا ارادہ ملکہ پونیورسٹی کے ایف اے

کے امتحان دینے کا اور چار پرس کی پڑھائی کے بعد

بی اے کے امتحان دینے کا ہو تو اُس کو اختیار

ہوگا کہ وہ امتحان دیرے اور کمیٹی مدبران السنہ

مختلفہ اور علوم ذہنیہ اُن کے امتحانوں کا کافی

اہتمام اور انتظام کریگی اور جو امتحان کد ان

امتحانوں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ اُن طالب

علموں کو بھی حاصل ہونگے جو اس طرح پر ان

امتحانوں میں کامیاب ہوں \*

(س) ایستوائی — یعنی علم ہیئت

النجوم — اس علم میں مضامین

متدرجہ ذیل دوس میں ہونگے \*

انتظام دوائر نظام کا جن سے کہ اجرام

سماری متعلق ہیں —

مقدم فلما صفا — یعنی تغیرات جوالسما

جو زمین کی حرکت گرد آفتاب پر منحصر

ہیں — زمین کی مستدیر حرکت گرد

اپنے محور کے —

عام حال نظام شمسی کا \*

عام بیان کسوف و خسوف کا \*

سوم — لاجک اور رٹورک — یعنی علم

منطق و علم بیان \*

چہارم — مینڈل اور مارل فلاسفی — یعنی

فلسفہ ذہنی و اخلاقی \*

پنجم — پولیٹیکل اکنومی — یعنی اصول علم

انتظام و سیاست مدن \*

ششم — تاریخ عام قدیم و جدید \*

ہفتم — فزیکل سائنس — یعنی علم طبیعی —

اس علم کی مفصلہ ذیل شاخیں پڑھائی

جارہنگی \*

کیمسٹری یعنی علم کیمیا \*

اور ایک عام مفصلہ ذیل علوم میں سے

(الف) اینڈرل فزیالوجی — یعنی

علم تشریح حیوانات \*

(ب) جیالوجی — یعنی عام اندرونی

حالات زمین کا اور ماریالوجی

یعنی علم معدنیات \*

(ج) بائنی — یعنی علم نباتات \*

(د) زوالوجی یعنی عام الہیوان \*

( ۵ ) سنسکرت مع پراکرت و ڈالہ اور مع علم

اُن کی مطابقت کے \*

( ۶ ) گریک و لاطین مع علم اُن کی مطابقت

کے \*

شوم — فارم اخلاق — یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ

ذیل میں ہے \*

( الف ) منطق مع علم بیان و فلسفہ ذہنی و

اخلاقی \*

( ب ) علم انتظام و سیاست مدنی مع فلسفہ

متعلقہ سیاست و فن تاریخ \*

سوم — فلسفہ طبیعی یعنی ایک مفصلہ ذیل میں

ہے \*

[ الف ] علم ریاضی \*

[ ب ] علوم طبیعی \*

چهارم — دینیات اسلامی یعنی فقہ و حدیث و تفسیر

و غیرہ مذہب اہل سنہ و جماعت و مذہب

شیعہ اثنا عشریہ \*

ضمہ ۲ — درخواست امتحان مفاخرت کے ساتھ طالب علم کو

ہمیشہ اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ پیش کرنا ہوگا جو

اُس نے اُس علم کے کسی مشکل مسئلہ پر تصنیف

کیا ہو جس میں نہ وہ امتحان مفاخرت دینا

چاہتا ہی — امتحان میں داخل ہونے کی اجازت اس

رسالہ کے پسند ہونے پر منحصر ہوگی — اور طالب علم

کو تحریراً یہ اقرار کرنا ہوگا کہ اُس نے اس رسالہ کی

تصنیف میں کسی دوسرے شخص سے مدد نہیں لی

ہی \*

دفعہ ۲ ضمیمہ ۱ — اُس میقات کے ختم ہونے کے قریب جو اُس میقات

کے بعد آئے جس میں مفاخرت کا امتحان ہوا تھا

امتحان میں کامل نکلے ہوئے طالب علموں کا واسطے

عطا کرنے فیلوشپ یعنی وظیفہ و فقہ مدرسہ العلوم کے

پھر امتحان لیا جارہا — اور ہر طالب علم کا امتحان

اُسی علم میں ہوگا جو اُس نے اختیار کیا ہی اور یہ

امتحان بیان مقدموں کے لکھنے کے ذریعہ سے لیا

جارہا جو مدرسہ العلوم کے ایران میں ممتحنوں کے

سامنے لکھنے ہونگے — تین دن تک برابر یہ امتحان

ضمہ ۹ — مذکورہ بالا امتحانوں کے علاوہ اس سلسلہ تعلیم کے

چوتھے برس کے آخر میں تمام علوم میں جو اس

سلسلہ تعلیم میں پڑھے ہونگے ایک امتحان مدرسہ

العلوم میں لیا جارہا اور ہر طالب علم کو مدرسہ العلوم

کے درجہ اعلیٰ میں داخل ہونے سے پہلے اس امتحان

میں کامل نکلنا ضرور ہوگا \*

### ذکر مدرسہ العلوم کے درجہ اعلیٰ کا

دفعہ ۱ ضمیمہ ۱ — اس امتحان کی تکمیل کے بعد طالب علم کو

مدرسہ العلوم کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہونے اور

کسی خاص علم کو مفاخرت کا امتحان دینے کی ارادہ

سے بدرجہ کامل تصدیق کرنے کا حق حاصل ہوگا

امتحان مفاخرت کے لیئے دو برس تک پڑھائی ہوگی

مگر طالب علم کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ

ایک ہی برس کی پڑھائی کے بعد اپنے تئیں مفاخرت

کا امتحان دینے کے قابل سمجھے تو امتحان دینے کو

پہنچے — مگر وہ طالب علم جو ایک دفعہ امتحان میں

کا کامل نکل کر دوسرے امتحان میں کامل نکلیگا

تو اُس کا نام فہرستہ میں اُن کامیاب طالب علموں

کے ساتھ جو پہلے ہی امتحان میں کامل نکلے ہیں

چترتیب لیاقت مندرجہ نہوگا بلکہ فہرستہ کے آخر

میں اور اُن کامیاب طالب علموں کے نام سے ملحدہ

لکھا جارہا \*

ضمہ ۲ — اس درجہ کے پڑھانے والوں میں سے جو شخص چاہے

اُس کو اختیار ہوگا کہ ناکتہ پونی درمٹی کے ایمرے کا

امتحان دے \*

ضمہ ۳ — مدرسہ العلوم میں مفاخرت کا امتحان دینے کے لیئے

طالب علم کو اختیار ہی کہ مفصلہ ذیل علوم میں

سے ایک علم چون سا چاہے پسند کرے \*

اول — زبان — یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل

میں ہے \*

( الف ) عربی مع عبری و سریانی مع علم اُن کی

مطابقت کے \*

( ب ) انگریزی مع ایٹلر سیکس اور مع علم

اُن کی مطابقت کے \*

( ج ) سنسکرت مع ژند — و فارسی — اور

مع علم اُن کی مطابقت کے \*

عام ثقہ و حدیث و دینیات مذہب اہل سنت

و جماعت و مذہب شیعہ امامیہ کی تکمیل

کی کامیابی کے لیے ... 5

میزان ... 3-

منجملہ ان پانچ وظیفوں کے جو دینیات کی تعلیم کے لیے مقرر ہیں دو وظیفہ حضور عالی حاجی حرمین شریفین جناب نواب متحم کلب علی خاں بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی رام پور کے نام سے مقرر ہونگے اور جن طالب علموں نے عام مذہب اہل سنت و جماعت کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہوگی ان کو دیئے جارہینگے \*

ذبحہ 13 ضمن 1 - رفاقت مدرسۃ العلوم کے وظیفوں کے سوا ساتھ وظیفے

اگر طالب علموں کے لیے ہونگے جنکی مقدار ایک سو پچیس

روپیہ سالانہ سے تین سو روپیہ سالانہ تک ہوگی \*

ضمن 2 - پس سالانہ خرچ رفاقت مدرسۃ العلوم کے وظیفوں اور طالب علموں کے وظیفوں کا حسب تفصیل ذیل ہوگا \*

وظیفہ ہائے رفاقت مدرسۃ العلوم

تعداد وظیفہ ماہواری سالانہ فی وظیفہ میزان کل

30 30 30 30

وظیفہ ہائے طالب علمی

20 20 20 20

20 20 20 20

13 13 13 13

4 4 4 4

میزان کل ...

ضمن 3 - وظیفہ رفاقت مدرسۃ العلوم سات برس تک جاری رہیگا اور وظیفہ طالب علمی ایک سال تک لیکن ہر سال کے اخیر میں جو طالب علم سالانہ امتحان اچھا دیکھا اُسکو اُس قدر یا اُس سے بھی زیادہ وظیفہ دیا جائیگا \*

ضمن 4 - رفیق مدرسۃ العلوم سات برس کے بعد پچیس کسی قہایت خاص حالت کے دو بارہ مقرر ہو سکیگا \*

ضمن 5 - اگر کوئی رفیق مدرسۃ العلوم کا کسی مدرسۃ ما تھما مدرسۃ العلوم میں مدرس مقرر ہو تو اُس کا وظیفہ رفاقت جاری رہیگا لیکن اگر مدرسۃ العلوم میں مدرس مقرر ہو تو اُس کو سالانہ وظیفہ رفاقت ملنا موقوف

ہوگا اور متعین متعدد مشورین طالب علم کو لکھ دیکھا اور انہیں سے ایک کا بیان مشورین طالب علم کو ہر روز لکھنا ہوگا اور چھ گھنٹہ اُس بیان مشورین کے لکھنے کو مہلت دی جارہیگی \*

ضمن 6 - اس امتحان کے ختم ہونے پر مشورین کمیٹی مشورین تعلیم السنہ مختلفہ و علوم دنیویہ کے سامنے متعین لوگ اُن نمبروں کی تعداد پیش کریں گے جو ہر طالب علم کو اس امتحان میں ملے ہوں - یہ نمبر اُن نمبروں کے ساتھ جمع کیئے جارہینگے جو ہر ایک طالب علم نے امتحان میں خیرت میں پائے تھے اور اس طرح پر جمع کرتے سے اس بات کا فیصلہ ہو جاویگا کہ وظیفہ رفاقت پانے کا کون کون طالب علم مستحق ہے \*

ضمن 7 - تیس وظیفہ رفاقت مدرسۃ العلوم کے ہونگے اور ہر وظیفہ چھ سو روپیہ سالانہ کا ہوگا اور رفیق مدرسۃ العلوم کو علاوہ اُس وظیفہ کے کھانا اور رہنے کا مکان مفت مدرسۃ العلوم سے ملیگا \*

ضمن 8 - ہر رفیق مدرسۃ العلوم کو حدود مدرسۃ العلوم میں یا اُسی شہر میں جہاں مدرسۃ العلوم ہے رہنا پڑیگا مگر یہ شرط ایسی حالت میں موقوف ہو سکتی ہے جب کہ طالب علم اس پر مطمئن کر دے کہ وہ ہر حقیقت مدرسۃ العلوم کو چھوڑ کر کسی علم کی تحصیل یا ترقی کو دوسری جگہ جانا چاہتا ہے \*

ضمن 9 - رفیق مدرسۃ العلوم کو یہ بھی اقرار تحریری کرنا پڑیگا کہ وہ مدرسۃ العلوم کے کسی طالب علم سے جو باور خانگی اُس سے پڑھتا ہو کچھ معاوضہ نہ لےگا \*

ضمن 10 - تیس وظیفہ رفاقت مدرسۃ العلوم کے مفصل ذیل علوم

کی کامیابی پر طالب علموں کو دیئے جارہینگے \*

زبانوں کی تکمیل کی کامیابی کے لیے ... 8

علوم ریاضی کی تکمیل کی کامیابی کے لیے ... 5

علم منطق و بیان و فلسفہ کی تکمیل کی

کامیابی کے لیے ... 3

علم انتظام و سیاست و فن جغرافیہ و

تاریخ کی تکمیل کی کامیابی کے لیے ... 3

علم طبیعی کی تکمیل کی کامیابی کے لیے ... 2

ذیورہ مدرسۃ العلوم میں داخل ہوسکتا ہی لیکن کسی وظیفہ کے پانے کا جو مدرسۃ العلوم سے ملتا ہی مستحق نہرگا تاہم اُسکے اندر وہ مدرسۃ العلوم اور یہ تہذیب قواعد معینہ مدرسۃ العلوم کے رہنا ہوگا \*

دفعہ ۱۹ کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ اور علوم ذیورہ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ اگر مسلمانوں کے سوا کوئی دوسرے مذہب کا طالب علم مدرسۃ العلوم میں پڑھنا چاہے یا کسی خاص علم کی تحصیل کرنا چاہے تو بہ اداے فیس اُس کو پڑھنے کی اجازت دیں اور کلکتہ یونیورسٹی کے امتحانوں میں اگر وہ امتحان دینا چاہے تو اُس کے لیے اُسی طرح اہتمام اور انتظام کیا جاوےگا جس طرح اور طالب علموں کے لیے ہوگا۔ اور اگر ایسا طالب علم بسبب اختلاف مذہب کے مدرسۃ العلوم کے تمام قواعد کو بجا نہ لاسکے اور اسی لیے وہ اُن دیگر حقوق کا بھی مستحق نہ ہو جو مدرسۃ العلوم کے طالب علموں کے لیے مقرر ہیں مگر باایں ہمہ کمیٹی موصوفہ کو ایسے طالب علم کی قابلیت اور ایاقہ کے لحاظ سے کسی قسم کا وظیفہ یا اور کوئی عزت پیشکش کا اختیار ہوگا \*

### ذکر سکونت و تربیت طالب علمان

#### مدرسۃ العلوم میں

دفعہ ۲۰ مدرسۃ العلوم میں طالب علموں کی سکونت کے لیے مکانات اس طرح بنائے جاویں گے کہ ہر ایک طالب علم کو جدا جدا ایک کمرہ سونے کے لیے اور ایک بیٹھنے اور پڑھنے کے لیے اور ایک مسکن مل سکے \*

دفعہ ۲۱ جو مسلمان طالب علم مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں اُنکو مدرسۃ العلوم کے مکانات میں رہنا ضرور ہوگا مگر وہ غریب طالب علم جو اخراجات سکونت مدرسۃ العلوم ادا کرنے کے لائق نہ ہوں کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ و علوم ذیورہ اُن کو سکونت مدرسۃ سے پوری کرسکتی ہی اور اُنسے اس طرح سارک کرسکتی ہی جسکا ذکر دفعہ ۸ کی ضمیمہ ۲ میں ہی \*

دفعہ ۲۲ اُن سب طالب علموں پر ایک شخص بطور اقلیق کے مقرر ہوگا اور وہ اقلیق بھی دن رات مدرسۃ العلوم میں رہےگا \*

دفعہ ۲۳ جو طالب علم وہاں رہیں گے اُن کو اختیار ہوگا کہ جیسا وہ لباس پہنتے ہیں جیسا پہنیں مگر پورا لباس اشرافوں کا سا ہو الا کسی ایسی قسم کے لباس کے پہننے کی اُنکو اجازت نہ ہوگی جو بد رخصی کی طرف مائل ہو کسی کو اجازت

ہو جاوےگا مگر امزازی رفیق مدرسۃ العلوم کا متصور ہوگا اور وظیفہ کے سوا جو اور حقوق رفقہ مدرسۃ العلوم کے لیے ہیں وہ حالت مدرسے میں بھی بھال و قایم رہیں گے \*

دفعہ ۱۳ علوم مذکورہ بالا کی تعلیم کے لیے جس قدر مدرسوں کی ضرورت ہوگی نوکو رکھے جاویں گے اُن کی تنصراہیں مختلف ہونگی اور وہ ہمدہ اُنکے لیے بجز کسی خاص حالت کے اُن کی زندگی بہر کے لیے ہوگا۔ اگر کوئی مدرس نااطاق یا ضعیف ہو جاوے یا کوئی ایسا صدمہ پھوٹے جس سے کہ وہ اپنے ہمدہ کا کام انجام نہ کرسکے تو مدرسۃ العلوم سے اُسکے ایک پیشکش مناسب ملیگی اور کیا مدرس اُسکی جگہ مقرر ہوگا اور پھر مدرس اگر امزازی رفیق بھی ہو تو بدستور اپنی زندگی تک امزازی رفیق رہےگا \*

دفعہ ۱۵ رفقہ مدرسۃ العلوم باستحقاق اپنے درجہ رفاقت کے کمیٹی خزائنہ البضاعہ کے بھی ممبر متصور ہونگے اور کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ و علوم ذیورہ کے بھی ممبر ہونگے اور اس کمیٹی کے ممبر ہر حقیقت میں کم سے کم ایک دفعہ مدرسۃ العلوم کے انتظام و تصفیہ کرنے کو اجلاس کیا کریں گے جو اُن سے متعلق ہیں سب سے پہلے رفیق مدرسۃ العلوم کا میز مجلس ہوگا اور اُس کو ترجیح کی ایک راے زیادہ دینے کا حق ہوگا اور وہ مدرسۃ العلوم کا افسر اعلیٰ بھی ہوگا۔

دفعہ ۱۶ جب کہ رفقہ مدرسۃ العلوم کسی امر متعلق یہ تعلیم کے اذصال کے لیے جمع ہوں تو وہ مدرس بھی جو امزازی رفیق نہیں ہیں ایوان اجلاس میں آنے اور مثلاً رفیق مدرسۃ العلوم کے راے دینے کے مجاز ہونگے \*

دفعہ ۱۷ کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ و علوم ذیورہ اُس رفیق مدرسۃ العلوم کے جو میز مجلس ہو اپنی سالانہ رپورت کمیٹی خزائنہ البضاعہ لتاسیس مدرسۃ العلوم للمسلمین میں پیش کریگی اور اخراجات سال آئندہ کی منظوری کمیٹی سے لےگی \*

دفعہ ۱۸ کوئی شخص جو کہ اس مدرسۃ العلوم میں کسی خاص علم کی تحصیل کرنے کو داخل ہونا چاہے اور اس تمام سلسلہ تعلیم کو جو مدرسۃ العلوم میں مقرر ہو پڑھنا نہ چاہے تو یہ اجازت کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ و علوم

دفعہ ۳۰ ہر ایک طالب علم کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو خود اپنے کھانے پکانے کا انتظام کرے اور بذریعہ اپنے خاص ملازموں کے آپ پکوائے اور کھائے اور یہ بھی اختیار ہوگا کہ درچار طالب علم آپس میں ہنگامہ دارال کرکر شریک ہو جائیں اور مجبوراً خود کھانے پکانے کا بذریعہ ملازمان خاص انتظام کر لیں \*

دفعہ ۳۱ مگر جو طالب علم یہ چاہے کہ مدرسۃ العلوم کی طرف سے اُنکے کھانے پکانے کا انتظام کیا جائے تو اُن کے لئے اقلیق مدرسۃ العلوم انتظام کر دینا اور رسدنی اخراجات اُن سے لیتے جارہے \*

دفعہ ۳۲ طالب علمان مدرسہ کو اختیار ہوگا کہ جو طریقہ تناول طعام کا اُن کو پسند ہو وہ اختیار کریں اور جب کہ چند طالب علم آپس میں ملکر حرکت میں اپنے کھانے کا بندوبست کرینگے تو اُنکو ایک ایسا نمونہ دیا جائیگا جہاں سب شریک جمع ہوکر کھانا کھا سکیں \*

دفعہ ۳۳ ہاں ہمہ ہر ایک طالب علم پر فرض ہوگا کہ ایک وقت معین پر کھانا کھائیں تاکہ اختلاف اوقات سے اُن کاموں میں ہرج نہ پڑے \*

دفعہ ۳۴ الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اُنکے پرانے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو چھوڑتا کہہ بیٹھے گا تو وہ بہ منزلہ دشنام سخت کے سمجھا جائیگا \*

دفعہ ۳۵ طالب علموں کو جو مدرسۃ العلوم میں رہتے ہوں علم مجلس یعنی باہمی گفتگو کے طریقے سکھائے جارہے گئے ہونہاں گفتگو کی عادت ڈالی جارہی اور اُن پر تاکید اکید ہوگی کہ آپس کی ملاقات اور بات چیت میں اُسکو برتیں اور ہونہاں گفتگو کا اپنے تئیں عادی کریں \*

دفعہ ۳۶ جو طالب علم مکانات مدرسہ میں سکونت اختیار کرینگے اُنکو ضرور ہوگا کہ نماز پنجگانہ میں حاضر ہوں سنیوں پر فرض ہوگا کہ اُس مسجد میں جو مدرسۃ العلوم میں سنیوں کے لئے بنائی جارہی پانچویں وقت کی نماز جماعت سے پڑھیں اور شیعہ طالب علموں پر فرض ہوگا کہ اُس مسجد میں جو شیعہ کے لئے بنائی جارہی کم سے کم تین وقت حاضر ہوکر نماز پنجگانہ اپنے طریقہ مذہبی پر ادا کریں \*

نہ ہوگی کہ کوئی کٹاری لگا ہو یا پزار کا رنگا ہو رنگین یا نیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا تنگ جس سے چھاتی اور پیٹ نظر آئے کپڑا پہنے \*

دفعہ ۳۳ کسی طالب علم کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ بہت پڑے پڑے ہال جو کان کی لو سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کانٹیں پٹاڑے یا پٹیاں چمڑے یا مسی لگارے یا ایک سے زیادہ انگڑھیاں اور چھلے پہنے یا میندھی لگارے \*

دفعہ ۳۵ تمام طالب علموں پر فرض ہوگا کہ صفائی اور آجلا پن اختیار کریں لباس صاف رکھیں اور ہر طرح کی صفائی اور ستھرائی کی عادت ڈالیں اور قبل اسکے کہ کوئی لڑکا سکونت کے لئے مکانات مدرسہ میں داخل ہو یہ بات دیکھ لی جاوے گی کہ جس قسم کے کپڑے وہ پہنتا ہے اُس کے پاس اس قدر تعداد سے ہیں جن سے وہ صفائی اور آجلا پن سے رہ سکتے یا نہیں \*

دفعہ ۳۶ اوقات کھانے اور سونے اور پڑھنے اور جسمانی ورزش کے معین کیئے جارہے اور ہر ایک شخص کو ضرور ہوگا کہ بجز حالت مضر کے اُن وقتوں میں وہی کام کرے جو اُسوقت کے لئے مقرر ہو \*

دفعہ ۳۷ طالب علموں کی حفظ صحت کے لئے اُن کے تھانہ اور کھانے اور ایسے ٹھکانے کو جو نامشروع تھوں اوقات اور طریقے مناسب معین کیئے جارہے گئے \*

دفعہ ۳۸ ہر ایک طالب علم کو اختیار ہوگا کہ اپنے مکان سے سکونت کو فرش اور پلنگ اور اسباب ضروری سے جس طرح چاہے خود آراستہ کرے اقلیق مدرسہ صرف اسباب کی نگرانی کرے کہ تمام ضروری چیزیں موجود ہیں یا نہیں اور یہ کہ خراب چیزیں مٹی اور نقص مستعمل تھوں اور کسی طرح کڑا کوکٹ نہ پھیلے پادے اور صفائی میں کچھ خلل نہ واقع ہو اور کسی طرح کی بد تہیزی نہ ہونے پادے — اور اگر کوئی طالب علم یہ چاہے گا کہ اُسکی سکونت کا تمام ضروری اسباب مدرسۃ العلوم کے اہتمام سے ملے ہو تو اقلیق مدرسۃ العلوم اُس کا انتظام کرے \*

دفعہ ۳۹ اسباب کی نہایت تاکید رہے گی کہ اسباب اور تھانوں اور لکھنے کا سامان اور کپڑے وغیرہ بدسلوکی سے مکان میں پھیلے اور ادھر ادھر پڑے نہ رہیں بلکہ سب چیزیں انتظام اور سلیقہ سے سجی اور درستی سے رکھی رہیں \*



خاص علم کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کوئی شخص علوم دینی میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے پس ایسا مدرسہ قائم کیا جائے جس میں وہ شخص کو مطابق اپنی خواہش کے علوم حاصل کرنے کا موقع رہے \* اس مدرسے سے گورنمنٹ کو ملے گا کہ صرف یہی مقصود ہے کہ طریقہ تعلیم میں گورنمنٹ کچھ مداخلت نہ کرے اور اُسکو صرف ہماری قوم کی رائے اور مرضی پر چھوڑ دے اور گورنمنٹ کو ہر طرح اُسکی نگرانی کا اور اُسکے حالات دریافت کرنے کا پورا اختیار حاصل رہے اور جبکہ خود گورنمنٹ سے اس مدرسے کے لیٹے امانت چاہی گئی ہے اور گورنمنٹ نے اُسکو منظور کیا ہے تو ہمارا صاف منشاء ہے کہ گورنمنٹ کی نگرانی اس مدرسے سے قائم رہے \* سرمایہ جو مدرسے کے لیٹے جمع کیا جاتا ہے اُس سے کبھی گورنمنٹ کو تعلق نہ ہوگا اور نہ کبھی گورنمنٹ کی اُس میں دست اندازی ہوگی اور علاوہ گورنمنٹ کے کوئی ممبر بھی اُس میں دست اندازی نہیں کر سکتے گا اور انہیں اُس کے استحکام کے لیٹے کمیٹی خزانۃ البصاۃ مقرر ہوئی ہے اور اُسکے لیٹے قواعد بنائے گئے ہیں اور اُس کمیٹی کی اور اُن قواعد کی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۹۰ء عمل میں آئی ہے جنکے ذریعہ سے اُن قواعد کے برخلاف کوئی ممبر عمل کرنے کا مجاز نہیں ہے \*

مذہبی تعلیم کے لیٹے ایسے قواعد تجویز کیئے گئے ہیں اور اُسکو کلیتاً ایک ملحدہ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے جس سے اس قسم کا احتمال کہ مذہبی تعلیم میں کچھ خال واقع ہوگا مطلقاً باقی نہیں رہا \* اعلیٰ درجہ کی دینی تعلیم کے لیٹے نہایت ضرور ہے کہ کلئے انگریزی زبان میں تعلیم ہو تاکہ مسلمان لڑکے انگریزی میں ایسے قابل نکلیں کہ جو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے ہندوستان میں کر سکتے ہیں اُن کو وہ حاصل کر سکیں اور نیز جو علوم کہ انگریزی زبان میں ہیں اُس میں پورا کمال حاصل کر کے ایسی کتابیں تالیف و تصنیف کریں جو عموماً قوم کے لیٹے مفید ہوں اسلیئے مدرسہ میں ایک ایسا درجہ قائم کیا گیا ہے جس میں اُن لوگوں کو جو اس طرح تعلیم پائی چاہیں دینی تعلیم پانے کا موقع ملے \*

مگر اس طرح صرف انگریزی زبان میں تعلیم دینے سے علوم و فنون جدیدہ تمام قوم میں عموماً رائج نہیں ہو سکتے اور تمام قوم فائدہ نہیں اُٹھا سکتی اسلیئے علوم و فنون کا اردو زبان میں بھی تعلیم دینا اُن لوگوں کے لیٹے قرار پایا ہے جو اردو زبان میں اُن کو پڑھنا چاہیں اور اُمید ہے کہ اردو زبان میں تمام علوم و فنون جدیدہ کی کتابیں موجود ہوجانے کے بعد ہماری قوم میں بھی وہ علوم و فنون اس طرح ہر شائع ہوجائیں گے جس طرح اب انگریزی زبان میں

دفعہ ۳۷ ان دونوں مسجدوں کے لیٹے سبوز ہونگے اور سننی مذہب کے طالب علموں کی مسجد کے لیٹے ایک امام حافظ قرآن ملازم ہوگا اور تمام ضروری چیزیں یہاں رہینگے تاکہ کسی قسم کا خرچ اور تکلیف نمازیوں کو نہ ہو \*

دفعہ ۳۸ مدرسۃ العلوم میں جمعہ اور اتوار دروس ہر ہفتہ میں تعلیم ہوگی اور کمیٹی مدبران تعلیم مذہبی کو اختیار ہوگا کہ وہ اتوار کے دن بھی مذہبی تعلیم جاری رکھے جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ تعلیم مذہبی کا مدرس اعلیٰ قرآن وحدیث سے کچھ احکام و اخلاق مذہبی بطور تحقیق عالمانہ جس سے طالب علموں کو فائدہ ہو بقدر مناسب بطور وعظ کے بیان کیا کریگا جس میں ذی استعداد طالب علم اور خصوصاً وہ طالب علم جنہوں نے علوم مذہبی کی تکمیل اعلیٰ درجہ تک کی اختیار کی ہو حاضر رہا کریں گے \*

دفعہ ۳۹ اتفاقیہ بیماروں کے معالجہ کے لیٹے انگریزی کانٹر ویرٹانی طبیب دونوں کا انتظام مدرسۃ العلوم میں کیا جائیگا اور جب لڑکے مدرسۃ العلوم میں داخل ہونگے تو اُن سے یا اُنکے مربیوں سے دریافت کر لیا جائیگا کہ اگر کوئی انفاقہ بیماری پیش آوے تو کون سا علاج کیا جائے اور ضرورت کیوقت اُسکے مطابق عمل میں آویگا اور فی الفور اُن کے مربیوں کو اطلاع ہوگی اور جس طرح وہ ہدایت کریں گے اُسی طرح ہر تہمیل کی جائیگی \*

دفعہ ۴۰ ان تمام قواعد کی خبرگیری اور انتظام اتالیق مدرسے کے سپرد رہیگا اور جو طالب علم خلاف درزی قواعد معینہ کریگا اُسکی رپورٹ کمیٹی مدبران تعلیم السنہ مختلفہ اور علوم دنیویہ کی خدمت میں پیش ہوگی \*

دفعہ ۴۱ کمیٹی موصوفہ اُس طالب علم کو فہمائش کریگی اور جب متعدد فہمائش سے وہ نہ مانے گا تو اُسکو مدرسۃ العلوم سے خارج کرنے کا اُسکو اختیار ہوگا \*

### مذکورہ بالا تجویزوں کے منشاء کا بیان

مقصود یہ ہے کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کیا جائے جس میں خود ہماری قوم کو سب طرح کا اختیار ہو اور وہ جس جس طرح پر اپنی قوم کی تعلیم دینا مناسب اور فائدہ مند سمجھے اُسی طرح پر تعلیم دے اور ہماری قوم کو ہر قسم کے علوم پڑھنے کا موقع ملے کیونکہ ہر ایک شخص کے افراط متعہ نہیں ہیں کوئی شخص سرکاری عہدوں کے مال کو نہ چاہتا ہے۔ کوئی شخص علوم دینی میں سے کسی

کریں گے اور روشن ضمیر تعلیم پھیلانے میں نہایت کوشش کرتے لگیں گے۔ صرف روز مرہ کی ہیکار آمد تعلیم جو ایک اور تعلیم ہوتی ہی کچھ روشن ضمیر تعلیم شمار نہیں کی جاسکتی۔ اور اگر یہ مدرسۃ العلوم نہایت عمیق اور مستحکم اور اعلیٰ علم کے پیشکشگر تو اس کو ادب اور عزت اور فخر و توفیق کے لائق سمجھنا مشکل ہوگا۔ اس مدرسہ کے قیام کے لئے یہ ایک اصول تجویز کیا گیا ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے مستقل آمدنی ہونی چاہئے تاکہ وہ کسی بیرونی مدد کا محتاج نہ رہے اس کا سبب نہایت ظاہر ہے اور کچھ تشریح کا محتاج نہیں ہے کیونکہ کوئی بڑا کام اختیار نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس کی تکمیل کے وسیلے اول مہیا نہ جارہیں مدارس جو کہ سالانہ یا ماہوار چندوں سے جاری کیئے جاتے ہیں ان کے استحکام پر کچھ بھروسہ نہیں ہوتا اور نہ اس چندہ کے بھروسہ پر کوئی عمدہ اور مستقل کام کیا جاسکتا ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہندوستان میں جس قدر مدرسے اس طرح پر جاری ہوئے بغیر کسی استثناء کے انجام کو ناکامیاب ہوئے اور یہ بات نہایت ہی بے ہودہ ہوگی اگر ایسا بڑا عظیم الشان مدرسۃ العلوم اس کے ہمیشہ چلنے اور سرسبز رہنے کی طمانیت کے بغیر جاری کیا جائے۔

اس مدرسہ کے قیام میں ایسا انتظام بھی کیا گیا ہے کہ جو طالب علم سلسلہ تعلیم میں کامیاب ہو اسی کامیابی کے ساتھ اس کو انعام اور علم کو اعلیٰ درجہ تک ترقی پر پہنچانے کے لئے وظیفہ بھی دیئے جارہیں اور یہ بھی تجویز ہوا ہے کہ اگر کسی طالب علم کی عمدہ کامیابی تحصیل علم میں ثابت ہو تو اس کو بلا شرط خدمت صرف اس کے ترقی علم میں مصروف رہنے کے صلہ میں ایک معتد بہ وظیفہ ملے کیونکہ حقیقت روپیہ ہی کا فائدہ علم سیکھنے پر بہت بڑا رغبت دلانے والا اور تعلیم کو ترقی کرنے والا ہے۔ نہایت تربیت یافتہ ملکوں میں بھی اور ہندوستان میں بھی جہاں کہہ سکیں اور علم ایک جگہ بہت کم جمع ہوتا ہے روپیہ کا فائدہ تعلیم پر صرف رغبت دلانے اور تعلیم کی ترقی کرنے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہوگا کیونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی زیادہ اکثریت ہے اور گو کہ اور ملکوں میں بھی ہوتا ہے مگر ہندوستان میں یہ بات زیادہ تر ہے کہ وہ لوگ جو بہت زیادہ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس اپنی گذران کرنے کے لئے بھی بہت کم وسیلے ہوتے ہیں اور ایسی حالت میں روپیہ کا فائدہ ہمیشہ لائق طالب علم پیدا کرنے میں خطا نہ کریگا۔

اس مدرسہ کے طالب علم نلکتہ یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھی داخل ہوسکیں گے جس جو فائدے اور حقوق اس یونیورسٹی کے امتحانوں سے حاصل ہوتے ہیں وہی فائدے اور حقوق اس مدرسہ کے

ہونے کے سبب سے انگریزوں میں شائع ہیں یا جس طرح یورپائی علوم عربی میں ترجمہ کرنے سے مسلمانوں میں شائع ہو گئے تھے۔

دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی برابر ہوتی رہے گی اور اس وقت جو بہت نقص ہے کہ جو مسلمان دینی تعلیم پاتے ہیں وہ علوم و فنون جدیدہ سے بالکل غافل رہتے ہیں اور جو دنیوی علوم میں تعلیم پاتے ہیں وہ دینی تعلیم سے محروم رہتے ہیں یہ نقص بھی اس طریقہ تعلیم سے جو تجویز کیا گیا ہے بالکل مرفوع ہو جائیگا۔

گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں جو یہ ایک نقص ہے کہ اگر کوئی طالب علم درجہ ادنیٰ کے علوم میں سے ایک علم میں بھی ناقص نکلتے تو وہ اس درجہ تعلیم سے اوپر کے درجہ میں ترقی نہیں کرسکتا اس کا علاج بھی اس تجویز میں کیا گیا ہے اور جن علوم میں طالب علم ادنیٰ درجہ میں کامل نکلا ہے اگر وہ انہیں علوم میں اعلیٰ درجہ پر ترقی کرنا چاہے تو اس کو ایسی ترقی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

اس مدرسہ میں ان علوم کا پڑھانا بھی تجویز ہوا ہے جو روز مرہ تو کار آمد نہیں ہوتے مگر ان سے ذہن کو اور لیاقت کو اور استعداد کو ترقی ہوتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ روز مرہ کی ہیکار آمد تعلیم کے ساتھ ضرور اصولی تعلیم کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ جو تعلیم کہ دل کو روشن نہیں کرتی اور عقل اور اخلاق کو کامل ترقی پر نہیں پہنچاتی وہ ہمیشہ ناکامل متصور ہوتی ہے اور اگر ہم صرف روز مرہ کی ہیکار آمد تعلیم پر قناعت کریں تو ہماری قوم کے عمدہ سے عمدہ طالب علم اپنی قوم کے لئے ان لوگوں سے جنہوں نے ہمارے اس مدرسۃ العلوم میں تعلیم نہ پائی ہو کچھ زیادہ فائدہ پہنچانے والے نہ ہوں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سب سے بڑا فائدہ ہمارے اس مدرسۃ العلوم کا یہ ہوتا چاہئے کہ مباحث علمی میں ہمارے طالب علموں کے طرز خیال میں تبدیلی اور ترقی ہو۔ اور اس تعلیم سے ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ گویا وہ اس مدرسۃ العلوم کے لئے علم لوگوں میں علم پھیلانے اور مہذب خیالات اور عمدہ اخلاق سکھانے کے لئے مثلاً آئے ہیں اگر اب ہم اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے پر ناکامیاب ہوں تو ہم کو اپنے اس مدرسۃ العلوم کو بھی ایک ناکامیاب ہی تصور کرنا چاہئے۔ لیکن اگر یہ مدرسۃ العلوم نوجوان مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جن کے خیالات مہذب اور ترقی کی طرف مائل ہوں تو ہم کو کچھ شک نہیں ہے کہ اس کا نتیجہ بے اقتنا فوائد سے مالا مال ہوگا جہاں کہیں ہمارے مدرسۃ العلوم کا طالب علم چلا جائیگا اس کے ساتھ ہی وہ عمدہ اور مہذب اور ترقی کرنے والے خیالات اور زندہ علم اور اصلی اخلاق جاوینگے جن کا تعلیم دینا اور پھیلانا ہمارے مدرسۃ العلوم کا مقصد ہے اور مسلمان روز بروز زیادہ تو اپنی حالت موجودہ پر قور

ہم نے جو علوم جدید کا اردو میں پڑھانے کا ذکر کیا اس سے یہہ نہ خیال کیا جاوے کہ وہ علوم انگریزی میں نہ پڑھاے جاویں بلکہ جو لوگ انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم پانا چاہینگے وہ ان علوم کو بھی انگریزی میں پڑھینگے اور اردو کا سلسلہ قوم میں عام تعلیم پھیلانے کے لیے قرار دیا ہی کھونکہ قوم میں عام تعلیم اُس وقت تک شایع ہوتا جب تک کہ اُسی کی زبان میں علوم قوموں غیر ممکن نہ ہی اور اُس اردو سلسلہ سے یہہ بھی نہ تصور کیا جاوے کہ فارسی اور عربی زبان کے پڑھانے سے کچھ عقلیت ہوگی اس لیے کہ جو لوگ ان زبانوں کو پڑھنا چاہینگے اُن کو اُن زبانوں کی اعلیٰ درجہ تک تعلیم ہوگی جیسا کہ سلسلہ تعلیم سے ظاہر ہوتا ہی — اور علوم و فنون جدیدہ کا سلسلہ اردو زبان میں قائم کرنے سے صرف یہہ مطلب ہی کہ علوم کی تحصیل جہاں تک ممکن ہو اُساں ہو جاوے \*

جو لڑکے کہ مدرسۃ العلوم میں رہینگے اُنکی حفاظت اور انکی صحت اور اُنکی تربیت اور اُنکے مکانات سکونت کے لیے ایسی تدبیریں کی گئی ہیں جو غالباً اُنکو اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی نہ ہوتی ہونگی اس لیے امید ہی کہ تمام لوگوں کی اس بات سے کہ اُن کے لڑکے مدرسۃ العلوم میں نہایت عمدہ طور سے رہینگے بالکل خاطر جمع ہوگی \*

نہایت بخل اور بد اخلاقی ہوتی اگر ہم غیر مذہب کے لوگوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ میں کوئی راہ نہ دیکھتے اور اس لیے ایسی تدبیر بھی اختیار کی گئی ہی جس سے غیر مذہب کے لڑکے بھی مدرسۃ العلوم سے مناسب فائدہ اُٹھا سکیں اور اُس کے ساتھ جو انتظام تعلیم و تربیت اپنی قوم کے لوگوں کا کیا گیا ہی اُس میں بھی کسی طرح کا نقص و فتنہ واقع نہ ہوگا \*

مدرسۃ العلوم میں ہفتہ میں دو دن یعنی جمعہ اور اتوار کی تعلیم قرار پائی ہی جمعہ ایک ایسا دن ہی جو مسلمانوں کے لیے تعلیم کے واسطے نہایت ضروری ہی لیکن جو کہ دنیاوی علوم کی تعلیم کے لیے اور انگریزی زبان کی تعلیم کے لیے اکثر ماسٹر اور پرنسپل اور پرنسپل انگریز ہونگے تو ممکن نہیں ہی کہ اتوار کے روز مدرسہ میں تعلیم جاری رہ سکے اس واسطے ضرور ہوا کہ اتوار کو بھی تعلیم کا دن قرار دیا جاوے لیکن چونکہ مذہبی تعلیم کے مدرس سب مسلمان ہونگے اس لیے اُس دن بھی مذہبی تعلیم کا جاری رکھنا تجربہ کیا گیا ہی اور اس میں ایک بڑا فائدہ یہہ ہی کہ مذہبی تعلیم کے لیے زیادہ وقت ملے گا \*

واضح ہو کہ یہہ سب تجویزیں کمیٹی میں پیش ہیں اور دو دفعہ کمیٹی ان تجویزوں پر غور کرچکی ہی اور اُس کو اب پھر اس لیے مشہور کرتی ہی کہ تمام ممبروں اور مسلمانوں کی نگاہ سے گذرے اور اختیار نوپس وغیرہ اُس کو دیکھیں اور جس کسی کو جو کچھ رائے اُس پر پیش کرنی ہو وہ اُس کو پیش کرے تاکہ پھر تیسری دفعہ کمیٹی اُس پر غور کرے اور پھر قیہ ثالث غور کرنے کے بعد جو ترمیم کہ مناسب سمجھے عمل میں لائے \*

دستخط مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ

منصور کار سکریٹری کمیٹی خزانۃ البضاعہ

لتأسيس مدرستہ العلوم للمسلمین

غالب علوم کو بھی حاصل ہونگے اگر وہ کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان دینگے اور علاوہ اُس کے خود مدرسۃ العلوم سے طالب علموں کے لیے پیش قرار وظیفے مقرر کیئے ہیں جو لائق طالب علموں کو دینگے چاہینگے اور اس سبب سے اس مدرسہ کے طالب علموں کو گویا دوسری رغبت علوم کے تحصیل کرنے میں ہوگی \*

طالب علموں کا اور ترقی علوم کے وظیفہ پانے والوں کا مدرسہ میں رہنا اور اُس کے قواعد کا پابند ہونا مثلاً تعلیم کے اس لیے ضروری سمجھا گیا ہی کہ یہہ امر سب سے مقدم ہی اور وہ بڑے امتیاز کی چیز ہی درمیان ہمارے مجوزہ مدرسۃ العلوم اور اُن یونیورسٹیوں کے جو کہ اب ہندوستان میں موجود ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ طرز معاشرت مسلمانوں کا اُن کی تعلیم سے بھی زیادہ ترقی کا محتاج ہی — خصوصاً مسلمان لوگوں کی ابتدائی حالت زیادہ توجہ کے لائق ہی اس عمر میں اثر اجلاف اور رذیلوں کے لوگوں کی صحبت میں مسلمان شریفوں کے لوگوں کی طبیعت میں خراب اخلاق اثر کر جاتے ہیں اور انٹر فامذہب الفاظ اُن کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں جس کے آخر کار وہ عادی ہو جاتے ہیں — پس ان سب خرابیوں کے دفع کرنے کے واسطے جب تک ہم ایک بڑے گروہ طالب علموں اور اتالیقوں کو ایک جگہ جمع نہ کرینگے اور اُن کو ایسی صحبت میں کرینگے جس کے خیالات اور مقاصد مسلمان لوگوں کے حال کی صحبت کی ہر اُنی اور خرابی اور عیب سے پاک ہوں اُس وقت تک کوئی تدبیر تعلیم کی اور اپنی قوم کو اخلاق اور عادات فاضلہ سے معشرہ رکھنے کی نہیں چل سکنے کی — گورنمنٹ کالجوں کا فائدہ اس وجہ سے کہ گورنمنٹ طرز معاشرت طلباء میں کچھ اصلاح نہیں کرسکتی کچھ عیب کامیاب نہیں ہوا ہی اور اگر ہمارا مدرسۃ العلوم طالب علموں کا اور اتالیقوں کا ایک جگہ ساتھ رہنا اور طالب علموں کا خراب صحبتوں سے ملحدہ کرنا اور اُنکا مدرسۃ العلوم ہی میں سکونت اختیار کرنا اور اُس کے قواعد کو بجا لانا ضرور نہ تصور کریگا تو اُس سے کچھ بہتر نتیجہ حاصل نہ ہوگا \*

ظاہر لوگ یہہ بھی خیال کرتے ہونگے کہ جن علوم کی تعلیم قرار دی گئی ہی وہ نہایت کثرت سے ہیں مگر یہہ خیال تین وجہ سے صحیح نہیں ہی \*

اول — یہہ نہ وہ سلسلہ علوم کا ایسا نہیں ہی کہ اُس کے تحصیل کرنے میں کچھ بہت مشکل پڑے ہاں البتہ محنت سے اور دل سے پڑھنا درکار ہی اور جو لوگ اُس سلسلہ کو اردو میں پڑھنا چاہینگے اُن کے لیے تو وہ سلسلہ بہت ہی آسان ہو جاویگا \*

دوسرے — یہہ کہ اس سلسلہ کے پڑھنے کے بعد اور اُس میں کامیابی حاصل کرنے پر مدرسۃ العلوم سے پیش قرار وظیفہ مقرر ہوتے ہیں پس ضرور ہی کہ وظیفہ اُنہیں لوگوں کو دیا جاوے جنہوں نے محنت کر کے اور دل لگا کر تمام اُن علوم کو حاصل کیا ہو \*

تیسرے — یہہ کہ اس طریقہ تعلیم میں اسباب کی کوئی لادھی قید نہیں لگائی گئی ہی نہ ہر شخص وہ پورا سلسلہ پڑھے بلکہ یہہ بھی اختیار دیا گیا ہی کہ جو شخص جو نسا علم پڑھنا چاہے اُسکو پڑھے صرف اتنا فرق ہی کہ جو شخص پورا سلسلہ نہ پڑھے گا اُسکو انعام اور وظیفہ جو مدرسۃ العلوم کی طرف سے ملنا تجویز ہوا ہی نہیں ملے گا \*

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۸ ]

یکم رجب سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی

[ جلد پنجم ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

#### بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ غلط کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارہے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارہے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی سٹائے جارہیں \*

### إطلاع

#### تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیرات بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو بھی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۸۵

## مراسلہ مہدی

مزیز من ماجد علی سلمک اللہ تعالیٰ

عزت تمہارا آیا حال معلوم ہوا مہدی کیفیت کیا پرچہ تھے ہر عیاں

را چہ بیان \*

یک سینہ و صد ہزار شعلہ \* یک دیدہ و صد ہزار باران

تہذیب پرچہ ہی کہ تہذیب الاخلاق میں مضمون لکھنا کیوں ترک

کیا کیا سید صاحب سے متخالف کی یا نفر کے قتلوں سے قریبی — مزیز

من کہ میں سید صاحب سے متخالف ہوا نہ نفر کے قتلوں سے قرا بلکہ

مذہب سکوت کا اصلی سبب قتلوں ہی کہ قطع نظر روحانی

صدموں کے کئی پہلوئے ایسا بیمار ہوں کہ لکھنا پڑھنا دشوار ہی

ورز مرہ کا کام بھی یہ مشکل دوسروں کی مدد سے کرتا ہوں \*

مزیز من سید صاحب سے متخالف کا زمانہ گذر گیا اب اس خیال

کو جانے دو کہ پھر وہ زمانہ آویگا انا احمد و احمد انا — نعتیہ روحان

حالتا بدنا \*

نفر کے قتلوں کا قدر مامیوں کو ہوگا جنکا ایمان پادری کے حقہ

پانی پر ہی نہ اُن مردوں کو جو اسلام کی حقیقت اُن نفر کے قتلوں

دینے والوں سے بھی زیادہ جانتے ہیں وہ تو ان بادی کاغذوں پر جو

کیہی مشرق سے مغرب کو اور کیہی مغرب سے مشرق کو اُڑتے پھرتے

ہیں اُنکے آٹھائو بھی نہیں دیکھتے اور پھر مگس کی ہڈی پر بھی اُس

کی وقعت نہیں سمجھتے اُنکے نزدیک خدا نے اپنی جنت و دوزخ ان

نفر کے قتل دینے والوں کو ہیہ نہیں کرہی کہ جسکو چاہیں وہ

جنت میں بھیجیں جسے چاہیں کافر بنکر دوزخ میں ڈالیں \*

مزیز من تم تاریخ سے واقف ہو اگلے لوگوں کا حال تمہ نہیں

پڑھا ورنہ تم ان نفر کے قتلوں پر تعجب نہ کرتے یہ تو ایک پرانی

رسم ہی کہ ہر مذہب میں اُس پر عملدر آمد رہا ہی اور مذہبی

سوداگوں نے اسے اپنی وقعت و عزت کا ذریعہ بھرا رکھا ہی تاکہ وہ

غوجے جاویں اور خدا کے فرزند تھیں اور جو آواز اُنکے آگے پیچھے سے

کلمے وہ روح القدس کی آواز سمجھتی جارہے اندوس اُن ضعیف القلب

اور ضعیف ایمان لوگوں پر جو اپنی دلی تصدیق پر اطمینان نہ رکھیں

اور اُنکے دل ان ہوائی کاغذوں سے پتوں کی طرح اُڑتے پھریں \*

سنو میاں دنیا میں جتنی نامور قومیں گذری ہیں یا جو اب

موجود ہیں اُنکی تاریخ اس پر شاہد ہی کہ جب کسی نے اپنے زمانہ کے

لوگوں کے ارسطو درجہ کے خیالات سے بڑے کر کوئی بات زبان سے نکالی یا

ان کی معرکے سمجھتے سے کچھ زیادہ کہا تو وہ مسخروں اور دیوانہ

تھرا اور اگر منہ سے کوئی ایسی بات نکلی جو مخالف اُس زمانہ کے

دینی خیالات اور مذہبی رسوم کے ہوئی گو وہ خیال اور رسم بالکل

مذہب کے مخالف ہی ہو یا اُس سے مذہبی سرداروں کی عزت و شان

میں کچھ فرق آیا تب تو وہ گمذہب اور کافر ہی سمجھا گیا پھر یا

جلا وطن کیا گیا یا مارا گیا یا زندہ جلاہا گیا \*

دیکھو یونان میں سقراط کو زہر کا پیالہ کیوں پلایا گیا اسی جرم

میں کہ اُس نے بت پرستی کی پرانی کی جسے اُس زمانہ کے لوگ

اچھا جانتے تھے \*

جریرت جب مسلمانوں کے مدرسے سے معقولات سیکھ کر اپنے

مالک میں گیا تو اپنی قوم کے نزدیک کیوں کافر اور مرتد تھرا اسی

قصور میں کہ وہ اُن علموں کو جاری کرنا چاہتا تھا جس کی عربی

سے اُس کی قوم واقف تھی \*

کلبیس کیوں پاگل تھرا اسی لیئے کہ اُس نے وہ بات کہی جو کہ

اُس زمانہ کے لوگوں کی عقل اور سمجھتے سے باہر تھی \*

ڈیوکسن نے جب بھاپ کے زور سے چہاز اور گاڑی چلانے کی نسبت

اپنا خیال ظاہر کیا تو وہ کیوں پاگل خانہ میں بھیج دیا گیا اسی

قصور میں کہ اُس زمانہ کے اوسط درجہ کے خیال سے اُس نے بڑے کر

یہ بات کہی \*

روجر بیکن کے نفر کا کیوں قتل دیا گیا اسی لیئے کہ وہ اُن

مسائل سے منکر تھا جسکو اُس زمانہ کے عالم حق اور سچ جانتے

تھے \*

کرپر نیکس نے کیوں ہیئت کے صحیح مسائل کے اظہار پر جرأت

نہ کی اسی لیئے کہ وہ پادریوں کی مخالفت سے خائف تھا \*

پیروٹون حکیم کو روم کے پرپ نے کیوں زندہ جلاہا اسی جرم

میں کہ اُس نے زمیں کی گردش کا اقرار اور آسمان کے وجود جسمانی

سے انکار کیا تھا جسکو اُس زمانہ کے پادری ہمارے وقت کے مولویوں

کی طرح اپنی نادانی سے مخالف آسمانی کتاب کے جانتے تھے \*

لوٹھر کو کیوں شہر بشہر بھاگنا پڑا اسی گناہ میں کہ وہ پرپ کو

نجات کے فرمان پیچھے کا مسخر نہ سمجھتا تھا \*

یہ چند نظریوں پر غیر قوموں کے نامور لوگوں کی ہیں اب ہم

اپنی ہی قوم اور اپنے ہی مذہب کے اُن نامور شخصوں کا حال بیان کرتے

ہیں جن میں سے اب کوئی تفسیر کا — اور کوئی حدیث کا — کوئی فقہ کا —

کوئی اصول کا — کوئی کلام کا — امام سمجھا جاتا ہی اور جن میں سے

کسی کا خطاب ہی امام المفسرین اور کسی کا امام الفقہاء اور کسی کا



کہ وہ ایک غلط مسئلہ میں موافقت اس زمانہ کے لوگوں کی نکلتے تھے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری وطن سے نکالے گئے۔ نسائی مسجد میں شہید کیئے گئے۔ پایزید بسطامی پر بھی جلاوطنی کا فتویٰ دیا گیا۔ قرآنوں مصری مصر سے بغداد کو اس مصیبت سے بھیجے گئے کہ ہا بدست دگرے بدست بدست دگرے۔ اور ایک جرمات مولویوں کی ان کے فقر و زندقہ پر گواہی دینے کے لیئے مبراہ گئی سہیل بن عبداللہ تستری یمن امامت مروت تھری۔ ابو سعید حجاز پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہی گیا۔ جنید بغدادی کو عالموں نے کافر کہہ کر اس قدر تنگ کیا کہ وہ مسائل ترحید ثلاثہ زبان پر نہ لاسکے۔ محمد بن فضل بلخی یمن جلال اس طور پر نکالے گئے کہ ان کے گلے میں رسی تھی اور گلی کوچہ میں تشہیر کیئے جاتے۔ امام بن حسن رازی کو رے کے زاهدوں نے تکلواہی دیا۔ ابو عثمان مغربی بھی در بدر مارے پھرے۔ حضرت شہلی پر کفر کا فتویٰ دیا گیا اور ان کے پاس کا پیٹھنا بھی ایک گناہ قرار دیا گیا امام ابو بکر ذہبی کی ہاں علم و فضیلت مولویوں کے حکم سے کھال کھینچی گئی ابن حنن یمن تبصر و امامت زندقہ قرار دیئے گئے۔ شیخ ابو مدین بصرہ زندقہ جلاوطن کیئے گئے۔ شیخ ابوالحسن شاذلی مغرب سے قید کر کے بہ گناہ زندقہ مصر کو بھیجے گئے۔ شیخ عزیزالدین بن عبدالسلام بھی کفر کے فتویٰ سے قید کیئے۔ شیخ تاج الدین سبکی اباحت تھرائے گئے۔ شیخ مصی الدین ابن عربی اور شیخ توالحسن اشعری اور امام حجة الاسلام غزالی کا کچھتہ بیان کرنا بے مروت تھرگا۔ سب جانتے ہیں کہ شیخ مصی الدین وہ شخص ہی جسکو امام الموحیدین اور کبریہ احمد اور اکسیر اعظم اور شیخ الطایفہ کہتے ہیں اُسکی نسبت نہ فقط کفر کا فتویٰ ہوا بلکہ حضرت عالموں نے یہہ فتویٰ دیا کہ کفر اشد من کفر الیہود و النصری کہ اُسکا کفر یہود اور نصری کے کفر سے بڑا کر ہی اور اس پر بھی ان ظالموں کو صبر نہ آیا بلکہ ان کے تمام گروہ پر تکفیر کا فتویٰ جاری کیا اور اُسپر بھی ان کے دلوں کی آگ تھنکی تھری بلکہ ان کے کفر میں شک کرنے والوں پر بھی کفر کا فتویٰ دیدیا اور صاف یہہ نکھدیا کہ من لم یکنر طایفۃ ابن عربی کان لم یکنر الیہود و النصری و من شک فی کفرہ و من ہو مثله فهو کافر ومن شک فی کفر من شک فی کفرہ فهو کافر۔ شیخ ابوالحسن اشعری کی کیفیت ظاہر ہی کہ وہ سنہوں کے امام ہیں مگر اُنکو بھی یاروں نے الکاد کے الزام سے نہیں چھوڑا اور کفر کی نسبت ان کی طرف کردی۔

امام غزالی کا حال سب جانتے ہیں کہ آج لقب ان کا حجة الاسلام ہی مگر یہہ حضرت بھی اپنے زمانہ میں کافر تھرائے گئے اور ان کی

حجة الاسلام اور کسی کا کبریہ احمد اور کسی کا اکسیر اعظم تاکہ معلوم ہو کہ ان بزرگواروں نے اپنے زمانہ کے لوگوں سے کسے صدمے اُٹھائے۔

عبداللہ ابن عباس پر لوگوں نے طعن کیا کہ یہہ بے سمجھے پرچھے قرآن کی تفسیر کیا کرتے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر کے زیادہ نماز پڑھنے پر لوگوں نے کہا کہ یہہ مکار اور منافق ہیں۔

محمد بن وقاص کا کوفہ کے جاہلوں نے شکوہ خلیفہ تک کیا کہ ان کو نماز پڑھتی بھی نہیں آتی۔

حضرت علی کو تو خارجوں نے کافر ہی بنا دیا۔

امام زین العابدین کی نسبت لوگوں نے کہا کہ یہہ تو پت پرستوں کی باتیں کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی نسبت وہ باتیں لوگوں نے کہیں کہ جاکا نقل کرنا بھی بے ادبی ہی بعضوں نے ان کو جاہل تھرا یا بعضوں بتدعتی بنایا بعضوں نے کفر کی نسبت کی۔

امام شافعی سے ایک امام کو بدذاتوں نے اضر من ابلیس کا خطاب دیا اور ان کے مرنے کی دعائیں کیں۔

امام عراق اور مصر نے ان پر یہاں تک تہمتیں لگائیں کہ یمن سے دارالسلام تک ایسی بے حرمتی اور بے مروتی سے قید کر کے بھیجے گئے کہ ہزاروں آدمی ملاصرت کرتے اور گالیاں دیتے جاتے تھے اور وہ اُنکے حلقہ میں سر جھکائے ہوئے تھے۔

امام مالک کی مصیبت ہمارے دل کی تسلی کے لیئے کافی ہی کہ پچیس برس تک جمعہ و جمعہ کے لیئے باہر نہ نکلے اور ایسی ذلت سے قید کیئے گئے کہ جس کے سننے سے بدن پر رعبہ ہوتا ہی اس بے دردی سے ان کی مشکیں باندھی گئیں کہ ہاتھ باز سے اُکھڑ گیا پھر اُونٹ پر سوار کرائے گئے اور کہا گیا کہ اُس مسئلہ کی صحت کا اقرار کر دیں جسے وہ دل سے غلط جانتے تھے آخر امام نے اُونٹ پر کھڑے ہوکر کہا کہ جو مجھے جانتا ہی وہ جانتا ہی جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہوں اور صاف کہتا ہوں مطلق المکرہ لیس ہشتی اسپر ستر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔

امام احمد حنبل کی مصیبت ستر کہ ۲۸ مہینے تک وہ قید میں تھے اور بھاری بھاری زنجیروں اُنکے پاتوں میں ڈالی گئیں اور یہہ ذلت اُنکو ہی گئی کہ مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ ان کو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے اور ہر شام کو جیلخانہ سے نکالے جاتے تھے اور کڑوں کی مار ان پر پڑتی اور یہہ سزا اُس قصور کے بدلے میں تھی



نہ کرنے پر مارے گئے خلق قرآن کے مسئلہ نے مسلمانوں کے خوں کی ندیاں بہا دیں غنائت و امامت کی پھٹ میں شہر کے شہر و پیران کر دیئے۔ پس ہمارے زمانہ میں شیطان کے وجود خارجی اور آسمان کے وجود فرضی کے انکار پر اگر کفر کے فتویٰ ہوئے تو کوئی نئی بات نہیں ہے \*

گھائل تیری نظر کا بنوع دگر ہو ایک

زخمی کچھہ ایک ہندہ درگاہ ہی نہیں

عزیز من ستر — ایمان ایک نور ہے جو خدا دل میں پیدا کرتا ہے وہ نور خود آدمی کو اپنے ایمان کی حقیقت سے واقف کر دیتا ہے اُس کی تصدیق قلبی دوسروں کی شہادت کی محتاج نہیں رہتی نہ کسی کی تکفیر سے اُس میں خلل و زلزل ہوتا ہے \*

و من یک وجدة وجداً صحیحاً \* فام یستجی الی اقوال المغنی

نہ من ذاتہ طرب قدیم \* و سکر دایم من غیرہ

امام ابو حنیفہ سے یوسف ابن خالد نے وقر کا مسئلہ پوچھا امام نے کہا کہ واجب ہے اُس فقہ سے کہ کفر یا اہل حنیفہ کہ اے ابو حنیفہ تم کانر ہو گئے بجا اب اُس کے امام نے فرمایا کہ ابوہریری انکار کیا و انا امرنا الفرق بین الواجب والفرص کہ کیا تیرے کانر کہنے نے مجھے قرا دیا حالانکہ میں واجب و فرض کا فرق جانتا ہوں پس کیا کانر کہنا ہمارے زمانہ کے لوگوں کا اُن کو قرا دینا جو کفر و ایمان کی حقیقت جانتے اور حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں \*

عزیز من میں آج تک کفر کے فتویٰ کو نہیں سمجھتا کہ یہ کیا ہے آیا کوئی نوشتہ خدا کا ہے جو جبریل امین لائے ہیں یا جہنم کے داروغہ کے نام کا وارنٹ ہے جو مولوی صاحبوں نے جاری فرمایا ہے آخر یہ کیا بلا ہے خایۃ مافی الباب وہ ایک عالم یا چند عالموں کی رائے ہے اُس کی ہمارے نزدیک اُسی قدر وقعت ہے جس قدر کہ حدیث موضوع اور بے سند کی شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک تھی یعنی گرز ہتر — میں نہیں خیال کر سکتا کہ کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ کسی آدمی کے کہہ دینے سے کو وہ مکہ کا مفتی ہے ہر کوئی مسلمان کانر ہو جاوے گا یا خدا اُس کے فتویٰ پر دروغ میں بھیج دیگا ہاں یہ سچ ہے کہ تقلیدی مسلمان جن کو انسان کہنا بھی زیبا نہیں اور جن کی شان کالانعام بل ہم اضل ہے وہ ان خوفناک کاغذوں کو دیکھ کر تر جاوینگے اور ان کالے کاغذوں کو وحی آسمانی سمجھ کر کافر کہنے لگیں گے اس سے زیادہ کرٹی اور تکیہ ان فتوں کا نہیں ہے \*

را — م

مہدی علی

کتابوں کا جلا دینا یا کہ اُن پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا تھا اس نامور امام کو کسی اُن کے درمیان لکھا کہ تمہاری کتابوں پر لوگ طعنہ کرتے ہیں اور خلاف سلف صالح کے عقائد کے جانتے ہیں اُس کا اُنہوں نے ایک نہایت عمدہ جواب لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے ہمارے عزیز ان حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کر اور اُن جاحلوں کی طعن و لعن سے کچھ نہ بچھو رہنمائی نہ کر اُن کی باتوں پر صبر کر اور اُن کو بکنے دے استحقاق من لا یحسد و لا یغضب و استغفر من یالکفر و الضلال لا یعرف ذلیل جان اُس آدمی کو جسکا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھتے اُس شخص کو جس کی طرف کفر اور گمراہی کی نسبت نہ کی جاوے ایسے لوگوں کی صلاح کی امید نہ کر جو صرف حسد سے برا پہلے کہتے ہیں اور ایسے جاحلوں کی بات نہ من کر تھوڑی سی مخالفت کو بھی انکوں کی کفر جانتے ہیں اور اُن مفتیوں اور مولویوں کی باتوں پر کچھ خیال نہ کر جو ذری ذری بات پر قد کفر قد کفر بکنے لگتے ہیں کیا وہ فتنہ کے پتہ لینے اور نجاست کے ازالہ اور زعفران کے ملا کے مسئلے جان لینے سے کفر و ایمان کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں ایسے لوگوں کی طرف ترجیح نہ کر اور اُن کی باتوں کے سننے میں اپنی اوقات ضائع نہ کر اور اپنے دھندھے کو نہ چھوڑ \*

ان بزدلوں کو جانے دو ہندوستان کے بعض نامور حضرات کو خیال کر کہ اُن کو بھی یاروں نے نہ چھوڑا حضرت شیخ احمد فاروقی فاضل ہندی کے کفر کا فتویٰ دیا گیا — مولانا ولی اللہ پر بھی بدعت و گمراہی کا الزام لگایا گیا — حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید فی سبیل اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 'تکفیر کا فتویٰ مکہ کے مفتیوں سے جاری کر لیا گیا ہے لائے اور ایسے پاک شخص کے کانر ٹہرانے میں دریغ نہ کیا — فرض کہ کوئی زمانہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جس میں کوئی نامور اور مصلح ایسا گذرا ہو جس کی مخالفت لوگوں نے نہ کی ہو یا کہ ہم تو ہر ایک نامور کو ایسا ہی دیکھتے ہیں کہ یاروں نے اُسکا حسد کیا دشمنوں نے اُسپر طعن کیئے جاحلوں نے اُس کی ہنسی اُڑائی حضرات مولویوں نے اُس کے کفر کے فتویٰ دیئے ایک بھی تو اُن کے پنجہ ظلم سے نہیں بچتا اور کوئی بھی تو تکفیر کے فتویٰ سے معصوم نہیں رہا پھر اس زمانہ کے مولویوں کے کانر کہنے کی اگر کوئی شکایت کرے تو وہ نادان ہی ہے یہ تو اُن کی معمولی عادت اور پرانی عادت ہے و لا تجد لسننہم تبدیلاً \*

ایک زمانہ میں حضرات فہما نے تکفیر کی یہ کثرت کر دی کہ قری قری بات پر کفر کے فتویٰ دیدیتے اور ایک ادنیٰ فرعی مسئلہ کی مخالفت پر مسلمانوں کو قتل کرایا صدمہ مسلمان ہاتھ کھول کر تعاز پڑنے پر کانر ٹہرے اور یہاں ہے ایمان دار گردن اور کان کے مسح

۲۰ و ۲۱ — انزلنا من السماء — یونس آیت ۲۵ —  
الکھف آیت ۲۳ \*

ترجمہ — مانند پانی کے جسکو اوتارا ہم نے بادل سے \*

۲۲ — فانزلنا من السماء ماء — العنکبوت آیت ۲۲ \*

ترجمہ — پھر اوتارا ہم نے بادل سے پانی \*

۲۳ — و انزل لکم من السماء ماء — الملک آیت ۶۱ \*

ترجمہ — اور اوتارا تمہارے لئے بادل سے پانی \*

۲۴ — وانزلنا من السماء ماء — لقمان آیت ۹ \*

ترجمہ — اور اوتارا ہم نے بادل سے پانی \*

۲۵ — و من آیاتہ یوریکم البرق عرفاً و طعماً وینزل من السماء ماء —  
الروم آیت ۲۳ \*

ترجمہ — اور اُس کی نشانیوں میں سے ہی کہ دکھاتا ہی تمکو  
بجلی قرآن کے کو اور لالچ کرنے کو اور اوتار تا ہی بادل سے  
پانی \*

۲۶ — او کصیب من السماء فیہ ظلمات و عدو برق — البقرہ  
آیت ۱۸ \*

ترجمہ — یا جیسے دھواں دھار مینہ برسنے کے بادل سے کہ اُس  
میں ہیں اندھیری اور کڑک اور بجلی \*

۲۷ — ولئن سألتہم من نزل من السماء ماء — العنکبوت آیت ۶۳ \*

ترجمہ — اور اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے اوتارا بادل سے پانی \*

۲۸ — وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیاء الارض بعد موتہا —  
الحج آیت ۲۲ \*

ترجمہ — اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے رزق یعنی مینہ پھر  
زندہ کیا اُس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد \*

۲۹ — ۳۱ — من یرزقکم من السماء والارض — یونس آیت ۳۲  
الملائکہ آیت ۳ \*

ترجمہ — کون روزی دیتا ہی تمکو بادل سے اور زمین سے —  
آسمان کے رزق سے پادلوں سے مینہ برسنا مراد ہی \*

۳۲ — وینزل لکم من السماء رزقاً — المومن آیت ۱۳ \*

ترجمہ — اور اوتارا ہی تمہارے لئے بادل سے رزق یعنی مینہ  
عدہ کیا ہی — یعنی پادلوں میں مینہ ہوتا ہی

جو رزق پیدا ہونے کا اور زمین سے تمام موجودہ برکتوں  
کے نکلنے کا سبب ہی \*

## تتمہ تفسیر السموات

اسیات کے بیان کرنے کے بعد کہ سما کے لفظ کا کن کن معنوں  
میں اطلاق ہوا ہی اب ہم قرآن مجید کی جملہ آیتوں پر جو سما  
سے متعلق ہیں نظر کرتے ہیں اور اُن سب کو قسم وار بیان کرکر  
ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں انہیں معنوں میں سما کے لفظ کا  
اطلاق ہوا ہی نہ ایسے جسم معکم و صلب شفاف بلوریں پر جیسا  
کہ یونانی حکیموں نے خیال کیا ہی اور جنکی تقلید علماء اسلام نے  
کی ہی \*

## قسم اول

وہ آیتیں جن میں لفظ سما کا پادلوں پر اطلاق ہوا ہی

۱ — وارسلنا السماء علیہم مطہراً — الانعام آیت ۶ \*

ترجمہ — اور بھیجا ہم نے بادل کو اُن پر دھیزے سے برستا \*

۲ و ۳ — یوسل السماء علیکم مدراراً — ہرہ آیت ۵۲ — نوح  
آیت ۱۰ \*

ترجمہ — بھیجے بادل تمپر دھیزے سے برستا — سرورہ ہرہ میں  
جو یہ آیت ہی اُس کے ترجمہ میں شاہ ولی اللہ  
صاحب نے بھی سما کا ترجمہ ابر کیا ہی اور باقی دو  
جگہ مینہ \*

۴ — ۱۲ — انزل من السماء ماء — البقرہ آیت ۲۰ — الانعام

آیت ۹۹ — الرعد آیت ۱۸ — ابراہیم آیت ۳۷ — النحل  
آیت ۱۰ و ۶۷ — طہ آیت ۵۵ — الحج آیت ۶۲ —

المومن آیت ۱۸ — الملائکہ آیت ۲۵ — الزمر آیت ۲۲ \*

ترجمہ — اوتارا بادل سے پانی \*

۱۵ — والذي نزل من السماء ماء بقدر — الزخرف آیت ۱۰ \*

ترجمہ — اور جس نے اوتارا بادل سے پانی اندازہ سے \*

۱۶ — وانزلنا من السماء ماء طہوراً — الفرقان آیت ۵۰ \*

ترجمہ — اور اوتارا ہم نے بادل سے پانی پاک کرنے والا \*

۱۷ — و نزلنا من السماء ماء مبارکاً — ق آیت ۹ \*

ترجمہ — اور اوتارا ہم نے پانی بادل سے برکت والا \*

۱۸ — و ما انزل اللہ من السماء من ماء — البقرہ آیت ۱۵۹ \*

ترجمہ — اور وہ جو اوتارا اللہ نے بادل سے پانی \*

۱۹ — و ینزل علیکم من السماء ماء — الانفال آیت ۱۱ \*

ترجمہ — اور اوتار تا ہی تم پر بادل سے پانی \*

ترجمہ — وہ وہاں ہی جس نے پیدا کیا تمہارے لیئے جو کچھ  
زمین میں ہی سبکاسب اور پیدا کیا بلندی کو تو درست  
لیئے متعدد آسمان \*

تفسیر کبیر میں لکھا ہے تم استوی الی السماء اے خلق بعد الارض  
السماء و لم یجعل بینہما زماناً و لم یقصد شیئاً اخر بعد خلق الارض  
یعنی تم استوی الی السماء سے زمین کے بعد سما کے پیدا کرنے کا استعارہ  
ہی اور ان دونوں کے پیدا کرنے کے بیچ میں کچھ مدت نہیں لگی  
اور نہ زمین کے پیدا کرنے کے بعد اور کسی چیز کا قصد کیا \*

اور یہ بھی تفسیر کبیر میں لکھا ہے فان قال قائل فهل يدل  
التخصیص علی سبع سموات علی نفی العدد الزائد قلنا الحق ان  
تخصیص العدد بالذکر لا يدل علی نفی الزائد یعنی کیا سات آسمانوں کی  
تعداد بیان کوئی اس بات کی دلیل ہے کہ سات سے زیادہ نہیں ہیں  
تو ہم جواب دینگے کہ حق یہ ہے کہ کسی خاص عدد کا بیان کرنا  
اُس سے زیادہ نہ ہونے پر دلیل نہیں ہے \*

انہیں وجوہات سے ہم نے تم استوی الی السماء کا ترجمہ اور پیدا  
کیا آسمان یعنی بلندی کو اور سبع کا ترجمہ بعض سات کے متعدد کیا  
ہی \*

علماء متقدمین کو جو یونانی ہیئت کا خیال چرا ہوا تھا اس  
لیئے اُن کو اس قسم کی آیتوں کی تفسیر میں مشکلات پیش آتی  
ہیں ورنہ حقیقت میں کچھ مشکل نہیں ہے — خدا تعالیٰ ہم  
بندوں سے جو اس زمین پر بستے ہیں مخاطب ہو کر اُن کے حسب  
حال کلام کرتا ہے — جبکہ اُس نے ہمارے لیئے زمین اور اُس کی  
تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو جو کچھ اُس نے ہم سے اوپر  
پیدا کیا تھا وہ ہمارے لیئے سموات ہو گئی اس لیئے اول زمین کی  
چیزوں کا ذکر کیا اور پھر آسمانوں کا \*

ہم نے سما کا ترجمہ بلندی کیا ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ  
اس آیت میں سما کے لفظ سے کوئی محال خاص یا کوئی یونانیوں  
والا خاص جسم مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی ایک آسمان کے سات  
آسمان نہیں بنائے گئے ہیں بلکہ وہ الگ الگ جداگانہ سات آسمان  
ہیں اس لیئے بجز اس کے کہ اس آیت میں لفظ سما سے بلندی مراد  
لیجائے اور کوئی معنی درست نہیں ہو سکتے اور جب اُس کے معنی  
بلندی لیئے گئے تو آیت کے معنی صاف ہو گئے کہ خدا نے بلندی کو  
پیدا کیا اور اُس میں سات یا متعدد آسمان بنائے \*

بلندی ایک فضا یا رستہ محیط ہے جو ہماری سموات اس پر  
دھڑکی دیتی ہے وہ مکانیت سے خالی نہیں خواہ اُس میں خدا ہو یا

۳۴ — ففتحنابواب السماء بام منہر — القمر آیت ۱۱ \*  
ترجمہ — پھر کھول دیئے ہم نے بادل کے دروازے دروازے کا پانی پڑنے سے \*  
۳۵ — ریثزل من السماء من حیال فیہامن یوم — الذر آیت ۲۳ \*  
ترجمہ — اور ڈالتا ہے بادل کے پہاڑوں سے جو اُس میں ہیں اُری \*  
۳۶ — والسماء ذات الرجوع والارض ذات الصدع — الطارق — ۱۱ و ۱۲ \*  
ترجمہ — قسم ہے پھر نے والے بادل کی — قسم ہے زمین اور گانے  
والے پہر تار والی کی \*

### قسم دوم

وہ آیتیں جنہیں نظام سما کا فضا بلندی محیط پر اطلاق ہوا ہے  
۱ — والسماء ذات العہیک — الذاریات آیت ۷ \*  
ترجمہ — قسم ہے رستوں والی اُنچائی کی \*

تفسیر کبیر میں لکھا ہے والسماء ذات العہیک فیل المراتق و علی  
هذا یتھتم ان یکرن المراد طرائق الکرائب و مراد تھا — یعنی تفسیر  
کبیر میں عہیک کے معنی طرائق کے یعنی رستوں کے بتائے ہیں اور لکھا  
ہے کہ شاید اُس سے ستاروں کے رستے اور اُنکے چلنے کی جگہیں مراد  
ہیں \*

اب اس آیت سے دو بات پر استدلال ہے ایک یہ کہ آسمان  
ستاروں کے چلنے کی جگہ پر بولا گیا ہے دوسرے یہ کہ وہاں کوئی ایسا  
جسم صفت اور صلب شفاف بلوری نہیں ہے جیسا کہ یونانی حکیموں نے  
خیال کیا تھا اور جسکی تقلید علماء اسلام نے کی ہے بلکہ اُس مکان  
مرفوع کا جسمیں اجرام یا اجسام کواکب کے دورے کرتے ہیں سما نام  
ہی — ہم اس سے بھٹ نہیں کرتے کہ اُس مکان میں کوئی جسم  
تعریف جو مانع سیڑ کواکب ہو موجود ہے یا نہیں کیونکہ ہمارے پاس  
اُس کے موجود ہونے کے اثبات کے لیئے کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ  
قرآن مجید کی صحت اور صداقت ثابت کرنے کے لیئے ایسے کسی وجود کے  
تسلیم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ درصورت اُس کے موجود ہونے کے  
کچھ دقت ہے \*

کواکب بہت سے ہیں اور اُنکی راہیں بھی بہت سی اور جدا جدا  
ہیں اور ہر ایک مکان کے دورے پر سما کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر جب  
خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ رستوں والا آسمان تو اُس وقت آسمان سے  
کوئی خاص مکان یا کوئی خاص جسم مراد ہوگا یونان مراد نہیں  
ہو سکتا اور اس لیئے اس آیت میں لفظ سما کا بلندی پر اطلاق  
ہوا ہے جو مکانیت سے خالی نہیں ہے اور جسمیں ہزاروں رستے کواکب  
کے دورے کے ہیں \*

۲ — ہر الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء نسوی  
سبع سموات — البقرہ آیت ۲۷ \*

چاند اور عطارد وغیرہ کو اس اپنے وجود سے اُس فضا کو تسلیم کر دیتے ہیں جیسے صنعت کاغذ پر نقاط لگانے سے ہر حصہ محدود ہو جاتا ہے اور پھر اپنے دورے سے جو آفتاب کے گرد گرتے ہیں ایک محل کو جو بلاشبہ مکانیک کا اُس پر اطلاق ہوتا ہے اُس فضا سے ملحدہ کر لیتے ہیں اسلئے اُن کے ہر ہر محل کو بھی ہم آسمان کہتے ہیں \*

۲ — نازلنا علی الذین ظلموا رجلاً من السماء بما كانوا یفسقون —  
البقرة آیت ۵۶ \*

ترجمہ — پھر اوتارا ہم نے زمین والوں پر عذاب آسمان سے  
یعنی اوپر سے اُنکی نافرمانی پر \*

۵ — نازلنا علیہم رجلاً من السماء بما كانوا یظلمون —  
الاعراف آیت ۱۶۲ \*

ترجمہ — پھر بھیجا ہم نے اُنپر عذاب آسمان سے یعنی معاوضہ  
اُنکی زیادتی کا \*

۶ — انزلنا علی اهل هذه القرية رجلاً من السماء بما كانوا یفسقون —  
العنکبوت آیت ۲۳ \*

ترجمہ — ہم اوتارنے والے ہیں اس بستی والوں پر عذاب آسمان  
سے یعنی اوپر سے تعرض اُنکی بدکاری کے \*

۷ — نازلنا علیہم رجلاً من السماء —  
الانفال آیت ۳۲ \*

ترجمہ — تو ہوا ہم پر پتھر آسمان سے \*

۸ — ان نزل علیہم کتاباً من السماء —  
النساء آیت ۱۵۲ \*

ترجمہ — اُنپر اوتار لاوے کتاب آسمان سے یعنی اوپر سے \*

۹ — هل یستطیع ربک ان یُنزل علینا مائدة من السماء —  
المائدة آیت ۱۱۲ \*

ترجمہ — تیرے خدا سے ہو سکتا ہے کہ اوتارے ہم پر کھانا آسمان سے  
یعنی اوپر سے \*

۱۰ — الهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء —  
المائدة آیت ۱۱۳ \*

ترجمہ — اے اللہ ہمارے پروردگار اوتار ہم پر کھانا آسمان سے  
یعنی اوپر سے \*

۱۱ — ویرسل علیہا حسیانا من السماء —  
کہف آیت ۳۸ \*

ترجمہ — اور بھیج دے اُس پر آفت آسمان سے \*

۱۲ — نزلنا علیہم من السماء ملکاً رسلاً —  
اسرائیل آیت ۹۷ \*

ترجمہ — البتہ ہم اوتارتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام  
لیکر \*

۱۳ — ان نشأ نزل علیہم من السماء آیت —  
الشعرا آیت ۳ \*

ترجمہ — اگر ہم چاہیں اوتاریں اُنپر آسمان سے ایک نشانی \*

نہر مگر جب وہ فضا سے مرتفع متعدد نشانوں سے منقسم ہو جاتی ہے  
تو اُس کے ہر ہر ٹکڑے پر طبقہ یا سما یا ارتفاع کا اطلاق ہو سکتا  
ہے اگرچہ ہم یونانی حکیموں کے قول کو تسلیم نہیں کرتے مگر بطور  
مثال کے سمجھاتے ہیں کہ جو وسعت اُن کے نزدیک زمین سے نلک  
قدر کے مقرر تک تھی اُس کو اُنہوں نے تین ٹکڑوں پر منقسم کیا  
تھا جنکو وہ کرہ ہوا اور کرہ زمہریز اور کرہ نار سے تعبیر کرتے تھے اسی  
دور اُس وسعت کی تقسیم سموات پر ہوتی ہے یعنی اُس  
وسعت کے اُس محل کو جہاں یہہ نیلی نیلی چیز ہمکو دکھائی دیتی  
ہے ہم آسمان کہتے ہیں اور اُس محل کو بھی جہاں چاند گردش  
کرتا ہے یا اور ستارے عطارد و زہرہ وغیرہ گردش کرتے ہیں سما  
کہتے ہیں کیونکہ یہہ سب محل بہ نسبت ہمارے مرتفع ہیں پس انہیں  
معالوں پر خدا تعالیٰ نے سموات کا اطلاق کیا ہے اس بیان کی تصویر  
اگلی آیت سے بالکل ثابت ہوتی ہے \*

۳ — ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لها والارض انیئتما ماوعا وکرھا  
قالتا انیئنا طائعتین ففصاھن سبع سموات فی یرمیں و ادھی  
فی کل سما امرھا — فصلت آیت ۱۱ و ۱۲ \*

ترجمہ — اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دھواں دھار یعنی تاریک  
تھی پھر کہا اُسکو اور زمین کو حکم مانو خوشی سے خواہ  
داخلی سے دونوں نے کہا ہم نے حکم مانا خوشی سے پھر  
گردیدے سات یا متعدد آسمان ۷۰ میں اور قال دیا ہو  
آسمان میں اُسکا کام \*

جو تقریر کہ ہم نے اوپر بیان کی اسی تقریر سے اس آیت میں  
بھی جو لفظ سما اول آیا ہے اُس کے معنی بھی کسی محل خاص یا  
جسم خاص کے نہیں ہو سکتے \*

دخان سے مفسرین نے تاریکی مراد لی ہے اور یہہ بالکل ٹھیک  
ہے اس لئے کہ بلندی میں قبل ظہور کوکب بجز تاریکی کے جسکو  
دخان سے تعبیر کیا ہے اور کچھ نہیں تھا \*

شاہ عبدالقادر صاحب اپنے ترجمہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ  
”آسمان ایک تھا دھواں سا اُسکو ہانت کو سات کیلے اور ہر ایک کا  
کارخانہ جدا ٹہرایا“ یہہ بالکل تصریر اسی بیان کی ہے جو ہم نے  
اوپر بیان کیا ہے یعنی یہہ تمام فضاے بلند ایک تھی اُسی کو آسمان  
کہا ہے جب کہ اُس میں اور اُڑ چیزیں پیدا ہوئیں اور اُس فضا کی  
اُن چیزوں سے تقسیم ہو گئی تو اُس کے ٹکڑوں پر سموات کا اطلاق  
ہونے لگا \*

دیکھو کرہ ہوا میں آفتاب کی نیلی شعاع منعکس ہونے سے یہہ  
نیلی چھٹ ہمکو دکھائی دیتی ہے اور اُس فضا کو اپنی اُس حد سے  
تقسیم کر دیتی ہے اُس محل کو ہم آسمان کہتے ہیں \*

سماء کے لفظ سے جو اس آیت میں ہے کوئی خاص مصلحت اور خاص جسم مراد نہیں ہو سکتا بجز نصابی موقع کے کیونکہ ہر درج اور درج اور چاند ایک آسمان میں نہیں ہیں بلکہ ایک نصابی موقع میں ہیں \*

۲۲ — و لقد جعلنا فی السماء درجاً و زینتھا للناظرین — العنبر آیت ۱۶ \*

ترجمہ — البتہ بنائے ہم نے آسمان میں درج اور خوبصورت کیا اس کو دیکھنے والوں کے لیے \*

۲۵ — والسماء ذات البروج — البروج آیت ۱ \*  
ترجمہ — قسم ہے بروجوں والی اونچائی کی \*  
اگرچہ اس آیت میں بروجوں والے آسمان کے معنی بھی لکھے جا سکتے ہیں مگر بمناسبت آیت سورۃ الفرقان کے اس جگہ پر بھی نصابی موقع کے معنی لیتے گئے ہیں \*

۲۶ — فلیمدھ بسبب الی السماء — الصبح آیت ۱۵ \*  
ترجمہ — پھر چاہیئے کہ قافی ایک وسیع آسمان یعنی اوپر کی طرف شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی حاشیہ پر لکھا ہے کہ ”آسمان کو تانے یعنی ارجان کو“ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی سماء کا ترجمہ جانب بالا کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ”اس پائید کہ پیاریزہ رستہ بجانب بالا“ \*

۲۷ — اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء — ابراہیم آیت ۲۹ \*  
ترجمہ — اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی تہذیب آسمان میں یعنی تہذیب بلندی میں \*

### قسم سوم

وہ آیتیں جنہیں لفظ سماء کا اس نیلی چیز پر جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے

۱ — و لقد زینا السماء الدنيا بمصابیح و جعلنا رجلاً ما للشیاطین — الملک آیت ۵ \*

ترجمہ — اور البتہ خوشنما کیا ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے اور کیا ہم نے اُن کو سنگساری شیطانوں کے لیے \*

۲ — و زینا السماء الدنيا بمصابیح و حفظاً — فصلت آیت ۱۱ \*  
ترجمہ — اور خوشنما کیا ہم نے دنیا کے آسمان کو چراغوں سے اور حفاظت میں رکھا \*

۳ — انما زینا السماء الدنيا بزیئۃ الکواکب — الصافات آیت ۶ \*  
ترجمہ — البتہ ہم نے خوشنما کیا دنیا کے آسمان کو ستاروں کی خوشنمائی سے \*

۱۲ — و من یشرب باللہ نکاتھا من السماء — الصبح آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور جس نے شرب کیا بتایا اللہ کا سو جیسے گرہا آسمان سے یعنی بلندی سے \*

۲۳ — و ما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء و ما کنا منزلین — یس آیت ۲۷ \*

ترجمہ — اور نہیں اترتا ہم نے اُس کی قوم پر اُس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور ہم نہیں اترتا کرتے \*

۲۴ — لفتحننا علیہم ہرکات من السماء والارض — الاعراف آیت ۹۲ \*

ترجمہ — تو ہم کھول دیئے اُن پر ہرکتیں آسمان کی اور زمین کی \*

۳۵ — و لہ قلعنا علیہم بابا من السماء — العنبر آیت ۱۲ \*

ترجمہ — اور اگر ہم کھول دیں اُن پر دروازہ آسمان سے \*

۳۶ — لا تفتح لہ ابواب السماء — الاعراف آیت ۳۸ \*

ترجمہ — کیہی نہ کھولیں گے اُن پر دروازے آسمان کے \*

۳۷ — یدبر الامر من السماء الی الارض — السجدة آیت ۲ \*

ترجمہ — تدبیر سے اُتارتا ہے کام کو آسمان سے زمین تک \*

۳۸ و ۳۹ — و ما یزل من السماء و ما یرج فیہا — سبا آیت ۲ والحدید آیت ۲ \*

ترجمہ — اور جو کچھ اُترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اُس میں \*

۴۰ و ۴۱ — اُمنتم من فی السماء ان ینتفک بکم الارض فاذا ہی تمور ام امنت من فی السماء ان یرسل علیکم حاصباً — الملک آیت ۱۶ و ۱۷ \*

ترجمہ — کیا نثر ہوئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے کہ دھنسا رہے تم کو زمین میں پھر دیکھو وہ لرزتی ہے — کیا نثر ہوئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے کہ بھیجی تم پر پتھر برسائے والی ہو \*

۴۲ — و من یرہ ان یضلہ یضل صدراً ضیقاً حرجاً کاتماً یضمد فی السماء — الانعام آیت ۱۲۵ \*

ترجمہ — اور جس کو چاہے کہ راہ سے بھٹکا دے کرتا ہے اُس کا سہلہ تنگ پھونچے گویا آسمان پر یعنی اوپر کو اُٹھا جاتا ہے \*

۴۳ — تبانی الخی جعل فی السماء درجاً و جعل فیہا سراجاً و قمرأ منیراً — الفرقان آیت ۶۲ \*

ترجمہ — بڑی برکت ہے اُس کی جس نے بنائے آسمان میں درج اور رکھا اُس میں چراغ اور چاند روشن \*

۱۱ — و السماء بنیادها باید و اقالیم سموات — انذاریات آیت ۲۷ \*  
ترجمہ — اور بنایا ہم نے آسمان کو ہاتھ سے یعنی اپنی قدرت سے  
اور ہم کو سب قدرت ہی \*

۱۲ — الذی جعل لكم الارض فراشا و السماء بناء — البقرة آیت ۲۸ \*  
ترجمہ — جس نے بنایا زمین کو تمہارے لیٹنے بچھونا اور آسمان  
کو محل \*

۱۳ — اللہ الذی جعل لكم الارض قرارا و السماء بناء — المؤمن آیت ۶۶ \*

ترجمہ — اللہ وہ ہی جس نے بنایا زمین کو تمہارے لیٹنے بچھونے  
کی جگہ اور آسمان کو محل \*

۱۴ — انا انما اشد خلقا ام السماء بناها رفع سمکها فسوها — النازعات آیت ۲۷ و ۲۸ \*

ترجمہ — تم خلقت میں زیادہ مضبوط ہو یا آسمان خدا نے بنایا  
آسمان کو اونچپن کی اُسکی چوٹی پھر درست کیا اُسکو \*

۱۵ — و من ایت ان تقوم السماء والارض بامرة — الروم آیت ۲۴ \*  
ترجمہ — اور خدا کی نشانیوں میں سے ہی اپنی جگہ پر رہنا  
آسمان اور زمین کا خدا کے حکم سے \*

۱۶ — ویدسک السماء ان تقع علی الارض — الحج آیت ۶۲ \*  
ترجمہ — قہار رکھتا ہی آسمان کو زمین پر گرنے سے \*

۱۷ — يوم تشرق السماء بالغمام و نزل الملائكة تنزیلا — الفرقان آیت ۲۷ \*

ترجمہ — اور جس دن بھٹ جائے آسمان غمام سے اور اُتارے  
جاویں فرشتے ایک طرح کا اُتارنا \*

۱۸ — ذالاست اسماء کانت وردة کاندان — الرحمن آیت ۳۷ \*  
ترجمہ — جب بھٹیگا آسمان تو ہو جاویگا کللی تیلیا \*

۱۹ — و انشقت السماء فہی یومئذ واهیه — العنکبوت آیت ۱۶ \*  
ترجمہ — اور پھٹ جائیگا آسمان پھر وہ اُسدن ہوگا پکسا ہوا \*

۲۰ — اذا السماء انشقت — انشقت آیت ۱ \*  
ترجمہ — جب آسمان پھٹ جائے \*

۲۱ — کیف تظنون ان نقرتم یوماً یجعل الولدان شیذاً السماء  
منفطرة — المزمل آیت ۱۸ \*

ترجمہ — پس اگر تم کانٹو ہوئے تو کیونکر بچو گے اُس دن جس  
میں بچے پڑھے ہو جاویں گے اور آسمان پھٹ جاویگا \*

۲۲ — اذا السماء انفطرت — انفطرت آیت ۱ \*  
ترجمہ — جب آسمان پھوٹ جائے \*

۲۳ — اذا المنجور طلعت و اذا السماء فرجت — المرسلات آیت ۹ و ۱۰ \*

ترجمہ — پھر جب تارے ستارے جاویں اور آسمان پھاڑا جائے \*

۲۴ — و تفتت السماء نکاذ ابواب — النبا آیت ۱۶ \*  
ترجمہ — اور کھول دیا جائے آسمان پھر ہو جاویں دروازے \*

۲۵ — و اذا السماء کسفت — نورت آیت ۱۱ \*  
ترجمہ — اور جب آسمان کا پرست اوتاوا جائے \*

۲۶ — يوم تکون السماء کالمهل — المارج آیت ۸ \*  
ترجمہ — جس دن ہوگا آسمان جیسے پگلا ہوا تانیا \*

ان آیتوں میں جو لفظ ”سماء الدنیا“ کا جناب رسول خدا  
صلعم کی زبان مبارک سے نکلا ہی جو اُمی معص تھے اور ملاوہ اُمی  
ہونے کے ایسے ملک اور ایسے لوگوں میں پرورش پائی تھی جو بالکل  
جاہل تھے اور کسی قسم کے علوم ان کے ہاں سرچ نہ تھے وہ علم  
طبیعیات کا نام بھی نہیں جانتے تھے تو اس سے بشوری ثابت ہوتا ہی  
کہ بلاشبہ یہ لفظ وحی و انہام سے نکلا ہی اور جو امر کہ اب  
تحقیق ہوا ہی وہ تیرہ سو برس پیشتر ایک اُمی نے فرمایا تھا صلی اللہ  
علیہ و سلم \*

اس ٹیلی ٹیلی چیز کو جو ہم کو دکھائی دیتی ہی سماء دنیا کہتا  
ایسا ٹھیک ہی کہ آج کل بھی بڑے بڑے عالم علوم طبیعی کے اس سے  
زیادہ مدد کوئی لفظ نہیں نکال سکتے ہماری دنیا کے گرد جسپر ہم  
ہستے ہیں ہوا محیط ہی بعضوں نے اندازہ کیا ہی کہ اُسکا ارتفاع یا  
عمق پینتالیس میل کا ہی اور بعضوں نے اس سے بھی زیادہ خیال  
کیا ہی — پھر حال اُس ہوائے محیط میں آفتاب کی ٹیلی ہمامیں  
منہکس ہوتی ہیں اور اس سبب سے یہ ٹیلی گنبدی چھت ہم کو  
اپنی دنیا کے گرد دکھائی دیتی ہی جو در حقیقت ہماری دنیا کا  
آسمان ہی پس اس ٹیلی گنبدی چھت پر سماء دنیا کا اطلاق بالکل  
حقیقت اور علم کے مطابق ہی اسوس کہ ہمارے زمانہ کے علماء حکماء  
یونان کی تقلید کرتے ہیں اور حقائق قرآن پر غور نہیں کرتے و قد قال

اللہ تعالیٰ و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین \*

۴ — و جعلنا السماء سقفاً محفوظاً — الاعلیاء آیت ۳۳ \*  
ترجمہ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت حفاظت کی گئی \*

۵ — و السقف امر فرع — الطور آیت ۵ \*  
ترجمہ — قسم ہی اونچپن چھت کی \*

۶ — و السماء رفہا و وضع المیزان — الرحمن آیت ۶ \*  
ترجمہ — اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی اُسکے لیٹے ترازو \*

۷ — اولم یزد الی مابین الیدیم و ماخافهم من السماء و الارض ان نشاء  
نصف ہم الارض او نسط علیہم کسفاً من السماء — سبا آیت ۹ \*

ترجمہ — کیا اُنہوں نے اُس چیز کو نہیں دیکھا جو اُن کے آگے  
ہی اور جو اُن کے پیچھے ہی آسمان اور زمین سے اکر  
ہم چاہیں تو اُن کو زمین میں دھنسا دیویں یا اُن پر

آسمان سے ٹکڑا ڈال دیں \*

۸ — افلا یظنون الی الا ین کیف خلقت و الی السماء کیف رنعت —  
العنکبوت آیت ۱۸ \*

ترجمہ — پھر کیوں نہیں دیکھتے اُرنٹ کو کہ کیسا بنایا گیا ہی  
اور آسمان کو کہ کس طرح اُرنچا کیا گیا ہی \*

۹ — و السماء و ما بناها — الشمس آیت ۵ \*  
ترجمہ — قسم ہی آسمان کی اور جیسا اُس کو بنایا \*

۱۰ — افلم ینظروا الی السماء فزعم کیف بنینا و زیننا و ما لنا  
من فرج — ق آیت ۶ \*

ترجمہ — کیا نہیں دیکھا اُنہوں نے آسمان کو اپنے اوپر کیسا ہم نے  
اُسکو بنایا ہی اور اُس کو کس طرح کیا ہی اور اُس میں  
کوئی دراز نہیں \*



۱۷۔ قارن قلب یوم تاتی السحاب بدخان مبین — اندخان آیت ۹ \*  
ترجمہ — پس انتظار کرو اُس دن کا کہ نکالے آسمان دھواں  
سب کو معلوم ہوگا \*  
۱۸۔ ام یوم الی الطیر مستقرات فی جو السماء — اللہک آیت ۸۱ \*  
ترجمہ — کیا نہیں دیکھتے اڑنے والے جانوروں کو کہ فرماں بردار  
کیئے گئے ہیں آسمان کی وسعت میں \*  
۱۹۔ اللہ الذی یرسل الريح فتبثر سحاباً فیسمکاتہ فی السماء کیف  
یشاء — الزوم آیت ۲۷ \*  
ترجمہ — اللہ وہ ہے جو چاہے گا ہی ہوائیں بھڑاٹتی ہیں  
بادل پھر پھیلاتا ہے اُسکو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے  
۲۰۔ قد نوری تلعب وجہک فی السماء — البقرة آیت ۱۲۹ \*  
ترجمہ — البتہ ہم نے دیکھا پھرنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف  
۲۱۔ ان اللہ لا یغشی علیہ شی فی الارض ولا فی السماء — آل  
عمران آیت ۲۴ \*  
ترجمہ — البتہ خدا پر پوشیدہ نہیں کوئی چیز زمین میں یعنی  
تخت میں نہ آسمان یعنی نوق میں \*  
۲۲۔ و ما یعزب عن ربک من منقل خرقۃ فی الارض ولا فی السماء  
یونس آیت ۶۲ \*  
ترجمہ — اور غائب نہیں رہتا تیرے پروردگار سے ذرہ پھر زمین  
میں اور نہ آسمان میں \*  
۲۳۔ اصلها ثابت و فرعها فی السماء — ابراہیم آیت ۲۹ \*  
ترجمہ — اُس کی جڑ مضبوط ہے اور اُسکی ٹہنی آسمان میں  
یعنی نہایت بلندی میں \*  
۲۴۔ و ما یغشی علی اللہ من شی فی الارض ولا فی السماء —  
ابراہیم آیت ۲۱ \*  
ترجمہ — اور چھوٹا نہیں اللہ پر کچھ زمین میں اور نہ آسمان میں \*  
۲۵۔ قال ربی یملم القول فی السماء والارض — الانبیاء آیت ۲ \*  
ترجمہ — اُس نے کہا میرا پروردگار جانتا ہے ہر بات کو آسمان  
میں ہو یا زمین میں ہو \*  
۲۶۔ ام تعلم ان اللہ یملم ما فی السماء والارض — الحج آیت ۶۹ \*  
ترجمہ — کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ  
ہی آسمان میں اور زمین میں \*  
۲۷۔ و ما من خلقة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین —  
الملک آیت ۷۷ \*  
ترجمہ — اور کوئی چیز نہیں جو پوشیدہ ہو آسمان میں اور زمین  
میں مگر ہی کتاب روشن میں \*  
۲۸۔ و ما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء — العنکبوت  
آیت ۲۱ \*  
ترجمہ — اور نہیں ہو تم تمکائن والے زمین میں اور آسمان میں \*  
۲۹۔ و الذی فی السماء الہ فی الارض الہ — الزخرف آیت ۸۲ \*  
ترجمہ — وہی ہے جو آسمان میں حاکم ہے اور زمین میں  
حاکم ہے \*  
۳۰۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۱۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۲۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۳۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۴۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۵۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۶۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۷۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۸۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۹۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۰۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۱۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۲۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۳۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۴۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۵۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*

۳۱۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۲۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۳۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۴۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۵۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۶۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۷۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۸۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۳۹۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۰۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۱۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۲۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۳۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۴۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*  
۴۵۔ و ان یرو کسفا من السماء ساطعا یقولوا سحاب مکرہم —  
الطور آیت ۲۲ \*  
ترجمہ — اور اگر دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان کرتا ہوا کہیں یہ  
بادل ہی گاڑا \*

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۵ رجب سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی ] نمبر ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

#### بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارہے غرضیکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارہے کیونکہ یہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دہار اس میں مندرج نہیں ہوتے — متصور اس پرچہ کے احوا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب احکام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں \*

### إطلاع

#### تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

حضور روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* ہن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* ہم پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا ہر بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

## اطلاع

## بیت خدمت بزرگان اسلام اہل مذہب

## سنت و جماعت

موجب قنون ۱ دفعہ ۵ قواعد النظام و سلسلہ تعلیم معجزہ  
مدرستہ العلوم المسامین کے یہاں ارادہ کیا گیا ہے کہ بزرگان مفصلہ ذیل  
سے درخواست کی جاوے کہ آپس میں صلح و مشورہ کر کے نثرات راے  
سے مدرستہ العلوم مسامین کے لیئے کمیٹی مدبران تعلیم مذہب اہل سنت  
و جماعت مقرر فرمائیں \*

جس بزرگ کو اسباب میں کرنی صلح نیک دینی منظور ہو تو  
اپنی راے تحریر فرما کر پندرہویں نومبر سنہ ۱۸۷۴ ع مطابق پانچویں  
ہوال سنہ ۱۲۹۱ ہجری تک راقم ائم کے پاس ارسال فرمائیں \*

راقم

مقام بنارس

سید احمد سکرتری کمیٹی خزانۃ البضاعہ

## تفصیل اسماء بزرگان مذکور

جناب حاجی مولوی محمد قاسم صاحب ہانی مدرسہ عربیہ دیرہند \*  
جناب حاجی مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ عربیہ  
دیرہند \*

جناب حاجی مولوی سید امجد العالی خان صاحب بہادر قہتی کلکٹر  
ملوگڈہ \*

جناب حاجی مولوی علی بخش خان صاحب بہادر سب آرڈینیٹ جج  
گورنمنٹ \*  
جناب مولوی محمد علی صاحب رئیس پچھراویں تحصیلدار بٹاری  
ضلع مراد آباد \*

جناب مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب قاضی القضاۃ ریاست رامپور \*  
جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپور \*

جناب مولوی محمد احسن صاحب مدرس گورنمنٹ کالج بولی \*  
جناب مولوی محمد سلطان حسن صاحب رئیس پریلی صدر امین \*

جناب مولوی سید القادر صاحب رئیس بدایوں \*  
جناب مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب رئیس ملوگڈہ \*

جناب مولوی محمد سعید الدین صاحب مدرس مدرسہ عربیہ  
مرزاپور \*

جناب مولوی محمد شکر صاحب رئیس مچھلی شہر ضلع جرنپور \*  
جناب مولوی محمد سید اللہ خان صاحب سب آرڈینیٹ جج ملوگڈہ \*

جناب حاجی محمد ممتاز علی خان صاحب رئیس میرٹھ \*

جناب مولوی حیدر حسین صاحب رئیس جرنپور وکیل ہائی کورٹ \*

جناب مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا وکیل  
ہائی کورٹ \*

جناب مولوی محمد کریم صاحب رئیس محمد آباد ضلع اعظم نڈہ  
قہتی کلکٹر بہادر مراد آباد \*

جناب نواب حاجی محمد محمود علی خان صاحب بہادر رئیس  
چھتاری ضلع ملوگڈہ \*

جناب محمد عبد الشکور خان صاحب رئیس پھیکم پور ضلع  
ملوگڈہ \*

مقدمون نمبر ۱۸۶

## روٹاں

اجلاس ممبران مجلس خزانۃ البضاعہ لتاسیس

مدرستہ العلوم للمسلمین — منعقدہ

۵ اگست سنہ ۱۸۷۴ ع

نمبر ۲۸

## بطل حیات

حاجی حرمین شریفین جناب عالی نواب

محمد کلب علی خان بہادر

والی رامپور

فرزند دلپنیر دولت انگاشیہ پیٹرن کمیٹی

مدرستہ العلوم مسامانان

صدر انجمن

مولوی اشرف حسین خان صاحب \*

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب \*

سید محمد حامد خان صاحب \*

منشی محمد یار خان صاحب \*

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی \*

سید احمد خان سکرتری نے چارج سکرتری کا مرزا محمد

رحمہ اللہ بیگ صاحب منصرف کار سکرتری سے لے لیا اور اپنے ہمدہ کا

کام انجام دیا \*

- ۲۰ خان بہادر محمد یونس علی خان صاحب بہادر \*
- ۲۱ سید محمد احمد خان صاحب بہادر \*
- ۲۲ منشی صفدر حسین خان صاحب بہادر \*
- ۲۳ خان بہادر تقیور سید جمال الدین صاحب \*
- ۲۴ کنور محمد لطف علی خان صاحب \*
- ۲۵ منشی محمد مظفر حسین صاحب \*
- ۲۶ سید ظہور حسین صاحب \*
- ۲۷ مولوی محمد نجم الدین صاحب \*
- ۲۸ مولوی محمد عارف صاحب \*
- ۲۹ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب بہادر \*
- ۳۰ مولوی محمد حیدر حسین صاحب \*
- ۳۱ مولوی اشرف حسین خان صاحب \*
- ۳۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب \*
- ۳۳ مولوی عنایت رسول صاحب \*
- ۳۴ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب \*
- ۳۵ میر سید تواب علی صاحب \*
- ۳۶ حکیم محمد حکیم اللہ صاحب \*
- ۳۷ مولوی محمد حامد حسن خان صاحب \*
- ۳۸ منشی محمد الہی بخش صاحب \*
- ۳۹ سید علی حسن صاحب \*
- ۴۰ غلام مرتضیٰ خان صاحب \*
- ۴۱ حضرت مولوی محمد امان اللہ صاحب \*
- ۴۲ مولوی محمد کریم صاحب \*
- ۴۳ خان بہادر محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی \*
- ۴۴ منشی محمد بہتان حیدر صاحب \*
- ۴۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب \*
- ۴۶ تواب محمد حسن خان صاحب \*
- ۴۷ تواب سید ولایت علی خان صاحب \*
- ۴۸ مولوی سید شمس الہدیٰ صاحب \*
- ۴۹ منشی محمد صدیق صاحب \*
- ۵۰ حافظ محمد تقی حسین صاحب \*
- ۵۱ مولوی محمد کریم بخش صاحب \*
- ۵۲ مرزا عابد علی بیگ صاحب \*
- ۵۳ مولوی سید حسن رضا صاحب \*
- ۵۴ مولوی محمد کامل صاحب \*
- ۵۵ مولوی نذیر احمد صاحب \*
- ۵۶ مولوی سید زریں الدین احمد صاحب \*

روئداد اجلاس منعقدہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۳ ع نمبر ۲۷ جو بدستخط منصرف کار سکریٹری مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھی اجلاس میں پیش ہوئی اور ملاحظہ ہوئی \*

سید احمد خان سکریٹری نے اطلاع کی کہ جملہ ممبروں کی خدمت میں جو خطوط بطلب رائے نسبت خط جناب مولوی حاجی علی بخش خان صاحب بہادر سب آرڈینیت جمع کر رکھے پور کے مینہ روانہ کیئے تھے اور جو خطوط کہ پھر جب روئداد گذشتہ کے مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب منصرف کار سکریٹری نے بطلب رائے نسبت دفعہ ۳ و ۳ و ۵ طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم مدرسۃ المعارف کے روانہ کیئے تھے اور وہ دنمات پرہایت خط جناب مولوی حاجی علی بخش خان صاحب دستور العمل تعلیم میں داخل کی گئی تھیں اور اسی خط میں اس ترمیم کی نسبت بھی رائے پرچھی گئی تھی جو دفعہ ۵ کی ضمن ۲ میں پانظر اصلاح کار روائی ضابطہ ہوئی ضرور تھی ان سب خطوط کا جواب منجملہ سوسٹہ ممبروں کے چہن ممبروں کے پاس سے آگیا جنکے نام نامی ذیل میں مندرج ہیں اور وہ سب جواب کویتی کے سامنے پیش ہیں \*

### تفصیل ممبران جنکے پاس سے جواب آیا

- ۱ ممتاز الدولہ تواب محمد فیض علی خان بہادر سی ایس آئی \*
- ۲ مولوی سید مہدی علی صاحب \*
- ۳ شیخ غلام علی صاحب \*
- ۴ سید احمد خان بہادر سی ایس آئی \*
- ۵ منشی محمد یار خان صاحب \*
- ۶ سید محمد حامد خان صاحب \*
- ۷ سید محمد مکتون صاحب \*
- ۸ مولوی فضل احمد خان صاحب \*
- ۹ تواب احمد اللہ خان صاحب \*
- ۱۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب \*
- ۱۱ مولوی سید زین العابدین صاحب \*
- ۱۲ منشی محمد مسعود شاہ خان صاحب \*
- ۱۳ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب \*
- ۱۴ مولوی سید محمد ابر سید صاحب \*
- ۱۵ سید محمد میر بادشاہ صاحب \*
- ۱۶ منشی محمد خلیل صاحب \*
- ۱۷ حافظ محمد نظام الدین صاحب \*
- ۱۸ تواب محمد مسعود علی خان صاحب بہادر \*
- ۱۹ جناب عالی خلیفہ سید محمد حسن صاحب \*

حافظ تفصیل حسین صاحب نے اُس فقرہ میں اس قدر اصلاح چاہی  
ہی کہ جن بزرگوں سے کہ درخواست مقرر کرنے کمیٹی مذہبی کیجاوے  
اول اُن سے منظوری حاصل کی جاوے جب وہ منظور کرلیں تو اُن کے  
ناموں سے تمام لوگوں کو اطلاع دی جاوے \*

کمیٹی نے بالاتفاق یہ تجویز کی کہ اگر ایسی ترمیم اُس فقرہ  
میں کی جاوے گی تو مقصود کے برخلاف ہوگا اسلئے کہ اُن بزرگوں کا  
قرار دینا یہی جو کمیٹی مذہبی مقرر کریگی کمیٹی خزنتہ البضائع اپنے  
اختیار سے نہیں چاہتی بلکہ عام مسلمانوں کی رائے کے اتفاق سے  
چاہتی ہی اور اس لئے قبل اُس کے اپنی تجویز سے کسیکی منظوری  
حاصل کرنا مناسب نہیں سمجھتی \*

مولوی محمد کریم بخش صاحب نے یہ امر پیش کیا ہی کہ  
مذہبی کمیٹی کے ممبروں کی نسبت لفظ لیف ممبر کا ضرور نہیں ہی  
اور نیز اُن کے قائم رہنے کے لئے اس شرط کا یہی لگانا مناسب ہی کہ  
جب تک وہ کسیچہ سے مصلحت انتظام مدرسۃ العلوم نہیں \*

کمیٹی نے بالاتفاق تجویز کی کہ یہ رائے بلا شبہ متصفانہ اور  
عادلانہ اور آزادانہ اور مدبرانہ ہی مگر جو عبارت کہ بالفمل اُس  
فقرہ میں موجود ہی اُس سے عموماً مسلمانوں کو زیادہ طمانیت و خاطر  
جمعہ ہوگی اور کمیٹی کو یقین کامل ہی کہ ممبران کمیٹی تعلیم  
مذہبی یہی بالاتفاق صلاح و فلاح مدرسۃ العلوم میں اور اپنی قوم کی  
بہلانی و بہتری میں سامی ہونگے \*

شیخہ ممبروں میں سے دو ممبروں یعنی مولوی سید حسن رضا  
صاحب اور مرزا عابد علی بیگ صاحب نے یہ عذر کیا ہی کہ جو  
دقت اُن لوگوں کے قرار دینے میں کی گئی ہی جو کمیٹی تعلیم مذہبی  
مقرر کریں گے اُس کی ضرورت نہ تھی بلکہ اُن کے قرار دینے کے لئے  
اُن لوگوں کی شہرت اور عام واقفیت خصوصاً شیخہ مذہب کی کمیٹی  
کے لئے کافی تھی مرزا عابد علی بیگ صاحب نے یہ بھی لکھا ہی  
کہ شیخہ مذہب کے لوگوں کے واسطے اُن امور کی جو فقرہ مذکورہ  
میں تجویز ہوئے ہیں کچھ حاجت نہیں بلکہ کافی تھا کہ کمیٹی  
خزنتہ البضائع کے شیخہ ممبر اپنے مذہب کی کمیٹی تعلیم مذہبی مقرر  
کو لیتے \*

کمیٹی نے بالاتفاق اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ تجویز ہوئی  
کہ فقرہ مذکورہ میں جو کچھ لکھا گیا ہی وہ صرف بعض اکابر اہل  
مذہب و جماعت کی تحریک سے تجویز ہوا ہی کسی شیخہ مذہب کے  
مسلمان نے اُس کی خواہش نہیں کی تھی پس شیخہ مذہب کی  
مذہبی تعلیم کی کمیٹی سے بھی اُس قاعدہ کو متعلق کرنا معص  
غملی ہی چنانچہ کمیٹی نے اُس فقرہ کی ترمیم کی اور شیخہ مذہب

کمیٹی نے جناب حاجی مولوی علی بخش خاں صاحب ہوادر کا خط  
اور قبل تمام جوابات ممبران مذکورہ بالا کے ملحوظہ کیئے \*

مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب نے جو خط بنام سید احمد  
خاں لکھا تھا اُس میں نسبت طمانیت تعلیم مذہبی مدرسۃ العلوم کے یہ  
عبارت ارقام فرمائی ہی کہ ”اُس اطمینان کی میرے [یعنی علی بخش  
خاں صاحب] کے نزدیک صرف یہ صورت ہی کہ آپ [یعنی سید احمد]  
اور کمیٹی خزنتہ البضائع مذہبی تعلیم میں مداخلت نہ کرے بلکہ مذہبی  
تعلیم کے واسطے ایک اور کمیٹی مقرر کیجاوے اور اُس کے اختیار میں  
تمام امور متعلقہ تعلیم مذہبی کے چھوڑے جاویں اور اُس کمیٹی کے  
وے لوگ ممبر ہوں جنہر تمام اہل اسلام کو اطمینان ہو اور جو لوگ  
مذہبی تعلیم کے واسطے چلے دیں اُس رویہ سے سود حاصل  
کہ کیا جاوے اور اُس کی آمدنی جائز صرف مذہبی تعلیم میں خرچ  
کی جاوے اور جب ممبران کمیٹی مذہبی اُس کی آمدنی میں  
گنجائش دیکھیں اور تعلیم مذہبی شروع کرنا چاہیں تو اُن کو ایسا  
اختیار حاصل رہے“ \*

کمیٹی اس بات سے نہایت خوش ہی کہ جملہ ممبروں نے ان امور  
کو جو مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب نے پیش کیئے تھے یعنی  
اس بات کو کہ مذہبی تعلیم کی کمیٹی جدا پٹائی جاوے اور جو لوگ  
منح کر دیں اُن کا رویہ سود پر نہ لگایا جاوے اور جب سرمایہ  
مذہبی کی آمدنی کافی ہو تو مذہبی تعلیم شروع ہرجاوے بلا  
اختلاف منظور کیا ہی \*

جو مقصود کہ مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب کے خط  
میں مندرج تھا وہ بطور دنعات کے تحریر ہوکر دفعہ ۳ و ۴ و ۵  
طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم مدرسۃ العلوم میں داخل کیا گیا اور اُسکی  
نسبت اور نیز ضمن ۲ دفعہ ۵ مذکورہ بالا کی کسقدر ترمیم کی نسبت  
جو صرف اصلاح ضابطہ اور کارروائی سے متعلق ہی پھر جملہ ممبروں  
سے رائے طلب ہوئی تھی جس کا ذکر گذشتہ اجلاس کی روٹنڈاں میں  
مندرج ہی \*

کمیٹی اس بات سے بھی نہایت خوش ہی کہ جملہ ممبروں نے  
بلا کسی اختلاف کے دفعہ ۳ و ۴ و ضمن اول دفعہ ۵ و فقرہ اول و سوم  
و چہارم ضمن دوم دفعہ ۵ مندرجہ طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم  
مدرسۃ العلوم کو بلا اختلاف منظور کیا ہی \*

فقرہ دوم ضمن دوم دفعہ ۵ کی جو ترمیم تجویز ہوئی تھی اُسکی  
نسبت صرف پانچ ممبروں نے کسقدر اصلاح چاہی ہی اور ۵ ممبروں  
نے اُس سے اختلاف رائے کیا ہی جسکی تفصیل اور جو تجویز نہ اُسکی  
نسبت ہوئی حسب تفصیل ذیل ہی \*

اُن سے اتفاق کرتا ہوں اور اُن الفاظ کی ہر قسم کی نسبت کمیٹی کی  
توجہ چاہتا ہوں \*

فقیر مذکورہ کمیٹی کے سامنے بڑھا گیا اور بالاتفاق کمیٹی کی یہ  
راے ہوئی کہ مضمون فقیر مذکورہ سے کسی کو کچھ اختلاف نہیں  
مگر اُس کے الفاظ کی تہذیب کرنی مناسب ہی چنانچہ اصلاح اُس کی  
عمل میں آئی \*

بعد اس کے مولوی نذیر احمد صاحب کی راے پیش ہوئی  
جنہوں نے امر معززہ ضمن دریم سے جو یہ نسبت طریقہ تشریح  
کمیٹی تعلیم مذہبی ہی اختلاف راے کیا ہی چنانچہ اُن کی راے  
بجائے ذیل میں مندرج ہوئی ہے \*

### مولوی نذیر احمد صاحب کی راے

میری راے یہ ہے کہ بزرگان دین کا توسط انتخاب کمیٹی  
مذہبی کے لیئے اُمید نہیں کہ مفید ہو اور اگر بزرگان دین اس  
معاملات میں صرف توجہ کو ذہل عین سمجھیں گے ثانیاً جو توجہ  
کریں گے وہ ہضماً لنفس اپنے تئیں ملحدہ رکھ کر دوسروں کو نامزد کریں گے  
اس میں کیا قیاحت ہے کہ خود ممبران کمیٹی خزانۃ البضاعة اپنی  
تجویز سے ممبران کمیٹی مذہبی کو نامزد کر کے مشہور کریں اور عامۃ  
مسلمین کو جرح و اعتراض کی اجازت دیں اور اعتراضات پر لحاظ مناسب  
کر کے انتخاب مستقیم کر لیں — بزرگان دین جیسے کہ فی زمانہ ہذا  
میں امور انتظامی میں راے دینے کی کمتر قابلیت رکھتے ہیں — آپ  
یقیناً بارر کیجیئے کہ آپ کی کمیٹی خزانۃ البضاعة جیسی کہ اب ہی اور  
خصوصاً جیسی کہ وہ ہونے والی ہے بہترین اہل اسلام ذوی الاراء پر  
مستعمل ہے اور اُسکو انتخاب کمیٹی مذہبی سے جدا رکھنا کرنا دیر  
و دانستہ ایک عمدہ انتظام کا خراب کرتا ہے اور آپ دیکھ لیں  
کہ گو بزرگان دین متوسط قرار دیئے جائیں اور گو جمہور مسلمین کو  
اعتراض کرنے کی اجازت بھی دیجائے مگر کام چار و ناچار کمیٹی  
خزانۃ البضاعة کو کرنا پڑیگا \*

کمیٹی نے بالاتفاق مولوی نظیر احمد صاحب کی راے پر واہ راہ  
کی اور سب بول اُٹھے کہ بلا شبہ ہماری کمیٹی بہت سے بہترین افراد  
اہل اسلام ذوی الاراء پر مشتمل ہے اور اُس کو انتخاب کمیٹی مذہبی  
سے جدا رکھنا نہایت افسوس کی بات ہے مگر جو کہ اب ہمارے اہل  
اور پاک طینتہ ممبروں نے ہامید وفاق و وقع اتفاق یہ تصویر بعض  
اکابر اہل اسلام اُسکو منظور کر لیا ہے تو اب اُسکا بدستور قائم رکھنا  
ہی مناسب ہے \*

بعد اس کے مولوی سید نوید الدین احمد صاحب کی راے پیش  
ہوئی کہ اُنہوں نے امر مانع فیہ سے اختلاف کیا ہی چنانچہ اُن کی  
راے بھی بجائے ذیل میں مندرج ہوئی ہے \*

کی کمیٹی تعلیم مذہبی کو اُس سے مستثنیٰ کر کر کمیٹی خزانۃ البضاعة  
کے شیخ ممبروں کی راے پر منحصر کیا \*

جناب مولوی محمد کامل صاحب نے ارقام فرمایا ہے کہ ذمہ  
۳ میں درج ہے کہ تعلیم مدرسۃ العلوم میں کمیٹی خزانۃ البضاعة کو  
کچھ مداخلت نہ ہوگی بلکہ اُس کے لیئے جداگانہ کمیٹیاں مقرر ہونگی  
اور ذمہ مذکور کی ضمن ۲ کی چھٹیوں سطر میں یہ لکھا ہے کہ  
اس کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب ابتدائی بھی کمیٹی خزانۃ البضاعة سے  
متعلق نہ ہوگا ان دونوں فروع کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب امور  
کمیٹی خزانۃ البضاعة ذمہ ۳ و ۲ میں ممبران ہو گئے تو اُس سے ظاہر  
ہوا کہ کمیٹی مذکور کا کام صرف جمع و خرچ و نگرانی و افزونی سوما  
کا ہے بارجہ اس کے پھر یہ تصویر کہ اس کمیٹی کو تعلیم اور  
انتخاب ممبران کمیٹی مذہبی میں دخل نہ ہوگا فصل ہی بلکہ ان دونوں  
فروع سے ممبران کمیٹی خزانۃ البضاعة عموماً اپنے کو ملزم سوسے عقیدت  
تصور کر سکتے ہیں حالانکہ عموماً کمیٹی مورد اس الزام کی نہیں  
ہو سکتی ہے لہذا ان دونوں فروع کا حذف کرنا مناسب ہی اور  
ذمہ ۵ کی ضمن دو پتھر فقیر مذکورہ بالا کے واسطے کمیٹی تعلیم  
مذہبی اور انتخاب ممبران کمیٹی مذہبی کے کافی ہے \*

کمیٹی نے بالاتفاق مولوی محمد کامل صاحب کی راے کو تسلیم  
کیا اور اس بات کو دل سے قبول کیا کہ کمیٹی خزانۃ البضاعة کی نسبت  
جس میں بہت سے نہایت لائق اور دیندار اور عالم و صاحب تقری  
لوگ شریک ہیں ایسے الفاظ کا کہنا نہایت نا مستحسن تھا مگر بعض  
اکابر اہل اسلام نے ایسی ہی خواہش کی تھی اور ممبران کمیٹی نے  
یا وجہ دیکھ اُن کی طرف ایک انعام نا مناسب تھا صرف قومی ہمدردی  
سے اور صرف اپنی نیکی و صفائی پامان سے اُس کی نسبت کچھ خیال  
نہیں کیا اور مطلق نفسانیت کو دخل نہیں دیا اور اُس تصویر کو  
منظور کیا پس وہ الفاظ جو صرف باظر وفاق اور وقع اتفاق کے داخل  
کیئے گئے ہیں اور جن کو ممبروں نے پسند اپنی پاک طینت کے منظور  
کر لیا ہے خارج نہیں کیئے جا سکتے بلکہ کمیٹی کی راے میں خود  
وہ الفاظ ہمارے کمیٹی کے اُن بزرگ ممبروں کی نیکی اور کسو نفسی  
و صفائی پامان اور حب قومی پر گواہی دے رہے ہیں و ذالک فضل اللہ  
پر قیہ سے پیشہ \*

مولوی محمد کامل صاحب نے ضمن دریم کے فقرہ جدید کے بعض  
الفاظ کی نسبت بھی اپنی ناپسندیدگی ارقام فرمائی ہے اور مولوی سید  
حسن رضا صاحب نے بھی اُن کو ناپسند کیا ہے اور مرزا رحمت اللہ  
بیگ صاحب نے اگرچہ اپنی راے میں اُس کی نسبت کچھ نہیں لکھا  
مگر اب وہ بھی اُن الفاظ کو نامناسب سمجھتے ہیں اور میں بھی



## مولوی سید فرید الدین احمد صاحب کی رائے

نامہ مذاہد مرزا رحمہ اللہ بیک صاحب منصوص کار سکوتری کمیٹی  
خزینۃ البضاعة مرقومہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۳ع میزورے پاس پہنچا میں  
گہام و کمال اُسکو پڑھا اور چند مرتبہ مضامین مندرجہ نامہ مذکور  
پر غور کیا اور نیز اُن جملہ مراسلت و مصالحت پر کہ جو فیہ ابین  
آپ کے [یعنی سید احمد خاں کے] و جناب حاجی مولوی علی بخش  
خاں صاحب بہادر کے تصدیق ہوئے ہیں غرض کیا میری رائے میں  
دفعہ ۳ و ۴ و ۵ جن مباحثوں سے کہ وہ تصدیق ہوئی ہیں مجھکو  
بالکل اُس کے ساتھ اتفاق نہیں ہے میری رائے میں کوئی شخص  
کمیٹی مدبران تعلیم السنۃ مختلفہ و علوم دنیویہ و مدبران تعلیم  
مذہب میں مقرر نہر سکیگا جب تک کہ وہ کمیٹی خزینۃ البضاعة کا ممبر  
نہرگا اصل کمیٹی وہی ہے اور یہ دونوں کمیٹیاں اُس کی نوع ہیں  
یہ بات البتہ ہر سکتی ہے کہ منجملہ مدبران کمیٹی خزینۃ البضاعة  
کے جو لوگ کہ منظور مصالحت تمام مسلمانوں کے قابل انتصاب میری  
کمیٹی مدبران تعلیم مذہب نہیں وہ اُس میں منتخب نہ کیئے جاویں  
مگر جیسے میزورے و آپ کے (یعنی مولوی فرید الدین احمد صاحب کاتب حق  
و سید احمد کی) نسبت لوگوں کو سامانیہ نہیں ہے تو آپ و میں  
ممبر کمیٹی مدبران تعلیم مذہب مقرر نہ کیئے جائیں یہ بات  
سیطرہ نہیں ہو سکتی کہ یہ امرام کسی ایک شخص کی ناست پر  
متصور کو دیا جائے یہ وہی بد نصیب سبب ہے کہ جس نے مسلمانوں  
کے سارے امور کو برباد کو دیا ہمیشہ کثرت رائے و جماعت متفقہ پر کام  
کرنا چاہیئے اگر اور مدبران کمیٹی میری رائے کے ساتھ متفق نہ ہوں  
تو بھی میں اپنی رائے پر قائم ہوں اور میرا اختلاف رائے آپ چھاپ  
دیجیئے اور جب میری یہ رائے ہے تو میں اسمیں بھی آپ کے ساتھ  
متفق نہیں ہوں کہ کمیٹی مدبران تعلیم السنۃ مختلفہ و علوم دنیویہ  
کا کوئی ممبر عیسائی یا یہودی یا ہندو ہو اگر ہماری قوم بد نصیب  
میں کوئی لائق نہیں ہے تو شاید ایسے آدمی تو ضرور ہونگے کہ دوسروں  
سے کچھ اخذ کر کے اپنی رائے دیں \*

سید احمد خاں نے کہا کہ مولوی فرید الدین احمد صاحب نے جو  
اپنے تئیں بھی اُن لوگوں میں شمار کیا ہے جن پر لوگوں کو طمانیت  
نہیں یہ صرف اُن کی کسو نفسی ہے ورنہ کوئی شخص ایسا نہیں  
ہے جس کو مولوی صاحب ممدوح پر طمانیت نہر ہاں بے شکہ میرا  
ایسا حال ہے اور میں خود اقرار کرتا ہوں کہ میں نہ کبھی  
مذہبی کمیٹی کا ممبر نہرگا اور نہ کبھی تعلیم و دینی میں کچھ  
مداخلت نہرگا \*

صدر انجمن نے فرمایا کہ اس تذکرہ کو ملتوی کیا جاوے اور  
جو امر کہ مولوی فرید الدین احمد صاحب نے پیش کیا ہے اُسکے  
تصفیہ پر توجہ ہو چنانچہ کمیٹی نے بالاتفاق مولوی فرید الدین احمد  
صاحب کی اس رائے کو کہ مدبران کمیٹی خزینۃ البضاعة ہی میں  
مدبران کمیٹی تعلیم مذہبی کا منتخب نہرگا چاہتا تھا تسلیم کر کر  
یہ بات کہی کہ جو امر تجویز ہوا ہے وہ خاص بعض اکابر  
اہل اسلام کی تصریح سے اور بنابر حالات خاص کے تجویز ہوا  
ہے جس کو اب کثیر مدبران کمیٹی نے بھی منظور کر لیا ہے اور  
اس لئے تجویز مذکورہ کا قائم رہنا چاہیئے یا اس سے ہمہ معلوم رہے  
کہ ان دنوں میں یہ بات تجویز نہیں ہوئی کہ کمیٹی خزینۃ البضاعة  
کا کوئی ممبر کمیٹی تعلیم مذہبی کا ممبر ہونے کی لیاقت نہیں رکھیکا  
بلکہ جو لوگ کمیٹی تعلیم مذہبی مقرر کریں گے اُن کو اختیار ہوگا  
کہ وہ جس کو چاہیں کمیٹی تعلیم مذہبی کا ممبر مقرر کریں خواہ  
وہ کمیٹی خزینۃ البضاعة کا ممبر ہو یا نہر \*

بعد اس تمام مباحثوں اور اصلاحوں کے دفعہ ۳ و ۴ و ۵  
اُن کی تہنوں کے جو قرار پائیں وہ حسب تفصیل ذیل ہیں \*

## ذکر کمیٹی خزینۃ البضاعة

دفعہ ۳ — کمیٹی خزینۃ البضاعة اس مدرسہ کے لئے نذری  
روپیہ جمع کرنے کی کمیٹی ہے اور انتظام تعلیم کے  
لئے جداگانہ کمیٹیاں مقرر ہونگی مگر روپیہ کا  
جمع کرنا اور سرمایہ کی حفاظت اور جائداد کا  
خریدنا اور اُسکی آمدنی کا اخراجات مدرسہ کے لئے  
دینا اور جو روپیہ کسی خاص کام کے لئے دیا گیا ہو  
اُسکا اُسی کام میں لگنا اور مکانات کا بنانا اور ہر  
ایک امر کی نگرانی کرنا یہ سب کمیٹی خزینۃ البضاعة  
سے متعلق ہوگا \*

دفعہ ۴ — کمیٹی خزینۃ البضاعة کو اُس روپیہ کا جو اُس کے  
سپردہ ہو اور نیز اُسکی آمدنی کا حسب تفصیل ذیل  
جداگانہ حساب رکھنا ہوگا \*

ارل — حساب زر سرمایہ یعنی حساب اُس روپیہ کا جو  
لوگوں نے اس غرض سے دیا ہے کہ اُسکی آمدنی  
اخراجات مدرسہ علوم میں صرف ہو اور وہ روپیہ  
ہندوستان میں رہے اور یہی روپیہ زر سرمایہ کے نام سے  
مقبول ہے جسکا خرچ کرنا ہر رجب دفعہ ۲۳ قمری  
کار دینی کمیٹی کے ممانع و ناجائز ہے \*

میں اور اُس روپیہ کی آمدنی جو شیعوں نے خاص مذہبی تعلیم کے لیئے دیا ہو سنیوں کی مسجد کی تعمیر میں صرف نہ ہوگی \*

سرم — اُس روپیہ کا حساب جداگانہ رکھا جاوے گا جو لوگوں نے بطور سرمایہ مدرسۃالعلوم نہیں دیا بلکہ واسطے خاص کام کے دیا ہو گا واسطے تعمیر مساجد شیعہ و سنی کے اور یہ روپیہ اور اُس کی آمدنی اسی کام میں خرچ ہوگی جس کے لیئے وہ دیا گیا ہے \*

### ذکر کمیٹی کے تعلیم

دفعہ ۵ — تعلیم مدرسۃالعلوم میں کمیٹی خزانۃالپیشوائے کو نفعہ مداخلت نہ ہوگی بلکہ اُس کے لیئے حسب تفصیل دیں جداگانہ کمیٹیاں مقرر ہوں گی \*

اول — کمیٹی تعلیم علوم دنیاوی اور اُن مختلف زبانوں کی جو مدرسۃالعلوم میں تعلیم دی جاوے گی اور یہ کمیٹی از نام مدیران تعلیم السنۃ مختلفہ اور علم - تہذیب - مذهب ہوگی اس کمیٹی کے ممبروں میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائی اور یورپی اور ہندو بھی اگر ضرورت ہو تو ممبر ہوسکیں گے کیونکہ مختلف علوم اور مختلف السنۃ کی تعلیم اس کمیٹی سے متعلق ہوگی اور اس دنیاوی علوم کی تعلیم کا اہتمام اور انتظام تمامہ اس کمیٹی سے متعلق ہوگا \*

دوم ۱ — کمیٹی تعلیم مذہبی اُسکی دو شاخیں ہوں گی ایک شاخ ارقام مدیران تعلیم مذہب اہل سنت و جماعت اور دوسری از نام مدیران تعلیم مذہب شیعہ و مسیحیہ ماقب ہوگی اور اُن کمیٹیوں میں اُس مذہب کے لوگوں کے ہوں گے جس مذہب کی تعلیم کے لیئے وہ کمیٹی ہو دوسرے مذہب کا کوئی شخص ممبر نہ ہو سکیگا \*

(۲) — کمیٹی مدیران تعلیم مذہب اہل سنت و جماعت کے ممبروں کا انتخاب ابتدائی بھی کمیٹی خزانۃالپیشوائے سے متعلق نہ ہوگا بلکہ وہ کمیٹی مدیران تعلیم مذہب اہل سنت و جماعت کے مقرر کرنے کی اُن پرزگوں سے جو اُس مذہب میں دینداری اور نام و نسب مشہور ہوں اور جن پر اُس مذہب کے

دوم — زر سرمایہ مذکورہ بالا کے حساب میں بھی مفصلہ ذیل تفصیل رکھتی ہوگی \*

(الف) — وہ روپیہ ملحدہ جمع رہے گا جسکی نسبت دینے والوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ سود میں نہ لگایا جاوے گا بلکہ اُس سے جائداد غیر منقولہ خریدی جاوے اور اس روپیہ کا کسی طرح سود میں لگنا اور بروامیسری کرکے خریدنا جائز نہ ہوگا \*

(ب) — اُس روپیہ کا حساب جو دینے والے نے خاص بغرض تعلیم مذہبی دیا ہو گا ملحدہ رکھا جاوے گا اور اُسکی آمدنی اسی مذہب (یعنی شیعہ یا سنی مذہب) کی تعلیم میں صرف ہوگی جسکی تعلیم کے لیئے دینے والے نے روپیہ دیا ہے \*

(ج) — جو روپیہ نہ عیسائیوں نے یا اور مذہب کے لوگوں نے اس شرط سے دیا ہو گا اُس کی آمدنی عام دنیاوی کی تعلیم میں خرچ ہو اُسکا حساب جداگانہ رکھا جائے گا اور اُسکی آمدنی عام دنیاوی کی تعلیم میں صرف ہوگی کسی مذہبی تعلیم میں اُسکی آمدنی خرچ نہ ہوگی \*

(د) — باقی روپیہ جو لوگوں نے بلا کسی شرط دیا ہو گا اُسکی آمدنی مذہبی اور دنیاوی ہر قسم کی تعلیم میں جس میں ضرورت ہو خرچ ہوسکے گی \*

(۴) — قبل شروع ہونے کسی قسم کی تعلیم کے اور نیز بعد شروع ہونے تعلیم کے اگر کسی خاص صیغہ کے سرمایہ کی آمدنی اُسکے اخراجات ضروری سے زیادہ ہو جاوے تو ہر ایک قسم کے روپیہ کی آمدنی جسکی تفصیل اوپر بیان ہوئی اُسی مد میں بطور اصل سرمایہ جمع کرکے جاوے گی خزانۃ کمیٹی کی کارروائی کے ضروری اخراجات میں یا مدرسۃالعلوم اور اُس کے متعلق مکانات کی تعمیر میں یا مدرسۃالعلوم کے لیئے زمین خریدنے میں خرچ کی جاوے گی کیونکہ یہ امور تعلیم مذہبی اور تعلیم دنیاوی دونوں سے برابر متعلق ہیں مگر اُس روپیہ کی آمدنی جس کا ذکر مد (ج) میں ہے تعمیر مساجد میں ہوگا خرچ نہ کی جاوے گی اور نیز اُس روپیہ کی آمدنی جو سنیوں نے خاص مذہبی تعلیم کے لیئے دیا ہو شیعوں کی مسجد کی تعمیر

(۲) — مذہبی تعلیم کے لیئے مدرسوں کا انتخاب کرنا اور

مقرر کرنا وہ سب انہیں مذہبی کمیٹیوں سے متعلق

ہر گا دوسرے شخص کو یا کسی دوسری کمیٹی کو

اُس میں کچھ مداخلت نہوگی \*

صدر انجمن نے فرمایا کہ دفعات مذکورہ کی نسبت پچھلے کالی

ہرچکی اور منجملہ سرستہ ممبروں کے چوبیس ممبروں کے پاس سے

رائیں آگئیں جنہیں سے تربیت ممبروں نے ان دفعات پر اتفاق رائے

کیا اور جو خفیف اصلاح لفظی ہوئی تھی وہ بھی ہوگئی پس اب اُن

کی نسبت تصفیہ کامل عمل میں آئے اور دفعات مذکورہ جیسے کہ قائم

ہوئی ہیں منظور کی جارہیں \*

تمام ممبروں نے اس تھریک کی تائید کی اور دفعات مذکورہ بالا

سہ اُن کی ضمنوں کے بطور قواعد متعلقہ سلسلہ تعلیم کے منظور

ہوئیں \*

سکرتی نے تھریک کی کہ اُن بزرگوں کے نام نامی ظاہر کیئے

جاریں جن سے ہرچب فقرہ در ضمن دوم دفعہ ۵ قواعد کے جو ابھی

منظور ہوئے کمیٹی تعلیم مذہبی کے ممبر مقرر کرنے کی درخواست

کی جارہی چنانچہ کمیٹی نے بالاتفاق بزرگان مفصل ذیل کے نام ظاہر

کیئے \*

جناب حاجی مولوی محمد قاسم صاحب ہائی مدرسہ عربیہ دیوبند \*

جناب حاجی مولوی محمد یعقوب صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ عربیہ

دیوبند \*

جناب حاجی مولوی سید امداد العالی خاں صاحب بہادر قہقی ٹکٹو

ملنگٹہ \*

جناب حاجی مولوی علی بخش خاں صاحب بہادر سب آرڈینریٹ صحیح

گورکھپور \*

جناب مولوی محمد علی صاحب رئیس بھہرائوں تحصیلدار بٹاری

ضلع مراد آباد \*

جناب مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب قاضی القضاۃ ریاست رامپور \*

جناب مولوی ارشد حسین صاحب رامپور \*

جناب مولوی محمد احسن صاحب مدرس گورنمنٹ کالج بریلی \*

جناب مولوی محمد سلطان حسن صاحب رئیس بریلی صدر امین \*

جناب مولوی عبدالقادر صاحب رئیس بدایوں \*

جناب مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب رئیس ملنگٹہ \*

جناب مولوی محمد مہدی الدین صاحب مدرس مدرسہ عربیہ

مرزاپور \*

لڑکوں کو طاعت ہو درخواست کریگی۔ جن بزرگوں سے

ایسی درخواست کرنے کا ارادہ ہو اُن بزرگوں کے ناموں

سے تمام اہل اسلام کو تین مہینہ تک بنوریہ اخبارات

کے اطلاع دیجاوگی تاکہ ہر ایک ذی علم اور دیندار

مسلمان کو اسباب میں ہر قسم کی صلاح نیک دینے

کا موقع ملے بعد انقضائے مہینہ کے اُن سب تھریکوں

کے لحاظ سے جو اسباب میں آئی ہوں وہ لوگ جن سے

مذہب اہل سنت و جماعت کی مذہبی تعلیم کی

کمیٹی کے مقرر کرنے کی درخواست کی جاوے گی

قرار دینے جارہے اور یہ بھی کمیٹی کو اختیار

رہے گا کہ انہیں بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ

کو مہتمم اُن سب امور کا قرار دیکر اُس بزرگ سے

درخواست کرے کہ بزرگان مذکورہ بالا سے خط و کتابت

کوکر کثرت رائے سے مذہبی کمیٹی مقرر فرماویں

جس کے ممبروں کی تعداد چارہ سے کم نہو اور یہ تمام

اصل خط کتابت جو اسباب میں آئے ہوں وہ کمیٹی

خزانۃ البضائع کے دفتر میں رہنے کے واسطے بھیجی

جاوے اس طرح ہر بزرگ مذہبی کمیٹیوں کے ممبر

مقرر ہونے کے لیف ممبر ہونے کے معنی اُنکی معزلی کا

وجہ اُس حالت کے کہ وہ استعفاء دیں یا اپنا مذہب

تبدیل کر دیں یا کسی ایسے جرم میں جسکی تفصیل

قواعد کارروائی کی دفعہ ۱۲ میں ہی سزا پایا ہوں

کسیکو اختیار نہوگا اور جب کوئی مہدہ اُس کمیٹی

کی مہدہ کا خالی ہوگا تو ممبران ہائی مائدہ کسی

دوسرے شخص کو اُسکی جگہ مقرر کریں گے شیعہ

مذہب کی تعلیم مذہب کی کمیٹی کا تقرر کمیٹی

خزانۃ البضائع کے شعبہ ممبروں کے اختیار میں چھوڑا

جاوے کہ وہ لوگ آپس میں صلاح کر کر جس طرح

مناسب سمجھیں اپنے مذہب کی تعلیم کے لیئے

مذہبی کمیٹی مقرر کریں \*

(۳) — اگر اُس رویہ کی جو خاص مذہبی تعلیم کے لیئے

دیا گیا ہو اسقدر آمدنی ہو جاوے جو مذہبی تعلیم

کے اخراجات کے لیئے کافی ہو اور مذہبی کمیٹیوں

کے ممبر یہ چاہیں کہ مذہبی تعلیم قبل شروع ہونے

دیکر اقسام کی تعلیم کے جاری ہو جاوے تو اُنکو

اسا کرنے کا اختیار حاصل ہوگا \*

نمبر ۱۸۷

## حدیث تشبیہ

(من تشبیہ بقوم کو شیعہ حدیث نہیں کہتے)

یہ بھٹ تہذیب الاخلاق میں چھپ چکی کہ من تشبیہ بقوم  
نہو منہم حدیث نہیں ہی مگر ارک اسکو بھی سید احمد خاں بہادر  
کی عہد رائی پر مکتوب کرتے تھے اسوس یہ ہی کہ شیعہ سنی  
سب یہی کہتے تھے کہ سید احمد خاں بہادر نے عہد رائی کی اور یہ  
فقہ حدیث ہی — معاذ اللہ لوگ اس ققوہ کو جو نہیں معلوم کس  
حالت میں بنایا گیا تھا اُس کا نام پاک قرار دیتے تھے جسکی شان  
میں مایطوق من ہوا نازل ہی مگر خیر دیر آمد دروس آمد شیعہ  
تو ہنوز در توبہ باراسہ اپنی غلطی سے معترف ہو چاہینگے توبہ توبہ  
معترف ہو گئے کیونکہ اُنکے مجتہد نے بتا دیا کہ سید احمد خاں بہادر  
سم کہتے تھے ہماری یہاں کی کتابوں میں بھی ہیکو احادیث میں  
یہ فقرہ نہیں دکھائی دیا کہ حدیث سے ملتا ہوا ہی شیعہ پر مبنی  
ہم لوگوں کے بڑے شکر کرنے کا مقام ہی کہ یہ چھگڑا جلد سے کیا  
اور کسی تھے روہنی والے نے نہیں علی کیا بلکہ لکھنؤ کے ان مقدس  
مجتہد جی نے علی کیا جنکا اجتہاد مسامہ ہی ہم اس واسطے کہ  
یہ ہمارا بیان غلط نہ سمجھا جائے سوال نمبر ۳۱۳ جامع المسائل  
ضمیمہ اخبارالاعیاد لکھنؤ مطبوعہ ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری کا  
انتخاب بھی درج کرتے ہیں \*

انتخاب از سوال نمبر ۳۱۳ جامع المسائل

من تشبیہ بقوم نہو منہم حدیث از منقولات باللفظ اسے یا بالمعنی

چراپ

و در کدام کدام کتاب حدیث نوشته جماعہ مسطرہ مستفیض از احادیث  
اسے و حدیثی ہاں عبارت یقیناً بنظر غلطی کا حال نہ آمدہ  
ہو العالم \*

رائس

سید اقبال علی

وکیل ہوتاب گدہ

جناب مولوی محمد شکور صاحب رئیس منچھلی شہر ضلع جونپور \*

جناب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب سب آرڈینٹ جج علیگڑہ \*

جناب حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس میرٹھ \*

جناب مولوی حیدر حسین صاحب رئیس جونپور وکیل ہائی کورٹ \*

جناب مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا وکیل  
ہائی کورٹ \*

جناب مولوی محمد کریم صاحب رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڑہ

ڈپٹی کلکٹر بہادر مراد آباد \*

جناب نواب حاجی محمد محمود علی خاں صاحب بہادر رئیس

چھتاری ضلع علیگڑہ \*

جناب محمد سید الشکور خاں صاحب رئیس بھیکم پور ضلع

علیگڑہ \*

کمٹی نے یہ بھی اپنی رائے ظاہر کی کہ بعد تکمیل ہونے ضابطہ  
مندرجہ ذیل مذکورہ کے جناب مولوی حاجی علی بخش خاں صاحب  
بہادر کو تمام اہتمام تقرر کمیٹی تعلیم مذہبی کا حسب مواد ذیل  
مذکورہ کے سپرد کیا جاوے \*

سکریٹری نے اطلاع کی کہ کمیٹی کی جماعہ روندا دیں بنظر تکفیف  
اخراجات چھپ کر ممبروں کی خدمت میں اب تک روانہ نہیں ہوئیں  
بلکہ جو خاص امر صلح طلب ہوتا ہی اُسی کی تسلیت رائے پورچھی  
جاتی ہی مگر بعض معزز و قابل ادب ممبروں نے اس طریقہ سے  
اپنی کمال تراضی ظاہر کی ہی پس اجازت ہو کہ آئندہ سے ہر ایک  
روندا چاہیہ ہو کر بطور معمول کے ممبران کی خدمت میں مرسل  
ہوا کرے \*

کمیٹی نے اس امر کو بالاتفاق منظور کیا اور اجازت دی اور  
تجویز کی کہ بلا شیعہ تمام حالات جزو و کل سے ممبران کو مطلع کرنا  
ضروریات سے ہی \*

بعد اس کے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا و مجلس برعاست

ہوئی \*

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکریٹری کمیٹی خزانۃ اہلحدیث

## غلطنامہ

افسوس کہ تہذیب الاخلاق میں اس سبب سے کہ ہمسے درو چھپتا ہی اور ہم اسکا پورے نہیں دیکھ سکتے اثر غلطیاں چھپ جاتی ہیں اور ہمارے احباب مختلف کو وہ غلطیاں اعتراضات کرنے کو نعمت غیر مقررہ مل جاتی ہیں تتمہ تفسیر السموات جو حال میں چھپا اس میں بھی متعدد غلطیاں ہیں جنکو پڑھنے والا سمجھ سکتا ہی مگر مفصلہ ذیل مقاموں میں ایسی غلطیاں ہیں کہ مطلب نہیں سمجھا جاتا انکا غلطنامہ چھپتا ہے \*

صفحہ کالم	صفحہ	تذکرہ	تصحیح
۱۰۸	۱	۲۹	ہوایک مکان کے دورے پر
۱۰۸	۲	۲۸	کیونکہ انکے نزدیک کسی ایک
۱۰۹	۲	۱۳	یعنی معارضہ
۱۱۰	۱	۳۰	یعنی معارضہ

راقم

سید احمد

## اشتہار

کتب مفصلہ ذیل واسطے فروخت کے ہمارے پاس موجود ہیں اور محصول تاک کا علاوہ اسی قیمت کے ہی جس صاحب کو خریدنی منظور ہوں وہ خرید فرماویں

وہ کتابیں جن کی قیمت مدرسۃ العلوم مسلمانان کی کمیٹی میں جمع ہوگی \*

کتاب جان دیون پرت متضمن حمایت اسلام ہریانہ

... صفحہ

کتاب حمایت اسلام ترجمہ کتاب گڈفری ہیکنس

... صفحہ

متضمن جواب اعتراضات عدسائیان ہریانہ

... صفحہ

قیمت فی جلد

کتاب خطبات احمدیہ مولفہ سید احمد خاں  
ہریانہ انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ

اگر کوئی غریب مسلمان انگریزی خوان خطبات احمدیہ کو خاص اپنے پڑھنے کے لیئے چاہے تو اس کو نصف قیمت پر ملجائیگی \*

کتاب مباحثہ مذہبی ہادی فذکر صاحب و ڈاکٹر وزیر خاں و مولوی رحمت اللہ صاحب ہریانہ اردو قیمت فی جلد ... صفحہ

حصہ اول تاریخ ہندوستان زمانہ ہندران مولفہ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب ہریانہ اردو قیمت فی جلد ... صفحہ

وہ کتابیں جن کی قیمت کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان میں جمع ہوگی \*

کتاب رپورٹ سلیکٹ کمیٹی اردو و انگریزی معہ خلاصہ رسالہ ہائے موصوفہ کمیٹی قیمت فی جلد ... صفحہ

وہ کتابیں جنکی قیمت دوسری کمیٹی مسلمانان میں جمع ہوگی —

جواب کتاب ڈاکٹر ہنتر صاحب مولفہ سید احمد خاں ہریانہ انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ

اسباب بغاوت ہندوستان مولفہ سید احمد خاں ہریانہ انگریزی قیمت فی جلد ... صفحہ

تہذیب الاخلاق من ابتدائے شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری لغایت سنہ ۱۲۸۸ ہجری قیمت ... صفحہ

تہذیب الاخلاق باہت سنہ ۱۲۸۹ ہجری قیمت ... صفحہ

تہذیب الاخلاق باہت سنہ ۱۲۹۰ ہجری قیمت ... صفحہ

دستخط

سید احمد خاں

سکرتری

کمیٹی ہائے مذکورہ

بمقام علیحدہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا





مضمون نمبر ۱۸۸

## تہذیب

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن

## رسول اللہ و خاتم النبیین

مکرمی میری سمجھتو تو سب سے ثرالی ہی میں تو جناب رسول خدا صلعم کو خاتم النبیین جانتا ہوں ہرجہ ختم نبوت یا رسالت کے اور ایسے خاتم کو تاخر زمانی اور افضلیت دونوں لازم ہیں \* اسکی ایسی مثال ہی کہ ایک بادشاہ نے بہت سی نعمتیں اپنی جنگلی اور وحشی رعیت کے تقسیم کرنیکو رکھی ہوں اور یہہ ڈھرایا ہو کہ جوں جوں ان وحشیوںکو عقل و تمیز آتی جاوے گی دڑن دڑن مددہ نعمتیں ان میں تقسیم ہوتی جاویں گی پس ضرور ہرگا کہ جو نعمتیں انکو اول دیجاریں گو فی نفسہ وہ اچھی اور مددہ ہوں مگر اُسکے بعد کی نعمتیں یقینی پہلے سے اچھی ہونگی یہاں تک کہ سب سے اخیر جو نعمت دی جاوے وہ سب سے اچھی ہونگی \*

اب فرض کر کہ اُس بادشاہ نے ان نعمتوں کے تقسیم کرنے والے پترتیب مقرر کیئے ہر ایک نے اپنی باری میں مطابق عقل اور تمیز ان وحشیوں کے نعمتیں دینی شروع کیں اور اسبطرح درجہ بدرجہ نعمتیں تقسیم ہوتی رہیں یہاں تک کہ اخیر نعمت رک گئی اور سب سے اخیر پانتنہ والا جو تھا اُسکی باری آئی اُس وقت وہ لوگ بھی اُس نعمت کے لینے کے قابل ہو گئے تھے وہ اخیر پانتنے والا آیا اور اخیر نعمت بانٹ گیا پس وہ خاتم القاسمین ہی کہ اس وجہ سے کہ وہ اخیر زمانہ میں آیا اور نہ اس وجہ سے کہ اُس کے بعد کوئی پانتنے نہیں آئیگا کیونکہ یہہ دونوں باتیں تو خاتمیت کے لوازم سے ہیں بلکہ دراصل وہ اس وجہ سے خاتم ہی کہ وہ خاتم نعمت ہی و ہو خاتم لانہ ذہ ختم الذمۃ بتقسیمہ اور جبکہ وہ نعمت اخیر سب سے مددہ و افضل تھی تو اس خاتم کا بھی سب سے افضل ہونا لازم ہی اور چونکہ تدریج زمانی بھی اُسکو لازم تھی اُسلیئے اُس خاتم کو تاخر زمانی بھی لازم ہی \*

یعینہ بھی مثال نبوت کی ہی دین اللہ کا نعمت ہی اور بندوں میں تقسیم کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہیں انبیاء سابقین متناسب حال امت سابقہ سے وہ نعمت تقسیم کرتے آئے یہاں تک کہ جسکی اخیر مددہ باری تھی اور اخیر نعمت پاتی رہ گئی تھی اور اُسکی تقسیم کا زمانہ بھی آ گیا تھا آپ اور وہ نعمت دے گئے یہ نعمت خاتم ہونگی

رسالت اور نبوت بھی ختم ہو گئی اور خود اُس نعمت کے مالک نے پکار کر کہدیا ”الہرم اکملہ لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیئا“ پس تعدد خاتم کسی معنی پر نہ ممتنع بالذات ہی اور شرکت من حیث الذات اور من حیث العرض دو تری ممتنع ہیں اثر ابن عباس کی صحت کا میں ذیل نہیں ہوں جبکہ رسالت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عام تھی تو خاتمیت بھی بمعنی مذکور عام تھی \* ہاں فیض الہی کبھی ختم نہیں ہونے کا بقول حافظ شہباز علیہ الرحمہ

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگران ہم بکنند آنچه مسیحا میگرد

مگر سب اُسی کو گائیگے ہمارے پیا کئے کئے صلعم جیسیکہ انبیاء بنی اسرائیل میں بہت سے ایسے نبی گذرے جو اپنے پہلے نبی کے دین کو قائم کرتے رہے پس ہمارے میاں کی امت میں بھی بہت سے ایسے گذرے اور گذرینگے جو دین محمدی کی حقیقت قائم کیا کرینگے اور مسجد کھارینگے اور ارک انکو کافر کہا کیئے اور کہا کرینگے بھائی یہہ باتیں کتابیں پڑھنے سے حل نہیں ہوتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کا نور لو تب اس مرحلہ کو علی کرد و نداوتیت من اللہ تعالیٰ نور من انوار الاممہ صلی اللہ علی ما نقر و کمال \*

چھائی تم سمجھو کہ ہر ایک کو اپنے دین سے جلدی راہیں ہوتی ہیں کوئی اُسکی باتوں ہی پر مرتا ہی کوئی اُسکی چٹوں پر ہی لڑتا ہی کوئی اُسکی ادا کا دیرانہ ہی کوئی پہاڑ کی چوٹی پر سایہ دار سبزیں میں اپنے دل کا دوتارہ بچا کر یہہ سارہا ہی — ز نرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

پس جو شخص کہ اپنے نہیں امت محمدی کہتا ہی اور تصدیق کرتا ہی محمد رسول اللہ کی تو یقینی تمام بزرگیوں کا آنحضرت صلعم میں اقرار کرتا ہی پھر کیرنکر خیال ہر سکتا ہی کہ اُس کے کسی ناکم سے گو کہ وہ ہو حلقہ میں خاتم کا ہونا ہی ہر گوان نہ کیا جاسکتا ہی وہ بھی دیرانہ ہی مگر ایک ادا ہو ہم بھی دیوئے ہیں مگر اُس کی سب ادبیں پر — جو لوگ مسلمان ہیں اور پر — ہیں اور علم میں سے ہیں اور ہمارے عصر میں جنگی کوش برزاری کے بھی ہم لایق نہیں ان پر بد ظنی نہیں چاہیئے یہی ہو وہی کافر ہوں تو کیا ہم تم مسلمان ہونگے — کہوت نامہ تشریح سر افرامہم — والسلام علی من اتبع الہی \*

## تہذیب الاخلاق

## قسم چہارم

وہ آیتیں جن میں لفظ سموات کا بصریہ جمع اشارے سے مستعمل ہو  
پہلے اس نے انقسام کے ابعاد متعدد میں اطلاق ہوا ہے \*

۱۔ ووالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استری الی السموات  
نورین سیح سموات — البقرہ آیت ۲۷ \*

ترجمہ — وہ دہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیئے جو کچھ  
زمین میں ہے سب کا سب اور پیدا کیا بلندی کو جو  
درست کیئے سات یعنی متعدد آسمان \*

۲ و ۳ — تم استری الی السموات دہی دھان فقل لہا و للارض اثنتی  
طاراً او کوماً قالتا اثنتی طائرین فقضاعن سیح سموات فی  
الزمین و ادھی فی کل سماء (مروء) — فصلت آیت  
۱۱ و ۱۲ \*

ترجمہ — اور پیدا کیا بلندی کو اور وہ دھواں دھار یعنی تاریک  
تھی پھر کہا اُس کو اور زمین کو حکم مائو عوسی  
یے حواء نا خوشی سے سوئیں نے کہا تمہارے حکم ماننا  
خوشی سے پھر گرد کیئے سات یا متعدد آسمان دو دن  
میں اور ڈال دیا ہر آسمان میں اُس کا کام \*

۴ — تدریجاً من خلق الارض والسموات العلیٰ — طہ آیت ۳  
ترجمہ — بھینچا ہی اُس دشمن نے جس نے بڑائی زمین اور  
آسمان اونچے \*

۵ — امن خلق السموات والارض — النمل آیت ۶۱  
ترجمہ — بھٹکے پید کیا آسمانوں کو اور زمین کو  
۶ — ووالذی خلق السموات والارض بالحق — الانعام آیت ۷۲  
ترجمہ — وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو  
جتنے چاہیئے \*

۷ — خلق السموات والارض بالحق — النمل آیت ۶۱  
ترجمہ — پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو جیسے چاہیئے  
۸ — انم قران اللہ خلق السموات والارض بالحق — البقرہ  
آیت ۲۲ \*

ترجمہ — کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو  
اور زمین کو جیسے چاہیئے  
۹ — و ما خفنا السموات والارض و ما بینہما الا الحق —  
الحجرات آیت ۸۵ — الاحقاف آیت ۲ \*

ترجمہ — اور تمہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور  
جو کچھ ان کے پیچھے ہے سب جیسے چاہیئے \*

۱۱ — خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ وما یشرکون — النمل  
آیت ۳ \*

ترجمہ — پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو جیسے چاہیئے اُسکی  
ذات بلند ہی اُس سے کہ اُس کا شریک تہراتے ہیں \*

۱۲ — خلق اللہ السموات والارض بالحق ان فی ذالک لآیۃ لمرءین  
— النمل آیت ۲۳ \*

ترجمہ — پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو جیسے چاہیئے  
بیشک اس میں ایک دلیل ہے نیک دل والوں کو \*

۱۳ — و خلق اللہ السموات والارض بالحق — البقرہ آیت ۲۱  
ترجمہ — اور پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو جیسے  
چاہیئے \*

۱۴ — الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل انظامات واثقور  
الانعام آیت ۱ \*

ترجمہ — خدا ہی کے لیئے سب تعریفیں ہیں جس نے پیدا  
کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندام  
کو اور اُجالہ کو \*

۱۵ و ۱۶ — ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض — الاحقاف  
آیت ۵۲ — یونس آیت ۳ \*

ترجمہ — بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہی جس نے پیدا کیا  
آسمانوں کو اور زمین کو \*

۱۷ — ووالذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام و کان مرہ  
علی الماء — ہود آیت ۶ \*

ترجمہ — اور وہ دہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور  
زمین کو چھ دن میں اور تھا خشک اُس کا پانی پر \*

۱۸ — و ان خفنا السموات والارض و ما بینہما فی ستۃ ایام —  
آیت ۳۷ \*

ترجمہ — اچھے پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور  
جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں \*

۱۹ و ۲۰ — الذی خلق السموات والارض — البقرہ آیت ۲۲  
— الفرقان آیت ۶۰ \*

ترجمہ — جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو  
۲۱ و ۲۲ — خلق السموات والارض — الزمر آیت ۷ — الاحقاف  
آیت ۳۲ \*

ترجمہ — پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو  
۲۳ — لخلق السموات والارض انہو من خلقنا اناس — الزمر  
آیت ۶ \*

ترجمہ — اچھے پیدا کوٹا آسمانوں کو اور زمین کو اور  
دھار کے پیدا کرنے سے \*

۲۲ لغایت ۲۶ — فی خلق السموات والارض — البقرة آیت ۱۵۹ —

آل عمران آیت ۱۸۷ و ۱۸۸ \*

ترجمہ — ہم پیدا کرتے آسمانوں کے اور زمین کے \*

۲۷ — یوم خلق السموات والارض — التوبہ آیت ۲۶ \*

ترجمہ — جس دن پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو \*

۲۸ — اراکم یروا ان اللہ الذی خلق السموات والارض قادر علی ان

یطابق منہم — اسرائیل آیت ۱۰۱ \*

ترجمہ — کیا نہیں دیکھا تمہارے جس اللہ نے پیدا کیا

آسمانوں کو اور زمین کو طاقت رکھتا ہے اس بات پر کہ

پیدا کرے اُن کی مانند \*

۲۹ — ما اشدہم خلق السموات والارض — الکہف آیت ۲۹ \*

ترجمہ — میں نے پایا نہ تھا اُن کو ہر وقت پیدا کرنے آسمانوں کے

اور زمین کے \*

۳۰ — انما یبصرون — و لئن سألتم من خلق السموات والارض

— انما ینکبوا — انما یبصرون آیت ۶۱ — لہما آیت ۲۳ — الرعد آیت ۷ —

الزمر آیت ۸ \*

ترجمہ — اگر تو پوچھے اُن سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو

اور زمین کو \*

۳۱ — خلق اللہ السموات والارض — الرعد آیت ۷ \*

ترجمہ — اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو \*

۳۲ — ہرانی خلق السموات والارض فی ستة ايام — الحديد

آیت ۵ \*

ترجمہ — وہ وہاں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

چھ دن میں \*

۳۶ — اللہ الذی خلق السموات والارض و ما بینہما — السجدة

آیت ۳ \*

ترجمہ — اللہ وہاں جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

اور جو سمجھے کہ اُن میں ہے \*

۳۷ — ام خاسب السموات والارض بل لا یوقنون — الطور آیت ۲۶ \*

ترجمہ — کیا اُنہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو —

نہیں — پر ایمان نہیں لاتے \*

۳۸ — اویس الذی خلق السموات والارض — یس آیت ۸۱ \*

ترجمہ — کیا نہیں ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور

زمین کو \*

۳۹ — من السموات بغير عمد ترونها — لقمان آیت ۹ \*

ترجمہ — پیدا کیا آسمانوں کو بغير ستون کے کہ دیکھو تم اُنہیں

۴۰ — رفع السموات بغير عمد ترونها — رعد آیت ۲ \*

ترجمہ — بلند کیا آسمانوں کو بغير ستونوں کے کہ دیکھو تم

اُس کو \*

۴۱ و ۴۲ — و من آیاتہ خلق السموات والارض — الشوری آیت

۴۸ — الرعد آیت ۲۱ \*

ترجمہ — اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا

اور زمین کا \*

۴۳ — و ما خالق السموات والارض و ما بینہما لا یعین — الدخان

آیت ۳۸ \*

ترجمہ — اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور

جو سمجھے کہ اُن کے بیچ میں ہے کمالی میں \*

۴۴ — اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن — الطلاق

آیت ۱۲ \*

ترجمہ — اللہ وہاں جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانوں

کو اور زمین کو بھی اُن کی مانند یعنی متعدد \*

۴۵ و ۴۶ — الم تر کیف خلق اللہ سبع سموات طیباً و جعل القمر

فیہ نوراً و جعل الشمس سراجاً — نوح آیت ۱۵ و ۱۶ \*

ترجمہ — کیا تمہارے نہیں دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے

سات یا متعدد آسمانوں کو تلیں اور اور کیا اُن میں

چاند کو نور اور کیا سورج کو روش چراغ \*

۴۷ — الذی خلق سبع سموات طیباً — المائد آیت ۳ \*

ترجمہ — جس نے پیدا کیا سات یا متعدد آسمانوں کو تلیں

اور \*

۴۸ و ۴۹ — رب السموات والارض و ما بینہما ان کنتم مومنین

— الدخان آیت ۶ — الشہار آیت ۲۳ \*

ترجمہ — پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور اُس سب کا جو

اُن میں ہے اگر تم یقین کرتے والے ہو \*

۵۰ — قل من رب السموات والارض — الرعد آیت ۱۷ \*

ترجمہ — پوچھے کہ اُن میں ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا \*

۵۱ لغایت ۵۳ — رب السموات والارض — اسرائیل آیت ۱۰۴

الکہف آیت ۱۳ — مريم آیت ۶۶ \*

ترجمہ — پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا \*

۵۴ — رب السموات والارض الذی طرہن — الانبیاء آیت ۵۷ \*

ترجمہ — تمہارا پروردگار وہی آسمانوں اور زمین کا پروردگار

ہو جس نے پیدا کیا اُن کو \*

البروج آیت ۹ — الزمر آیت ۲۵ — ص آیت ۹  
البقرة آیت ۱۰۱ — المائدة آیت ۲۰ — آل عمران  
آیت ۱۸۶ \*

ترجمہ — بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی \*

۸۳ لغایت ۱۲۳ مافی السموات و مافی الارض — البقرة آیت ۱۱۰  
و ۲۵۶، ۲۸۲ — آل عمران آیت ۲۷، ۱۰۵، ۱۴۲، ۱۴۳  
انعام آیت ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۶۸، ۱۶۹  
المائدة آیت ۹۸ — الانعام آیت ۱۲ — یونس آیت ۵۶  
و ۶۹ — ابراہیم آیت ۴ — النحل آیت ۵۱ و ۵۲  
ملہ آیت ۵ — الحج آیت ۶۳ — الذر آیت ۶۳  
العنکبوت آیت ۵۲ — لقمان آیت ۱۹ و ۲۵ — سبأ  
آیت ۱ و ۳ و ۲۱ — الملائکہ آیت ۲۳ — الشوری  
آیت ۲ و ۵۳ — الحاقہ آیت ۱۲ — العنکبوت  
آیت ۱۶ — النجم آیت ۳۲ — الحديد آیت ۱  
المجادلہ آیت ۸ — العشر آیت ۱ و ۲۳ — الف  
آیت ۱ — الجمعة آیت ۱ — التغابن آیت ۱ و ۲ \*

ترجمہ — جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین  
میں \*

۱۲۲ لغایت ۱۳۶ — من فی السموات و الارض — آل عمران  
آیت ۷۷ — یونس آیت ۶۷ — الرعد آیت ۱۶ — الانبیاء  
آیت ۱۹ — مريم آیت ۹۲ — الحج آیت ۱۸ — الذر  
آیت ۲۱ — المل آیت ۶۶ و ۸۹ — الزمر آیت ۲۵  
الزمر آیت ۶۸ — الرحمن آیت ۲۹ — اسراء  
آیت ۵۷ \*

ترجمہ — جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین میں \*

۱۳۷ و ۱۳۸ — من السموات و الارض — النحل آیت ۷۵ — سبأ  
آیت ۲۳ \*

ترجمہ — آسمانوں سے اور زمین سے \*

۱۳۹ لغایت ۱۴۹ — فی السموات و فی الارض — الانعام آیت ۳  
الاعراف آیت ۱۸۶ — یونس آیت ۶ و ۱۹ و ۱۰۱  
یوسف آیت ۱۰۵ — الزمر آیت ۱۷ و ۲۶ — لقمان  
آیت ۱۵ — البقرة آیت ۲ و ۲۶ \*

ترجمہ — آسمانوں میں اور زمین میں \*

۱۵۰ — انما عرضنا الامانة علی السموات و الارض — الاحزاب آیت ۷۲  
ترجمہ — البقرة آیت ۲۶ — البقرة آیت ۲۶ — البقرة آیت ۲۶

۵۵ — قل من رب السموات السبع و رب العرش العظيم — المؤمنون  
آیت ۸۸ \*

ترجمہ — پروردگار کی ہی پروردگار سات یا متعدد آسمانوں کا  
اور پروردگار اس پرے تخت کا معنی اس پر  
بادشاہت کا \*

۵۶ لغایت ۵۹ — رب السموات و الارض و ما بینہما — الصافات  
آیت ۵ — ص آیت ۶۶ — الدخان آیت ۶ — النبی آیت ۳۱ \*

ترجمہ — پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور اس سب کا جو  
اُن میں ہے \*

۱ — سبحان رب السموات و الارض رب العرش عما یصفون — الزخرف  
آیت ۸۲ \*

ترجمہ — پاک ہی پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار  
عرش کا اُن باتوں سے جو اُسکو لگاتے ہیں \*

۶۱ — قل لا اله الا رب السموات و رب الارض رب العالمین — الباقیہ  
آیت ۳۵ \*

ترجمہ — اللہ ہی کے لیئے سب تعریفیں ہیں جو پروردگار ہی  
آسمانوں کا اور پروردگار ہی زمین کا پروردگار ہی سارے  
جہان کا \*

۶۲ — ولله ملک السموات و الارض و ما بینہما — المائدة آیت ۲۱  
ترجمہ — اور اللہ ہی کے لیئے ہی بادشاہت آسمانوں کی اور  
زمین کی اور اس سب کی جو اُن میں ہے \*

۶۳ — لله ملک السموات و الارض و ما فیہن — المائدة آیت ۱۲۰  
ترجمہ — اللہ ہی کے لیئے ہی بادشاہت آسمانوں کی اور زمین  
کی اور اس سب کی جو اُن میں ہے \*

۶۴ — اولم ینظروا فی ملکوت السموات و الارض — الاعراف  
آیت ۱۸۲ \*

ترجمہ — کیا غور نہیں کی انہوں نے آسمانوں کی اور زمین کی  
بادشاہت میں \*

۶۵ — و کذاک نری ابراہیم ملکوت السموات و الارض — الانعام  
آیت ۷۵ \*

ترجمہ — اور اسی طرح دیکھائی ہم نے ابراہیم کو بادشاہت آسمانوں  
کی اور زمین کی \*

۶۶ — لغایت ۸۲ — ملک السموات و الارض — المائدة آیت ۲۲  
التوبہ آیت ۱۱۷ — الاعراف آیت ۱۵۸ — الذر آیت ۲۲  
الفرقان آیت ۲ — الشوری آیت ۳۸ — الزخرف آیت ۸۵  
الحاقہ آیت ۲۶ — البقرة آیت ۱۲ — الحديد آیت ۲ و ۵

۱۷۰ — و کم من ملک فی السموات لا تغنی عنہم شیئاً — النجم

آیت ۲۶ \*

ترجمہ — بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں کام نہیں آتی  
اُن کی سفارش \*

۱۷۱ — یرم تبدل الارض غیر الارض والسموات — ابراہیم آیت ۲۹ \*

ترجمہ — جس دن کہ بدل دی جائے یہ زمین زمین کے سوا  
(یعنی اور کسی چیز سے) اور بدل دیئے جائیں  
آسمان \*

۱۷۲ — یا ہامان ابن لی صرحاً لہای ابانغ لاسباب اسباب السموات فاطح  
الی اللہ موسیٰ و انی لاطنہ کاذباً — المومن آیت ۳۹ \*

ترجمہ — اے ہامان بننا میرے لیئے ایک محل شاید کہ میں  
پہنچوں رستوں میں آسمان کے رستوں میں پھر  
دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میری انکل میں تو  
وہ جھوٹا ہے \*

۱۷۳ — اردنی ماذا خلفوا من الارض ام لهم شرک فی السموات —  
الاحقاف آیت ۳ \*

ترجمہ — دیکھو انہوں نے کیا کیا کیا ہے زمین  
میں یا انہوں نے کیا کیا کیا ہے آسمانوں میں \*

۱۷۴ و ۱۷۵ — بدیع السموات والارض — البقرہ آیت ۱۱۱ \*

الانعام آیت ۱۰۱ \*

ترجمہ — بدیع سمونہ کے بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا \*

۱۷۶ — بطار السموات والارض — الانعام آیت ۱۲ \*

یوسف آیت ۱۰۲ — الملائکہ آیت ۱ — ابراہیم آیت ۱۱ \*

الزمر آیت ۳۷ — الشوری آیت ۹ \*

ترجمہ — بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا \*

۱۸۲ — بطار السموات والارض — الانعام آیت ۷۹ \*

ترجمہ — بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا \*

۱۸۳ — ارم یزالین نفورا ان السموات والارض کانتا رتعا ففتنہما

الانبیاء آیت ۳۱ \*

ترجمہ — شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح

لکھا ہے — اے قدیدند کائنات کہ آسمان ہا و زمین ہستہ

بودند پس وا کردیم این ہا را \*

اور حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے — وا کردن آسمان ہا و زمین

کردن بطارمت و وا کردن زمین روپائیدن گیارہ از رے \*

اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اسکا ترجمہ یہ لکھا ہے — اور یہا

نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین مرنے پر تھے پھر

ہوئے اُنکو کھولا \*

۱۵۱ — و جنتہ مرضی السموات والارض — آل عمران آیت ۱۲۷ \*

ترجمہ — جنت جس کا پہیلاڑی ہے آسمان اور زمین \*

۱۵۲ و ۱۵۳ — ما دامک السموات والارض — ہود آیت ۱۰۹  
و ۱۱۰ \*

ترجمہ — جب تک رہیں آسمان اور زمین \*

۱۵۴ — تسبیح لہ السموات السبع والارض و من فیہن — اسرائیل  
آیت ۲۶ \*

ترجمہ — پانچویں سے زیادہ کرتے ہیں اُس کو ساتوں آسمان اور  
زمین \*

۱۵۵ و ۱۵۶ — ان اللہ یعلم غیب السموات والارض — الملائکہ آیت ۳۶  
الفتح آیت ۱۸ \*

ترجمہ — البتہ اللہ جانتا ہے چھٹی چیزیں آسمانوں کی اور  
زمین کی \*

۱۵۷ — انی اعلم غیب السموات والارض — البقرہ آیت ۳۱ \*

ترجمہ — البتہ میں جانتا ہوں چھٹی چیزیں آسمانوں کی اور  
زمین کی \*

۱۵۸ لغایت ۱۶۰ — و للہ غیب السموات والارض — النحل آیت  
۷۹ — الکہف آیت ۲۵ — ہود آیت ۹ \*

ترجمہ — اور اللہ کے لیئے ہے چھٹی چیزیں آسمانوں کی اور  
زمین کی \*

۱۶۱ و ۱۶۲ — و للہ میرات السموات والارض — آل عمران آیت  
۱۷۶ — العہد آیت ۱۰ \*

ترجمہ — اور اللہ وارث ہے آسمانوں کا اور زمین کا \*

۱۶۳ — و للہ خزائن السموات والارض — المنافقون آیت ۷ \*

ترجمہ — اور اللہ کے لیئے ہیں خزائن آسمانوں کے اور  
زمین کے \*

۱۶۴ و ۱۶۵ — مقالید السموات والارض — الزمر آیت ۶۳  
الشوری آیت ۱۰ \*

ترجمہ — کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی \*

۱۶۶ و ۱۶۷ — و للہ جند السموات والارض — الفتح آیت ۲ و ۷ \*

ترجمہ — اور اللہ کے لیئے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے \*

۱۶۸ — اللہ نور السموات والارض — النور آیت ۲۵ \*

ترجمہ — اللہ ہی نور آسمانوں کا اور زمین کا \*

۱۶۹ — الا یسجدوا للہ الذی یشرح الضب فی السموات والارض  
النمل آیت ۲۵ \*

ترجمہ — کیوں نہ سجد کرے اللہ کو جو نکالتا ہے چھٹی  
چیز آسمانوں میں اور زمین میں \*

اس آیت کے بعد کی آیتوں میں خدا فرماتا ہے — مائری فی خلق الرحمن من تفاوت — یعنی تو نہیں دیکھنے کا خدا کے پیدا کرنے میں کچھ فرق — پھر خدا فرماتا ہے — راجع البصر هل ترى من ظہور — یعنی پھر پھر اپنی نگاہ کو کہیں کچھ کو دکھائی دیتی ہے کچھ خرابی — پھر خدا فرماتا ہے — ثم راجع البصر کرتیں یہناپ الیک البصر خاسئاً و هو حسیر — یعنی پھر پھر اپنی نگاہ کو ہر ہر پار اُلٹ آریگی تیرے پاس تیری نگاہ عاجز ہو کر اور تھک کر \*

ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اسماءوں کے پیدا کرنے کا ذکر خدا نے پہلی ایت میں کیا ہے وہ ایسی چیزیں ہیں کہ انسان اُسکو دیکھ سکتے ہیں لیکن سبع سموات سے کوئی بے اسمان مراد لو خرافہ مجسم خرافہ محل سیر کراپ مگر وہ دکھائی نہیں دیتے پس خدا کا یہاں فرمانا کہ اُنکو دیکھو اور پھر نگاہ کرو اور پھر نگاہ پھر کر دیکھو بعض لغز اور بے سود ہو گا \*

”راجع البصر“ سے یہی آنکھ کی نگاہ مراد ہے نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ امام صاحب بھی تفسیر کیسے میں لکھتے ہیں — فما معنی ثم راجع البصر امرہ راجع البصر یعنی اس آیت میں نظر کے پھیرنے کا حکم ہے \*

مجبب یہ ہے کہ امام صاحب بھی سمجھتے ہیں کہ یہ سموات جنکا ذکر اس آیت میں ہے محسوس ہونے چاہئیں اور ارقام فرماتے ہیں کہ ”ان الحسن دل علی ان هذه السموات اجسام متفرقة علی وجه الاحکام والاتقان“ مگر یہ نہیں بتاؤ کہ کیونکر جس آنکے اجسام ہونے پر دلائل کرتی ہے حالانکہ وہ تو محسوس نہیں ہیں \*

پس ضرور ہے کہ اس جگہ سموات سے ”پہریں مراد ہوں جو مرئی اور محسوس ہیں اور ہر کوئی اُنکو دیکھ سکتا ہے تانہ اُنکے پیدا کرنے کی دلیل سے خدا کی عظمت اور اُس کی خالقیت ثابت کی جاوے اور چونکہ سموات درقیقت محل سیر کواکب ہیں تو ہمنونہ طرف کے ہیں اور کواکب ہمنونہ مطروف کے پس اسماء پر سموات سے مجازاً کواکب مراد ہیں — پورا گیا علی طوف اور مراد ہے مطروف لفظ سبع اگر بمعنی حقیقی لیا جاوے ”رأس“ سے یہ سات کواکب سیارہ مراد ہونگے جو ہمارے لیئے یہ نسبت اور کواکب کے زیادہ تو عجیب ہیں اور اگر اُس کا استعمال بطور معاررۃ عرب بلا تہذیب عدد سمجھا جاوے تو اُس سے تمام کواکب جو ہم کو دکھائی دیتے ہیں مراد ہونگے \*

طرف سے مطروف مراد ہونے پر تہذیب قرینہ موجود ہے بمعنی اذلی آیتوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے ”ایسی اشیا پر جو مرئی نہیں

اور حاشیہ پر لکھا ہے — درتہہ ہند تھی یعنی ایک چیز تھی زمین سے نہریں اور کانیں اور سب سے بھانٹ بھانٹ نکالے آسمان سے کئی ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور حال حدی \*

۱۸۴ — ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسكنا من احد من بعدة — الاملائكة آیت ۳۹ \*

ترجمہ — بیشک اللہ تھامی رکھتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو ڈل جانے سے اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے اُنکو اُسکے ہوا \*

۱۸۵ — ولولا ان يعصوا امرا هم لفسدت السموات والارض ومن فيهن — الامر من آیت ۷۳ \*

ترجمہ — اور اگر خدا چلے انکی خوشی پر تو خراب ہوں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُنکے بیخ میں ہے \*

۱۸۶ — تکاد السموات يتفطرن من فوقن — النبی آیت ۳ ترجمہ — قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور سے \*

۱۸۷ — قالوا لتفخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شيئا ادا تکاد السموات والارض يتفطرن منه و تشتق الارض و تضرع الجبال هذا ان دعوا للرحمن ولدا وما ينبغي للرحمن ان يتخذ ولدا مزیم — آیت ۹۲ \*

ترجمہ — وہ کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا کیا ہے بے شک نہیں سخت بات کہی ہے جس سے قریب ہے آسمان پھٹ پڑیں اور پھٹ جائے زمین اور کر پڑیں پھار ٹکڑے ہو کر خدا کے لیئے بیٹا کہنے سے \*

۱۸۸ — وما قدر الله حق قدره والارض جهنماً قبضته يوم القيامة والسموات مطويات بيمينه سبحانه وتعالى عما يشركون الزمر آیت ۶۷ \*

ترجمہ — اور وہ قدر کی اُنہوں نے اللہ کی جتنی کہ اُس کی قدر کرنی چاہتے تھے اور سب ساری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اٹھے ہونگے اُس کے داہنے ہاتھ میں \*

### قسم و نجوم

وہ آیتیں جن میں لفظ سموات کا مجازاً کواکب پر طلاق ہوا ہے جیسے کہ مجازاً طرف سے مطروف مراد لیجاتی ہے \*

۱ — الذی خلق سبع سموات طباقا — الملک آیت ۳

ترجمہ — جس نے پیدا کیا سات یا متعدد اسماءوں بمعنی کواکب کو تھے اور \*



بہت شہرت تعریف باللام ضرور نہ تھی مگر اس کے جواب سے ہم  
مجبور ہیں اس لئے کہ خدا نے اور جگہ بھی ایسا ہی فرمایا ہے  
چنانچہ ”والطور و کتاب مسطور فی رق منشور“ میں کتاب مہرودہ  
کو غیر معرف باللام فرمایا ہے \*

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ”مالہ حکمۃ فی تفسیر الکتاب  
و تعریف بالی الاشیاء بقول ما یستعمل الکلام من الامور الملتبسة بامثالها  
من الاجناس یعرف باللام فیہ ل رایت الامیر و دخلت علی الرزیر فاذا بلغ الامیر  
الشہرة بھیت یومین الاتباس مع شہرۃ و یرید الوصف وصفہ بالمطامع  
بقول الامیر رایت امیرا ماله نظیر جالسا و علیہ عیسا الملک و انت ترد  
ذلک الامیر المہرم و السبب فیہ انک بالتکثیر تشير الی انه خرج من  
ان یعلم و یعرف بکنہ عظمتہ فیکون کلامہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ مالہ صاف و ما  
ادراک مالہ صاف باللام و ان کانت معرفۃ کن اخرجہا من المعرفۃ دون  
شدۃ ہولہا غیر معروف بذلک ہذا الطور لیس فی شہرۃ بھیت یومین  
المیس عند التکثیر و کذاک الیہ الامور و اما الکتاب الکرم فقد تمیز  
من سائر الکتاب بھیت لایسبق الی انہام السامعون من النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم لفظ الکتاب الا ذلک لما امن المیس و حصص فایدا التعریف سواء  
ذکر باللام اولم یذکر فید الفایدا الاخرے وہی الذکر بالتکثیر و فی تلک الاشیاء  
امالم تحصل فایدا التعریف الالبالۃ التعریف استعمالہا و ہذا یزید کون  
المواد منہ القرآن و اذک الموح المحفوظ مشہور \*

ترجمہ — اگر کوئی کہے کیا حکمت ہے بیچ تکرار لانے لفظ کتاب کے اور  
معرف لانے اور چیزوں کے پس ہم جواب دینگے کہ جو چیزیں احتمال  
رہتی ہیں کسی قسم کی خفہ کا منجملہ ان امور کے جو مشتبہ ہوتے  
ہیں ساتھ اپنی امثال کے اجناس وغیرہ سے تو وہ معرفہ لائی جاتی  
ہیں چنانچہ یوں بولا جاتا ہے رایت الامیر و دخلت علی الرزیر یعنی دیکھا  
میں نے اُس امیر کو اور گیا میں نے اُس وزیر کے اور جگہ کوئی امیر  
خاص ایسا مشہور ہو جاتا ہے کہ وقت اطلاق کے وہی سمجھا جاتا ہے  
اور کسی دوسرے کا شبہ نہیں ہوتا اور کوئی شخص اُس مشہور امیر  
کی کچھ تعریف کرتی چاہتا ہے تو یوں کہتا ہے الیوم رایت امیراً  
مالہ نظیر جالسا و علیہ عیسا الملک یعنی آج میں نے امیر کو بیٹھا  
دیکھا کہ اُسکی کوئی نظیر ہی نہیں ہے اور وہ ملرکانہ شان سے بیٹھا  
ہوا تھا پس درجہ شہرت کے کچھ اُسکے معرف لانے کی ضرورت  
نہیں ہوتی گو در حقیقت ارادہ میں امیر خاص ہی ہوتا ہے اور  
نکتہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ گویا تکرار سے تم اس بات کی طرف  
اشارہ کرتے ہو کہ بسبب شہرت کے وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ  
اُس کی کفایت کی تعریف کیجئے پس گویا کہ ہی مثل اس  
قول ”اللہ تعالیٰ مالہ صاف و ما ادراک مالہ صاف“ کہ اس کلام

ہیں اور دکھائی نہیں دیتیں صادق نہیں آتا اور اسلئے ضرور ہوا ہے  
کہ طرف سے منظور مراد لیجئے \*

اس مقام پر طرف کو مجازاً بمعنی منظور بیان کرنے میں ایک  
بڑی عمدگی و باریکی ہے کیونکہ اگر یوں کہا جاتا کہ — الذی خلق  
سبع کواکب طباقاً — تو یہ قول صرف نفس کواکب پر دلالت کرتا  
حالانکہ اُنکے حالات اور اُنکے حرکات اور جو انتظام کہ اُنکے حرکات  
میں ہے وہ نفس کواکب سے بھی زیادہ عجیب ہے اور طرف سے جو اُنکا  
مصل سیر ہے اُن پر اشارہ کرنے سے جو عجائبات کہ نفس کواکب  
اور اُنکے حالات میں ہیں وہ سب کے سب ایک لفظ ذہن میں آجاتے  
ہیں \*

”طباقاً“ کا لفظ صفت ہے سموات کی جس سے کواکب ہمہ  
مراد لیئے ہیں اُس سے مثل پہاڑ کے چمکے کے تو پر تو ہونا پایا نہیں  
جاتا — ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اُنکا ملا ہوا ہونا تسلیم  
نہیں کیا بلکہ طباقاً سے صرف اُن کا اوپر تلے ہونا اور متوازی ہونا مراد  
ہے — ”ذل الامام فی تفسیرہ لک المراد کونہا طباقاً کونہا متوازیۃ  
لانہا متماثلۃ“ — یعنی طباقاً کے لفظ سے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ  
چمکے ہوئے ہوں بلکہ یہ مطلب ہو کہ متوازی ہوں (یعنی حرکات  
میں ایک دوسرے سے ٹکرا نہ لیں) \*

اس کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیت سے بخوبی ہوتی ہے  
جہاں فرمایا ہے ”والسمس تجری لہ ستقر لہا ذک تقدیر العزیز العظیم  
والمرودناہ منازل حتی عادک العرجون القدیم لالشمس یبغی لہا ان  
تدرك القمر و لا لیل سابق النہار و کل فی فلك یسبحون“ \*

یعنی آفتاب چلتا ہے اپنی توار گاہ میں یہ تہرایا ہوا ہے اُس  
زیر دست جائزہ والے کا اور چاند کے لئے اُس نے مقرر کی ہیں  
منازلیں جہاں تک کہ پھر ہو جاتا ہے مانند پرانی ٹھنی کے (یعنی ہلال)  
کہ سورج کر سکتا ہے کہ چاند کو پکڑ لے (یعنی ٹکرا مارے) اور نہ  
رات آئے بڑھ سکتی ہے دن سے اور نہ ایک یعنی سورج و چاند و ستارے  
ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں — پس طباقاً کے لفظ سے یہی مطلب  
ہے کہ باوجودیکہ اساتیر کواکب ہیں جنکی انتہا نہیں اور سب اپنے  
اپنے مصل سیر میں پھرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکراتا نہیں \*

اسی آیت کی مانند یہ آیت ہے ”و بنینا فوکنم سیماء شداداً و  
جہاننا سراجاً و ہاجاً“ یعنی بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات یا متعدد  
کواکب مضبوط اور کیا ہم نے اُن میں سے ایک کو چراغ روشن کیا  
اموس ہے کہ بعض اکابر نے اس آیت کی نسبت مکتوبہ کیا ہے  
کہ فرماتے ہیں کہ اگر سبع سے سات ستارے مہرودہ مراد ہوتے تو لفظ  
سبع ر معرف باللام لانا ضرور تھا میں اگرچہ ہوتا سمجھتا ہے کہ

سب سے پہلے کا مضاف الیہ معذوف بلاشبہ ممکن ہی کہ سموات ہو جیسا کہ تمام مفسرین نے مانا ہے لیکن جو کہ اُنکے ذہن میں یہ تفسیر یونانیان جماعت تھا کہ آسمان سات ہیں اور اُنکا جسم شدید صلب پورے ہی کہ حرق و التیام کے بھی قابل نہیں آری خیال ہے اُنہوں نے سب سے پہلے کا مضاف الیہ سموات کو قرار دیا ہے ورنہ اُنہیں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی کہ مضاف الیہ معذوف سموات ہی غایت یہ ہے کہ کوئی قرینہ ہوگا باستدلال آیت ”اَلَا اَنْتُمْ اَعْدٰی عِلْقَالِہِمْ اَسْمَآءُہُمْ بَنَآہَا“ لیکن یہ استدلال ایسا نہیں ہے کہ باوجود موجود ہونے دوسرے قرینہ کے بھی کوئی اور مضاف الیہ معذوف اُسکا ناما جاوے \*

خدا تعالیٰ نے شروع آیت میں سات کا ذکر کیا اور اُس کے ساتھ سورج کا ذکر فرمایا پس یہ کیسا صاف قرینہ ہے کہ سات سات وہی ہیں جن میں کا ایک سورج ہی اور سورج اُنہی سات میں کا ایک ہی پس ایسے صاف اور روشن قرینہ ہے جو سورج کی مانند چمکتا ہے سب سے پہلے کا مضاف الیہ کواکب اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین اور اُسکا معمول اول احدیہن قرار دیتے ہیں اور جو کہ اُس کے حذف پر صاف قرینہ دلالت کرتا تھا اسلئے اُسکا حذف نہایت نصیح تھا صاف صاف معنی خدا کے کلام کے تو یہی ہیں پھر یونانیوں کے تقلید کرنے والے چاہیں مائیں چاہیں نہ مانیں \*

واقع ہو کہ اگر ہم اس تمام تفسیر سے قطع نظر کریں اور سب سے پہلے کا مضاف الیہ سموات ہی تسلیم کریں اور سورج سموات سے بھی سموات ہی مراد لیں اور اشد کے لفظ کو بھی نسبت سموات ہی کے تسلیم کریں تو بھی آسمانوں کا جسم یونانیوں کے آسمانوں کا سا جسم یا ویسا جسم جیسا کہ تیرہویں صدی کے مولوی قرار دینا چاہتے ہیں ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اس کی پخت آگے آریگی \*

۲۔ اَرَامَ یَزُو ان اللہ اذی خالق السموات و الارض قادر علی ان یخلق مثلهم — اسرائیل آیت ۱۰۴ \*

ترجمہ — کیا نہیں دیکھا تم نے کہ جس اللہ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو طاقت رکھتا ہے اسوات پر کہ پیدا کرے اُنکی مانند؟ کیا فائدہ ہے اس آیت سے اور خدا کی قدرت پر کیونکر اقرار ہو سکتا ہے اگر وہ سموات جنکا اس میں ذکر ہے ہم کو دکھائی نہیں دیتے بلاشبہ اس مقام میں بھی سموات سے کواکب مراد ہیں چنانکہ ہم دیکھتے ہیں اور خدا کی قدرت کا اقرار کرتے ہیں \*

۳۔ اَلَمْ تَرَ ان اللہ خلق السموات و الارض بالحق — ابراہیم آیت ۲۲ \*

ترجمہ — کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو یعنی کواکب کو از زمین کہ چھوٹا چاہیہ؟ \*

میں اگرچہ لفظ ظم موجب تعریف ہی لیکن بسبب اُس کے ہول اور وحشت کے غیر معروف ہونیکے اسکو معرفہ ہونے کی حالت سے نکال دیا ہے اسطرچ پر طور اگرچہ مشتہر ہی لیکن اس درجہ شہرت کو نہیں پہونچا کہ التباس کا خوف نہ رہا ہو اور یہی حال یہ المفعول کا ہے بخلاف کتاب کریم کے کہ وہ اپنی امثال میں اس درجہ ممتاز ہے کہ جو لوگ سن نے والے ہیں وہ اس لفظ کے سننے سے اُسی کو سمجھ لیتے ہیں دوسری کتاب کا شبہ نہیں ہوتا پس جبکہ عرف التباس نہ رہا اور فائدہ تعریف کا شہرت ہی سے حاصل ہو گیا خواہ ظم ہو یا نور تو اس وجہ سے ایک دوسرے فائدہ کا مفید کیا گیا اور وہ فائدہ یہی ہے کہ اُس کو بالتکثیر ذکر کیا اور چونکہ اور اشیاء میں بغیر اللہ تعریف کے توصیف نہیں آسکتی تھی اسلئے اُنکو معرف بالظم بیان کیا اور اس وجہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مراد اس سے قرآن ہی اور ایسے ہی ارجح محفوظ مشہور ہے \*

پس جو کہ کواکب سورج نہایت مشہور تھے بلکہ اُن کو سیارۂ خیال کرنے سے لڑک بالخصیص اور دیگر کواکب سے تمیز کرتے تھے تو مولوی دانست میں خدا نے کچھ غلطی نہیں کی بلکہ معرف بالظم لازماً ضرور نہ تھا \*

پھر وہ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ غلط ہے ( شاید غلط ہو اسلئے کہ ہم مولوی نہیں ہیں ) وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی جہالت اور ہوائے نفسانی سے جعلنا کو متعدی الی المفعولین ٹھہرایا ہے حالانکہ وہ متعدی الی مفعول واحد ہے \*

مگر یہ ارقام نہیں فرمایا کہ اس مقام پر جعلنا کو متعدی الی مفعول واحد قرار دینے کی اُنہیں کوئی وحی نازل ہوئی ہے اور کیوں اُسکا متعدی الی المفعولین ہونا ناجائز ٹھہرایا ہے مگر چند ہمسے چاہوں نے تو جعلنا کو اس مقام پر متعدی الی مفعولین مانا ہے \* تفسیر معالم التنزیل والا کہتا ہے و جعلنا سراجاً یعنی الشمس وھاجاً مضیاً پس اس نے ایک مفعول سراج کو بمعنی شمس اور دوسرا مفعول وھاج کو قرار دیا ہے \*

پھر تفسیر ابن عباس کے مضاف نے بھی جہالت کی ہے کہ و جعلنا سراجاً وھاجاً مضیاً مضیاً بیان کیا ہے اور جعلنا کو متعدی الی المفعولین مانا ہے \*

بے شک خدا نے بھی غلطی کی ہے کہ اردو سے برابر جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہتا چلا آتا تھا — اَلَمْ یَجْعَل — الارض — مہاداً — والحدال — ارتداداً — و جعلنا — نورکم — سیماناً — و جعلنا — المیل — ایسا — و جعلنا — النهار — معاشاً — پھر اخیر میں بھی و جعلنا کو متعدی الی المفعولین کہہ دیا کہیں تو متعدی الی مفعول واحد پر ہوتا اگر در حقیقت خدا اس قصور کا تقصیر وار ہو تو ہم بھی اس جعلنا کو اس جگہ متعدی الی مفعول واحد تسلیم کر لیتے \*

اس آیت میں بھی جب تک سموات سے ایسی چیزیں مراد نہ لی جاویں جو حقیقت میں دکھائی دیتی ہوں اُس وقت تک خدا تعالیٰ کی قدرت کے اثبات پر دلیل نہیں ہو سکتی \*

۴۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سُبُحَ سَمَوَاتٍ مَّطَابِقًا وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ لَیْلَیْنِ قَمَرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسُ سَرَاجًا - نوح آیت ۱۵ و ۱۶ \*

ترجمہ - کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح پیدا کیا اللہ نے سات یا متعدد آسمانوں یعنی کواکب کو تلے اوپر اور کیا اُن میں چاند کو تر اور کیا سورج کو چراغ روشن \*

اس آیت میں بھی ہم کو وہی بھٹک رہی جو پہلی آیت میں کی تھی اور جس طرح اور جس دلیل سے ہم نے سورۃ الملک کی آیت میں سموات سے کواکب مراد لیئے ہیں اسی طرح اس مقام پر بھی لیتے ہیں شمس و قمر اُن کواکب کے مغیر نہیں ہیں کیونکہ اس مقام پر لفظ فی سے داخل ہوتا شمس و قمر کا اُنہی اعداد سبع میں پایا جاتا ہے نال اللہ تبارک و تعالیٰ من اسان ابراہیم علیہ السلام رہنا واجب دیہم

رسوۃ منهم یتلو علیہم اذادک وعلیہم الکتاب و العکمرہ و یرکبہم انک انت المرزوا حکیم - یعنی اے ہمارے پروردگار اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے "ع"

۵۔ اللّٰہ الذی رفع السّموات بغیر عمد ترونها تم السّوی علی العرش و سفلوا الشمس و القمر کل یجرّی لاجل مّعدی - الرمد آیت ۲ \*

ترجمہ - اللہ وہ ہی جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُس کو چہر ٹہرا عرش پر اور فرماں بردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہی معین مدت میں \*

۶۔ خَلَقَ السّمَوَاتِ بِغیر عمد ترونها - لقمان آیت ۹ \*

ترجمہ - پیدا کیا اللہ نے آسمانوں کو بغیر ستون کے کہ دیکھو تم اُس کو \*

ان دو آیتوں میں خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اس طرح پر ثبت کرتا ہے کہ اس نے سموات کو بغیر ستون کے بلند کیا ہی جب تک کہ وہ سموات بغیر ستون کے بلند ہوئے کہ دکھائی دیں اُس وقت تک اُس قدرت کا ثبوت نہیں ہو سکتا \*

پس اس جگہ سموات سے خوراک یونٹوں والے مجسم آسمان مواد پر خوراک تیار ہونے والی سورجوں والا خوراک محل سیر کواکب مگر اُن میں سے کوئی بھی مرئی نہیں ہے پس اگر اسط سموات کو بجائے لفظ سموات سے سمجھو اور اُس سے بہت نیلی چھٹ مراد او تو تو ہم کو سمجھ نہ دیں یکن اگر اُس کو بمعنی جمع قرار دو جیسا کہ

سے جس سے کہ پہلی آیتوں میں آیتیں ہیں تاکہ دلیل پوری ہو جائے \* شمس و قمر بھی اُنہی سموات یعنی کواکب میں داخل ہیں مگر جو کہ وہ یہ نسبت دیگر کواکب کے زیادہ عظیم الشان مگر معلوم ہوتے ہیں اور وہ جلتے ہوئے بھی ہر ایک کو محسوس ہوتے ہیں اسلئے اپنے کمال قدرت کو زیادہ تو ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بھی خدا کے فرمانبردار ہیں \*

مولوی مہدی علی صاحب نے جو اپنے ارتیکل میں عمد غیر مرئی کی نسبت ایک مستغاثہ گفتار کی تھی اُس کی نسبت ہمیں اکابر نے اپنی تفسیر میں مکاریہ کیا ہے ہم نے اُس کو بغیر دیکھا اور مولوی مہدی علی صاحب کی زبان نے صرف اتنا ہی کہنا مناسب سمجھا کہ "شعر مرا بہ مدرستہ کہ برد" \*

مگر ان آیتوں کے اور بھی ایتیں ہیں جن میں سموات کے اظہار سے کواکب مراد لینا بہ نسبت اسماء کے زیادہ تو مناسب ہی مگر ہم انہیں ایتوں پر پس کرتے ہیں \*

### تحقیق الفاظ آیات

جمہور علماء اور اصحاب علم ہیئت اسماء کی نسبت یہاں کہتے ہیں کہ "انہا اجرام صلیۃ لایزالۃ و لا خفیۃ غیر قابلۃ العشق والالتیام و النور و الذبول"

یعنی اسماء حشرات اجرام ہیں نہ ہرچل ہیں اور نہ ملکہ ہیں بچتے اور جڑنے اور پڑھنے اور گھٹنے کے قابل نہیں ہیں - اس حقیقت اور ایسے وجود سموات کے ہم بالکل متکر ہیں \*

اسلام مقبول اور منقولہ سموات و ملک دونوں کو ایک سمجھتے ہیں جیسا کہ امام بخاری الدین راوی نے بھی تفسیر کبیر میں تحت "سیور ایتہ دل فی ملک یسبحون کے ملک اور سموات میں کچھ تفرقہ نہیں ہوا ہے بلکہ دونوں کو ایک سمجھا ہی ہے جو بعد کہ انہوں نے ملک کی حقیقت میں کی ہے وہ بھٹ کر یا سموات کی اور سموات کی سمجھا میں ہی پانچہ انہوں نے مصلحہ ذیل مذهب نسبت اُس کے نقل بدئے ہیں \*

"قال بعضهم الفک ایس بجم واما ہر مدار منہ انجور ہر قول الصدک و قال الامزون ہی اجسام قدور انجور علیہا واما احب الی طاهر القرآن - ہم احتلوا فی کیفیۃ فقال بعضهم الفک سور مکفوف تجدی الشمس و القمر و النجوم ہیہ و قال الکلابی ماہ مجبور تجدی ہیہ اکواکب" \*

یعنی بعضوں کا دل ہے کہ فک بمعنی آسمان کا کوئی جسم نہیں ہے بلکہ وہ ستاروں کے چکر کی جگہ ہے اور پھر قول شہاک کا

ہم کو ضرور ہی کہ ہم اس بات کو بھی بیان کریں کہ جو معنی ہم نے  
 لفظ سواد یا سورات کے قرار دیئے ہیں یا جن معنوں میں اُنکا اطلاق  
 ہوتا بیان کیا ہے کوئی لفظ کسی آیت کا آیات قرآن مجید سے اُس کے  
 متضالع نہیں ہے اُس بیان سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہم وجود سورات  
 کے منکر نہیں ہیں کیونکہ اس قضائے منکر یا اُس کے طعنات کا  
 وجود متناقض ہی ہے

قسم اول کی آیتوں میں یہی جتن میں لفظ سماہ کا یہ معنی  
ابو و بادل کے اطلاق ہوا ہے کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو بھٹ کے قابل  
ہو اور جس سے اُن معنوں میں شہدہ پڑ سکتا ہو — ہاں صرف  
ایک اخیر کی آیت والسماء ذات الرجح شاید بھٹ کے لائق ہو کیونکہ  
سمارے زمانہ کے علماء شاید اُس کو یونانیوں والا آسمان قرار دیکر اُس  
سے آسمان کی گردش اور زمیں کے سکر کر قرار دینے پر متوجہ ہو کر \*  
مگر ہم سمجھتے ہیں کہ سمور مفسرین نے یہی اس آیت  
میں لفظ سماہ سے بادل مراد لی ہے صرف ان زید کا ایک قول مضمحل  
ہوا ہے جس سے یونانیوں والا آسمان مراد ہو سکتا ہے مگر اُس کو  
کو مفسرین نے نہیں مانا \*

تفسير كثير في لفظها هي " اما قوله والسماء ذات الرجوع لذات  
الروح المعترلة يجمع ويدور ، اعلم ان دمارها و  
انقراضها صريح في ان الرجوع ليس اسما موضوعا للمطر بل هو رجوع  
على سبيل المجاز والحق هذه المجاز وجدة ( احدها ) والاولى كانت  
من ترجيع الصمت وهو اعادته و وصل العروق به فكذا (المطر كونه ما يدور  
مرة بعد اخرى سوى رجعا ( و دل عليها ) ان العوب كانوا يؤمنون ان  
السماء يستعمل الماء من بكتار الارض ثم يجمع الى الارض ( و - - - )  
انهم ارادوا التناول سمرة رجعا ليرجع ( و رايهم ) ان 'مطر' يرجع  
في كل عام اذا هبت هذا فنقول 'المفسرين' اقول ( احدها ) 'دال'  
عبار والسماء ذات الرجوع الى ذات المطر يرجع 'مطر' بعد مطر و 'رجع'  
رجع السماء اعطاء الخبير الذي يكون من جهة حالها حال على مدار  
زمان ترجع رجعا الى تعطية مرة بعد مرة ( و دل عليها ) رجع 'السماء'  
اعطاء الخبير الذي يكون من جهة حالها حال بعد مرة ( و دل عليها ) قال 'زيد'  
زيد هو انهم 'نزل' و ترجع شمسها و قمورها بعد منبسطها والسماء  
هو الاول " \*

یعنی ہم کہتے ہیں کہ والسماء ذات الرفع میں جو ادا رجع کا  
 ہی اُس کے معنی زجاج نے مینہ کے ایسے تین کیونکہ مینہ ادا  
 اور پھر پھر کو آتا ہے۔ یہ بات اُن لفظی چاہیے کہ زجاج کے  
 تمام لفظ کے عالموں کے کلام میں اس بات کی تصریح ہی کہ لفظ رجع مینہ  
 کے لفظ نہیں بنایا گیا ہے۔ یعنی اُس کے لغوی معنی مینہ کے نہیں ہیں۔

اور انڈو عالم مفسر یہ کہتے ہیں کہ اُن کا جسم ہی اور ستارے اُن کے اوپر پھرتے ہیں ( جیسے کہ گوند پر چھوڑتی ) اور یہی معنی قرآن کے الفاظ کے نہایت قریب ہیں اس کے بعد پھر عالموں اور مفسروں نے اس بات میں کہ پھر وہ کیسے ہیں اختلاف کیا ہی بعضوں کا قول ہے کہ ایک یعنی سمار پانی کا بلبلہ ہی سرچ اور چاند اور ستارے اُس میں پھرتے ہیں اور کلبی کا یہ قول ہے کہ پانی جو جھوٹا ہی اُس میں ستارے پھرتے ہیں \*

پھر امام صاحب لکھتے ہیں کہ ”والحق انہ لاسئل الی معرفۃ صفات السموات الا بالتقدير“۔ یعنی سمع یہ کہ ہی کہ آسمانوں کی صفات معلوم کرنے کے لیئے بجز دھی کے کوئی راہ نہیں ہی ( بشرطیکہ دھی کے معنی سمجھنے میں غلطی نہ ہو ) \*

اخیر کر امام صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ”والذی یدل علیہ  
افظالقرآن ان تکرر الاولیاء وافقہ والکرائب تکرر جاریۃ فیہا کما تسبیح  
السمیۃ فی الامام“ یعنی وہ بات جو قرآن کے لفظوں سے پائی جاتی ہے  
وہ یہ ہے کہ اولیاء یعنی آسمان تو نہر سے ہوئے عوں اور ستارے  
آسمان سے ہوتے ہوں جیسے کہ منجھلی ہانی میں تیرتی ہے \*

ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ انہیں علماء کے اقرار کے تحت قریب قریب ہی - حقیقت سوا اور سوا کی ہم نہیں جانتے مگر یہ بات کہ وہ احرام صلب ہیں محض غلطی اس کو بھی ہم نہیں مانتے کہ وہ گیند کی طرح ایک جسم ہیں اور ستارے اُن پر پھرتے ہیں جیسے کہ گیند پر حیونٹی یا گیند پر اخروٹ اور ان دونوں باتوں کو اسلامیہ نہیں مانتے کہ قرآن مجید سے اُن کا ایسا جسم یا اُن کی ایسی حقیقت ثابت نہیں ہوتی \*

باقی رہی یہ بات کہ وہ پانی کے بلذائے کی مانند ہیں یا پانی  
انہما ہو گیا ہی معنی وہ ایک ایسے جسم لطیف سیال ہوں جو کوائف  
کی سیر و حرکت کو مانع نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص اُن کے ایسے  
جسم ہونے کا دعویٰ کرے تو ہم اُس کو اس قدر جواب دینگے کہ ہونگے  
مگر ہم ایسے جسم ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کریں گے نہ وجہ سے  
اول اس لیے کہ ایسے جسم ہونے کے ثبوت کے لیے ہمارے پاس  
کوئی دلیل نہیں۔ دوسرے اس لیے کہ قرآن مجید میں جو کتبہ  
بیان ہواہی اُس سے کہ ایسے وجود کا ہونا پایا جاتا ہی اور نہ اُسکے  
تسلیم کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہی \*

پس معلومہ اُن چیزوں کے حق پر سوا کے لفظ کا اطلاق ہوا ہی ہونے  
سوا کے معنی نصابی معیار کے قرار دینے ہیں اور اُس کے درجات یا طبعیات  
کو جو بسبب حدوت اور وجود دیگر اشیا کے اُس نصابی معیار میں  
اور تلبہ دیا طبعیت بعد طبعیت پیدا ہو گئے ہیں سو اُن کو ہی تو اب

کرتی ہی اس لیے اس مقام پر اس لفظ سے بھٹ نہیں کرتے کیونکہ  
اگر لفظ خالق سے پرہیز بھٹ کی جارہی ہے \*

دوسرا لفظ بروج کا ہے — یہ لفظ تین آیتوں میں آیا ہے  
تبارک الذی جعل فی السموات بروجاً وجعل فیہا سراجاً وقمراً منیراً —

و لقد جعلنا فی السموات بروجاً وزینہا للناظرین — والسموات ذات البروج  
مگر یہ لفظ ہمارے بیان کے متضاد نہیں ہے اور نہ اس لفظ سے  
آسمان کا ایسا جسم جیسا کہ یونانی حکیموں نے مانا تھا اور جسکی  
تقلید علماء اسلام نے کی ہے ثابت ہوتا ہے \*

بروج جمع ہی برج کی اور برج مشتق ہے برج سے جس کے معنی  
طائر ہونے کے ہیں قال الامام فی تفسیرہ ”اشتقاق البروج من التبرج  
لظہورہ“ \*

پس ان آیتوں میں جو بروج کا لفظ آیا ہے مفسرین نے اُس کے  
تین معنی لکھے ہیں — اول ابن عباس کی روایت ہے کہ بروج سے مراد  
نواکب ہیں قال الامام فی تفسیرہ — من ابن عباس رضی اللہ عنہ ان  
البروج ہی النواکب العظام — یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہی  
بُرجے ستارے بروج ہیں اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے ”البروج  
ہی عظام النواکب — عظام بروجاً لظہورہا“ ”یعنی بروج یہی  
بُرجے ستارے ہیں اُس کا نام بروج اسلئے ہوا کہ وہ ظاہر  
ہیں — لغات قرآن میں لکھا ہے ”والسموات ذات البروج وہی  
ذات النواکب العظام“ ”یعنی آسمان بروجوں والے ہے بُرجے ستاروں  
والا مراد ہے — پس اگر یہی معنی بروج کے لیے جاریں تو لفظ بروج  
کا اُن معنوں سے جو ہم نے سامنے لکھے ہیں کچھ بھی متضاد نہیں  
اور نہ ایسے معنی لیے سے یونانیوں کے آسمان کا وجود ثابت ہوتا  
ہے \*

دوسرے معنی بروج کے لیے ہیں منازل قدر یعنی ٹھکانے یا  
منازل سیارات کے جیسا کہ تفسیر نبیر میں ہے ”اما البروج فہی منازل  
السیارات“ اور دوسری جگہ لکھا ہے ”البروج ہی منازل القمر“ \*

تیسرے معنی بروج کے بروج السموات یعنی آسمان کے بروجوں کے  
لیئے ہیں چنانچہ تفسیر کیسے میں لکھا ہے ”انہا ہی البروج الاثنا  
عشر وہی مشہورۃ“ اور لغات قرآن میں لکھا ہے ”بروج السموات منازل  
الشمس والارض وہی اثنا عشر بروجاً معروفة اولہا الحمل و اخرہا  
العقرب“ مگر حقیقت میں دوسرے اور تیسرے معنی ایک ہیں کچھ  
ان میں فرق نہیں ہے \*

اب بروج اثنا عشر کی کیفیت بتلاتی جاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ جو  
معنی سموات کے ہم نے بیان کیئے ہیں بروج کا لفظ اُس کے منافی ہے  
یا نہیں — حاندا چاہیئے کہ ابتدا میں جب اعلیٰ تاجہم یا اعلیٰ

پاکہ مجازاً بطور مینہ کے نام کے پڑا جاتا ہے اور مجازاً مینہ کا نام  
رجح رکھنے میں کئی غریبیاں ہیں — اول یہ کہ قفال کا قول ہے کہ رجح  
کا لفظ گویا ترجیع الصوت سے لیا ہے جسکو گانے والے گنگری کہتے ہیں  
اور گنگری اواز کا پھیرنا اور اُس سے حرفوں کا آئینہ میں ملنا ہے  
تو یہی حال مینہ کا ہے پس اُسکے پوسنے اور پھر پوسنے کے سبب  
رجح اُس کا نام رکھ دیا گیا ہے — دوسرے یہ کہ اہل عرب سمجھتے  
تھے کہ بادل زمیں کے دریاؤں میں سے پانی لے جاتے ہیں اور پھر  
زمیں کو پھر دیتے ہیں — تیسرے یہ کہ اُنہوں نے ٹیک  
قال کے ارادہ سے مینہ کا نام رجح رکھا ہے تاکہ پھر آدے — چوتھے  
یہ کہ مینہ ہر برس پھر آتا ہے — اب کہ یہ بات جان لی گئی  
تو ہم کہتے ہیں کہ مفسروں کے کئی قول ہیں اول ابن عباس کا قول  
ہے کہ ”والسموات ذات البروج کے معنی ہیں ذات الطور یعنی مینہ والا  
پھر لاتا ہے مینہ کو مینہ کے بعد دوسرے یہ کہ رجح السموات سے وہ  
نیکی مراد ہے جو اسماء کی طرف سے بار بار زماتوں کے گذر جانے پر  
پہی ہوتی رہتی ہے عرب پرلتے ہیں ترجمہ رجحاً یعنی اُسکو دیتا ہے  
بار بار تیسرا ابن زید کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ اسماء لیجاتا ہے  
اور پھر لاتا ہے اپنے سورج اور چاند کو اُن کے چوبہ جانے کے بعد مگر  
پہلی بات ٹھیک ہے \*

یہاں ہم خود سیاق و سباق کلام خدا پر غور کر سکتے ہیں  
اُس کے دونوں جملوں کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہایت  
نصاحت اور خوبی انسان کو اُس کے ساتھ زمیں کے اُگانے کا  
جو دو نو لازم و ملزوم ہیں بیان کیا ہے پھر چوتھے رجح کے لغوی  
معنی اور عوۃ مجازی معنی دونوں حالتوں میں مطلب ایک ہی رہتا  
ہے ہم خود یادوں کو دیکھتے ہیں کہ جاتے آتے ہیں یہاں پرستہ  
ہیں پھر وہاں جا پرستہ ہیں پھر یہاں آ پرستہ ہیں زمین کو سیراب  
کرتے ہیں وہ طرح طرح کے پہل پہلوں کو اُگاتی ہے \*

ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ  
جو بجا فیہر کی خوبی انسان کو جتلاتا ہے اور اُس سے اپنی خدائی کے  
تبرہ پر دلیل لاتا ہے اور پھر اُس سے انسان کو روحانی نیکی حاصل  
کرنا سکھاتا ہے نو رب العرش العظیم — سبحانہ و تعالیٰ شانہ \*

قسم سوم میں جو آیتیں بیان ہوئی ہیں اور جن میں لفظ  
سموات کا لفظ استعمال ہوا ہے اُن آیتوں میں کئی لفظ بھٹ  
کے لگتی ہیں \*

اول لفظ ”استوی“ جسکو ہم نے اور اور مفسروں نے بمعنی خالق  
کہا ہے پس لفظ استواء سے بھٹ کرتی گویا لفظ خالق سے بھٹ

یہی اُنہی پر ہرج کے لفظ کا اطلاق ہوا ہی جو خدا بھی ہمارے بیان کے  
مثنائی نہیں ہی اور نہ کسی طرح لفظ ہرج کا آسمان کے مجسم مجسم  
صائب بلوریں ہونے کا متقاضی ہی \*

تیسرا قابل بحث کے شاید لفظ 'قال' ہو جو آیت کریمہ فقال لها  
والارض ثبتا علوما او کرھا قالتا اتینا طائفتین میں واقع ہی \*

مگر ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں کیا بحث کی جا رہی ہے شاید  
یہ بحث ہو کہ ہرگز سماء سے نصابے محیط مرتفع مراد لی ہی اور  
وہاں کسی لطیف جسم ہونے کا بھی دعویٰ نہیں کیا گیا تو خلا لازم  
آیا اور خلا امر وجودی نہیں ہی بلکہ امر مدعی ہی تو وہ کیونکر  
قابل امر و لایق اطاعت ہو سکتا ہی \*

مگر یہ خیال اگر کسی کو ہو تو صحیح نہیں ہی کیونکہ ہم نے  
مصلح سیر کواکب کو سماء قرار دیا ہی اور وہ مکانیت سے خالی نہیں  
اور مکان خالی من الامداد امر وجودی ہی امر مدعی نہیں ہی باقی  
رہی بحث استعمال لفظ قال کی جو خدا کی طرف سے زمین کی نسبت  
اور آسمانوں کی نسبت کیا گیا اور اسی طرح زمین اور آسمان کی طرف  
قال کی نسبت کی گئی یہ ایک جدا بحث ہی جو مآلہن فیہ سے  
متعلق نہیں \*

چوتھا لفظ ذیل بحث کے 'ابواب' کا ہی جو آیت کریمہ لا تفتح لهم  
ابواب السموات میں واقع ہی۔ اس لفظ سے لوگ خیال کرتے ہوئے کہ  
آسمان میں دروازے ہیں اور جب تک آسمان ایسا ہی مجسم نہ ہو  
جیسیکہ پرزانیوں والا آسمان تو اُسمیں دروازے اور کراڑ اور کٹاؤں  
نہل کیونکر ہو سکتے ہیں \*

جن علماء کے ذہن میں آسمان کا جسم وہ تولید یونانیوں صلب  
بلوریں جما ہوا تھا اُنہوں نے تو آسمان میں سچ سج کے دروازے بنا  
دئے ہیں لیکن علماء محققین نے فتح ابواب سماء سے خیر و برکت  
مراد لی ہی چنانچہ اُن کا قول تفسیر کیوں میں اس طرح پر لکھا  
ہی۔ فی قولہ لا تفتح لهم ابواب السموات اقرال و اقرال الرابع لا تنزل  
عليهم البركة و الخير و هو ماخوذ من قوله ففتحنا ابواب السموات يوم  
منهم۔ یعنی اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھلنے کی تفسیر میں  
متسوروں کے کئی قول ہیں اُنہیں سے ایک یہ قول ہی کہ لا تفتح لهم  
ابواب السموات کے یہ معنی ہیں کہ اُن پر یعنی کالوں پر خیر و برکت  
نہ نازل ہوگی اور یہی معنی ہمارے نزدیک صحیح ہیں جو کسی طرح  
ہمارے بیان کے متخالف نہیں ہیں \*

سوائے ان الفاظ کے جو مذکور ہوئے اور کئی لفظ ان آیتوں میں  
جو قسم دوم میں داخل ہیں، بحث کے نہیں ضرور ہوتا \*

ہم نے اس علم کے مسائل پر غور کی تو اُنہوں نے دیکھا کہ آفتاب  
سال بھر میں نقطہ اعتدال سے مابعد و غروب ہیں تین مہینہ تک جانب  
شمال میل کرتا جاتا ہی اور پھر تین مہینہ تک جانب نقطہ اعتدال  
رجوع کرتا آتا ہی اور جب اُس نقطہ پر پہنچ جاتا ہی تو تین  
مہینہ تک جانب جنوب میل کرتا جاتا ہی اور پھر تین مہینہ تک  
جانب نقطہ اعتدال رجوع کرتا ہی یہ حال آفتاب کا تمام دنیا میں  
دکھائی دیتا تھا اور اس سبب سے وہ ستارے جو طریق الشمس میں  
ہمیشہ پڑتے تھے یہ نسبت اور ستاروں کے زیادہ معلوم ہو گئے تھے یعنی  
اہل تنجیم یہ نسبت اور ستاروں کے اُن سے زیادہ واقف ہو گئے تھے  
جب اُنہوں نے اُن ستاروں پر غور کیا تو یہ ستاروں کو ایک جگہ  
ایک ایسی ترتیب سے پایا کہ اگر اُن کو نقاط فرض کر کے خطوط وصل  
کئے جائیں تو ایک صورت اُس میں پیدا ہوتی ہی اور ایسا مجمع  
ستاروں کا بارہ موقعوں پر اُن کو دکھائی دیا اور ہر ایک مجمع کی  
حد سے قریب ایک ایک مہینہ میں آفتاب کا گذر ہوتا تھا۔ پس  
اہل تنجیم نے ستاروں کے اُن بارہ مجموعوں کو بارہ صورتوں قرار دیں  
جیسیکہ اُن کواکب میں خطوط وصل کرنے سے پیدا ہوتی تھیں اور  
ہر ایک صورت کا ایک نام رکھ دیا جو مشہور ہیں اور جو کہ وہ  
کواکب کچھ تو اس سبب سے کہ طریق الشمس میں واقع تھے اور کچھ  
اس سبب سے کہ اُن کے مجمع سے ایک صورت قرار دیدی گئی تھی  
یہ نسبت اور کواکب کے زیادہ ظاہر اور زیادہ معلوم تھے اُنکے مجمع کا  
یا اُس صورت کا جو مجمع کواکب سے خیال کی گئی تھی ہر نام رکھا  
جو مشتق تبرج سے ہی پس نتیجہ یہ ہوا کہ ہر نام ہی اُس  
خاص مجمع کواکب کا جو اُس نصابے محیط میں میلان طریق الشمس  
میں موضع خاص واقع ہوئے ہیں اِسائے سماء کو ذات البروج کہنا  
کچھ بھی مثنائی ہمارے کلام کا نہیں ہی اور والسماء ذات البروج کہنا  
بالکل ایسا ہی جیسیکہ والسماء ذات النجوم کہنا اور تبارک الذی  
جعل فی السموات بروجاً کہنا ایسا ہی جیسیکہ تبارک الذی جعل فی السموات  
نجوماً کہنا اور واعد جعلنا فی السموات بروجاً کہنا ایسا ہی جیسیکہ  
وقد جعلنا فی السموات نجوماً کہنا \*

بعد اِس فقرہ کے اہل تنجیم و اہل ہیئت یونانیہ کو ایک اور  
مشکل پیش آئی جس سے اُنہوں نے ضرور ہرج کو فلک ہشتم پر اور  
تقسیم ہرج کو فلک نہم پر مانا مگر یہ مسائل علم ہیئت کے ہیں  
اُسکی بحث کا یہاں موقع نہیں ہی غرضکہ اُنہی کواکب کے مجمع کو  
جن سے صورت حمل و ثور و جوزا و سرطان وغیرہ کی پیدا ہوتی ہیں  
اہل عرب ہرج کہتے تھے اور اُنکا کہنا صحیح تھا پس قرآن مجید میں



جانے لگیں جو غیر ممکن ہی تب بھی وہ نہ مانتینگے اور کہیں گے کہ ہماری ذہن بندی کی ہی یا ہمپر جادو کیا ہی \*

تفسیر کبیر میں لکھا ہے ”اعلم ان هذا الکلام هو المذكور في سورة الانعام في قوله و لو نزلنا عليك کتابا في قرطاس فامسوه فایدیہم لقال الذین کفروا ان هذا الاستحار مبین و العاصل ان القوم لما طلبوا نزول الملائکة یصرحون بتصدیق الرسول علیه السلام فی کونه رسولا من عند الله تعالی بین الله تعالی فی هذه الایة ان ینقذون ان یحصل هذه المعنی لقال الذین کفروا هذا من باب الاستحار و هرلاد الذین یظن انا نوا هم فنحن فی الحقیقة لانوا هم “ \*

ترجمہ — جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں وہی بات ہی جو سورۃ انعام میں کہی گئی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے ”اور اگر بھیجیں ہم تیرے پاس کاغذ میں لکھا ہوا پھر چھریں اُسکے اپنے ہاتھ سے تو بھی جو لوگ منکر ہیں کہیں گے کہ یہ اصل میں کچھ نہیں ہے صرف جادو ہی “ حاصل یہ ہے کہ جب اہل عرب نے رسول خدا پر رسول اللہ ہونے کا یقین لانے کو فرشتوں کا اُترنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتایا کہ بر تقدیر اگر یہ بھی ہو جاوے تو بھی جو لوگ منکر ہیں کہیں گے کہ یہ ایک جادو کی قسم میں سے ہے اور جنکو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں حقیقت میں ہم نہیں دیکھتے — پس جبکہ اس آیت میں آسمان میں دروازہ کا ہونا اور اُس میں کافروں کا چڑھنا یا فرشتوں کا اُترنا بطور متعال کے بیان کیا گیا ہے تو باب کا لفظ ساد کے اُن معنوں کے جو ہم نے اس آیت میں یا اس قسم سوریم میں بمعنی اس نیلی چیز کے جو ہمکو پسپا انعکاس شعاع آفتاب کرے ہوا میں دیکھائی دیتی ہے لیئے ہیں کچھ بھی مذہبی نہیں — البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس آیت میں جس چیز پر ہم نے ساد کے لفظ کا اطلاق ہونا بیان کیا ہے بطاعمر اُسکی حالت ایسی ہوئی چاہیئے جس میں دروازہ کھلنے کا اطلاق ہوسکے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ نیلی چیز جو ہمکو اُسکی ایسی ہی حالت دکھائی دیتی ہے تمایض صاف بغیر کسی دھڑواؤ اور دُڑار کے گنبد کی چھت کی مانند نہایت پختہ بنی ہوئی دیکھائی دیتی ہے اور ہمارے خیال میں ذات لگا ہوا سا ایک جسم سمائی ہوئی ہے پس اُس خیال کے موافق اُس جسم خیالی میں دروازہ کھلنے کا اطلاق ہوسکتا ہے — خدا تعالیٰ نے قرآن مجید پندوں کی زبان اور معادروہ میں قزل کیا ہے پس پندوں کے اُس خیالی جسم پر پندوں کے معادروہ کے موافق دروازہ کھلنے کا اطلاق ہوا ہے نہ بطور اصل حقیقت کے \*

قسم سوم میں جو آیتیں بیان ہوئی ہیں اور جن میں لفظ ساد کا اس نیلی چیز پر جو ہمکو دکھائی دیتی ہے اطلاق ہوا ہے اُن آیتوں میں کئی لفظ پختہ کے قابل ہیں \*

اول لفظ ”باب“ جو آیت کریمہ ”و لو فتحنا علیہم بابا من السماء میں واقع ہے اور وہ پوری آیت یوں ہے ”و لو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلموا فیه یمرحون اقالوا انما سکوت ابھارنا ہل تھن قوم مسخررون “ \*

یعنی اور اگر ہم کھول دیں اُن پر دروازہ آسمان سے اور وہ اسے ہو جاوے کہ سارے دن اُس میں چڑھتے رہیں تو کہیں گے کہ ہماری ذہن بندی ہوئی ہی نہیں تو ہمپر جادو ہوا \*

دو ک خیال کرتے ہوئے کہ جب اس آیت میں آسمان کے دروازے کا ذکر ہے اور اُس میں چڑھنے کا بھی بیان ہے تو ضرور آسمان ایسا ہی موسم ہے جیسا کہ یونانی بیان کرتے ہیں \*

مگر خود اس آیت سے آسمان میں دروازہ ہونے کا علم امکان ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ایک غیر ممکن بات کو فرض کر کے بیان فرماتا ہے کہ اگر آسمان میں دروازہ بھی کھل جاوے اور کافر اُس میں چڑھ بھی جایا کریں تب بھی ایمان نہ لوئیں گے اور کہیں گے کہ یا ہماری ذہن بندی کی ہی یا ہمپر جادو کیا ہی پس اس آیت سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے کہ یونانیوں کے مفادوں کا \*

خدا تعالیٰ کافروں کے حال میں انکو غیر ممکن باتوں کی نسبت فرمایا کرتا ہے کہ اگر یہ بھی ہو جاوے تب بھی وہ نہ مانتینگے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے ”ان الذین کفروا باياتنا واستکبروا

عنہا لا تقنح لهم ابواب السماء ولا ید خازن الجنة حتی یأج الجمل فی سم الضیاع “ \*

یعنی بے شک جنہوں نے ہماری نشانیں کو چھٹایا اور اُن کے سامنے گھمٹا کیا ہرگز نہ کہیں گے اُن کے لیئے دروازے آسمان کے یعنی اُن کو غیر و برکت نہ ہوگی اور نہ بہشت میں جاوینگے یہاں تک کہ گھس جاوے اُرنٹ سوئی کے ٹاکے میں \*

اُرنٹ کا سوئی کے ٹاکے میں گھس جانا غیر ممکن ہی پس اللہ تعالیٰ کافروں پر غیر برکت ہونے اور اُن کا بہشت میں جانا ناممکن ہونا اس طرح سمجھاتا ہے کہ اگر اُرنٹ بھی سوئی کے ٹاکے میں گھس جاوے تو بھی نہ اُن پر غیر و برکت ہوگی اور نہ وہ بہشت میں جاوینگے \*

اسی طرح آیت مانعہ میں فرمایا ہے کہ اگر آسمان میں ایسا دروازہ جس میں آدمی آتے جاتے ہیں کھولا جاوے اور کافر اُس میں

کے ٹکڑا کرانے کا ہی اور سب کے نزدیک اس نیلی نیلی چیز کا ایسا جسم نہیں ہے جس سے حقیقتاً ٹکڑا کرنا ممکن ہو پس جن آیتوں میں ”کسفا“ کا لفظ ہے وہ یونانیوں کے مقلد مولویوں کے لیئے کچھ مفید نہیں اور نہ اُس سے یونانیوں والا مجسم آسمان تہا ہوتا ہی نہ تیرہویں صدی کے مولویوں کا \*

علامہ اس کے اس آیت میں خدا تعالیٰ معسوسات سے اپنی قدرت ثابت کرتا ہی یونانیوں والا مجسم آسمان یا تیرہویں صدی کے مولویوں والا مجسم آسمان معسوس نہیں ہی کیونکہ سوائے اس نیلی چیز کے اور کچھ انسان کو معسوس نہیں ہی پس غیر معسوس ہی سے ٹکڑا کرانے کا ذکر کرنا اثبات مدعا کو کافی نہیں اسلیئے ”کسفا“ کا لفظ نہ ہمارے مطالب کے مذاقی ہی اور نہ یونانیوں کے مقلدوں کے مفید ہی \*

اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں بندوں کی زبان میں اور انہی کے معاورات کے مطابق ظلم کرتا ہی اور جب اُنکو کسی معسوس چیز سے ہدایت کرتا ہی یا معسوسات سے اپنے کمال قدرت کو ثابت کرتا ہی تو انہی کے خیالات کے مطابق اور جس طرح کہ وہ ہی معسوس ہوتی ہی اُسی کے مطابق نظم کرتا ہی اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر ایسے مروجہ پر خیالات کی تبدیل اور حقائق انبیاء کے سمجھانے پر مترجم ہو تو اصلی مقصود روحانی تربیت کا ثمر ہو جاوے \*

تمام انسان اس نیلی چیز کو سقف کائناتی سمجھتے تھے جیسیکہ وہ دکھائی دیتی ہی اور ریختہ کی قات سے بھی زیادہ مضبوط سمجھتے تھے پس خدا نے مطابق اُن کے خیالات کے اُنکو فرمایا کہ اُس میں ایسی قدرت ہی کہ اگر چاہے تو اُس چیز میں سے بھی جس کو تم ایسا مستحکم سمجھتے ہو تم پر ٹکڑا کرادے اور زمین کو باوصف اس قدر عظمت و استحکام کے دھندلادے پس ایسے مقامات پر اسباب سے غرض نہیں ہوتی کہ اُس نیلی چیز کا جسم اس قابل ہی کہ اُس میں سے ٹکڑا ٹوٹ کر گوسکے یا نہیں اور اگر ٹکڑا ٹوٹ کر کرنے کے قابل ہی تو وہ ایسا ہی ٹکڑا ہوگا جیسے چھت میں کی پتیا یا پتھر میں کی پتیا \*

علامہ اس کے ”سماء“ سے سماء مانع فیه مواد نہیں ہی تفسیر کبیر میں لکھا ہی ”کسفا من السماء قریہ کسفا بالاسکون والحرکۃ وکلاهما جمع کسفا وہی القطعۃ والسماء السحاب والاطلاق \* \* \* \* \* روی انہ حبس عنہم الريح سبأً وسلط علیہم الرمال فاخذ بانفسہم لا ینفخہم طل ولا صاع فاضطروا الی ان خرجوا الی الہدیۃ داخلتمہم

دوسرا لفظ ”سقف“ ہی جو آیت کریمہ و جعلنا السماء سماءً معصوماً میں آیا ہی اور والسقف المرفوع میں جو لفظ سقف کا ہی اُس سے بھی اسمان مراد ہی — تفسیر کبیر میں لکھا ہی سماء السماء سقفاً لانہا للارض کا السقف للیث — یعنی اسمان کو چھت اس لیئے کہا ہی کہ وہ زمین کے لیئے ایسا ہی جیسے گھر کے لیئے چھت \* بلاشبہ یہ نیلی نیلی چیز ہمکو ایسی اُردو دکھائی دیتی ہی کہ گویا دنیا کی چھت ہی مگر اس سے یونانیوں کے مقلدوں کو کیا فائدہ ہی اس لیئے کہ اس نیلی چیز کو جسے خدا نے سقف معصوم یا سقف مرفوع کہا ہی یونانی بھی تو وہ اسمان نہیں مانتے جسکے وہ قایل ہیں اور علماء اسلام بھی اُن کی تقلید سے اس نیلی نیلی چیز کو اپنا مسلمہ اسمان قرار نہیں دیتے اور قرآن مجید میں جسکو سقف مرفوع و سقف معصوم کہا ہی وہ تو یہی نیلی نیلی چیز ہی جو تمام دنیا کے لوگوں کو دنیا کی چھت کی مانند دکھائی دیتی ہی اور عرب کے بادینہ نشین جنکی زبان میں قرآن مجید اُترا اسیکو سقف مرفوع سمجھتے تھے جو آسمان کہ یونانی قرار دیتے ہیں اور جن اسمانوں کا یا جس اسمان کا ذکر علماء اسلام کرتے ہیں وہ قر کسی نے دیکھا بھی نہیں پھر کیا معلوم کہ وہ دنیا کی چھت ہی یا چھت کی چھت کبیری ہی \*

علامہ اسکے سقف کی مثال دینے سے اُسکا ایسے جسم سے مجسم ہونا جیسا کہ یونانی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ لازم آتا ہی یہ نیلی نیلی چیز ہمکو اس طرح پر دنیا کو گھیرے ہوئے دکھائی دیتی ہی جیسے گھر کو چھت اور اسی مشابہت سے اُس پر سقف کا اطلاق کیا ہی خیرا وہ اہرون من بیت العنکبوت ہو خیرا اشد من سقف العنکبوت \* تیسرا لفظ ”رفع“ کا ہی جو آسمان کی نسبت بولا گیا ہی در حقیقت یہ نیلی چیز جو ہمکو دکھائی دیتی ہی اور جسکو اسمان کہتے ہیں شی مرفوع ہی مگر لفظ رفع سے اُسکا ارہے یا تانہی کے پترے کا سا ہونا کیونکہ لازم آتا ہی \*

چوتھا لفظ ”کسفا“ کا ہی جسکے معنی ٹکڑوں یا پارچوں کے ہیں یہ لفظ الیتہ بھٹ کے قابل ہی مگر اول ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں جو لفظ سماء کا آیا ہی اُس سے یہی نیلی نیلی چیز جو دکھائی دیتی ہی مراد ہی یا اور کوئی چیز — کچھ شبہ نہیں کہ یہی مراد ہی کیونکہ سورۃ سبا کی آیت میں خدا نے فرمایا ہی ”اولم یروا الی صابین ایدیم وما حلہم من السماء والارض“ اور انسان کے ہر طرف یہی نیلی نیلی چیز ہی جسکو آسمان فرمایا ہی اور یہی زمین ہی پھر اسکے آگے جو زمین کے دھندلانے کا اور آسمان سے ٹکڑا کرانے کا ذکر فرمایا ہی وہ بھی اسی زمین کے دھندلانے اور اسی نیلی نیلی چیز

یا عادی کیطرف منتقل ہو جاوے۔ اسبطرح بعضی دفعہ ایک صورت  
مقصودہ اصلیت بیان کیجاتی ہی کہ جو معنی مراد ہیں اُسکی  
تصویر مضطرب کے ذہن میں آ جاوے اور اُس سے اُس صورت  
مقصودہ کا اثبات مقصود نہیں ہوتا پس وہ لوگ سیاق و سباق معجید  
سے واقف نہیں ہیں جو اُن کفایوں سے یا اُس صورت مقصودہ سے  
خاص اُسکی ثبوت مقصود سمجھتے ہیں پس ان آیتوں میں جو ”  
ارسلنا علیہم کسفا من السماء۔ یا۔ ناسقا علیہا کسفا من السماء  
ایا ہی یہ سمجھنا کہ اُس سے آسمان کے واقعی ٹکڑوں کا ثبوت  
ہوتا ہی نہایت غلطی ہی بلکہ یہ صرف بیان بالکفایہ ہی اور اُسکا  
لازم مقصود ہی \*

شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوژالکبیر میں ارقام فرماتے ہیں کہ  
” کفایت آنست کہ حکمی اثبات کنند و قصد نہ ثبوت میں آن باشد  
بلکہ قصد آنست کہ انتقال کنند ذہن مضطرب بقوم آن بلزوم عادی یا  
عقلی چنانکہ از عظیم الرواد معنی ثبوت ضیافت راز پدافہ مسروران  
معنی مضطرب ادراک میشود و تصویر معنی مراد بصورت مقصودہ  
از ہمیں قبیل است و ان بایں است و اسح و اشعار عرب و خطب  
ایشان و قرآن عظیم و سند حضرت پیرہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
ہاں مشہور است و اجاب علیہم بطریق ورجلک تہذیبہ دادہ شد  
پرنیس دزدان چوں یاران خود را آواز دہد کہ ازین سو حملہ کن  
و از انسو دو آ و جملنا من بین ایدہم سدا و من خلفہم سدا۔ و  
جملنا فی اعناقہم اغلا تہذیبہ دادہ شد اقراض ایشان را از تدبیر آیات  
ہکسی کہ اورا مغلول کردہ باشند یا ہر جہت او سدے پنا کردہ باشند  
ہی اصلہ نمیتواند دید و اضمہم چنانکہ من الہب یعنی معصوم خاطر  
شو پراگندگی نفس بگذار و نظیر این باب در عرف انست کہ چوں  
شعاع کسی را تقریر کنند بشمشیر اشارہ کنند کہ این طرف میزند و  
آں طرف میزند و مقصود جز غلبہ او بر اہل آفاق بہ صفت شعاع نباشد  
گو در تمام عمر شمشیر بدست نگرفتہ باشد یا گریزند فلان میگریزد کہ  
در زمین کسی را ذی دہم کہ یامن مبارزت تواند کرد و یا گریزند  
کہ فلان خود چنیں میکند و اشارہ کنند پھیلتی کہ اہل مبارزت در وقت  
غلبہ بر خصم می کنند گو کہ این شخص گاہے این نامہ نگفتہ باشد و  
این فعل نکرہہ باشد یا گریزند فلان حلق مرا خفا کردہ است و دست  
در گلوئی من انداختہ لقمہ را بر کشیدہ است۔“ اتمی \*

پس جہاں کہیں کہ قرآن معجید میں خدا تعالیٰ مقصودات کا  
بطور عرف عام بیان فرماتا ہی اُس سے اُس کے معنی کا ثبوت مقصود  
نہیں ہوتا ہم بھی کہتے ہیں کہ آسمان کو پڑے آسمان ثبوت پڑا یہ  
ایسی بات ہی کہ اس سے آسمان پخت جاوے کلیچا پخت جاوے مگر

سبابت وجودا لها پیدا و نسیمہ ناجتہمرا تصتہا نامطرت علیہم قارا  
فاحتقرنا“ یعنی کسفا جمع ہی کسفتہ کی جس کے معنی ٹکرے کے  
ہیں اور آسمان سے یا تو بادل مراد ہی یا اور کوئی چھوٹی ہوئی چیز  
پھر اخیر میں وہ ایک روایت لکھتے ہیں کہ اصحاب ایک نے جو کہا  
تھا کہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا کرادو تو اُنپر عذاب اس طرح ہو گا  
کہ سات دن تک ہوا بند رہی اور ریخت یا غبار جو آسمان میں چڑا  
گیا تھا اُنپر چھا گیا اور اُن سب کا دم گھٹنے لگا کہ اُنکو کوئی سایہ دار  
چیز فائدہ دیتی تھی اور نہ پانی پھر وہ بیقرار ہوئے اور جنگل میں نکل  
جانا چاہا اتنے میں ایک بادل اُن پر چھا گیا اُنکو تھنک معلوم ہوئی  
اور ہلکی ہلکی ہوا بھی لگی اور سب اُس کے نیچے آن کر جمع ہو گئے پھر  
اُس میں سے اُنپر آگ پڑنے لگی پھر سب جل گئے۔ پس جبکہ سماء  
سے اس مقام پر سماء مانعین فیہ ہی مراد نہی تو ”کسف“ کے لفظ سے  
سماء مانعین فیہ کے مجسم ہونے پر کیونکر استدلال ہر سکتا ہی اور  
خدا کو مہل عذاب میں یہ بات فرمائی کہ ہم چاہیں زمین کو  
دھنسا دیں یا بادل کا ٹکڑا کرا دیں یا کافروں کا یہ نہنا کہ اگر تم  
مجھے ہر تو بادل کا ایک ٹکڑا ہی زمین پر اوتار دو کوئی ایسی بات  
نہیں ہی جسپر کچھ اعتراض ہو سکے کیونکہ اگر بادل زمین پر گر پڑے  
تو نہایت سخت عذاب سے لوگ پرہا ہو جاویں \*

حکایت اس کے مقام تہذیب میں جو کچھ بیان کیا جاٹا ہی اصلی  
مقصود اُس کا نتیجہ ہوتا ہی زمین کے دھنسا نے اور آسمان کا ٹکڑا  
کرانے سے صرف یہ مقصود ہی کہ خدا اُن کے پرہا کرنے پر قادر ہی  
پس مقصد کو چھوڑنا اور عواء نعرۃ لفظی بھٹ کے پیچھے پڑنا  
تفسیر اقرل ہمالیرضی یہ قائلہ کرنا ہی۔ اور ایسی علمیت جتنے سے  
اسلام کو اور قرآن کو بدنام کرنا اور اس بات کا اقرار کرنا ہی کہ قرآن  
اور علم یا قرآن اور حاکم موجودات یا قرآن و حقایق اشیاہ متکد  
نہیں ہیں اللہم انی امرن یک من مثل هذا العلم فانه حجاب اہر \*

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ ” و اما التہذیب فقوله ان  
نہام کشف بہم الارض یعنی کشف عین ظاہرہم ضار ہم بالکشف و  
انکشف“ یعنی خدا نے کافروں کو اس کہنے سے تہذیب کی ہی کہ اگر  
ہم چاہیں تو زمین کو دھنسا دیں یعنی اگر ہم چاہیں تو جو چیز  
خاص تمہارے مفید ہی تمہارے مضر کر دیں دھنسا کر ٹکڑا کرا کر و  
لا شک فی قدرتہ \*

نکتہ۔۔ قرآن معجید میں بہت باتیں بطور کفایہ کے فرمائی  
ہیں اُس سے خاص اُس بات کا ثبوت مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ  
مطلب ہوتا ہی کہ مضطرب کا ذہن اُس سے اُس کے لازم بلزوم عقلی

چیزیں معجزہ پر حمل ہوئیں تو مٹھی میں اٹھانا اور ہاتھ ہر لپٹنا  
بھی یقینی معجزہ ہو گیا \*

ثم قال صاحب الکشاف و قيل قبضته ملکہ و یمینہ قدرتہ و قبلہ  
مطويات یمینہ اے مقننات — یعنی صاحب کشف نے کہا ہے کہ مٹھی  
میں تو ملک خدا مراد ہے اور دائیں ہاتھ سے اُس کی قدرت اور  
بیمہ بھی کہا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ میں پیمینگی یعنی فنا اور معدوم  
ہر چارونگہ پس اپنی کے لفظ سے آسمانوں کا حقیقت میں لپٹنے کے  
لایق جسم سمجھنا ٹھیک ٹھیک ٹھہرنا ہوتا ہے \*

چہتہ الفاظ "انشقاق و انفراج اور انفطار اور فتح" اور مثلاً  
اکے ہیں کہ اُن کے مشتقات یا یہ تبدیل ابواب قرآن مجید میں آئے  
ہیں — ان الفاظ کی نسبت بھی وہی بھٹا ہے جو ہم نے بالتفصیل  
"نفسا" کے لفظ کے تحت میں کی ہے یہی ٹیلی ٹیلی چیز جس کو  
سب ترک آسمان کہتے تھے اور جائتے تھے اور کہتے ہیں اور جانتے  
ہیں سب کو ایک مجسم چیز اور چہتہ کی طرح پنی ہوئی معلوم  
ہوتی ہے وہ اُس کی حقیقت سے واقف نہ تھے مگر جیسے کہ وہ  
دکھائی دیتی تھی اُس قیاس پر اُس کو پھٹنے اور چرنے کے قابل  
خیال کرتے تھے قرآن مجید جو ٹھیک عرب اول کے معارفہ  
میں اترا ہے انہی کے خیال اور معارفہ کے موافق وہ الفاظ  
برائے کئے ہیں اور مقصود اُس سے صرف معدوم ہونا اور فنا ہونا  
موجودات کا ہے پس کسی طرح یہ الفاظ آسمان کی ایسی حقیقت پر  
اور ایسے جسم پر جیسا کہ یونانیوں نے تسلیم کیا تھا اور جس کی  
تقلید علماء اسلام نے کی تھی یا جیسا کہ تیرہویں صدی کے مولوی  
بیان کرنا چاہتے ہیں دلالت نہیں کرتے \*

شاة ولی اللہ صاحب نزل الکبیر میں اسلوب قرآن کی بحث میں ارقام  
فرماتے ہیں کہ "پس اگر برخلاف طور ایشاں (یعنی عرب اول) گفتہ  
شود بصیرت درمآئند و چیزے نا آشنا پگوش ایشاں رسدو نہم ایشاں  
را مشرہ سازد" مگر یہ قاعدہ صرف اسلوب قرآن ہی پر منحصر  
نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی ہر بات میں یہ امر ملحوظ ہے \*

ایک مقام میں یہ ذیل بیان معنی آیت محکم شاة صاحب نے  
بیان فرمایا ہے کہ "اعتبار دانستن عرب اول اسے نہ ہو شکافان  
زمان مارا کہ ہو شکافی بیچا وائی اسے مصالح کہ محکم را متشابہ  
مہسازند و معارفہ را معجزول" اگرچہ یہ امر شاة صاحب نے معنی  
لفظ کی نسبت لکھا ہے مگر یہ ایسا قاعدہ ہے جو ہر سی چیزوں  
کے لیے مفید ہے مثلاً جیسے کہ عرب سوار کا اطلاق اس ٹیلی چیز پر  
کیا کرتے تھے جو ہم کو بطور ایک سقف گنبدی کے دکھائی دیتی ہے  
تر ہم کو اُسی پر اتقا کرنا چاہیئے اور زیادہ روشگافی کو کر اور  
مل جل کر مٹھی کو پھینکا پھینکا نہیں چاہیئے اسی طرح جب کہ

کبھی ان الفاظ سے حقیقتاً اُن چیزوں کا ثبوت مقصود نہیں ہوتا بلکہ  
اُس کے لازم بلزوم عقلی یا مادی کا ہوتا ہے نقدہ \*

پانچویں لفظ "الطی" قابل بحث ہے جس کے مشتقات آیت  
کوہہ یوم نظری السماء علی السجبل للکعب اور آیت کریمہ والسموات  
مطويات یمینہ میں آئے ہیں \*

مگر ان آیتوں سے یہ خیال کرنا کہ آسمان کاغذ یا کپڑے یا چادر  
یا درمال کی مانند ایک جسم ہے جو خدا کے ہاتھ پر لپٹ جاویگا  
یا جیسے مکتبوں میں لڑکے مکتوب لپیٹ لیتے ہیں اُس طرح لپٹ  
جاویگا ایک بڑی غلطی ہے یہ کلام معجزاً پڑا گیا ہے جس سے  
مقصود صرف اتنا ہے کہ یہ تمام آسمان و زمین جیسے کہ پہلے ٹیسٹ  
تھے پھر ٹیسٹ ہو جاویں گے \*

خدا تعالیٰ اول فرماتا ہے کہ یوم نظری السماء علی السجبل للکعب  
اور اُسی کے ساتھ فرماتا ہے اما بدارا اول خلق تمیدہ یعنی یہ  
فرما کر کہ ہم آسمان کو مکتوب کی مانند لپیٹ لیتے اُس کے مطلب کو  
پتا دینا کہ جس طرح ہم نے پہلے پیدا کرنا شروع کیا تھا پھر وپسا ہی  
کرینگے اور ایسا کرنا اُسی وقت ہوگا جبکہ یہ سب ٹیسٹ ہو جاویگا \*

تفسیر کبیر میں یہ بحث آیت والسموات مطويات یمینہ کے تحت  
مارل گفتگو لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب معجزہ ہی اور  
معجزاً واسطہ اظہار قدرت و شان خدا تعالیٰ کے ہوا گیا ہے \*

قال صاحب الکشاف الغرض من هذا الکلام اذا اخذتہ كما هو بحکمہ  
و معجمہ تصدیق عظمتہ والتوقف علی کتبہ جلالہ من غیر ذہاب  
یا قبضۃ ولا بالیمین الی چہتہ حقیقتہ او چہتہ معجزہ یعنی صاحب تفسیر  
کشف کا قول ہے کہ اس نلام سے جبکہ اُس سب کو جمع کر کر لو تو  
منصورہ اُس سے خدا تعالیٰ کی عظمت کی تصویر بتانا اور اُس کے جلال  
کی کتبہ میں متوقف رہنا ہی بغیر اس بات کے کہ مٹھی اور دائیں  
ہاتھ سے حقیقت میں مٹھی اور داہان ہاتھ سمجھیں یا معجزاً  
خیال کریں \*

بعد اس کے ایک لٹیا جھگڑا تاویل کا اور حمل کلام کا حقیقت  
سے معجزہ پر لکھ کر ارقام فرماتے ہیں "ولا شک ان لفظ القبضۃ  
و الیمین مشعور لہذا الامضاء والجوارح الا ان الدلائل العقلیۃ قاصد علی  
استماع ثبوت الامضاء والجوارح للہ تعالیٰ فوجب حمل هذه الامضاء علی  
وجرة المعجز — یعنی اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مٹھی اور داہان  
ہاتھ ان اعضا اور ہاتھوں کو جو ظاہر میں ہیں بتاتا ہے مگر  
عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اعضا اور جوارح کا  
ہونا غیر ممکن ہے اس لیے واجب ہے کہ مٹھی اور داہان ہاتھ  
جو بیان ہوا ہے اُس کو معجزہ پر حمل کریں پس جبکہ دوسرے

تفسیر کبیر میں قصہ تفسیر آیت کریمہ اَنْتُمْ اَھْدُ خُلُقًا ام السَّمَاۓتِ  
کے لکھا ہی کہ ”اِنَّ اسْتَدْلَالَ عَلٰی مَذْکَرِ الْبَعَثِ فَقَالَ اَنْتُمْ اَھْدُ خُلُقًا  
اَمْ السَّمَاۓتِ فَتَبَيَّنَ عَلٰی اَمْرِ يَعْلَمُ بِالْمُشَاهَدَةِ وَ ذَلِكَ لَنْ خُلُقَةَ الْاِنْسَانِ  
عَلٰی صِفَةِ وَ ضَعْفِ اِذَا اَضْيَفَ اِلٰی خُلُقِ السَّمَاۓتِ عَلٰی عَظَمِهَا وَ عَظَمِ  
اَحْوَالِهَا فَبَيَّنَ تَعَالٰی اَنْ خُلُقَ السَّمَاۓتِ اَعْظَمُ وَ اِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَضْلَتُهُمْ  
عَلٰی رَجَاۃِ الْاَعَادَةِ اَوَّلٰی اَنْ یَّكُوْنَ مَقْدُوْرًا لِلَّہِ تَعَالٰی فَكَيْفَ یُنْكَرُوْنَ ذَلِكَ  
وَ نَظِیْرُ قَوْلِهِ اَوَّلِیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاۓتِ وَ الْاَرْضَ یَقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ  
مِثْلَهُمْ وَ قَوْلِهِ خَلَقَ السَّمَاۓتِ وَ الْاَرْضَ الْاَبَدِیْنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَ الْعَاقِبِیْنَ  
اَخْلَقَكُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ اَھْدُ اَمْ خَلَقَ السَّمَاۓتِ اَبَدِیْنَ وَ فِی تَقْدِیْرِ كَمْ فَاِنَّ  
لَهُ الْاَمْرِیْنَ بِالْاِنْفِیْۃِ اِلٰی قُدْرَةِ اللّٰہِ وَاحِدٌ“ \*

یعنی تفسیر کبیر میں اَنْتُمْ اَھْدُ خُلُقًا ام السَّمَاۓتِ کی تفسیر میں  
لکھا ہی کہ جو لوگ بے شک کے منکر تھے اُن پر دلیل لانے کے لیے  
خدا نے فرمایا ہے کہ تمہارا پیدا کرنا مشکل یا سخت تر ہی  
یا آسمان کا پس اُنکو ایسی بات سے جسکو وہ علاقید دیکھتے تھے  
غیردار کیا کیونکہ جسوقت انسان کی خلقت کو جو ضعیف اور صغیر ہی  
آسمان سے نسبت دی جاوے جو ایسا بڑا ہی اور اُسے بہت بڑی بڑی  
حالتیں ہیں تو خدا نے بتایا کہ آسمان کا پیدا کرنا بڑا کام ہی اور جبکہ  
یہ بات ہی تو تمہارا پھر پیدا کرنا کچھ بڑی بات نہیں تو بدرجہ  
ادای خدا کی قدرت میں ہوگا پھر کیونکہ تم اُسکا انکار کرتے ہو —  
اس کی ایسی مذل ہی جیسیکہ خدا نے فرمایا ہی کہ جس نے آسمان  
و زمین پیدا کیئے کیا اس بات پر قادر نہیں ہی کہ اُنہی کی مانند  
اور پیدا کرے یا جیسیکہ خدا نے فرمایا ہی کہ آسمان اور زمین کا  
پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے سے بڑا ہی اور مطلب یہ ہی کہ ایا  
مرنے کے بعد تمہارا پھر پیدا کرنا مشکل ہی یا تمہارے نزدیک آسمانوں کا  
پیدا کرنا مشکل ہی اگرچہ خدا کی قدرت کے نزدیک تو یہ دونوں باتیں  
یکساں ہیں یعنی کچھ مشکل نہیں ہیں — پس اب غور کا مقام ہی  
کہ لفظ اَھْدُ سے آسمانوں کا سخت جسم ہونا کیونکہ ثابت ہوتا ہی \*  
اور اگر لفظ اَھْدُ سے مستحکم و مضبوط کے معنی لیئے جائیں تو  
بھی اُس سے یہ سمجھنا کہ آدمی کے پوست سے آسمان کا پوست اور  
اُس کے جسم سے آسمان کا جسم اور اُس کی ہڈی پسلی سے آسمان کی  
ہڈی پسلی زیادہ مضبوط اور سخت ہی نادانی کے سوا اور کچھ نہیں  
ہی — بے شک آسمان اور زمین اور پہاڑ اور درخت کو ہم دیکھتے  
ہیں کہ انسان سے زیادہ پایدار ہیں اسی زمین پر اور اسی آسمان کے  
تلیے ہزاروں لاکھوں نبی اور ولی اور شہداء اور صالحین آئے اور گذر گئے  
سکندر و دارا جوشید و فریدون بھی ہوئے اور گذر گئے بہت سے کفر کے  
قوی دینے والے پیدا ہوئے اور گذر گئے بہت سے مسلمان خدا و رسول پر  
دل و جان سے ایمان رکھنے والے گذر گئے تھے اور گذر گئے ہزاروں کام

عرب اول اسی قبلی چھتہ کو پہنچے والی اور چوتھی والی اور چوتھی  
کھینچنے کے لائق خیال کرتے تھے تو اُن الفاظ کو اُنہی کے خیالات پر  
مقتصر رکھنا چاہیئے کہ یہ کہ اُس کے لازم کو اپنی طرف سے اضافہ کرکر  
اُس قبلی چھتہ کو ایسا جسم قرار دیا جاوے جو کافذ یا کھڑے کی طرح  
بھٹ سکے یا لپٹ سکے یا پکڑے کی طرح اُس کا پوست اُتارا جاسکے  
اگر فور کیا جاوے تو سیح سموات کا لفظ بھی درحقیقت مثبتہ تعدد  
آسمانوں کا نہیں ہی کیونکہ عرب کے خیال میں تھا کہ سات آسمان  
ہیں اور جو کہ اُنہوں نے یحییٰ اس قبلی چھتہ کے اور کسی چیز کو  
نہیں دیکھا تھا اور اُسکو ایک مستحکم جسم سمجھتے تھے اور اسلیئے  
اُنہوں نے خیال کیا تھا کہ ساتوں آسمانوں کا ایسا ہی جسم ہوگا اور  
پھر اس خیال سے اُن کا تو پر تو ہونا بھی اُن کے ذہن میں جما ہوا  
تھا اُنہی کے خیال کے موافق قرآن مجید میں جو عرب اول کی زبان  
و معادۃ میں نازل ہوا ہی وہ سب باتیں بیان ہوئیں ہیں اُن کو  
خود شراہ حقیقت واقعی کا مثبت قرار دینا اسلوب بدیع قرآن مجید  
کے برخلاف ہی اگر حقیقت اشیاء اُس کے مطابق پائی جاوے جیسا کہ  
قرآن مجید میں موافق خیال عرب اول کے بیان ہوا ہی نہرا لمراد  
اور اگر بفرض محال اُس کے برخلاف بیان ہو تو بھی کچھ نقصان  
یا امتراض قرآن مجید ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ عرب اول کی  
زبان میں بولا گیا ہی ہاں جسوقت کہ قرآن مجید یونانی مولویوں  
اور خیالی فلسفیوں کے ہاتھ آتا ہی اور وہ ہندی کی چندی اور نکات  
بعدالوقوع نکالنے پر اپنے علم کو اور بے معنی اعتراضات و بھٹ کو ختم  
کرنے لگتے ہیں اُس وقت قرآن مجید کا حال صائب کے شعر کا سا  
ہوجاتا ہی جب کہ اُس نے کہا تھا کہ ”شعر مرا ہمدرد کہ ہوں“  
فرض ہماری یہ ہی کہ قرآن مجید کو مثل کلام ایک انسان فصیح فصیح  
عرب اول کے خیال کرکر اُس کے الفاظ کے معنی لگاؤ جاویں نہ مثل  
فلسفہ یونان کے کلام کے — و من لم یعتقد بہذا فقد ضل سواد السبیل \*  
ساتویں الفاظ ”اَھْدُ و اَکْبَرُ“ قابل لحاظ کے ہیں خدا تعالیٰ موافق  
خیال عرب اول کے اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرماتا ہی کہ آسمانوں کا  
اور زمین کا بنانا انسان کے پیدا کرنے سے زیادہ مشکل یا سخت تر ہی  
حالانکہ خدا کے نزدیک نہ آسمان و زمین کا پیدا کرنا مشکل ہی نہ  
انسان کا مگر اس مقام پر اُنہی کے خیال کے موافق خدا نے فرمایا کہ جس  
چیز کی خلقت کو تم ایسا مشکل یا سخت تو جانتے ہو تو خدا کو  
تمہارا پیدا کرنا یا پھر دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہی اب انصاف سے  
دیکھو جاوے کہ اس طرز کلام سے اَھْدُ کے معنی لڑھے یا قانچے کے پتھر  
کی مانند جسم کے قرار دینے کیسی قاسمچھی کی بات ہی اور پھر  
اُس کو ایک مسئلہ مستحکم قرار دینا اور اُس کے برخلاف کہنے والے کو  
کا کہنا کفر میں کرنا ہی و نہوں ہالہ منہا \*

ہوئی ہوگی اور جب اُسکو مصلح کہا ہی تو واضرور گنبد کی جہت کی طرح  
کات لگا کر بنایا گیا ہوگا اور ایسے پتھر کی جگہ ہار کے پتھر لگائے گئے  
ہونگے یا کتبے کے خدشہ کی طرح ڈھالا گیا ہوگا اور کچھ نہیں تو لندس  
کے کرسٹل گولس کی طرح تو ضرور ہوگا مصلح پوجا و نادانی ہی \*

قسم چہارم — میں جو آیتیں بیان ہوئی ہیں اور جنہیں لفظ  
سموات کا آیا ہی اُن میں کئی لفظ بھٹ کے قابل ہیں \*

اول — لفظ ”سموات“ بھٹ یہہ ہی کہ اس لفظ کا ہمیشہ جمع  
ہی پر اطلاق ہوگا ہی یا مفرد پر بھی تفسیر کیوں نہیں لکھا ہی  
”و اما قال کانتا رتقا و ام یقل عن رتقا ان السموات لفظ الجمع  
والمراد به الواحد الدال علی الجنس قال الاخفش السموات نوع والارض  
نوع و مثله ان الله یسکب السموات والارض ان تزلزل“ یعنی اللہ صاحب  
نے کہا ہی کہ آسمانوں اور زمین دونوں کے منہ بند تھے یعنی آسمانوں  
اور زمین دونوں کے یعنی آسمانوں کو ایک تھا اور زمین کو ایک تھا اور  
یہہ نہیں کہا کہ سب آسمانوں کے جو بہت سے ہیں منہ بند تھے اور  
زمین کا منہ بند تھا — اس کا سبب یہہ ہی کہ سموات جمع کا  
صیغہ ہی لیکن اُس سے ایک بھی مراد لیا جاتا ہی کیونکہ وہ سب  
آسمانوں کے ایک طرح کا ہونے پر دلالت کرتا ہی اخفش کا قول ہی کہ  
سموات ایک نوع ہی اور زمین ایک نوع اور اسی کی مانند خدا نے  
نرمایا کہ اللہ تھامتا ہی آسمانوں کو اور زمین کو کہ وہ دونوں تک  
نچاویں — اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ سموات کے لفظ سے مراد  
بھی مراد ہوتا ہی اسطرح سے مراد پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہی  
اس لیے کہ اُس کا ہر جزو مراد ہی کقولہ تعالیٰ ثم المستوی الی السماء

فسواویہن سبع سموات پس اس قسم میں ہمنے جو آیتیں لکھی ہیں  
اُن میں سے بعضی آیتوں کو قسم پنجم میں بھی لکھا ہی اسکا سبب  
یہہ ہی کہ اُن میں جو لفظ سموات کا آیا ہی اگر اُس سے مراد  
بصیغہ مفرد مراد لیا جاوے تو تو وہ آیتیں قسم چہارم میں داخل  
رہتی ہیں بلکہ قسم سوم میں شامل ہوسکتی ہیں اور اگر اُس سے  
جمع ہی مراد لی جاوے تو پھر اُنکا ٹھکانا پچھر قسم پنجم کے اور  
نہیں نہیں ہوسکتا \*

دویم — لفظ ”خاق“ قابل بھٹ ہی ہر گاہ ہمنے فضائے محیط  
کو مراد اور اُس کے طبقات کو جو سبب وجود کواکب کے یا اور کسی  
حد ظاہر کے پیدا ہوگئے ہیں سموات کہا اور اسباب کا بھی دعوی  
نہیں کیا کہ اُس میں کوئی جسم سیال اثری ہی یا نہیں تو گویا  
ہمنے ہی معدوم کو مراد و سموات کہا یا ایسی چیز کو مراد و سموات  
کہا جس کا کوئی وجود جسمانی نہیں ہی تو پھر اُس پر خاق کا  
اطلاق کیونکر صادق آتا ہی \*

مگر یہہ تمام خیالات کج فہمی سے پیدا ہوتے ہیں سیدھی سمجھ  
کا آدمی ان خیالات کی غلطی پھر بھی سمجھ لیتا ہی \*

و مرتد اور خدا کے وجود کے بھی منکر پیدا ہوتے اور کفر گئے اور ایک  
دن ہم بھی اور ہمارے کفر کے فتویٰ دینے والے بھی کفر جاوینگے اور  
اپنے اپنے اعمال لیکر خدا کے سامنے حاضر ہونگے و انی لا اعلم ما یفعل  
بی و ما یفعل بہم و لکنی ارجر رحمۃ ربی انہ ہوارحم الراحمین اور  
پارچہ ان سب حوادث کے آسمان اور زمین ویسے ہی ہیں جیسیکہ  
تھے تو ضرور کوئی پوچھنے والا پوچھے سکتا ہی اانتہم اعدا خلقا  
ام السماء مگر اُس سے یہہ مراد لینی کہ ہم مٹی کے ہیں اور آسمان  
لڑھے کا اس تیز ہریں صدی کے مولویوں کے سوا جو مکہ معظمہ و مدینہ  
منورہ سے بھی نگر کا تھنہ لانے والوں کے یار غار ہیں اور کس سے ہوسکتا  
ہی وانا ارض اموی و اموم الی اللہ ان اللہ بصیر العباد \*

ساتواں لفظ ”اسماک“ کا ہی خدا نے فرمایا کہ وہی تمام  
رکھتا ہی آسمان کو زمین پر گرنے سے کسی صاف اور سیدھی بات ہی  
ہم آسمان کو ایک گنبد کی جہت کی مانند دیکھتے ہیں اور یہہ بھی  
دیکھتے ہیں کہ وہ توہی ہوئی ہی اور ہم پر کوئی نہیں اسی خیال  
کے موافق اگر ایک فص مراب اول کہے کہ کسی صاحب قدرت نے آسمان  
کو زمین پر گرنے سے تمام رکھا ہی تو اُس کا یہہ کہنا بالکل سچ اور  
صحیح ہی یا نہیں اگر صحیح ہی تو خدا کا یہہ کہنا بھی کہ مینے  
آسمان کو زمین پر گرنے سے تمام رکھا ہی صحیح ہی اس قول پر  
اپنی طرف سے زیادہ چاہیئے لگانے کہ آسمان پر فرشتے رہتے ہیں اس  
لیئے ضرور ہی کہ وہ سخت و صلب ہو تاکہ فرشتے اُسپر تک سکیں  
اور جبکہ وہ سخت و صلب نہ ہوا تو ضرور ہی کہ اُسکا لڑھے کے پتروں کا  
سا جسم ہو اور جب وہ ایسا ہوا تو ضرور ہی کہ ہرجھل اور ثقیل  
لانہوں نوروں پدموں بے انتہا من کا ہو مصلح لغو اور واہیات بات  
ہی اور قرآن مجید کے اسلوب بدیع کے بالکل مخالف ہی \*

آٹواں لفظ ”بنا“ کا ہی اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ فرمایا ہی  
کہ میں نے آسمان کو پیدا کیا بلاشبہ وہی خالق ہی بنا کا لفظ اور  
خاق کا دونوں ہم معنی یا ہم مراد ہیں اور اس سے انکار کرسکتا  
ہی نہ خدا نے آسمان کو نہیں بنایا بلاشبہ ہمکو دکھائی دیتا ہی کہ  
ہمارے نیچے ایک مصلح ہی جس میں ہزاروں لاکھوں گیاس اور  
میگنٹ کی روشنی سے بھی عمدہ روشنی کے مصابیح روشن ہیں وہ  
ایسی خوبصورت ہمکو دکھائی دیتی ہیں جیسیکہ ہار کی ہانڈیوں  
اور فانوسوں میں میگنٹ کی روشنی ہو وہی ہی پس یہہ حال جو  
ہمکو آنکھوں سے دکھائی دے رہا ہی اُسکو خدا بتلاتا ہی کہ میں نے  
آسمان کو تمہارے نیچے مصلح بنایا ہی کمبختوں میری عبادت کر میری  
وحدانیت کا اقرار کرو میرے رسول کی تابعداری کرو جو کوئی میرا اور  
میرے رسول کا اقرار کرے اُسکو کافر مٹ کھو نہ مانو تو جہنم میں  
جاؤ پس خدا کے نلام کا تو اسقدر مطالب ہی آگے اُسپر چاہیئے لگانے  
اور کہنا کہ جب بنا کا اطلاق ہوا ہی تو ضرور اُسکی بنیاد کردہ قاف پر



اکثر مفسرین نے بھی اس آیت کی تفسیر ہمارے قول کے مطابق کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ہماری سموات کا اطلاق بادلوں پر کیا ہے اور انہوں نے اس نہایت چھٹ پر جو ہم کو دکھائی دیتی ہے چنانچہ ہم اُسکو تفسیر کیلئے یہ نقل کرتے ہیں \*

قال الاسام فی القول الثالث وهو قول ابن عباس و اکثر المفسرین ان السموات والارض کائتا رتقا بالاستواء والصلابة ففتق الله الاسماء بالطر والارض بالنبات والشجر ونظيرة قوله تعالى والسماء ذات الارجح والارض ذات الصدع ورجعنا هذا الرجوع على ما يروى في قوله بعد ذلك وجعلنا من ادم كل شيء حي و ذلك لا يخلق الا للامام تعلق بما تقدم ولا يكون كذلك الا اذا كان المراد ما ذكرنا فان قيل هذا الرجوع مروج لان الهمز لا ينزل من السموات بل من سماء واحد وهي سماء الدنيا قلنا انما اطلق عليه لفظ الجمع لان كل قطعة منها سماء كما يقال ثوب اخلاق و برمة اشارة واعلم ان على هذا التأويل يبرز حمل الرواية على الابصار " يعني امام نضر الدين رازي نے تفسیر کیلئے میں اس آیت کی تفسیر تیسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ ابن عباس کا اور اور یہ ہے مفسرین کا یہ قول ہے کہ آسمان و زمین نسبت سبقتی اور ہند ہونے کے منہ ہند تھے پھر منہ کہولا اللہ تعالیٰ نے آسمان کا منہ سے اور زمین کا نیابت اور درخت ارگائے سے اور اسی کی مانند خدا کا یہ قول ہے قسم ہے پھر نے والے یا پرستہ والے ہادل کی اور ارگائے والی پہاڑ والی زمین کی اور اس وجہ کو تمام رجوع پر ترجیح دی ہے خدا تعالیٰ کے اس قول کی دلیل سے جو اسی کے بعد ہے کہ کیا ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ اور اس آیت کا پہلی آیت سے جب ہی جوڑ ملتا ہے جبکہ پہلی آیت کو پانی سے کچھ تعلق ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ رجحان ضعیف ہے اسلیئے کہ منہ آسمانوں سے نہیں آتا بلکہ ایک آسمان سے جو دنیا کا آسمان ہے اور ترقا ہے تو اسکا جواب ہم یہ دینگے کہ دنیا کے آسمان پر جمع کا صیغہ اسلیئے بولا گیا ہے کہ اُسکا ہر ایک تکرار آسمان ہی جس طرح کہ عرب ہوا تھے ہیں ثوب اخلاق اور برمة اشارة اب یہ بات بھی جائز چاہیئے کہ اس قاریل پر جائز ہے کہ روئے کے لفظ کے معنی آنکھوں سے دیکھنے کے تھے جاویں \*

قسم پنجم میں جو آیتیں لکھی ہیں انکے الفاظ و معانی کی تشریح انہی کے ساتھ ہے پس اب کوئی لفظ آیات قرآنی میں میزوری دانست میں ایسا نہیں رہا جسپر بحث کرکار ہو \*

اب میں اپنے اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہوں اور پھر کبھی فرصت میں انشاء اللہ تعالیٰ نسبت احادیث کے جو اس باب میں ہیں بحث کیجاویگی و اللہ المستعان \*

والسلام  
سید احمد

اول تو یہ کہنا کہ عدم فیہ مطلق ہے نہایت غلطی ہے عدم معنی نہ کبھی موجود تھا اور نہ کبھی موجود ہوگا پس اسی چیز جو کبھی موجود ہے نہیں ہو سکتی اُسکی نسبت یہ کہنا کہ مطلق ہے یا غیر مطلق معنی قہائی ہے باقی رہا عدم ممکن جسکو عدم الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ موجود رہتی ہوتا ہے اور جب موجود ہو تو وہ بلاشبہ مطلق ہے پس جو حقیقت آسمان کی ہونے بیان کی اُس پر معلوم غیر موجود ہونے کا اطلاق نہیں ہو سکتا بلکہ معلوم الجسم ہے کہ ہیں اور شی مطلق کے لئے یا جس پر مطلق ہونے کا اطلاق ہوتا ہے اُس کا مجسم ہونا ضرور نہیں ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیات حالانکہ موت اور حیات کوئی ہے جسمانی نہیں ہے پھر فرمایا ہے کہ خلق اللیل والنہار و جعل الظلمات والنور حالانکہ رات ظلمت یعنی عدم النور کا نام ہے اور نیک و نهار یعنی رات دن اور نور و ظلمت دو قر جسمانی نہیں ہیں پس خلق کا لفظ نسبت سموات کے ہمارے کلام کے منافی نہیں ہے \*

استوا اور خلق دو قر کی مراد واحد ہے قول امام فی تفسیرہ ثم استوى الى اسماء كناية عن ايجاد السماء والارض يعني استوا کے لفظ سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا مراد ہے \*

تیسرا لفظ "رتق و فتق" قابل بحث ہے ہم نے اسی آیت کے ساتھ شاعر و لکھنوی صاحب اور شاعر عبدالقادر صاحب کا ترجمہ مع تفسیر کے لکھ دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دو قر ہمارے کلام کے منافی نہیں ہیں — ہمارے نزدیک تو اس مقام پر سموات بادلوں سے مراد ہے جن پر بسبب کثرت و تعدد کے جمع کا صیغہ بولا گیا ہے اور پڑی تائید اس کی اس بات سے ہوتی ہے کہ اسی آیت میں خدا فرماتا ہے وجعلنا من ادم كل شيء حي اور صدقات اس آیت کی ہر شخص ہمیشہ اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے ہادل آتے ہیں اور گھرے رہتے ہیں اور نہیں پرستہ پھر اللہ تعالیٰ اُن کا منہ کھولتا ہے اُن سے مینہ برستا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے کھیتی نہیں رہتی کچھ ارگائے کے قابل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اُس کا منہ کھولتا ہے سب چیز اُس میں سے پیدا کرتا ہے اور یہ سب باتیں ہمیشہ تمام ارگ دیکھتے رہتے ہیں بعض علماء اسلام نے یہود کی تقلید سے یہ خیال کیا تھا کہ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ آسمان و زمین آپس میں جمتے ہوئے تھے جس سے بدن پر کھڑی خدا نے زمین کی کھڑی کھینچ کر آسمان بنا دیا مگر یہ صرف یہودیوں کا قصہ ہے اسی کی تقلید سے اُن علماء نے قرآن کی بھی تفسیر کی تھی جن لوگوں کو خدا نے مخاطب کیا ہے وہ آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت کہاں تھے ہر وہ دیکھتے کہ آسمان زمین سے بدن کی کھڑی کی مانند جمتا ہوا تھا یا نہیں \*

بہتمام علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۱ ]

۱۵ شعبان سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی

[ جلد پنجم ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضہ کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی سوائے جاویں \*

### إطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا \* جن درستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۸۹

## دافع البہتان

جناب حضرت سیدالہاج مولانا مولوی حاجی علی بخش صاحب پھار سب آرڈیفٹ جج گورنمنٹ نے ایک کتاب مسماۃ یہ تائید الاسلام تھریز فرمائی ہے جس میں مجتہد پر بہت سے اہام کیئے ہیں اگرچہ میں ایسی باتوں کی نسبت کچھہ پررہا نہیں کرتا مگر بہت سے دوست بچد ہیں کہ جن عقاید کو جناب سیدالہاج نے اتہاماً تمہاری طرف منسوب کیا ہے انکی نسبت بلا بھت و استدلال صرف اتنا لکھدو کہ حقیقت میں وہ تمہارا عقیدہ ہی یا تم پر اتہام ہی پس میں انکے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ مجموعہ موجودہ اسلام مخاطب یعنی میرے نزدیک قطعاً باطل ہے یہہ بعض اہام ہی میرا یہہ عقیدہ نہیں ہے میں نے ایک مقام پر جہاں یہہ بھت کی ہے کہ مذاہب مختلفہ میں کونسا مذہب سچ ہو سکتا ہے اور بعد ایک انبی تقریر کے بیان کیا ہے کہ مذہب اسلام کے سوا اور کوئی مذہب سچ نہیں ہو سکتا وہاں میں نے لکھا ہے کہ اسلام سے میری مراد یہہ مجموعہ احکام نہیں ہے کیونکہ اُس میں احکام منصوصہ اور اجتہادات اور قیاسیات سب شامل ہیں جن میں خطا کا احتمال ہے اس مقام پر میری مراد مذہب اسلام سے صرف احکام منصوصہ ہیں پس یہہ کہنا کہ مخاطب کے نزدیک مجموعہ موجودہ اسلام قطعاً باطل ہے کیا غلط اور کتنا بڑا اتہام ہے \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ مجموعہ اسلام مخاطب یعنی میرے نزدیک خلاف مرضی الہی ہے \*

نمود بالہ سے هذه الكلمات کبرت فامة تخرج من افواههم ان بفولون الادب — میرے نزدیک کوئی مذہب سوائے مذہب اسلام کے مطابق مرضی الہی کے نہیں ہے \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ احکام معاد پر اعتقاد لانا اور صحیح جاننا مخاطب کے نزدیک مانع ترقی ہے \*

لعلہ خدا کی ہر آسپر جسے یہہ لکھا ہو اور جسکا یہہ اعتقاد ہو میں نے یہہ لکھا ہے کہ جب اس سچے مذہب (یعنی اسلام) میں بھی اگر خیالات اور بد تعصبات ملجاتے ہیں تو وہ ریساہی انسان کی ترقی کا ہارچ ہرجاتا ہے کجا یہہ لفظ اور لکھا وہ عقیدہ جو سیدالہاج نے میری نسبت لکھا ہے جس وقت اُنہوں نے یہہ کتاب لکھی ہے شاید خرد انکو احکام معاد پر یقین کہ تھا کیونکہ اگر یقین ہوتا تو وہ ضرور خیال فرماتے کہ مرقا بھی

ہی خدا کے سامنے جاتا ہے میں کیونکر ایک شخص پر ایسا اتہام دروں \*

جناب سیدالہاج نے ارقام فرمایا ہے کہ معجزات انبیاء کے اعتبار سے مجرد نبی کے قول پر یقین لانا مخاطب کے نزدیک باطل ہے \*

اس عبارت کا مطلب شاید مصنف ہی سمجھیں تو سمجھیں اور کوئی تو سمجھہ نہیں سکتا مگر صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ جناب سیدالہاج میرے آرٹیکل کا جو مطلب سمجھے ہیں وہ غلط سمجھے ہیں میں نے اُس آرٹیکل میں صرف صرف عقل ثابت کیا ہے \*

جناب سیدالہاج نے ارقام فرمایا ہے کہ ایچان شریعت مخاطب کے یعنی میرے نزدیک ضرور ہے \*

لعلہ اللہ علی قایلہ و علی معتقدہ میرے اعتقاد میں شریعت حلقہ محمدیہ خاتم شریعت ہے جیسیکہ مصنف صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہیں \*

جناب سید الہاج نے ایک فقرہ میں پانچ اہام میری نسبت کیئے ہیں — ایک ابداع سواد اعلم و اتفاق جمہور مخاطب کے نزدیک باطل ہے — دوم — کسی عالم کے قول کا اعتبار نہیں نہ سند لائی چاہیئے — سوم — مسلمات مذہبی سے انکار کرنا نہ بدعت ہے نہ نکر ہے — چہارم — تسلید ایماہ اربع کی طلسم و ضلالت ہے — پنجم — فقہ و حدیث پر اعتماد لانا بیجا ہے \*

یہہ سب کچھہ جو لکھا ہے سب غلط ہے اور تمام تر مضامین کو

تصریف کیا ہے فریل الذین یکتبوں اکتاب ہایدیم ثم یقولون هذا من عند اللہ وہ لکچر جو آزادی رائے پر ہے اور جسکی تصریف جناب سید الہاج نے فرمائی ہے اُس کا مطلب سمجھنے کو ابھی مدد چاہیئے پس اسقدر لکھنا کافی ہے کہ جناب سید الہاج کا یہہ استدلال غلط ہے وہ مطلب نہیں سمجھے یا دانستہ تصریف کی ہے \*

جناب سید الہاج نے پھر ایک فقرہ میں دو اہام کیئے ہیں — ایک جو مسئلہ شریعت تہذیب و مصلحت مخاطب کے خلاف ہو باطل ہے — دوم — خصوصاً کثرت ازدواج — سوم — و استرقاق \*

پہلا اور دوسرا امر بعض بہتان ہے میرے عقیدہ میں کوئی مسئلہ شریعتی تہذیب کے خلاف ہے ہی نہیں اور جس تعدد ازدواج کی نسبت شروع میں اجازت ہے وہ عین تہذیب ہے اور شہرت رانی کے لیئے شرع کو قبیح بنانا بہانہ کی مانند ہوتا ہے \*

تیسرا امر البتہ کسیقدر صحیح ہے یہہ تو اثر علماء متقدمین

ہی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت کریمہ ذما منا بعد و اما دنا سے استرقاق

مگر جناب سید الحاج یہہ نہیں سمجھتے کہ جس قدر نیک عادتوں اور حسنات ہیں وہ نیچر یعنی فطرت اللہ کے برخلاف ہیں ہی نہیں کیا جناب سید الحاج عادت خلاف فطرت کو حسن سمجھتے ہیں !!!

وہ میرا قول نقل کرتے ہیں کہ مذہب خدا کا قول اور فطرت خدا کا فعل ہی دونوں ایک ہیں \*

کیا جناب سید الحاج کو اس میں شک ہی کیا اُن کے نزدیک خدا کہتا کچھ ہی اور کرتا کچھ ہی !!!

جناب سید الحاج میرا قول نقل کرتے ہیں کہ طریقہ لباس و اکل و شرب و اخلاق و عادات ایسی اختیار کرنی چاہئیں جس سے تہذیب یافتہ قوموں کی نظر میں حقارت نہ ہو \*

کیا جناب سید الحاج کی خواہش اسکے ہی خلاف ہی کیا اپنی قوم کو تمام تہذیب یافتہ قوموں کے سامنے حقیر و ذلیل رکھنا چاہتے ہیں کیا اُنکی مرضی ہی کہ مسلمان ہمیشہ ذلیل رہیں اور تہذیب یافتہ قوموں کی نگاہ میں اُنکی کچھ قدر و عزت نہر !!!

جناب سید الحاج میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ میں ترقی فرمائی کر دیگر حسنات پر ترجیح دیتا ہوں، دل و جانم ندائے ایں الزام جناب سید الحاج باد بلا شبہ میرا یہہ عقیدہ ہی یہی مسلک ہی اور یہی قول ہی اور خدا اسی قول پر میرا خاتمہ کرے کہ بعد اداے فرایض کے کوئی عبادت قومی پہلائی میں کوشش کرنے سے بہتر نہیں ہی اللہم احینا علیہ و امتنا علیہ آمین ہاں ابتداء خورد فرض نفس کے بندے قومی پہلائی میں کوشش کرنیکو پیمائندہ سمجھتے ہیں \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے توہین حرمیں شریفین کی ہی اور اُسکے نبوت پر میرا یہہ قول نقل کیا ہی کہ خواجه سرا روضہ متبرکہ رسالت مآب صلعم پر اور خانہ نعیمہ پر متعین کیئے ہیں اور یہہ ہیئے کے پیرئے مسلمان اُسکو ہام انتصار جلاتے ہیں \*

فاطرتن انصاف کوینکہ کہ اس نعرہ سے توہین حرمیں شریفین استنظام کرتا جناب سید الحاج کے علم و اجتہاد اور دیانت اور دینداری کا کیسا برا تبوت ہی کیا یہہ استنباط دیدہ و دانستہ اتہام نہیں ہی مسلمانوں میں خواجه سراؤں کا روح اسلام کو داغ لگانے والا ہی کیونکہ سراے مسلمانوں کے اور کسی قوم میں یہہ رواج نہیں ہی یہو جو فعل نہ حرام و ممنوع شرعی ہی اُسکے مرتکب ہوتے ہیں اور پھر اُنہی لوگوں کو حفاظت روضہ مطہرہ اور خانہ نعیمہ پر متعین کرتے

ممنوع ہی مگر وہ علماء اُس کو منسوخ مانتے ہیں میں منسوخ نہیں مانتا \*

جناب سید الحاج ایک دھوکہ کی عبادت میں میری نسبت واعظین و صوفیہ و علماء مدرسین پر سب و شتم کرتا لکھتے ہیں \* یہہ گول گول عبادت جس میں کل واعظین و صوفیہ و علماء داخل ہوں سید الحاج کو لکھنی مناسب نہ تھی جن سکار واعظین و صوفیہ اور علماء بدنام کن ٹیکونامی چند کی نسبت میں نے لکھا ہی اُنکی نسبت سب لکھتے آئے ہیں مولانا رزم کی مثنوی دیکھو امام غزالی کی احیاء العلوم پڑھو \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے احکام معاد مثل جنت و نار صراط و میزان و صور و حشر اجساد وغیرہ و مذاب قبر وغیرہ جو محسوسات نہیں ہیں باطل ٹھراتے ہیں \*

یہہ محض اتہام ہی میں نے ایک حرف بھی اب تک اُن کی نسبت نہیں کہا نعیم جنت و رعید جہنم پر اور بعد المعاد پر میں اعتقاد رکھتا ہوں باقی رہی ان کی کیفیات وہ ہر شخص موافق اپنے مذاق کے بیان کرتا آیا ہی چنانچہ امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم ان باتوں سے پر ہی \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ صرف فرایض پر عمل کرنا وہ بھی نیچر کے موافق ہوں کافی ٹھرایا ہی \*

اگرچہ اس میں بھی تدبیر کی ہی مگر بلاشبہ میرا اعتقاد ہی کہ جس قدر کہ فرایض مذہب اسلام میں ہیں وہ فطرت اللہ یعنی نیچر کے مطابق ہیں اور بلاشبہ صرف فرایض کا ادا کرنا اور گناہوں سے بچنا ہمیشہ میں جانے کو کافی ہی \*

جناب سید الحاج نے ارقام فرمایا ہی کہ جو عبادت خلاف نیچر ہو اُس کو میں نے باطل ٹھرایا ہی \*

اس میں بھی تعریف کی ہی کیونکہ میں نے کہا ہی کہ زہد و ریاضت کو صرف راتوں کو جاگنے اور ذکر و شغل کرنے اور نفل پڑھنے اور نفل روزہ رکھنے میں منحصر سمجھنا ( قطع نظر اس کے کہ اُن کا ایسا کرنا اور حد اعتدال سے گذر جانا قوت قدرت کے برخلاف ہی مقصود شائع ہی یا نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ عبادت سہی ) مگر اُس کے سرا اور نیک باتوں کو عبادت نہ سمجھنا جو اُن سے زیادہ مفید ہیں بڑی غلطی ہی — کیا یہہ مقصود اور کیا یہہ اتہام جو جناب سید الحاج نے بایں دہری دینداری سمجھپور کیا ہی \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ جس قدر عادات و حسنات خلاف نیچر ہوں اُن کو میں نے باطل ٹھرایا ہی \*

جو لڑائی میں قید ہوئی تھیں نکاح کیا تھا جس طرح کہ جناب سید الحاج ایہہ اہل بیت پر تہمت لگانا چاہتے ہیں اُس طرح بغیر نکاح بطور لونڈی کے کسیکو تصرف میں نہیں لائے سنی صرف اس مطلب سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا حق ہونا شیعوں پر ثابت ہو ایہہ اہل بیت پر اونٹنیوں کے تصرف کی تہمت لگاتے ہیں درحقیقت وہ ازدواج مطہرات منکوحہ اہل بیت علیہم السلام نہیں صحابہ و تابعین کی نسبت بھی کوئی کاذب بیعت اسباب کا نہیں ہی کہ قیدی مردوں کو بطور لونڈیوں کے بلا نکاح انہوں نے تصرف کیا ہو اور کچھ شہبہ نہیں کہ آیت کریمہ (اما منا بد و اما ذلک اذلالہ) ہی جو اساری کے حق میں قائل ہوئی اور جس سے غلامی ممدوم ہوگئی پس جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو اُس کی نسبت یہ کہنا کہ انبیاء و صحابہ و اہل بیت پر سب و شتم لازم کیا ہی کیسا اتہام ہی \*

جب سلطنت سلاطین کے ہاتھ آئی پھر مقتدیوں کو اور قاضیوں کو کیا تو تھا آیت اما منا بعد و اما ذلک نو منہ دیا اور ملا دو بیازہ کے قاضی بن گئے قطع نظر اس کے بعد غزوات و انفراس زمانہ خلافت عہدہ حنفی کرنسی ازبئی جہاد جانی خلاصہ واسطے اعمال کلمۃ اللہ کے تھا جس کی بندی کو جناب قاضی و مفتی نے حلال کر دیا تھا اور جس طرح کہ مکہ معظمہ میں لونڈی و غلام بیچے جاتے ہیں یہ کرنسی شرع کی رو سے جائز ہیں شریعت ممدومہ کی رو سے تو یقینی حرام ہیں \*

ہاں ایک الوم میرے اوپر ٹھیک ہی کہ میں نے برخلاف جمہور مسئلہ استرقاق کا بیان کیا ہی مگر جب میں دل سے یقین کرتا ہوں کہ خدا اور کتاب اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں اور یہ میرا یقین کامل اور نہایت پختہ ہی تو مجھ پر اس اختلاف سے کچھ گور نہیں ہی بغرض مصالح اگر میری سمجھ سے غلطی بھی کی ہو تو بھی اس اختلاف کا کچھ مضائقہ نہیں ہی کیونکہ مجھ پر کامل یقین ہی کہ ممدومی استرقاق منہر من قرانی ہی اور میں مرضی خدا و رسول کی پس ممکن ہی کہ جناب سید الحاج یا اور مسلمان کہیں کہ میں غلطی پر ہوں الا ان امور کے سبب کافر کہنا اور سب و شتم انبیاء و صحابہ و ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اتہام کرنا کچھ دیانت کی بات نہیں ہی یہ بھی یاد رہے کہ میری تحقیق میں غلامی کسی شریعت کا حکم شرعی نہ تھا نتیجہ و لا تعل ما یس اک یہ علم \*

جناب سید الحاج میرا قول نقل کرتے ہیں کہ احکام نیچر (یعنی نظریات اللہ) کبھی نہیں ٹوٹتے کا اور پھر اُس پر تدریج فرماتے ہیں کہ معہذا احکام حشر و نشر و نما و طہل تہرینکے \*

ہیں اور ان ہیٹے کے پھوٹوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرم نہیں آتی کہ آنحضرت کے حکم کے برخلاف کام کرتے ہیں اور پھر انہی کو روضہ مبارک کے سامنے لیجاتے ہیں اور حیات النبی کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں اگر غیرت اور خدا و رسول سے شرم ہوتی تو چہنی پھر پانی میں قرب کرتے مگر اُس سے بھی زیادہ تمسب ہوگو یہ ہی کہ ہمارے مقدم پیشور بہ بشارات حبیبہ سیدہ الحاج جناب مولانا علی بخش خان صاحب بہادر سب آرڈینٹ جج گورنمنٹ اور اعنی قاضی اللہ شریعت انگریز فرماتے ہیں کہ حرمت شریعت میں شواجہ سراؤں کی تعیناتی کو برا جاننا توہین حرمت شریعت ہی سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ و بحمدہ !!!

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے تعلیم دینیات کی جو مروج ہی غیر مفید ٹھوٹتی ہی اور اُس کی دلیل میں میرا یہہ قول نقل کیا ہی کہ ”زمانہ حال میں دینیات کی تعلیم بھی مسلمانوں میں مفید طریقہ ہو نہیں ہی اور کرنی عام مفید مروج نہیں ہی“ \*

اے مسلمانوں انصاف کرو کہ میرے اس قول کا یہہ مطلب ہی جو جناب سید الحاج نے نکالا ہی کیا اُنکا ایسا لکھنا اتہام نہیں ہی اور کہ ”دیدہ و دانستہ“ انہوں نے یہہ غلط نہیں لکھا ہی کچھ طریقہ تعلیم کو غیر مفید کہنا اور کچھ تعلیم دینیات کو غیر مفید کہنا \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے جو تمہید غلامی کے آرٹیکل میں لکھی ہی اُس سے سب و شتم انبیاء سابقین اور لاحقین اور صحابہ و اہل بیت و عام امت مرحومہ کی لازم آتی ہی \*

یہہ قول اُنکا محض غلط ہی قول نزول امتناع کسی فعل کے اُس فعل کے مرتکبیں کو گنہگار اور مرتکب فعل حرام کا جاننا صرف جناب سید الحاج کا عقیدہ ہی ایک زمانہ میں حقیقی بہن سے نکاح منع تھا اور بعض ایسی انبیاء سابقین میں سے اسکے مرتکب ہوئے اسبطرح حقیقی دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا منع نہ تھا متعدد انبیاء اس فعل کے مرتکب ہوئے شواب کی حرمت جب تک نہ ہوئی تھی تمام انبیاء سابقین اور اکثر صحابہ اُس کے مرتکب ہوئے پس اب اگر کوئی شخص یہہ بیان کرے کہ بہن سے نکاح کرنا حرام ہی وہ بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں لانا حرام ہی شراب پینا حرام ہی تو وہ کیا انبیاء سابقین اور صحابہ کرام پر سب و شتم کرتا ہی \*

جو کچھ میں نے نسبت غلامی کے لکھا ہی اول میں تحقیق درج ذیل کوئی چاہیئے تھی میرا یہہ عقیدہ نہیں ہی کہ کسی نبی نے انبیاء سابقین سے اور لاحقین سے جناب خاتم الانبیاء تک کسی مرد پر بغیر نکاح کے تصرف کیا ہو ایہہ اہل بیت علیہم السلام نے اُن مردوں سے

اعتراض کرنا اور کچا عالموں کی تفسیر کو غلط بتانا یا یہ کہہ کر کہ  
ہیئت جدیدہ کی تردید کسی کتاب میں نہیں ہے \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے ایڈیٹس و اسٹیل  
کو پیغمبر ٹہرایا ہے \*

مگر مجھے سے پہلے نورسہ و انوری و سعدی کو لوگ پیغمبر  
ٹہرا گئے ہیں اگر میں نے اسٹیل و ایڈیٹس کو پیغمبر ٹہرایا تو کچھ  
گناہ نہیں کیا \*

ہاں شاید جناب سید الحاج اس لیے غلط ہوئے ہونگے کہ میں نے  
جناب ممدوح کو پیغمبر نہیں ٹہرایا کیونکہ معاف فرمائیے اہلئے  
کہ میں جناب ممدوح کا مرتبہ اُس سے بھی زیادہ سمجھتا ہوں وہ تو  
پیغمبران سٹن تھے الا میں جناب سید الحاج کو عدائے بہتان و اتہام  
جانتا ہوں \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے بمقابلہ فلسفیانہ  
جدیدہ کے قرآن و حدیث کو پیکار قرار دیا ہے اور اذلہ ذلکہ شریعہ کا  
بطال بیان کیا ہے \*

لَمَّا نَالَهُ عَلَى قَائِلَةٍ وَ عَلَى مَعْتَقَةٍ وَ عَلَى مَنْ يَنْسَبُ هَذَا قَوْلُ إِلَى  
مَنْ لَمْ يَعْتَقِدْهُ وَ لَمْ يَقُلْهُ اسْمُهُ كَمَا بَسَّ هِيَ كَمَا دَلَّتْ هِيَ اِيَسَ  
اتهامات سے اور کیا نتیجہ جناب سید الحاج نے اس میں سمجھا  
ہے \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے خاتم الانبیاء صلعم  
کو نیچرول است ٹہرایا ہے \*

میں نے تو یہ لفظ نہیں کہا اور اگر جناب سید الحاج نے بطور  
تعمیر یہ لفظ جناب خاتم المرسلین کی نسبت ارقام فرمایا ہے تو  
اُس کا مظلمہ خود جناب سید الحاج کی طرف سے رہیگا کیونکہ  
سید الحاج کے ہم مشرب علماء کے فتروں سے پہلے ہی یہ ثابت  
ہو چکا ہے کہ نبی کی نسبت کلمہ تعفیر کا ہلکا قصد نقل کرنا بھی  
نفر ہے پس ایسے کلمہ کا ایجاد کر کے کہنا بطریق اولیٰ نافر ہوگا \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے مادہ عالم کو  
ارلی و ابدي ٹہرایا ہے اگر لفظ مادہ سے کوئی ہی علامہ ذات باری کے  
مراد ہے تو ایسا اعتقاد کرنے والے ہر تو میں لعنت بھیجتا ہوں اور  
اُس کو کافر سمجھتا ہوں اور اگر مادہ سے میں ذات باری مراد ہو  
(گو لفظ مادہ کا اطلاق اُس پر غلط ہوگا) جیسا کہ بڑے بڑے اکابر  
بزرگان دین اہل وجد و وحدت وجود کا مشرب ہیں تو میں کہتا ہوں  
کہ بلاشبہ خدا ازلی و ابدي ہے واللہ در من قول \*

مگر میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ جناب یہ میرا  
مطلب نہیں ہے مقصود ہے تصدیق یا عطاء غلطی فرمائی ہے حشر و نشر  
و نفا خود ٹیپر و فطرت اللہ میں داخل ہے اور جب وہ ہوگا عین  
ٹیپر ہوگا افسوس ہے کہ جناب کو نہ قرآن کے لفظ فطرت اللہ کی  
تعمیق ہے اور نہ انگریزی لفظ ٹیپر کی مگر قلم پکڑ کر جو دل میں  
آتا ہے انگریز ٹیپر فرما دیتے ہیں \*

جناب سید الحاج مجھے پر اتہام فرماتے ہیں کہ میں نے احادیث  
کی صحت کا انکار کرتا ہوں \*

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ بعض غلط اتہام میری  
نسبت ہے میں خود بیسیوں حدیثوں سے جو میرے نزدیک روایت  
و درایتاً صحیح ہوتی ہیں استدلال کرتا ہوں \*

جناب حضرت سید الحاج میری نسبت اتہام فرماتے ہیں کہ  
قواعد صرف و نحو و معنی و بیان و اصول کے موافق معنی قرآن  
و حدیث کے لینے جایز نہیں \*

بعض کذب و اتہام ہے اور لفظ ”جایز نہیں“ ایک عجیب  
لفظ ہے یہو حال میں نے اُس سے زیادہ نہیں کہا ہے جو شاہ ولی اللہ  
صاحب نے تفسیر نور الکبیر میں لکھا ہے — بلاشبہ معنی قرآن کے  
موافق معاورہ عرب اول کے لینے چاہیئیں جس زبان و معاورہ میں  
قرآن مجید نازل ہوا ہے \*

جناب سید الحاج مجھے پر یہ اتہام کرتے ہیں کہ اگر علوم  
جدیدہ میں مذہب اسلام خالک انداز ہو تو مذہب اسلام کا چہرہ دینا  
لازم ٹہرایا ہے \*

بہتان اللہ کیا داد سٹن نہی ہے ہی جناب یہ مطلب نہیں  
ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مذہب اسلام ایسا پختہ ہے کہ کتنے ہی  
علوم جدیدہ کیوں نہ پڑھیں جاویں الا مذہب اسلام سے بد اعتقادی نہیں  
ہوسکتی ہے ایسے لچر اصول مذہب کے جیسے کہ جناب سید  
الحاج نے اختیار فرمائے ہیں اور جن میں کے بڑے در اصول بہتان  
کرنا اور اتہام لگانا اور کلمہ گروس کو کافر کہنا ہی اُن کا چہرہ دینا تو  
میں لازم ٹہراتا ہوں \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے اعتراض فلسفیانہ  
قرآن شریف پر کیئے ہیں اور اُس پر میرے بیان کو بطور دلیل کے لائے  
ہیں کہ ہیئت جدیدہ کی تردید کسی کتاب میں نہیں ہے اور جو  
تفسیر عالموں نے تلفظ سے انسان کے پیدا ہونے کی لکھی ہے وہ سن  
تشریح سے غلط معلوم ہوتی ہے \*

اگر انصاف و دیانت دیکھا میں باقی ہے تو جناب سید الحاج  
منہج البہتان کے اتہام کو خیال کیا جاوے کہ کچا قرآن مجید پر



یہ تھریو جناب سید الحاج کی اتھام منھس ہی جبکہ وہ دیدہ و دانستہ اتھام کرنے پر مستعد ہیں تو اُس کا علاج کیا ہی بلاشبہ میری دانست میں جہاد جبراً مسلمان کرنے کے لئے نہیں ہی بلکہ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہی جیسا کہ میری تھریو سے ظاہر ہی \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اسلام صرف اسقدر کا نام ہی کہ خدا کو ماننا اور بندوں کے ساتھ براہری پرتنا اس پر میرا یہ قول سند لئے ہیں کہ ”سچے مذہب اسلام کا مسئلہ یہ ہے کہ خدا کو ایک جاننا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا“ اب صاحب تمیز خود غور کریں کہ جناب سید الحاج نے لفظ ”اسقدر“ کا نام ہی ”اپنی طرف سے بڑھا کر اور میرے مطلب کو تھریف کر کے کیا عمدہ داد دینداری دی ہی \*

گر مسلمان ہی میں اس کے واسطہ دارہ

و اے گر در پس امروز بود فردائی

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اہل سنت و فیرہ جو فرقہ اسلام کے ہیں سب باطل ہیں صرف ملت نیچریہ حق ہی \*

میں چاہتا ہوں کہ جناب سید الحاج ار ہم دونوں ملکر کہیں کہ اعتدالہ ملی الکذیبون اور ہمارے اور اُنکے دوست ہکار کہیں پیش باد — معلوم نہیں کہ جناب سید الحاج نے ایسی لغو اور پھوردہ باتوں سے کیا نائدہ سمجھا ہی \*

جناب سید الحاج لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک جو مسئلہ شریعہ خلاف عقل و مخالف نیچر ہو وہ باطل ہی \*

معلوم نہیں کہ جناب سید الحاج الہی راہ کیوں چلتے ہیں یہ کیوں نہیں فرماتے کہ میرے عقیدہ میں کوئی مسئلہ شریعہ حلقہ محمدیہ ملی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا خلاف عقل و خلاف فطرت اللہ یعنی نیچر کے نہیں ہی \*

توسم نہ رسی یکمبہ اے اعرابی

کیں رہ کہ تو میری بترکستان است

جناب سید الحاج فرماتے ہیں کہ میں حدیث صحیح کو اپنے خلاف دیکھ کر باطل سمجھا ہی اور شیطان سپکھنے کا کناہہ ابورہیرہ پر کیا ہی \*

جو حدیث ضعیف یا موضوع کہ جناب سید الحاج کے نزدیک صحیح ہو یہ کبھی ضرور نہیں کہ سب لوگ اُسکو صحیح سمجھیں جناب سید الحاج کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہوگی میرے نزدیک نہیں ہی اور شیطان سپکھنے کی نسبت کا جناب حضرت ابورہیرہ

فلولا و اولانا لما کان الذی کان  
فانا امید حقا و ان اللہ مولانا  
والامینہ قاعلم اذا ماقلت انسانا  
فلا تصعب بانسان فقد اعطاک یرھانا  
فکن حقاً و کن خلقاً فکن باللہ رحمانا  
وعد خلفہ منہ فکن روحاً و ریحانا  
فاملینا ما یدور بہ فینا و اعطانا  
نصار الامر مقسوماً یا یاء و ایانا  
فاحیاء الذی یدری بقلبی حیون احیانا  
و کنا فیہ اکوانا و ازمانا و احیانا  
ولیس یدایم فینا و لکن ذاک احیانا

انسوس ہی کہ جناب سید الحاج کو ان مضامین پر غور کرنے کو ایک مدت درکار تھی مگر اُنہوں نے بے سوچے سمجھے جو چاہا لکھ دیا — ولاتنف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان منہ مستورگ \*

جناب سید الحاج فرماتے ہیں کہ میں نے لکھا ہی کہ شبہہ دوسرے خدا کے وجود کا زایل نہیں ہو سکتا \*

اس کا مطلب کیا ہی آیا یہ مطلب ہی کہ میں معتقد دوسرے خدا کا ہوں تو میں لعنت بھیجتا ہوں مشرک پر اور دو اور تین یا اُس سے زیادہ خدا ماننے والے پر اور اگر یہ مطلب نہ تو جناب سید الحاج کا تھریف کر کے مطلب بیان کرنا ایک قسم کا اتھام ہی — جو تھریو کہ میں نے اُس مقام پر بیان کی ہی اُس پر ایک شبہہ وارد کیا ہی اور لکھا ہی کہ ہم ایسے شبہات پر شرما مکلف نہیں ہیں \*

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے لکھا ہی کہ اعتقادات جو خلاف نیچر ہوں باطل ہیں اور عملیات مہینہ فقہا باطل ہیں \*

جناب سید الحاج آپ اُس آرٹیکل کا جو میں نے فلسفیانہ بمقابلہ ایڈیٹس لکھا ہی مطلب نہیں سمجھے جو کچھ آپ نے لکھا ہی سب غلط ہی یہ اُس کا مطلب نہیں ہی \*

جناب سید الحاج فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک علامہ مذہب اسلام کے دوسرے مذاہب بھی سچے ہو سکتے ہیں \*

میں نہیں جانتا کہ یہ مطلب جناب سید الحاج نے کہاں سے استنباط فرمایا ہی میرا تو یہ مذہب ہی کہ مذہب اسلام ہی سچا مذہب ہی اور جو مذہب سچا ہوگا وہ اسلام ہی ہوگا \*

جناب سید الحاج فرماتے ہیں کہ جہاد سے میری مراد اُس قسم کی لڑائی ہی جیسی مثلاً جرمن اور فرانس میں ہوئی تھی نہ واسطے قائم ہونے دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے \*

صاحب نے بیجا قول دیا ہی اور عرب اول کے مٹارے کو خلاف قاعدہ  
مقررہ نہو قرآن مجید میں تسلیم کیا ہی اور اُسکو صحیح مانا ہی  
مگر مجھکو شبہہ ہی کہ جناب سیدالہاج مولانا شاہ ولی اللہ صاحب  
کو بھی مسلمان جانتے ہیں یا نہیں کیونکہ اہل ہندویوں اُنکی بھی  
تکفیر کرتے ہیں \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے اصول و فروع اسلام  
سے اپنے اختلاف کا اقرار کیا ہی \*

یہہ الفاظ تو جناب سیدالہاج کے دل کے پٹارے ہیں مگر بلاشبہہ  
اس زمانہ میں جو مسائل مسلمانوں میں رایج ہیں اُن میں سے  
چند مسائل سے مجھکو اختلاف ہی اسلیئے کہ میری دانستہ میں وہ  
مسائل خلاف شرع ہیں اصول و فروع سے اختلاف ہونا جو جناب  
سیدالہاج تحریر فرماتے ہیں یہہ محض اتہام ہی \*

اب میں اُن چند عقیدوں کا ذکر کرتا ہوں جو جناب سیدالہاج  
مولوی علی بخش خاں صاحب نے اپنی طرف سے گھڑکر لکھے ہیں اور  
اتہاماً میری طرف منسوب کیئے ہیں \*

### عقیدہ اول

جناب سیدالہاج نے اس عقیدہ کو میری طرف منسوب کیا ہی  
اور لکھا ہی کہ میں نے ایک مادہ اور ایک ذات باری دو چیزوں کو  
ازلی ٹھہرایا ہی اور لکھا ہی کہ تقدم ذات باری کا مادہ وجود عالم پر  
نہیں ہی اور پھر لکھا ہی کہ ذات باری خالق مادہ اصلی عالم کی  
نہیں ہی اور نہ اُس کے فنا پر قادر ہی \*

ان میں سے ایک بھی میرا عقیدہ نہیں ہی اور نہ میں نے کہیں  
یہہ باتیں بیان کی ہیں جو انہوں نے لکھی ہیں محض بہتان اور  
افترا ہی \*

ذات اور صفات باری کی نسبت تین مذہب مسلمانوں میں قدیم  
سے چلے آتے ہیں — ایک یہہ کہ صفات باری عین ذات ہیں —  
دوسرے یہہ کہ غیر ذات ہیں — تیسرے یہہ کہ نہ عین ہیں نہ  
غیر ہیں — میں مذہب اول کو صحیح سمجھتا ہوں اور اسبقدر  
میں نے بیان کیا ہی اور اس سے زیادہ جسطور بیان ہی وہ سب افترا  
اور بہتان ہی اور نہ وہ میرے الفاظ ہیں جو جناب سیدالہاج نے  
لکھے ہیں \*

### عقیدہ دوم

جناب سیدالہاج اس عقیدہ کو میری طرف منسوب فرماتے ہیں  
کہ ذات باری علیٰ قاعدہ وجود ہر شی کی نہیں ہی ذات ہادی تعالیٰ  
کو خالق نل ہی کہنا حقیقت میں غلط ہوجاویگا جو مجازاً صحیح  
تھوے \*

کی طرف جناب سیدالہاج نے مجھ پر اتہام کیا ہی 'خود کیا  
ہی مجھ پر لگایا ہی میں تو اس حدیث ہی کو صحیح نہیں  
سمجھتا جناب سیدالہاج نے ارقام فرمایا تھا کہ حضرت ابوہریرہ نے  
عمل آیت الکوسی کا شیطان سے سیکھا (نور باللہ منہا) اُسپر میں  
نے لکھا کہ جناب مولوی علی بخش خاں صاحب بہادر سب آرڈینٹ جج  
گورکھپور نے اپنے رسالہ شہاب ثاقب صفحہ ۲۲ میں لکھا ہی کہ  
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیطان کے شاگرد ہوئے اور عمل  
ایسا الکوسی کا اُس سے سیکھا اس عبارت کے بعد میں نے لفظ  
نور باللہ منہا کا بھی لکھا ہی جس سے ظاہر ہی کہ میں قول جناب  
سیدالہاج کو غلط جانتا ہوں اُس پر جناب سیدالہاج نے مجھ پر یہہ  
اتہام کیا ہی کہ میں نے شیطن سے سیکھنے کا کناہ ابوہریرہ پر کیا  
ہی انوسر ہی کہ جناب سیدالہاج کو ایسی باتیں لکھنے میں کچھ  
لحاظ بھی نہیں ہوتا \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرا یہہ بیان ہی کہ مادہ  
عالم منجملہ صفات باری ہی لہذا وہ عین ذات ہی اور اُسکا خالق  
اللہ تعالیٰ نہیں ہی ورنہ اولی ذات کا خود خالق ہوگا اور فنا ہونا  
مادہ عالم کا بھی متعذر ہی اور عالم پر تقدم ذات باری کو نہیں ہی  
اور ذات باری مادی ہی \*

کیا عجیب سمجھ جناب سیدالہاج کی ہی اور کیا عمدہ مقدمات  
اس میں ترتیب دیئے ہیں کہ شیخ اکبر کی روح غرض ہوگئی ہوگی  
پھر جو کچھ لکھا ہی محض غلط لکھا ہی جناب بلاشبہہ صفات باری  
اُسکی عین ذات ہیں مگر یہہ مسئلہ آپ کی سمجھ سے باہر  
ہی اس میں آپ کیوں دخل فرماتے ہیں الا اسقدر آپکو معلوم کرنا  
چاہیئے کہ جو کچھ آپ سمجھتے ہیں وہ سب غلط ہی اور جو الفاظ  
آپ نے ارقام فرمائے ہیں وہ میرے نہیں ہیں یہہ سب آپ کے دل کے  
بنائے ہوئے الفاظ ہیں ابھی تو آپ حاجی ہی ہوئے ہیں مگر جب منصور  
کے رتبہ پر پہنچائیئے گا جب میرے اُن نظروں کے معنی سمجھائیگا جو  
میں نے صفات و ذات کی معنی میں لکھے ہیں \*

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرا بیان ہی کہ نکات  
بلاغت و اشارۃ النص و دلالت النص باطل ہیں \*

غلام ہی میرا یہہ قول نہیں ہی بلاشبہہ میری سمجھ ہی کہ قرآن  
مجید کے معنی اُسی طرح پر لینے چاہیئیں جس طرح اعراب عرب  
سمجھتے تھے اور جنکی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہی یہی  
مشرّب شاہ ولی اللہ صاحب کا ہی جیسا کہ انہوں نے تفسیر نورالکبیر  
میں لکھا ہی یہاں تک کہ جو باتیں قواعد مقررہ سیوریہ و فراء  
کے خلاف قرآن مجید میں ہیں اُن کی تائید کو بھی شاہ ولی اللہ

یہہ بالکل اتہام معض ہی قانون فطرت کہی نہیں ٹوٹتا کیونکہ جو کچھ خدا کرتا ہی وہی قانون فطرت ہی \*  
نیچر ایک انگریزی لفظ ہی اور وہ تھیک تھیک مرادف ہی لفظ فطرت الہی اور قانون قدرت کے ابھی بہت مدت چاہیئے کہ جناب سید الحاج ان لفظوں کے معنی سمجھیں \*

### عقیدہ ششم

میری ایک تقریر کا جناب سید الحاج نے یہہ نتیجہ نکالا ہی کہ دوسرا علت الہی کسی دوسرے عالم کا محتج عقلی نہیں ہی \* اس میں یہی جناب سید الحاج نے تشریف کی ہی اور مطلب کر اُلٹا بیان کیا ہی میں نے بیان کیا ہی کہ مذہب اسلام کا عقیدہ یہہ ہی ”کہ وہ ہستی جس کو ہم الہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی مثل اُس کے دوسری ہستی نہیں اور اُس کے ثبوت میں ایک تقریر کی ہی اور ایجاد عالم سے اُس پر استدلال کیا ہی اور پھر تسلیم کیا ہی کہ اس تقریر پر وہ شبہہ جو ابن کمونہ کا ایک مشہور شبہہ ہی اور جس کے حل کرنے میں بڑے بڑے علما عاجز رہے ہیں وارد ہوتا ہی مگر وہ ایک خیالی اور ذہنی شبہہ ہی اور یقین دلانے کو کافی نہیں اور مذہب اسلام میں ایسی باتوں پر تکلیف نہیں ہی لکھا یہہ تقریر اور کجا وہ اتہام جو جناب سید الحاج نے کیا ہی ایسے لفظوں سے جو ٹھیک دل سے نہیں نکل سکتے \*

### عقیدہ ہشتم

اس عقیدہ میں میری نسبت متعدد اتہام خالص ملط کر کے اُنہوں نے جمع کیئے ہیں اس لیئے ہم قرآنہ قرآنہ کر کے اُس کی تفصیل کریں گے \*  
قرآنہ ”سرائے عقل کے کوئی رہنما نہیں — بے شک عقل رہنما ہی اور اسلام اور فکر میں جو تمیز کرنے والی ہی وہ بھی عقل ہی جناب سید الحاج نے اس کتاب میں عقل سے کام نہیں لیا اسی واسطے غلطی میں پڑے اور اگر دہدہ و دانستہ اتہام کیا ہی تو یہی عقل سے کام نہیں لیا \*

قرآنہ ”حسن و قبح تمام اشیاء اور احکام کا عقلی ہی نہ شرعی — متقدمین اہل اسلام کے اس کی نسبت در مذہب ہیں — ایک یہہ کہ حسن و قبح تمام چیزوں کا عقلی ہی — دوسرے یہہ کہ شرعی ہی میرے نزدیک بلا شبہہ پہلا مذہب صحیح ہی \*

قرآنہ ”لہذا باوجود قانون قدرت کے یعنی نیچر کے ہمیشہ انبیاء کی ضرورت نہیں ہی — غالباً یہہ عقیدہ اور یہہ سمجھہ خود جناب سید الحاج کی ہرگی کہ میرا یہہ عقیدہ ہی نہ میں نے یہہ کہا بلکہ ہمیشہ انبیاء نیچر کی در سے ضروری ہی \*

جناب سید الحاج نے مجھے پر یہہ سب اقترا اور بہتان کیا ہی میرا یہہ عقیدہ نہیں ہی میں نے صرف اس قدر لکھا ہی کہ ذات باری تمام کائنات فی علت الہی \*

### عقیدہ سوم

جناب سید الحاج نے اتہاماً میرا یہہ عقیدہ قہرایا ہی کہ مادہ عالم کا قیامت کے روز فنا ہو جانا محتج بالذات ہوگا و کل من علیہا فان صحیح نہ ٹھہریگا \*

جناب سید الحاج نے معض اتہام کیا ہی میرا یہہ عقیدہ نہیں میں نے لکھا ہی کہ اگر تمام موجودات کے موارض ترمیم یا شخصیت معلوم ہو جاویں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابل عدم ہوگا و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ ذل من علیہا فان و یبقی وجہہ ربک ذوالجلال و الاکرام اس قول کی حقیقت جناب سید الحاج نہیں سمجھے اُن کو شیخ اکبر کی کتابیں پڑھنی چاہیئیں اور مسئلہ وحدت وجود کو سمجھنا چاہیئے جب سید اکبر کے قول کو سمجھیں گے \*

### عقیدہ چہارم

یہہ جناب سید الحاج نے اس عقیدہ کا میری نسبت اتہام کیا ہی کہ ذات باری مادی ہی یا یوں کہو کہ مادہ اور غیر مادہ سے مرکب ہی یا محل مادہ کا ہی \*

انوس ہی کہ جناب سید الحاج کو بہتان پر بہتان لگانے میں کچھ لحاظ نہیں ہوتا میرا یہہ عقیدہ نہیں ہی بلکہ ایسا اعتقاد رکھنے والہ کو میں کانر سمجھتا ہوں \*

### عقیدہ پنجم

بلا شبہہ میں ذات اور صفات باری کی مینیت کا قائل ہوں مگر اس عقیدہ میں جناب سید الحاج نے یہہ نتیجہ اپنی طرف سے نکالا ہی کہ یہہ کہنا غلط ٹھہریگا کہ مفہوم صفات کا باہم متمیز اور متغایر ہی اور اس صورت میں حقیقت عالم و قدرت وغیرہ متعدد الحقیقت ہوتی مگر یہہ سمجھہ خود اُن کی ہی میری نہیں وہ مسئلہ مینیت ذات و صفات کو سمجھے ہی نہیں اس کا علاج یہہ ہی کہ کسی سے سیکھیں فاسنور اہل الذکر انکم لا تعلمون \*

### عقیدہ ششم

جناب سید الحاج نے بغیر سرجے سمجھے اس الفاظ سے میرا عقیدہ بیان کیا ہی کہ ذات باری کو قانون فطرت کے توڑنے یا تبدیل اور تغیر کرنے پر اختیار نہیں ہی بلکہ محتج بالغیر ہو گیا ہی \*

فطرت کے گزرنے والے ہیں حالانکہ وہ قانون فطرت کے پورا کرنے والے ہیں۔ اور یہ بھی غلطی کی ہی جو یہ لکھا ہے کہ اگر معجزات انبیاء مان لیئے جائیں تو تمام عقلیات کے خلاف اقرار کرنا پڑتا ہے حالانکہ یہ معض فلما ہی \*

قرآن ' لامعائن انبیاء کو اسقدر سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیچرل اسک حکیم تھے بلکہ سب سے زیادہ معتمد رسول اللہ صلعم نیچرل فیض کے جاری کرنے والے تھے اور اسی ہونا اسی واسطے تھا کہ سوائے نیچر کے اور کسی طرح کا میل نہوتے پادے۔ معلوم نہیں جناب سید الحاج نے الفاظ نیچر اور نیچرل اسک کس ارادہ سے لکھے ہیں اگر ان الفاظ سے اُن کا ارادہ انبیاء کی شان میں اور جناب رسول خدا صلعم کی شان میں کچھ حقارت کرنے کا ہی تو اُس کے معجم اور گنہگار عہد جناب سید الحاج ہیں میں اُس سے بڑی ہوں انبیاء کو میں نیچرل اسک حکیم نہیں کہتا مگر بیشک وہ اُس فیض کے جاری کرنے والے ہیں جسکا ذکر خدا نے فرمایا ہے طربت اللہ الی فطرت الناس علیہا۔ میں تو پیشہ پر میں اور نیچرل اسک حکیم میں ایسا فرق سمجھتا ہوں جیسا کہ راسی اور فہم میں میرے اعتقاد میں خلقت انبیاء کی دیگر انسانوں سے ایک نوع جدا گانہ ہے بشر صرف اُس کی جنس ہی اور صاحب الوہی ہونا اُسکی نصل ہی اور یہ ایک ملکہ ہی جو خلقت انبیاء میں پیدا کیا ہے جس طرح کہ حیوان اور انسان میں طاق نصل ہی اسی طرح انسان اور انبیاء میں ذوالوہی ہونا نصل ہی کیا قال اللہ تعالیٰ بلسان نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام انپشر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد پس ایسے شخص کی نسبت (جسکا اعتقاد نسبت انبیاء وہ ہے جو جناب سید الحاج کے وہم و گمان میں بھی گنہگار ہوگا اور غالباً اب بھی جناب مدوح اس نکتہ کو نہ سمجھینگے کیونکہ اس نکتہ کے سمجھنے کو ذر سینہ معتمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی ملنی چاہیئے جب سمجھ میں آتا ہے (کیسا بہتان اور کتنا بڑا اتہام ہے بلاشبہ رسول خدا صلعم کے اُسی ہونے میں بڑی حکمت ہے تھی کہ خاص ذات باری کا فیض پہنچے نہ اور کسی کا مگر اس فیض کا لطف کا ٹپشی نہ دانی \*

#### عقیدۃ فہم

اس عقیدہ میں بھی میری نسبت مستحضر اتہام بد تعریف مراد جناب سید الحاج نے ارقام فرمائے ہیں جنکو میں بیان کرتا ہوں \*

قرآن ' ملانکہ سے مراد قرآن انسانی ہیں۔ میرا یہ قول ہی کہ ملک کے لفظ کا قرآن انسانی پر بھی اطلاق ہوا ہے اور میں نے کسی ایسے وجود کا حرم قرار انسان کے ہو اور ملک کا اطلاق جس پر کیا جاوے انکار نہیں کیا ہے \*

قرآن ' لاکھوں نیچرل اسک موجود ہیں اور وہ عہد پیشہ پر ہیں۔ میرا تو یہ عقیدہ نہیں ہے شاید جناب سید الحاج اُن کو پیشہ پر جانتے ہوئے \*

قرآن ' لندن کے پیشہ پر میں ایتیس اور اسٹیل تھے ' جس طرح کہ کسی شخص کامل کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ خدا کے مشق ہی یا پیشہ پر مشق ہی جیسیکہ اس شعر میں ہے۔

در نظم سنہ نس پیشہ پر اللہ

فرہوسی و اثری و سعدی

اسی طرح ایک مقام پر میں نے اسٹیل اور ایتیس کو لندن کے پیشہ پر کہا ہے مگر جو کہ جناب سید الحاج عقل کو رہنما نہیں سمجھتے اس لیے وہ سمجھ گئے کہ وہ سچ سچ کے پیشہ پر ہیں جو خدا کی طرف سے مذہب لاتے ہیں یا دانستہ اتہام کیا ہے \*

قرآن ' اس صورت میں ختم ہونا فطرت کا فیی آخر الزماں پر صحیح نہرگا \*

یہ عقیدہ کفریہ میرا کو نہیں ہے کیونکہ میں تو تقلید موجودہ کو بھی ترک فی الذہن سمجھتا ہوں مگر غالباً جناب سید الحاج کا یہ عقیدہ ہوگا کیونکہ وہ تقلید موجودہ یعنی ترک فی الذہن کو جائز سمجھتے ہیں فرضاً جو امر میری نسبت جناب سید الحاج نے منسوب کیا ہے میں تو کہتا ہوں لعنہ اللہ علی قایاد و معتقدہ آمود ہی کہ جناب سید الحاج فرماویں کہ پیش پاد \*

#### عقیدۃ فہم

اس عقیدہ کے اتہامات کو بھی ہم قرآن قرآن کریم بیان کریں گے \*

قرآن ' قانون فطرت یعنی نیچر کے خلاف کوئی امر ظہور میں آنا ممکن نہیں ہے لہذا معجزات انبیاء پر یقین لانا صحیح نہرگا۔ یہ قول جناب سید الحاج کا معض فلما ہی جو شخص کہ فطرت اللہ اور قانون قدرت اور نیچر کے معنی ہی نہ جانتا ہو اُس کو خلل در معقولات کیا ضرور ہے جناب سید الحاج نے عہد اپنی غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ معجزات انبیاء خلاف فطرت اللہ یا خلاف نیچر ہیں حالانکہ کوئی معجزہ کسی نبی کا خلاف نیچر اور خلاف فطرت اللہ نہیں ہے صرف نبوت اُس کے وقوع کا درکار ہے اور جب ثابت ہو کہ نلی امر واقع ہوا تو بلاشبہ اُس پر یقین کیا جاوینگا اور یہ بھی یقین کیا جاوینگا کہ فطرت اللہ یعنی نیچر کے مطابق ہی کہ اُس کی ماہیت ہماری سمجھ میں نہ آوے کیونکہ ہزاروں کام نیچر کے ایسے ہیں جنکی ماہیت ہماری سمجھ سے باہر ہے سید الحاج صاحب نے بڑی غلطی کی ہے جو یہ لکھا ہے کہ سب باتیں یعنی معجزات انبیاء قانون

جناب سید الحاج جو چاہیں اُس کا نام رکھیں آئینہ دیکھ کر منہ  
چرانے سے کسی دوسرے کا نقصان نہیں ہی \*

### حقیقۃ کا دوازدہم

اس عقیدہ میں جناب سید الحاج نے تین باتیں میوئی نسبت  
کہی ہیں ایک یہ کہ قرابت اور العیال پر مضبوط اعتقاد ہی — اس  
لفظوں کے معنی میں نہیں سمجھا اگر یہ مطلب ہی کہ جیسا قرآن  
مجید میں اُن پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہی ایسا اعتقاد ہی تو یہ  
صحیح ہی اور اگر کوئی اور معنی اُنہوں نے قرار دیتے ہیں تو غلط ہی —  
دوسری تعریف لفظی اُن میں نہیں ہوئی — ہاں یہ سچ ہی  
میں تعریف لفظی کا قائل نہیں بلکہ تعریف معنوی کا قائل ہوں  
مگر محمد اسماعیل بخاری بھی تعریف لفظی کا قائل نہیں — تیسرے  
اور وہ سب صحیح اور درست ہی — اگر اس سے یہ مطلب ہی  
کہ بیابان میں جو کچھ لکھا ہی وہ سب صحیح اور درست ہی تو تو  
جناب سید الحاج کا یہ اتہام ہی اور اگر اور کچھ مطلب ہو تو وہ  
میں سمجھا نہیں \*

### حقیقۃ کا سیزدہم

اس عقیدہ میں نعیم جنت اور وعید دوزخ کو بیان کر کر میرا یہ عقیدہ  
لکھا ہی کہ یہ سب چیزیں اپنی حقیقت پر مشمول نہیں ہیں —  
جناب سید الحاج کے نزدیک اگر حور کی یہی حقیقت ہی جیسیکے ایک  
خوبصورت رنڈی اور غلام کی یہی حقیقت ہی جیسیکے ایک خوبصورت  
لڑکا تو تو بلا شبہ میں کہتا ہوں کہ اس حقیقت پر وہ مشمول  
نہیں ہیں اور اگر اور کوئی حقیقت ہو تو اُس کو جناب سید الحاج  
نے بیان نہیں کیا میرا اعتقاد نعیم جنت کی نسبت اور علیٰ ہذا القیاس  
وعید جہنم کی نسبت یہ ہی کہ لایعین رأی ولا أذن سمع ولا خطر  
علی قلب بشر \*

قرآن 'علوم عقلیہ کے خلاف کوئی حکم معاد قابل تسلیم نہیں ہی —  
اس قول میں بھی اُلٹی راہ چلے ہیں میرے نزدیک کسی حکم معاد  
کی صحت پر امتناع عقلی نہیں ہی \*

### حقیقۃ کا چھارٹھم

جناب سید الحاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرا یہ عقیدہ ہی کہ ہندو  
اپنے ہو فعل کا مختار ہی مسئلہ بین العجب والاختیار کا خلع ہی —  
اس مطلب کو بھی ہکا کر بیان کیا ہی بیشک میرے نزدیک بین العجب  
والاختیار تو کوئی چیز نہیں ہی بلکہ انسان اپنی جبلت اور قدرت  
میں مجبور اور اپنی قدرت میں مختار ہی خدا کرے کہ اُن لفظوں کا  
مطلب جناب سید الحاج سمجھے ہیں \*

قرآن 'شیطان کا وجود نہیں — میں شیطان کے وجود کا قائل ہوں  
مگر انسان ہی میں وہ موجود ہی خارج عن الانسان نہیں اگرچہ میرا  
ارادہ ہی کہ میں اس عقیدہ سے رجوع کروں کیونکہ اس زمانہ میں  
یہ ہے شیطان مجسم دکھائی دیتے ہیں مگر مشکل یہ ہی کہ اور  
اکابر بھی وجود شیطان خارج عن الانسان کے متکر ہیں مولانا روم  
فرماتے ہیں —

نفس شیطان ہم ز اصل واحدے

بود آدم را حسود و ساجدے

### حقیقۃ کا یازدہم

اس عقیدہ میں عجیب خلط مبعث کیا ہی اور ایسا معلوم  
ہوتا ہی کہ گریا تصدأ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہا ہی مگر ہم  
اُن کے قولوں کو نقل کرتے ہیں \*

قرآن 'بغیر لحاظ اصول تفسیر اور بدین اعتبار اقوال جمہور  
مفسرین و شان نزول کے قرآن کے معنی اپنی راے سے نہ چائے ہیں —  
جناب سید الحاج کا یہ قول تمام اتہام ہی اور اصلی مطلب کو  
تعریف کیا ہی اصول تفسیر کو میں انسانوں کے پنائے ہوئے قاعدہ  
سمجھتا ہوں خدا کی طرف سے وہ قاعدے نہیں اُترے اقوال مفسرین  
اور شان نزول آیات کی جنگی سندیں موجود ہیں وہ معتبر ہیں  
جنگی سندیں نہیں وہ معتبر نہیں ہوں پس یہ سیدھی بات ہی  
جو کہ جناب سید الحاج نے تعریف کیا ہی \*

قرآن 'اور قرآن کے معنی جس قدر نیچے اور فلسفہ کے خلاف ہوں  
اُس کو خواہ مخواہ نیچے اور فلسفہ کے اقوال سے ملا دینا چاہیئے —  
یہ ایسی تقریر ہی جیسیکے ایک جلا ہوا کسی شخص کی اچھی بات  
کو بھی برا کر کے دیکھاتا ہی فلسفہ قدیم تو ایک لغو چیز ہی اُس کے  
مطابق تو قرآن کا ہیکو ہونے لگا مگر نظرت اللہ بیشک نہایت صدمہ  
اور مستحکم چیز ہی اور میرا یہ عقیدہ ہی کہ نہ قرآن اُس کے  
برخلاف ہی اور نہ وہ قرآن کے برخلاف مگر جناب سید الحاج نے  
جائے نئے لفظوں میں اُس کو بد صورت کر دیا ہی \*

قرآن 'مقدم تو واسطہ یقین لانے کے قول فلسفہ یورپ کا ہی اُس کے  
موانق جو آیت قرآن کی نہ ہو وہ جس طرح ہو سکے مطابق کر دینی  
چاہیئے — یہ ایسی بات ہی جیسے کوئی کسیکا منہ چرانے اور  
یہ نہ سمجھے کہ چرانے والے ہی کا منہ تھرا ہوتا ہی واقعیت اور  
حقیقت وہ ہی جو قابل تقدم ہی اور قرآن مجید کا اُس سے  
مخالف ہونا محال ہے ہی اور اُس کی تطبیق کرنا ہمارا ماردقہ ہی

## عقیدۃ ہیروں ہم

جناب سیدالہاج نے جو تعریفات اس عقیدۃ میں کی ہیں وہ حسب تفصیل ذیل ہیں \*

قرآن ' کوئی مسئلہ شریعت قابل قبول نہیں ہے جو نیچر کے مطابق اور علم جدید عقلیہ کے موافق نہ ہو — یہاں بھی جناب سیدالہاج نے اُلٹی راۃ اختیار کی ہے میرا یہ قول ہے کہ کوئی مسئلہ شریعتی نیچر یعنی نظریات اللہ کے بر خلاف نہیں ہے اور علم حقہ اور اسلام میں اختلاف نہیں ہے \*

قرآن ' پھر وحی کے جو کچھ رسول خدا صلعم اپنی راۃ سے فرماتے تھے وہ بھی قابل اتباع نہیں — اس عقیدہ میں ایسی تعریف کی ہے کہ زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنادیا ہے میرا یہ عقیدہ ہے کہ احکام دین سے جو کچھ کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا یا کیا وہ سب وحی سے فرمایا اور وحی سے کیا اور وہ سب واجب الاتباع ہے اور نسبت امور دنیا کے عود رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اتم اعلم بامور دنیا اس سے زیادہ اور کوئی میرا عقیدہ نہیں \*

استرقاق یعنی غلامی کا جو ذکر جناب سیدالہاج نے کیا ہے اُس کے ابطال کو تو وحی منزل من اللہ کتاب اللہ میں موجود ہے \*

## عقیدۃ نوروں ہم

اس عقیدہ میں جناب سیدالہاج نے ارقام فرمایا ہے کہ غزوات اور جہاد سے مراد یہ ہے کہ ایک قوم دوسری قوم سے قتال کرے جو کہ مذہب جرمین اور فرانس میں لڑائی ہوئی — یہ تعریف میرے عقیدہ کی نسبت جناب سیدالہاج کی غلط اور بالکل غلط اور سرقاۃر اہتمام ہے تمام غزوات صرف اعلان کلمۃ اللہ کے لیے ہوئے تھے نہ ارتقاویوں اور لوگوں کی لالچ سے جس کے اثبات کے درپے جناب سیدالہاج ہو رہے ہیں \*

## عقیدۃ ہستم

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سبوت شفاعی اور ابن اسحق وغیرہ سب راہیات اور الف لیلیٰ اور صابہاوت کے برابر ہیں — بلاشبہ میں ان کتابوں کو نہایت غور سے جانتا ہوں ہزاروں روایتیں غلط اور بے سند ان میں مندرج ہیں اور کچھ روایتیں صحیح بھی ہیں \*

## عقیدۃ ہستم و یکم

جناب سیدالہاج نے میرا یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ جس قدر کتاب حدیث و تفسیر و فقہ و اصول کی زمانہ پڑھائی جاتی ہے

## عقیدۃ پانزوں ہم

کوئی حدیث قابل یقین نہیں ہے لہذا عمل کرنا کسی حدیث پر یا سنت نبوی کو ر دینا غلط ہے — اس عقیدہ میں تعریف اور اہتمام دونوں کو دخل دیا ہے کوئی حدیث قابل یقین نہیں اس کی جگہ یہ کہنا چاہیئے کہ خبر احاد مفید ہیں ہی مفید یقین نہیں اور پچھلا فقرہ بالکل اہتمام ہی میں عمل احادیث پر بلافاظ مراتب اُن کے ثبوت کے لازم سمجھتا ہوں \*

## عقیدۃ شانزوں ہم

جناب سیدالہاج ارقام فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ اجماع اسے یا اتباع جمہور مسلمین کا یا سند لانی کسی عالم کے قول سے پیچھا ہے اجماع قابل حجت نہیں — اس عقیدہ میں بھی سبائی کو تبدیل کیا ہے یوں کہنا چاہیئے کہ اجماع اسے یا اتباع جمہور مسلمین یا اجماع جسکی سند قرآن مجید اور حکم پیغمبر صلعم سے پھر قابل حجت نہیں اگرچہ کوئی مسئلہ غیر منصوص ایسا نہیں ہے جو پھر اجماع اُسے یا اتفاق مسلمین یا اجماع ہوا ہو بلکہ تمام مسائل غیر منصوص مختلف ہیں \*

## عقیدۃ ہفتی ہم

اس عقیدہ میں بھی جناب سیدالہاج نے اپنی معمولی کارسازی کی ہے جیسے کہ تفصیل ذیل سے ظاہر ہوتی ہے \*

قرآن ' اصول فقہ و اجتہادیات مجتہدین و قیاسات ائمہ دین و مسئلہ رجم کو صحیح سمجھنا غلط اور ظلمت اور ضلالت ہے — میرا یہ قول ہے کہ اصول فقہ علما کے پکائے ہوئے قاعدے ہیں منزل من اللہ نہیں اجتہادیات اور قیاسات ائمہ دین کے پھٹکول غلط و انصواب ہیں اُنکا درجہ مثل وحی منزل من اللہ کے نہیں — مسئلہ رجم قرآن مجید میں نہیں ہے اگر ہو تو جناب سیدالہاج دھالوں پشورلیکے

پیکتوں الکتاب بایدیم ثم یقرآون هذا من عنداللہ پر عمل نفرماریں \*

قرآن ' تقلید کرنا کسی بشر کی کفر اور شرک ہے صحابہ ہوں خواتہ اہلبیت رضی اللہ عنہم اجماعین خواتہ ائمہ اربعہ کسی کی تقلید کرنا نچاہیئے — جو الفاظ تشدد کے جناب سیدالہاج نے ارقام فرمائے ہیں یہ سب دل کے بظارات ہیں جو اُمتد تے ہیں میرا تو صرف یہ عقیدہ ہے کہ سوائے رسول خدا صلعم کے کسی کی تقلید واجب نہیں ہے اور سوائے رسول خدا صلعم کے کوئی شخص ایسا نہیں جسکا قول و فعل دینیات میں بلا دلیل حجت ہو اور جو شخص کسی کو ایسا سمجھے وہ مشرک فی الذہن ہے \*



## عقیدۃ چست و سوم

جناب سید الحاج نے جو خدا نا ترسی اس عقیدہ کے بیان کرتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان کسی پر کبر و کبریا ایسا اٹھام کر سکتا ہی غیر جو اُن کے قول میں وہ لکھتا ہوں \*  
 قولہ 'جب علوم جدیدہ کے یا انگریزی کے پڑھنے سے معلوم ہو کہ مذہب اسلام میں ضعف پیدا ہوگا تو مذہب اسلام کا ترک کر دینا لازم ہی ہے۔ میں اُس کے جواب میں کہتا ہوں کہ جس شخص کے یہ بات کہی ہو اور جسکا یہ اعتقاد ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو اور اتہام کرنے والے سے خدا مواخذہ کرے جس مواخذہ کے وہ لائق ہی ہزاروں آدمیوں کو یہ خیال ہی کہ انگریزی پڑھنے سے اور علوم جدیدہ سیکھنے سے عقیدہ اسلام میں ضعف آجاتا ہی یا دھریہ اور لا مذہب ہو جاتا ہی مئے کہا کہ اگر مذہب اسلام تمہارے نزدیک کوئی ایسا ہوتا مذہب ہی کہ علوم جدیدہ پڑھنے سے اُس میں ضعف آتا ہی تو اُس مذہب ہی کو چھوڑ دو جسکا ملائکہ یہ مطلب ہی کہ مذہب اسلام ایسا نہیں ہی مذہب اسلام نہایت سچا ہی اور اُس کے اصول نہایت پختہ ہیں نہ انگریزی پڑھنے سے اُس میں ضعف آتا ہی نہ علوم جدیدہ پڑھنے سے الہام پیدا ہوتا ہی مگر جو کہ ہمارے جناب سید الحاج کا دل فکر کی طرف زیادہ مائل ہی اسلیئے انہوں نے اس مسئلہ مطلب کو برعکس بیان کیا ہی \*

قولہ 'کتاب دینی کا پڑھنا واسطے قائم رکھنے مفاید کے نہیں چاہیئے۔۔۔ جناب سید الحاج نے بعض غلط کہا ہی اور میرے مطلب کو بالکل بدل دیا ہی میری یہ بات ہے کہ جو اختلاف کے مسائل مذہبی اور علوم جدیدہ میں بظاہر معلوم ہوتا ہی اور جسکے سبب ترک مذہب سے بد عقیدہ ہو جاتے ہیں اُس کی حفاظت کے لیئے کتاب موجودہ کافی نہیں ہیں بلاشبہ علم کلام ازسرنو تدوین ہوتا چاہیئے جو علوم جدیدہ کے مقابلہ میں ہیکار آمد ہو \*

## عقیدۃ چست و سوم

اس عقیدہ کے بیان میں بھی جناب سید الحاج اپنی کار سازی سے نہیں چوڑے اُنہوں نے لکھا ہی کہ صرف قرآن کے احکام منصوصہ قابل تسلیم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ نیچر اور علوم جدیدہ کے ساتھ مطابق ہوں جو شرط کہ جناب سید الحاج نے لگائی ہی غالباً وہ خود اُن کا عقیدہ ہوگا میرا تو یہ عقیدہ ہی کہ قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں ہی جو فطرت الہی یعنی نیچر اور اُسکے کارخانہ قدرت کے برخلاف ہو \*

قولہ 'پیش میں جانے کے واسطے قید عمل الصالحات کی لگائی جائے گی۔ میں تو کسی قید کو ہاتھ نہیں کہتا مگر توہین باتیں

اُن سے سواء فساد مذہب اور بد تہذیبی اور عوامی دنیا اور عقبی کے کچھ فائدہ نہیں لہذا اُنکی تعلیم قطعاً موقوفی کے لائق ہی۔۔۔ جو کلمات کہ جناب سید الحاج نے اس عقیدہ میں ارقام فرمائے ہیں وہ تو سب اُن کے دل کے بظارات ہیں وہ الفاظ میرے نہیں ہیں ہاں میرے نزدیک یہ بات مسلم ہی کہ علم کلام جو حکمت یونان کے مقابل میں بنایا گیا تھا اس زمانہ میں مختص ہیکار ہی اور علماء پر فرض ہی کہ علم کلام کو ازسرنو اسطرح پر تدوین کریں کہ وہ ہمہ جہت حکمت اور علوم جدیدہ کے جو اس زمانہ میں رایج ہیں ہیکار آمد ہو کہ کتاب تفسیر میں جو بے سند حدیثیں اور بے سند قصے اور کہانیاں لکھی ہیں اُن میں جوں جوں سی غلط اور مضرع ہیں اُن کی تصحیح ضرور ہی میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید اور احادیث کا پڑھنا صرف عمل کرنے کے لیئے مقصد ہی مگر اس زمانہ میں اُسپر عمل کرنے کے لیئے نہیں پڑھا جاتا کیونکہ سبب اُس تقلید کے جسکو میں ضابطہ کہتا ہوں کوئی حکم کیسا ہی صاف اور روشن قرآن و حدیث میں موجود ہو مگر تقلید یہ اُس پر عمل نہیں کریں گے تو پھر اُنکے پڑھنے سے کیا فائدہ ہی بظاری طاق میں نہ رکھی رہی کسیکے سینہ میں رکھی رہی دونوں برابر ہیں دیکھو مثلاً جو حدیثیں حنفی مذہب کے خلاف بظاری میں ہیں حنفی اُس پر عمل کرنے کو بدعت یا ضابطہ سمجھتے ہیں اور زبان سے بظاری کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہتے ہیں پس ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ بظاری کی جن حدیثوں پر تم نے یا تمہارے امام صاحب نے عمل نہیں کیا آیا اُن کو امام صاحب نے یا تم نے کیا سمجھا حدیث رسول اللہ سمجھا یا نہیں اگر حدیث رسول اللہ سمجھا اور پھر عمل نہ کیا تو یہ کیسا ایمان ہی اور اگر اُسکو حدیث رسول اللہ ہی نہیں سمجھا بلکہ اُسکو یوں ہی ایک ضعیف قول سمجھ لیا یا حدیث تو سمجھا مگر ناقابل عمل تو پھر صرف میرا ہی کیا قصور ہی مئے تو سید ہاشمی کو ہی ضعیف کہا تھا تم نے اور تمہارے امام صاحب نے تو بظاری کو ربط و یاس اقوال کا مجموعہ سمجھ لیا ہی پھر اُسکو زبان سے اصح الکتاب کہنا اور ہر حقیقت اپنی رائے کو بظاری کی حدیثوں پر راجع سمجھنا کیسی پھوسہ بات ہی اسی لیئے میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن و حدیث عمل کرنے کے لیئے پڑھو اور جو مسئلہ اُس میں پڑے اُسپر عمل کرو خواہ وہ شافعی کے مطابق ہو خواہ حنفی کے اور اگر عمل کرنے کے لیئے نہیں پڑھتے تو اُن کا پڑھنا بعض بے فائدہ ہی اور میں سمجھتا ہوں کہ جسکا دل نور ایمان سے منور ہی وہ یقینی میرے اسی قول کو حق سمجھگا \*

ہیں میرا قول وہی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے  
انکفر اهل القبلة میرا وہی قول ہے جو تمام اکابر دین کا ہے کہ  
اصل ایمان تصدیق قلبی ہے اور جب تک کہ وہ تصدیق انسان نے  
دل میں ہی کر لی نفل اُس کا اُسکو پیٹنے و بین اللہ کانر نہیں کرتا  
دیکھو کہ جناب سیدالہاج ہرگز فقر کا اتہام کرتے ہیں مگر ہم بدستور  
اُن کو مسلمان اور بزرگ اور حاجی اور سیدالہاج سمجھتے ہیں اور  
اُن کے کسی نفل سے اُن کو کانر نہیں کہتے \*

نسبت سجدہ دعا و تشنگہ کے میں نے کچھ نہیں لکھا ہے زنا  
کی نسبت یہ تھی بیان حدیث من تشبہ بقرم فہو منهم کے یہ لکھا  
ہے کہ بعض مالوم نے مشابہت سے مشابہت فی خصوصیات الدین  
مراد لی ہے مثلاً زنا دھننا یا صلیب رکھنا یا ٹیکہ لگانا یا اعیان کفار  
کو بطور عید اختیار کرنا یا اُس میں شریک ہونا — اگرچہ یہ رائیں  
سیقتور عمدہ معلوم ہوتی ہیں مگر میں اُن کو پسند نہیں کرتا اور  
نہ حدیث کی یہ مراد قرار دیتا ہوں اس لیے کہ میرے نزدیک  
قطعیات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
پر دل سے یقین رکھتا ہے اُس کا کوئی نفل معہ یقین مذکور کے اُس کو  
کانر نہیں ہو سکتا پس اگر اُس قول پر جس پر ابو جہل کی نجات  
منحصر تھی اُسکو یقین ہے تو کو رہ کسی قوم کے ساتھ تشابہ کرے  
و لونی خصوصیات الدین و شعائر الکفر کالزنا والصلیب والاعیان وہ کانر  
نہیں ہو سکتا — کیا ہم دیوالی دھوہ میں اپنے ہندو دوستوں سے  
اور نو روز میں اپنے پارسی دوستوں سے اور بڑے دن میں اپنے عیسائی  
دوستوں سے ملکر اور معاشرت و تمدن کی عرصی حاصل کر کر کانر  
ہو جاویں گے نعم ہالہ منہا \*

پس اگر سجدہ کرنا سیتلا کے تھان کر سجدہ کرنا مدار صاحب کی  
چوڑیوں کو پرچنا اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ کرنا اُنکا طراف کرنا سب  
برابر ہیں ہزاروں مسلمان یہ باتیں کرتے ہیں میں تو اُنکو کانر نہیں  
جانتا کیونکہ مسجد میں جب تک الہ ہونے کا یقین نہ ہو اُسوقت  
تک اُن کے سجدہ سے آدمی کانر نہیں ہوتا ہاں بلاشبہ نہایت محض  
گناہ کبیرہ ہے اور یہی تحقیق علماء معقین کی ہے خدا کرے کہ  
ہمارے زمانہ کے جناب سیدالہاج ٹیک دلی سے اُن امور پر غور کریں \*

### عقیدہ بسمت و ہنجم

جناب سیدالہاج نے اس عقیدہ میں جو اتہام کیئے ہیں وہ بھی  
قرلہ قرلہ کر کے بیان کیئے جا رہے ہیں \*

قرلہ ترک دنیا و زہد و کسر نفس و شب بیداری و روزہ داری  
کثرت نماز نفل وغیرہ اذکار و اشغال و وظائف جسقدر کہ معمول اور

بلاشبہ کہتا ہوں — ایمان لانا بلاشبہ ذریعہ نجات ہے — بخشش  
کے کیئے اعمال پر گہمنتا نہیں چاہیئے خدا کی رحمت پر بھروسا ہے —  
سوائے شرک کے سب گناہوں کو خدا معاف کریگا — غالباً کوئی مسلمان  
سوائے جناب سیدالہاج کے ایسا نہرگا جو ان تینوں باتوں پر اعتقاد  
نہرکتا ہوگا قال رسول اللہ صام من قال لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ  
ندخل الجنة و ان زنی و ان سرق علی رغم انف ابی ذر \*

### عقیدہ بسمت و چہارم

اس عقیدہ میں تو جناب سیدالہاج نے قیامت ہی کر دی ہے  
کیونکہ جہوت لکھنے اور اتہام کرنے کی کوئی حد باقی نہیں رہی نہ  
خدا کا خوف کیا ہے نہ رسول سے شرم کی ہے اس لیے ہم اُن کے  
افراط موثرے نام سے لکھتے ہیں اور اُس کے قایل پر لعنت بھیجتے جاتے  
ہیں تاکہ جو اُس کا مستحق ہو اُس کے اوپر پڑے \*

قرلہ ، کوئی نفل اگرچہ شعار فقر ہی میں سے کیوں نہ ہو مثلاً —

\* انکار کرنا نبوت انبیاء سابقین کا \*

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ \*

یا کتب سماریہ سابقہ کا \* یا وجوہ ملایکہ کا

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

یا معاذ اللہ قرآن شریف کا عمدہ بول و ہراز

میں آلودہ کر دینا یا پھینک دینا \*

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

یا جلال کو حرام اور حلال ٹھہرانا

یا وجوہ قطعیت نص کے

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

یا کسی نبی کو معاذ اللہ گالی دینا

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

یا بہشت و دوزخ اور قیامت آنے کا منکر ہو جانا

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

یا ضروریات دین کا انکار کرنا

لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ

کسی آدمی کو کانر نہیں بنانا

کہاں ہیں میرے یہ اقوال اور کہاں ہیں میری یہ تمثیلیں جو جناب  
سیدالہاج نے — کو بھی مات کر کر میری نسبت منسوب کیئے

اور ضلالت فکر اور شرک ہی — لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ  
نہ میرا یہ قول ہی نہ میرا یہ اعتقاد ہی \*

قولہ 'حج خانہ کعبہ الخ — حج خانہ کعبہ کو میں فرض سمجھتا  
ہوں من استطاع الیہ سبیلاً مگر سردی روپیہ قرض لیکر مکہ جانے سے  
لذت کا جانا پھر جانتا ہوں اور حاجی جی کہلانے کی خوشی حاصل  
کرنے کو اور اُس خوشی میں پھولنے کو اور چھوٹی بشارات بیان کرنے  
کو اور کسی خادم کے فریب میں آکر سند اور خطاب لینے کو اور اُس  
چھوٹی باتوں پر ناز کرنے کو البتہ میں حرام سمجھتا ہوں \*

جو بدعات نہ مکہ معظمہ میں ہوتی ہیں اور جو خلاف شرع  
رسول خدا صائم ہیں وہ اسوجہ سے کہ مکہ والے کرتے ہیں جائز نہیں  
ہوسکتیں لہذا اور قلم جسطرح کہ مکہ میں پیچھے جاتے ہیں اور  
خواجہ سرا بنائے جاتے ہیں اور مکہ معظمہ اور روضہ منورہ جناب  
رسول خدا صائم میں خواجہ سرا معین ہیں یہ سب خلاف شرع ہیں اور  
جو مسلمان ہیٹے کے پھرتے اور دلکی آنکھوں کے اندھے اُنکو اچھا جانتے  
ہیں محض جاہل ہیں روضہ منورہ رسول خدا صائم پر خواجہ  
سراؤں کا متعین کرنا میری دانش میں ایسی بے ادبی ہی کہ اُس  
سے زیادہ اور کوئی بے ادبی نہیں ہوسکتی — واللہ اعلم بالصواب

### حقیقی بدعت و ششم

آیت خلق سبع سموات علیا سے مراد سات آسمان نہیں ہیں  
بلکہ وہ آیت علوم جدیدہ کے خلاف ہی — یہ اعتقاد جناب سید  
الحاج کا ہی میرے اعتقاد میں تو علوم جدیدہ بالکل اُس آیت کے  
مطابق ہیں \*

### حقیقی بدعت و ہفتم

جو ترتیب پودائش انسان کے نطفہ سے بچہ تک قرآن شریف میں  
وارد ہی اور مفسرین نے معنی اُس کے بیان کیئے ہیں وہ علوم جدیدہ  
کے خلاف ہی لہذا ناقابل تسلیم ہی — لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ  
میرا تو یہ قول ہی کہ قرآن مجید میں جو کچھ وارد ہی وہ بالکل  
تشریح اور علوم جدیدہ کے مطابق ہی مگر مفسرین نے اُس کے معنی  
بیان کرنے میں غلطی کی ہی معلوم ہوتا ہی کہ جناب سید الحاج خدا  
کو اور مفسرین کو یا یوسف صائم کو اور مفسرین کو ایک مرتبہ میں  
سمجھتے ہیں اور اس ایٹم قرآن اور تفسیر میں کچھ فرق نہیں کرتے \*

### حقیقی بدعت و ہشتم

منفقہ کی حرمت قرآن میں منصوص نہیں ہی لہذا حلال ہی —  
لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ یہ لعنت اس واسطے تھی کہ اس عقیدہ

موسوم ہیں سب بے فائدہ ہیں — اگر جناب سید الحاج نے یہ عقیدہ  
اپنا بیان کیا ہی تو پھر جو عقیدہ اُن کا ہو وہ ہو اور اگر میرا عقیدہ  
بیان کیا ہی تو میرا تو عقیدہ یہ ہی کہ وہ پانچ اسلام میں ممنوع  
ہی گزربانیہ فی الاسلام اور سوائے اوراد ماثورہ کے اور سوائے اُس زہد  
و تقویٰ کے جس کی ہدایت جناب رسول خدا صائم نے فرمائی ہی  
اور سب بدعت ہی \*

قولہ 'مثلاً روزہ تیس روز کا بالخصوص رمضان میں وہ بھی گرمی  
کے موسم میں فرض نہ فریگا — لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ  
میرا یہ قول اور عقیدہ نہیں ہی جتنے روزے کہ فرض اور سنہا ہیں  
وہ بالکل ٹیپہ کے مطابق ہیں ہاں بدعتوں نے جو لغیر اللہ روزے  
تکائے ہیں جیسے سوا پھر کا روزہ علی مشکل کشا کا اور تین دن کا  
علی کا روزہ اور مثلاً اُس کے اُس کو بدعت اور خلاف ٹیپہ جانتا  
ہوں \*

قولہ 'تھوڑی سی شراب جو پکا متوالا نکردے یا اُس قدر جو کھیلنا  
جو بے قید نہ بنارے حرام اور ممنوع نہرگا — لعنت اللہ علی قائلہ و  
علی معتقدہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہی \*

قولہ 'تصویر مجسم بنانا جو واسطہ یادگاری کے ہو حرام اور ممنوع  
نہرگا — میں نے اس امر کی تسبیح کہ تصویر مجسم بنانا حرام ہونا  
جائز ہی یا غیر جائز کبھی کبھی نہیں کہا ہاں میں اس قسم کی  
یادگاریوں کو پسند کرتا ہوں اگر وہ شرعی گناہ ہیں تو میرا اُن کو  
پسند کرنا ایسا ہی جیسا کہ میں شامت اعمال سے اور گناہ کی  
باتوں کو پسند کرتا ہوں \*

ناکردہ گناہ در جہان کیسے پگر

آنکس کہ گنہ نکرد ہوں زبست پگر

قولہ 'قرآن شریف میں صرف لفظ صلوٰۃ و زکوٰۃ کا وارد ہی اُس کی  
زیادہ تصریح نہیں ہی الی قولہ اسی طرح نماز موسوم اور معمول کو  
اختیار کیا جاوے تو وہی ظلمت اور ضلالت تقلید کی اور کفر محض کا  
اختیار کرنا ہوگا — لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ نہ میرا یہ قول  
ہی اور نہ میرا یہ اعتقاد ہی \*

قولہ 'صلوٰۃ سے مراد مطلق دعا پڑھ لینا ہرگیز اور وہی واسطہ ادا  
فرض کافی ہی بالی جو ترکیب صلوٰۃ پنج گانہ کی مقرر ہی وہ اصول  
مستترکہ و فقہ محدثہ و احادیث موضوعہ و اجماع مردودہ کا اتباع  
ہی اور اُسکا نام فکر ہی — لعنت اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ نہ میرا  
یہ قول ہی اور نہ میرا یہ اعتقاد \*

قولہ 'باقی رہی زکوٰۃ اُمکی مقدار بقدر چالیسویں حصہ مال کے  
مقرر کرنی اور اُسے سے نکالنا فقہ کا معمول ہوتا وہی ظلمت

میں جو عام لفظ بیان کیئے ہیں وہ کذب اور اتہام ہی میرا مرکز اعتقاد نہیں ہے کہ میرا منصفانہ حلال ہی یہ ہے یہی میں نے نہیں کہا کہ حرمت منصفانہ منصوص نہیں ہے صرف ایک خاص آیت کے معنوں میں یہی ہے کہ اس خاص آیت میں طہور منصفانہ کی حرمت منصوص نہیں ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ آیت کریمہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں حرمت زنا منصوص نہیں اور اس شخص کا عقیدہ جناب سیدالہاج یہ ہے قرار دیں کہ اس کے عقیدہ میں زنا کی حرمت قرآن میں منصوص نہیں ہے جناب سیدالہاج کو مسلمانوں پر اتہام کرنے میں ذرا خدا کا بھی قہر کرنا چاہیئے \*

**عقیدۃ بیست و نہم**

ایک سے زیادہ ازواج منع ہیں — لعنہ اللہ علی قائلہ و علی معتقدہ \*

**عقیدۃ سی ام**

معراج جسمانی ہے اصل ہی صرف خراب میں مسجد اقصیٰ نظر آگئی تھی دگر ہیج اور شق صدر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے اصل ہی — ضد سے ایک شخص دوسرے کی بات کو پکا کر اور اصلیت چھپانے دوسرے پیرایہ میں بیان کر سکتا ہے اصل اس کی صرف اتنی ہی کہ نسبت معراج جناب رسول خدا صام کے تین مذہب ہیں — اول — مذہب حضرت عیسیٰ صدیقہ اور بعض صحابہ کا جو اس بات کے قائل ہیں کہ معراج روحانی تھی کہ جسمانی — دوسرا — مذہب چند اکابر دین کا ہے اور وہ یہ ہے کہ معراج بیت المقدس تک جسمانی تھی اور وہاں سے ملاہ اعلیٰ تک روحانی — تیسرا — مذہب عام جو سب میں مشہور ہے کہ تمام معراج جسمانی تھی میری یہ رائے ہے کہ جہاں تک اس مسئلہ پر اور قرآن مجید و احادیث پر غور کیا جاتا ہے تو مذہب حضرت عیسیٰ صدیقہ کا ٹھیک اور درست معلوم ہوتا ہے وہی مذہب میں نے اختیار کیا ہے پس جو شخص اس معاملہ میں جو الفاظ ملتز میری نسبت کہتا ہے در حقیقت حضرت عیسیٰ صدیقہ اور بعض صحابہ کی نسبت کہتا ہے چنانکہ وہ مذہب ہی \*

شق صدر کی نسبت بھی چند مذہب ہیں بعضوں کا قول ہے کہ پانچ دفعہ شق صدر واقع ہوا اکثروں کا قول ہے کہ ایک دفعہ ایام طہاریت میں واقع ہوا پادریوں نے ان روایات ضعیفہ غیر معتبرہ کی بنا پر یہ استدلال کیا ہے کہ نہروالہ انحضرت صام کو صرع کی بیماری تھی اور حالت صرع میں جو کیفیت واقع ہوتی تھی اسی کو

پادریوں نے حق صدر تعبیر کیا ہے میں نے ان تمام روایتوں کی بلند اپنی طاقت کے تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ وہ روایتیں محض نامعتبر ہیں — تیسرا مذہب معتقدین کا یہ ہے تھا کہ واقعہ شق صدر ایک جزو ہے اُن تمام واقعات کا جو سب معراج کو واقع ہوئے تھے یہی روایت میرے نزدیک صحیح و معتبر تھی یہی مذہب میں نے اختیار کیا ہے پس اب جناب سیدالہاج اپنے دلائل بظاہر نکالے کر جو چاہیں سو لکھیں خدا اُن سے سمجھے گا — اور جو کہ وہ دلوں کا حال جاننے والا ہے اُس کے سامنے رہا کادی کسی کی پیش تجارتی میں اپنے اعمال و نیت کی ضرورت جزا یا سزا پاؤنگا اور جناب سیدالہاج اپنے اعمال و نیت کی ضرورت جزا یا سزا پاؤنگے نہ وہ میری قبر میں سرور پائے نہ میں اُنکی قبر میں سوؤں اس اتنی بات کو جتنا وہ چاہیں پڑھا کر لکھیں \*

مجھے امید ہے کہ جو کوئی میری اس تحریر کو دیکھے گا تعجب کریگا کہ جناب سیدالہاج نے کیوں ایسے شخص اور محض غلط بہتان مجھ پر کیئے ہیں مگر ظاہر اُس کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں اول صرف اُس خیالی اور بے اصل کڑھی کا حاصل کرنا کہ لوگ جناب سیدالہاج کو کہیں کہ وہ کیا مسلمان ہیں حضرت مسلمان عالم ایسے ہی ہوتے ہیں جب ہدایوں میں تشریف لیجاتے ہونکہ تو دو چار معاملہ کے آدمی آنکر کہتے ہونگے کہ وہ کیا لکھا ہے اور جناب سیدالہاج کڑھی ہوتے ہونگے دگر ہیج — دوسرا سبب یہ ہے کہ جناب سیدالہاج نے جب یہ رسالہ لکھا ہے قریب اسی زمانہ کے حج کو تشریف لیجانے والے تھے اُنہوں نے خیال کیا ہوگا کہ لاؤ حج کو جاتے ہی ہیں جتنے گناہ کرنے ہیں سب کر لیں حج کے بعد تو سب پاک ہو رہی جاؤنگے جیسے کہ بعض آدمی جب مسہل لیٹا چاہتے ہیں تو خوب ہد پرہیزی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مسہل سے سب نکل جاؤنگی مگر جناب سیدالہاج کو معلوم ہوتا چاہیئے کہ حج و زیار میں جو بشارتیں آپکو ملی ہوں ملی ہوں اور جو لعاب آپکو ملے ہو ملے ہو جن کا تذکرہ آپ دن رات فرمایا کرتے ہیں اور حج سے آپکے سب گناہ معاف ہو گئے ہوں اور شبلی و جنید کے مرتبہ پر پہنچ گئے ہوں بلکہ اُس سے بھی اعلیٰ مگر حق العباد کی بھی نہ حج سے پیشے جاتے ہیں اور نہ کسی بشارت سے پس آپ نے جو اتہام مجھ پر کیئے ہیں جب تک میں ہی نہ معاف کروں معاف نہیں ہو سکتے پس مقتضایہ ایماندارانہ یہ ہے کہ آپ حج در احمد کا احرام پاندھیئے اور کناہوں کی معافی چاہیئے ورنہ روز جزا کو آپکو اپنے ان کوتاہیوں کا سزا معلوم ہو جاؤنگی واللہ اعلم بالصواب من یشاء الی صراط المستقیم \*

نمبر ۱۹۰

## دائے منصفانہ

جناب سید احمد خان صاحب بہادر جج خفیفہ  
بنارس اور جناب حاجی امداد العالی صاحب اور  
جناب حاجی علی بخش خان صاحب کی  
تصنیفات پر

ان دنوں دو کتابیں برخلاف جناب سید احمد خان صاحب کے  
کہ جنہیں سے ایک نے مصنف جناب حاجی امداد العالی صاحب ڈپٹی کلکٹر  
ملیکانہ اور دوسری کتاب نے مصنف جناب حاجی علی بخش خان صاحب  
بہادر صدر الصدور گورکھپور ہیں میری نظر سے گذریں ان دونوں کتابوں کے  
مصنفوں اور ان کے مراتب کا انکسور کر معتقد دیکھ کر اسلام کی ہمت  
حالی پر قرار واقعی میرا آگیا جو کہ فی لیاقت اس زمانے میں کہلاتے  
ہیں جب ان کی عالی فہمی اس درجہ تک ترقی کیٹے ہوئے تھے کہ  
تمام مخالفین اسلام کو چھوڑ کر صرف سید صاحب کی مخالفت میں  
ہمہ تن مصروف ہو گئے تو اور پیچھے غریب و غریبا سے کیا دین اسلام  
کی رونق ہو سکتی ہے ہندوستان میں لاکھوں آدمی عیسائی ہو گئے اور  
سیکڑوں تصنیفیں اسلام کی بے اعلیٰ اور حضرت پیغمبر اسلام صلیم کے  
ایصال رسالت میں یہاں تک کہ نعرہ بالہ حضرت صلیم دھرم خدا  
اور مسیح الدجال تھرائے گئے اور بے حوالہ لاکھوں جلدیں اسی قسم  
کی کتابوں کی ہندوستان میں تقسیم اور مشہور ہو گئیں پس کیا ضرور  
نہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کو کانٹے پلانے سے پیشتر ان بے شمار  
مسلمانوں کو جو عیسائی ہو گئے کافر ہوتے سے بچاتے اور نہ صرف یہی  
بلکہ ان مسلمانوں نے کافر ہو کر سیکڑوں سخت اعتراض دین اسلام اور  
حضرت پیغمبر اسلام صلیم اور اکابر اسلام اور مسلمانوں کی الہامی  
کتاب مقدس پر کیٹے اور اس بیان میں رسالے لکھے اور چھپرائے کہ  
جتنی تاثیر نے لاکھوں آدمیوں کی نظر میں اسلام کو خفیف اور حقیر  
کیا مگر اب تک کوئی رسالہ ان بزرگوں کی تصنیفات میں جو اس  
قسم کی نصرانی تصنیفات کے جواب میں ہو میری نظر سے نہیں گزرا  
سوائے ان رسالوں کے جو سید احمد خان صاحب بہادر کے برخلاف  
تصنیف ہو کر تائید اسلام وغیرہ نام رکھے گئے شاید اس زمانہ میں  
تائید اسلام کا حصر اسی پر ہی کہ مسلمان کافر بنائے جائیں نہ  
یہ کہ کافر مسلمان بنائے جائیں سید احمد خان صاحب کے نفور کا  
نشان تو یہی ہے کہ وہ نفس تشریف لیکھے اور حاجی صاحب کے  
اسلام کی فضیلت یہی کیا کہ وہ کہہ دے تشریف لیکھے تھے  
لیکن سید صاحب کے لندن جانے کا حاصل یہہ ہوا کہ کئی کتابیں

مؤید اسلام و حمایت اسلام و خطبات احمدیہ وغیرہ دریاب تائید اسلام  
اس زمانہ کمال ضعف اسلام میں چھپ کر شایع ہوئیں اور حاجی صاحب  
نے کتبہ شریف جانے کا حاصل یہہ ہوا کہ کئی کتابیں دریاب تکفیر  
بعض مسلمانان اس زمانہ کمال ضعف اسلام میں چھپ کر شایع  
ہوئیں \*

اب ہم دونوں صاحبوں کے کاموں پر جو غور کرتے ہیں تو معلوم  
ہوتا ہے کہ جناب حاجی صاحب اگر کتبہ شریف تشریف لے ایجتائے  
اور کوئی رسالہ درجواب مخالفین اسلام چھپواتے تو یہہ لطف نہ حاصل  
ہوتا کہ خود حاجی بنے اور مسلمانوں کو کافر بنایا اور سید صاحب  
اگر لندن تشریف نہ لے جاتے اور کوئی رسالہ در باب تکفیر مسلمانان  
چھپواتے تو یہہ لطف نہ حاصل ہوتا کہ خود کافر بنے اور کافروں کو  
مسلمان بنایا \*

اب ظلم الہی کے بموجب ان دونوں صاحبوں کے حالات پر غور کرنا  
چاہیئے تو معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب نے کتبہ شریف جانے اپنے  
ذمہ کا ایک فرض ادا کیا کہ اگر وہ نہ ادا کرتے تو کوئی انہیں کانٹو  
نہ کہہ سکتا تھا اور سید صاحب نے نفس جانے اپنے ذمہ کا ایک ایسا  
فرض ادا کیا کہ اگر وہ نہ ادا کرتے تو کوئی انہیں مسلمان نہیں کہہ  
سکتا تھا کیونکہ جس نے اسلام کی تائید اپنے ذمہ واجب نہ جانی نہ  
اسکا حج خدا کے واسطے نہ روزہ نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ کوئی اور نیکی  
و ان لم تقل لما بلغ رسالتہ \*

پس سید صاحب کی ہزار ہزار تائیدیں پر بھی اسلام کی صداقت  
انکے اس کام سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی طاقت مخالفین اسلام  
کو ہمت کرنے میں صرف کی نہ یہہ کہ مسلمانوں کو ہمت کرنے  
میں — اور حاجی صاحب کے باوجود ہزار ہزار حج و زیارات کے  
اسلام کی بنارت اس کام سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی طاقت  
مسلمانوں کے ہمت کرنے میں صرف کی نہ یہہ کہ مخالفین اسلام  
کے ہمت کرنے میں پس سید صاحب کا کثرت پتوں اُس جہہ و ممامہ  
سے بہتر ہے جو ظاہر پرستوں کو معتقد بنانے کے واسطے استعمال کیا  
گیا — اور حاجی صاحب کا جہہ و ممامہ اُس کثرت و پتوں سے بدتر  
ہے جو بد پرستوں کو معتقد بنانے کے واسطے استعمال کیا گیا —  
اسلام کے حقوق ادا کرنے میں جناب حاجی صاحب نے لباس تقویٰ پر  
قناعت کی — اور کفر کے فتنوں کو حاصل کرنے میں سید صاحب نے  
اساس تقویٰ پر قناعت کی — حاجی صاحب نے باوجود جہہ و ممامہ  
امور دین میں جس بات کو سب سے فضول جانا وہ دین اسلام پر  
اعتراض کرنے والوں کی تردید ہے — اور سید صاحب نے باوجود  
تائید اسلام و تردید اعتراضات اہل ظلم امور دین میں جس بات کو  
سب سے زیادہ فضول جانا وہ جہہ و ممامہ کی تقلید ہے \*

اور تم باوجود دوسرے اسلام کے اُس کی توبہ نہ کرتے تھے وہ توبہ نہ کر سکتے تھے  
بیان کی تھی بلکہ ہمارے قدرتی قوتوں کی تھی کیا تمہارے کتب  
نہ تھے جو سن سکتے اور آنکھ نہ تھی جو دیکھ سکتے اور دل نہ تھا  
جو سمجھ سکتے اُس وقت وہ کیا جواب دینگے اُس جواب کے اُن سے  
سننے کے ہم بھی مشتاق ہیں \*

ہر روز حشر اگر پرسد خسرو را چرا کشتی

چہ غراہی گفت قربانت شوم تا من ہمارا گویم

الہم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب

علیہم والضالین — اگرچہ پرچہ تہذیب الاخلاق کا فیض عام ہے —

گر کہ بیند ہر روز شہر چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

مگر مجھے پر اُس کا فائدہ نا منظور ہوا میں نے ٹھیک ٹھیک

من رائی نقد رائے الحسن کا اُس کو مصداق پایا \*

ساقی ز یک پیالہ عزائم بہار کرد

ہم در بارہ داد ہر آب در سالہ را

وازم

سید الرحمان خان کلیانی

مدرس اہل مدرسہ اردے پور

نمبر ۱۹۲

## قرعید چندہ مدرسۃ العلوم

ہماری کمیٹی خزانۃ البضائع کو قائم ہوئے دو برس سے کچھ زیادہ  
مرصہ ہوا اور اس عرصہ میں قرعید چرنے دو لاکھ روپیہ کے چندہ ہوا  
ہی سو روپے چندہ صرف سید احمد خان بہادر سی ایس آئی اور چار  
پانچ اور ممبران عالی ہمت کی کوششوں کا نتیجہ ہے اس کمیٹی کے  
ممبر ساتھ سے زیادہ ہیں اور علوہ ممبروں کے اور مسلمان بھی ایسے  
ہیں جو دلی خراش سے قومی بھلائی کے خواہاں ہیں اور اس  
مدرسۃ العلوم کے قائم ہونے کے دل سے خواستگار ہیں مگر انیسویں ہزار  
انیسویں کے سعی اور کوشش نہیں کرتے چندہ مانگنے کے لیئے قلم اور  
زبان کو تکلیف نہیں دیتے اوقات عزیز کو فضول اور بیکار کھوتے کو  
راضی اور خرم ہیں مگر اس عہدہ کام میں جس کو خود اُن کا  
بھی جی چاہتا ہے ایک گھنٹہ صرف نہیں کرتے اگر سید صاحب کی  
سعی اور کوشش کا عسر مشیر بھی ہر ایک ممبر سعی فرماتا تو ایک  
مدرسۃ العلوم کیا اب تک در مدرسۃ العلوم قائم ہو گئے ہوتے میرے اس  
قول کی اگر تصدیق منظور ہو تو سب کے سب حضرات یک دل ہو کر  
کوشش کر دیکھیں پھر دیکھیں کہ اب سے ایک سال کے بعد مدرسۃ العلوم

پس ایک شخص اگرچہ کثرت پتھروں پہنچے ہی مگر دین اسلام کی  
ترقی چاہنے والا ہے اور دوسرا شخص اگرچہ جید و مہتمم پہنچے ہی  
مگر جماعت اسلام کا قتل چاہنے والا ہے — ایک شخص مسجد سے  
مسلمانوں کو نکالتا ہے اور دوسرا شخص ہتھیار کو مسجد بناتا ہے  
ایک شخص اپنے ہی ملک اور خاندان میں فساد پڑھا کرتا ہے اور دوسرا  
رئیس فیر ملک کو قتل کرتے میں اپنی کوشش ظاہر کرتا ہے — حاجی  
صاحب مسلمان کثرت پتھروں پہنچے والے کو کافر بناتے ہیں اور سید صاحب  
کافر کثرت پتھروں پہنچے والے کو مسلمان بناتے ہیں — حاجی صاحب کا  
اسلام لباس ظاہر کی اصلاح پر منحصر ہے اور سید صاحب کا اسلام  
اقرار باللسان و تصدیق بالقلب پر منحصر ہے \*

اب اہل انصاف ان دونوں صاحبوں کے حالات پر غور فرمائیں کہ

مباح کیا ہے اور ملالے خالص کسے کہتے ہیں \*

راقم اثم

سید محمد نصرت علی مالک نصرت الہ طابع دہلی

و ادیٹر ناصرا لکھنؤ ناصرا لکھنؤ دہلی

نمبر ۱۹۱

## مراسلہ

دام اقبالہ

جناب مولوی سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی  
تہذیب الاخلاق کی چاروں جلد مطالعہ میں بہ تدریج آئیں جنکے  
مضامین نے دل پر عجیب کیفیت پیدا کی کہ اُس کے حق میں سوائے  
اس کے اور کچھ زبان سے نہیں نکلتا فضل بہ کثرت و بھلائی بہ کثرت  
و ما فضل بہ الا فاسقین — شعر —

شوق زلف تو کہ تنہا دل ما پیدا کرد

ہر کہ میں سلسلہ را دید جنوں پیدا کرد

آپ نے اسلام کو اُس کی اصلی حقیقت سے مطابق فطرت (نیچر)  
کے کر دکھایا نظریۃ اللہ الہی فطرت الناس علیہا لا تبدل انطلق الہ اور  
مخالفین متعصبین نے اس کے خلاف ثابت کیا یعنی فطرت کے مخالف  
کہ وجود آسمان کا خارج میں ثابت ہے و رسم ظاہری شرع میں جائز  
ہی و تقلید واجب ہے وغیرہ حالانکہ اس سچے مذہب سے ان باتوں  
کی کچھ بھی اصل ثابت نہیں پس یہہ مخالف آپ سے نہیں در اصل  
اسلام سے ہی حشر کے دن مخالفین [ خدا اُن کو ہدایت دے اور  
اسلام کی حقیقت اُن کے دلوں پر کھولے ] پرچہ جارینگے کہ ایک بندہ  
ہمارے احکام ہماری فطرت کے مطابق جیسے کہ وہ در اصل تھے تمہارے  
فائدہ کے واسطے بغیر اپنی ذاتی غرض اور منفعت کے بیان کرتا تھا



تھی وہ پشیمان ہو کر ہمارے حاسی اور مددگار ہو گئے فوراً کرنا چاہیئے کہ میں کچھ علم و عمل یا دنیاوی جالا و حشمت کی وجاہت نہیں رکھتا جس سے یہ سمجھا جاوے کہ لوگوں نے میری خاطر پارص داپ کے سبب سے چندہ دیا یہ بعض مدرسۃ العلوم کی غرض اور غایت سمجھانے اور چندہ دینے کی تحریک کرتے رہنے کے باعث سے دیا اور ابھی اور چندہ ملنے کی توقع ہی پس جو صاحب کہ تہذیب الاخلاق کو نہایت عمدہ سمجھ کر خریدتے اور پڑھتے ہیں اور جو صاحب کمیٹی خزانۃ القضاۃ کے اور سب کمیٹیوں کے ممبر مختلف مقاموں میں ہیں اور دینی اور دنیوی مظلوم اُن کو ایسی حاصل ہی کہ میری اُن کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں فراہمی چندہ کے لیئے کہ وہ ہمہ اندھیں اور کچھ تھوڑی سی معذرت گوارا فرما کر فرض اور غایت مدرسۃ العلوم کی لوگوں کو سمجھاویں تو کبھی کچھ کاسیابی ہو کیسہ انسوس کی بات ہی کہ ایسے لوگ اس موقع پر سستی اور کالہی کر کے تھوڑی سی سعی اور کوشش نہ فرمادیں اور دنیا اور آخرت کی پھلائی حاصل نہ کریں \*

شاید کوئی مقام ایسا ہو جہاں متمصب اور مخالف نہیں اُن حضرات کی کوششوں اور ایسی باتوں کی ہمایشوں سے کہ سید احمد خاں بد عقیدہ ہیں اس لیئے مدرسۃ العلوم کے طلباء بھی بد عقیدہ ہو جاویں گے یا اُن کے بد عقیدہ ہو جانے کا احتمال ہی ایک عجیب اثر پیدا ہوا ہے مگر معاونان مدرسۃ العلوم کو اُن حضرات کی اُن کوششوں کا مدد کس قدر بدگوئی اور طعنہ ہمارے سختی کے ہکر گزار ہونا چاہیئے کیونکہ یہ باتیں خیالات کی ترقی کا سبب ہیں جنکے مقابلہ میں سید صاحب کی پودہ پاری اور حلم کے بہرے ہوئے جواہروں نے خالق معصومی کو آنکھوں سے دیکھا دیا ہے \*

چین چین اور ہر پیتائیم کشرہ

آہ اپن چہ قتل پرد کہ کار کلید کرد

مگر انسوس ہی کہ اب وہ مخالف جس سے ہم لوگوں کی مدد پڑھتی تھی اور سعی اور کوشش کرتے پر زیادہ تو طبیعت کو اشتعالک ہوتی تھی کم ہوتی جاتی ہے \*

شراب لطف پر در جام میزیزی و میترسم

کہ زوہ آخر ہرہ ایی پادہ و من در شمار اقم

راقم

عبدالرحمان خاں کلیانی

مدرس عربی و فارسی مدرسہ اودے پور

ثابہ ہو جاتا ہے یا نہیں میں دیکھتا ہوں کہ جہاں کسی نے فراہمی چندہ کی تحریک کی وہاں باوجودیکہ بہت سی مخالفت بھی رہی مگر کچھ نہ کچھ چندہ ضرور ہو گیا اور جہاں کسی نے کچھ تحریک نہیں کی وہاں کوئی خبر بھی نہوا یہ بات جو میں نے کچھ خیالی بات نہیں ہی بلکہ میں اس کا تجربہ کر چکا ہوں دیکھو اس مقام اودے پور واقع ملک میروار میں جو ہندوؤں کا ملک ہی اور تھوڑے سے مسلمان ہیں پہلے تو مدرسۃ العلوم کو کوئی جانتا بھی نہ تھا کچھ اُس کا ذکر تک نہ ہوتا تھا جب میں نے اودے اخبار اور پنجابی اخبار وغیرہ میں مدرسۃ العلوم کی نسبت سوانح اور مخالف تحریروں دیکھیں اور اُن سے جو نتیجہ نکالا وہ یہی ہے کہ مدرسۃ العلوم کا قائم ہونا مسلمانوں کی قومی عزت اور قومی پھلائی کے لیئے نہایت ضروری ہے بغیر اس تدبیر کے مسلمان کسی طرح اس ذلت اور کمیت اور جہالت اور انلاں کی مصیبت سے نکل نہیں سکتے بلکہ روز بروز قیامت اور برباد ہوویں گے اور دین و دنیا دونوں کو کھو دیں گے آخر میں یہ جی میں تھان کر کہ میں کس پشورہ یا نشورہ میں گفتگو کرے میکنم مدرسۃ العلوم کا ہر جگہ اور ہر جلسہ میں تذکرہ کرنا شروع کر دیا \*

جب میں نے ایک مختصر سا جلسہ کر کے وہ نکچر جو جناب مولوی سید مہدی علی صاحب نے مرزا پور کے انسٹیٹیوٹ میں دیا تھا اور وہ تکریر چٹا سید احمد خاں پھانر سی ایس آئی کی جو اُنہوں نے لاہور کے جلسہ میں بیان فرمائی تھی سنائی تو مخالفوں نے جو اخبار نورالانوار کے پڑھنے سے مدرسۃ العلوم کے مخالف ہو گئے تھے مشہور کیا کہ جو سید احمد خاں اسلام سے مخالف اور اللہ کی طرف سائل ہیں ویسا ہی یہ مولوی بھی ہو گیا ہے لیکن جب یہ چرچا عام ہوا اور لوگوں کو ان سب باتوں پر غور کرنے کا موقع ملا تو کہنے لگے کہ سید صاحب کو چند مسائل میں اختلاف ہی وہ یہ سب تجویزیں دنیا کے واسطے کرتے ہیں عقوبت سے اُنہیں کچھ پروکار نہیں اُسے کام میں چندہ دینا کچھ مفید نہیں مگر ان سب باتوں نے میری ہمت کو نہ توڑا بلکہ روز بروز پڑھتی گئی آخر یہ نوبت پہنچی کہ جب فرد چندہ موتب ہو کر لوگوں کی خدمت میں پیش کی گئی تو کچھ تھوڑی سی گفتگو کے بعد سب نے دستخط کر دیئے اور کہنے لگے کہ مدرسۃ العلوم میں چندہ دینا ثواب ہی چنانچہ تعداد چندہ کی اب تک ایک ہزار ایک سو اکیس روپیہ تک پہنچی ہے جس میں سے ایک ہزار روپیہ وصول بھی ہو گیا ہے اور جن لوگوں نے کفر و اللہ کے الزام لگائے

بمقام علیگٹ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE  
MOHAMMEDAN  
SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[ جلد پنجم ] یکم رمضان سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی [ نمبر ۱۲ ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کر رہی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجتا ہو یا زر قیامت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قریشین کے منایا فرماتا ہو گو سبب متعدد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجتا چارے غرضتہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ ملہکتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے منسب ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو لفظ اراہام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہوں وہ بھی مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* جن درستیوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح جو شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص نوٹی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا! اُس کو ہی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۹۳

## منقولہ

ایک مضمون اخبار کوئٹہ لاہور میں چھپا ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سید الحاج مراد علی بخش خاں صاحب بہادر نے صرف اپنی کتب مسماۃ بہ تائید الاسلام ہی میں مجتہد پر اتہام نہیں کیا ہے بلکہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں بھی بہت سے اتہام مجتہد پر کیئے اور انہی اتہامات کے ذریعہ سے مجتہد گنہگار کی تکفیر کا قری حاصل کیا اس سے کہ حج و زیارت میں بھی انکو مجتہد گنہگار کی تکفیر کی فکر رہی جن صاحب نے نہ خالصاً لکھا ہے مضمون لکھا ہے اُنکا اس لئے میں شکوہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مسلمان کے اسلام ظاہر کرنے میں کوشش فرمائی ہے عدا انکو جزاے عید دے اور اُن کے حج کو مقبول فرمائے اور وہ مضمون یہ ہے \*

سید احمد خاں صاحب کی تکفیر  
کی قری

اچھا پسند ہے حضرت سید احمد خاں صاحب کے جناب مولانا علی بخش خاں صاحب بہادر نے کفر کا قری جو سید احمد خاں صاحب بہادر کی نسبت حرمین شریفین سے تیار کر کے لائے ہیں وہ چھپرایا ہی مجھے خیال آیا کہ اس بارے میں جو مجھے واقفیت ہے میں عرض کروں \*

کہ عربی خوں ہوں نہ فارسی داں سنی مسلمان ہوں نہ مولانا علی بخش خاں صاحب بہادر کا دشمن بنکر سید احمد خاں صاحب کا دوست ہوں نہ سید احمد خاں صاحب کا طرفدار بنکر مولانا علی بخش خاں صاحب کا مخالف — میرے نزدیک دونوں صاحب مولانا اور علمائے دین سے میرے مشغوم ہیں تذکرہ کے طور پر کچھ عرض کرتا ہوں \*

قری لکھنے لکھانے کا جو حال یہاں ہے وہی وہاں ہے جس مضمون سے چاہا قری لکھا گیا جس سے دستخط کرائے ہوئے جو چاہا سمجھا کر دستخط کرا لیئے جیسے عالم یہاں ہیں ویسے ہی وہاں ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ان کی زبان ہندی ہے اور اُن کی عربی چار مذہب کے چار مفتی ہیں ایک حنفی — ایک شافعی — ایک حنبلی — ایک مالکی \*

مکہ معظمہ میں جب قری قری لکھا جاتا ہے ایک مشہور عالم ہندوستانی کے حرمین سے ہجرت کر گئے ہیں اُن کی نظر سے گذر جاتا ہے اور اُن کی رائے کو چاروں مفتی مانتے ہیں اگرچہ

ہندوستانی عالم اور بھی اچھے اچھے وہاں ہیں مگر ان مولانا صاحب کو وہاں کے عالم زیادہ مانتے ہیں اور اُن کے قول کو معتبر جانتے ہیں \*

شاید لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں پرانی پرانی کتابیں بڑی بڑی قلمی اور سدھا پرس کی لکھی ہوئی موجود ہونگی اُن میں سبیل دیکھ دیکھ کر وہاں کے عالم قری لکھتے ہوں گے اس واسطے وہاں کا لکھا ہوا قری زیادہ صحیح ہوگا یہ بات بھی نہیں — حرمین شریفین کے کتب خانہ میں تمام قرآن مجید اور تفسیروں اور حدیث و فقہ کی کتابیں چھاپنے کی ہیں کتب فروشوں کی دکانیں مصر اور بمبئی کے چھاپنے سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں — کتب خانہ میں فی صدی دس جلد بھی قلمی نہیں ملتیں اور کتب فروشوں کے پاس تو فی صدی پانچ کا بھی ملنا مشکل ہے \*

وہاں جو ہندوستانی اہل سنت و جماعت کے عالم ہیں وہ دو گروہ ہیں — ایک بدعتی — دوسرے وہابی جو بدعتی ہیں وہ وہابیوں کو کافر کہتے ہیں جو وہابی ہیں وہ بدعتیوں کو برا کہتے ہیں — جب بدعتیوں کا وار چل جاتا ہے وہابیوں کو نکالا دیتے ہیں — جب وہابی غالب ہو جاتے ہیں بدعتی چپ ہو جاتے ہیں ان دنوں بدعتیوں کا وار چل رہا ہے — خود شریف صاحب مکہ کو لوگ وہابی کہتے ہیں — مگر یہ سب جھگڑا وہابی بدعتی کا ہندی صاحبوں میں ہی ہے اور ایسے ایسے فسادات سے ہندی لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نہایت ذلیل ہیں کہ عرب والوں نے ہندیوں کو — ہندی بٹال — کا خطاب دے رکھا ہے اور ذلیل ہونے کی بات ہے کہ دونوں طرف مولانا صاحب ہی مولانا صاحب ہیں — مگر ایک دوسرے کو کافر کہتا ہے اور ہر وقت اسی نگو میں رہتے ہیں کہ جس طرح ہو سکے دوسرے کو نکالوا دیں \*

سید احمد خاں صاحب حرمین شریفین میں بھی مشہور ہیں اکثر ہندوستانی اور بعض عرب سید احمد خاں صاحب کے نام اور خلاف واقع حال سے واقف ہیں — وہاں یہ مشہور ہے کہ سید احمد خاں لادن کئے تھے وہ نثریوں سے اقرار کر کے آئے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو جہانتک ہو سکیگا کورستان کرینگے اور دین اسلام سے پھیرینگے اب وہ اپنے اقرار کے موافق مسلمانوں کو پھکا کر دین اسلام سے پھیرتے ہیں اور قلم لکھتے ہیں — یہ جو قری میں لکھا ہے کہ دین اسلام میں ہر د و نصاریٰ سے بھی اُن کا قتلہ بڑھکر ہے — اُس کے بھی معنی ہیں یہ ظاہر مسلمان رہکر اور دین اسلام کے نام سے وہ رنہ پھس کر کے عیسائی کرتے ہیں — جس کسی نے

سید احمد خاں صاحب کا یہ حال سنا کہ وہ انگریزوں کے ملوکار  
ہیں وہ ظاہر میں مسلمان باطن میں عیسائی ہیں وہ سب مسلمانوں  
کو پہنکا کر عیسائی کیا چاہتے ہیں — قرآن کے معنی بدلتے ہیں —  
حدیث کو بے اعتبار بتاتے ہیں انگریزوں کا کھانا کھانا درست کہتے  
ہیں — انگریزوں سے دوستی رکھنی ثواب بتاتے ہیں — شیطان کے  
منکر — آسمان سے منحرف ہیں — کسی امام کو نہیں مانتے کسی  
مفسر کو معتبر نہیں سمجھتے — کسی مجتہد کے قایل نہیں سید احمد  
خاں صاحب سے نفرت کرتے لگا اور برا جاننے لگا — حقیقت میں جب  
اکٹنی ہرائی کسی میں ہو — تو کونسا مسلمان ہی کہ ایسے آدمی کو  
اچھا کہہ سکتا — جب اُس سے واقعی حال سید احمد خاں صاحب کا کہا  
گیا کہ سید احمد خاں ایسے آدمی نہیں ہیں پکے مسلمان ہیں ظاہر  
اور باطن میں یکساں ہیں — مسلمانوں کو مسلمان رکھا چاہتے ہیں  
قرآن کے معنی جو ہیں وہی کہتے ہیں حدیث کو معتبر جانتے ہیں —  
جو حدیث نہیں ہی اُس کو بے اعتبار سمجھتے ہیں — اہل کتاب کے  
ذبیحہ کو قرآن مجید کے موافق حلال کہتے ہیں — سرور اور شراب کو  
حرام سمجھتے ہیں — انسانوں سے انسانیت کی وجہ سے قرآن مجید  
کے مطابق دوستی رکھنی اور ہر ایک کی بھلائی چاہنی موجب ثواب  
بتلاتے ہیں — شیطان اور آسمان کے منکر نہیں مقرر ہیں صورت —  
اور طرح میں جو بعض عالموں نے بیان کی اُن کے ہم زبان ہیں  
انٹروں کے ساتھی نہیں — امام کو امام جانتے ہیں پیغمبر نہیں مانتے  
مفسر کو مفسر مانتے ہیں الہامی نہیں جانتے — مجتہد کو مجتہد  
کہتے ہیں خاتم النبیین نہیں سمجھتے — ہر وقت ایسی کوشش  
میں رہتے ہیں کہ مسلمانوں کی دین و دنیا درست ہو — ہزاروں  
روپیہ اپنے گرج کرتے ہیں — دل و جان سے ہر وقت اسی کے خواستگار  
ہیں — اپنا جان و مال مسلمانوں کے واسطے وقف کر رکھا ہی —  
چاہتے ہیں کہ مسلمان دنیا میں مال دار ہو جائیں اور دین میں  
ایماندار رہے سنکر وہ سید احمد خاں صاحب کی تعریف کرتے لگا  
ہندوستانی نے کہا بہت اچھے آدمی ہیں اور عرب نے کہا طیب \*

حاصل مطلب یہ کہ وہاں کے تہذیب و رسم ہی ہیں جیسے یہاں  
کے ان میں اُن میں کچھ فرق نہیں صرف اتنا فرق ہی کہ وہاں کے  
تہذیب میں ایک مسلمان کا غنیمت اور عزیز وقت جو دما اور عبادت  
میں ایسی پاک جگہ صرف ہونا چاہیئے وہ ایک مسلمان کے کانوں  
کرتے ہیں صرف ہوتا ہی یارب یارب \*

بڑا ستم سید احمد خاں صاحب نے یہ کہہ کیا کہ عیسائی کے ساتھ  
کھانا کھایا تو یہی آرہی کلا رت اور انگریزی پرت پہننے کو اچھا  
سمجھا اس کا حال یہ ہی کہ جتنے ہوئے حدیدہ سے ایک انگریزی  
تاجر ہمارے ساتھ اپنا مال لادکر جدہ تک انڈرٹ میں سوار ہو گیا  
تھا — اُس انڈرٹ میں پانچ عرب دو جدہ کے تین مکہ کے رہنے والے

یہی خراب حال اور لڑائی ہی جناب مولانا علی بخش خاں صاحب  
پہاں جب تک مکہ معظمہ میں رہے مولانا صاحب کو یہی دخل رہا  
جب مدینہ منورہ میں گئے وہاں بھی انہیں قتلوں کی فکر رہی حالانکہ  
مدت قیام مدینہ منورہ کی تھوڑی تھی یعنی آٹھ سات دن کہ ضروری  
کام اور زیارات طہرات بھی مشکل سے انجام دیتے ہیں مگر وہاں بھی  
مولانا صاحب اسی انتظام میں رہے سوالات کا مسردہ مسترد نبوی میں  
ورقہ مغلرہ کے روپرو ہوا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر  
ہندوستانی اور عرب سے مولانا صاحب بھی ذکر فرماتے رہتے اور  
اسی کی بحث ہوتی رہتی — مولانا صاحب شہاب ثاقب اور ایک اُڑو  
رسالہ کی کئی جلدیں لیکھتے تھے وہ بھی وہاں تقسیم فرماتے سید  
احمد خاں صاحب کا نذر اور اسلام اور اُنکے فکر کے قتلوں کا مدلو  
اُنکا حال بیان کرنے والوں پر منحصر ہی تھے مکہ والے اُنکو جانتے  
تہ مدینہ والے اُن سے واقف اگر کرتے چاہے تو سر قتلے اُنکے اسلام کے  
حرمین شریفین سے واقعی حال بیان کر کے لاسکتا ہی — مگر — پشمال  
و خطا چاہت روئے زیبا را — سید احمد خاں صاحب کا اسلام  
مسلمانوں کے دلوں پر نسلاً بعد نسل نندہ ہوتا چلا جاویگا — اور تھوڑے  
عرصے بعد سید احمد خاں صاحب کے نام کے ساتھ مجتہد و مجدد کا  
لفظ لکھنا شروع ہو جاویگا — اُنکے اسلام کے نبوت میں کاذب کی اور  
سیاہی کی مدد ضرور نہیں — جو بات فکر کی ہی وہ فکر کی ہی  
اور جو اسلام کی ہی وہ اسلام کی — سید احمد خاں صاحب صرف  
اس سبب سے کہ حرمین شریفین کے عالموں نے اُن کے فکر کے تہذیب  
دیدیئے کانوں نہیں ہو سکتے جیسے دین کے عالم ہیں ویسے ہی وہاں کے  
صرف زبان کا فرق ہی اُنہی نقابوں سے وہاں والے قتلے لکھتے ہیں  
اُنہی سے یہاں والے — بلکہ خاص عالم یہاں کے وہاں بھی مستند  
گئے جاتے ہیں اور ایک بات اُڑو بھی ہی کہ یہاں والے تک حالت سے  
واقف رہاں والے ناراقف — شہیدہ کے ہرود مائند دیدہ \*

ہو تین مولانا صاحبوں کے سامنے پہنچے سید احمد خاں صاحب کی  
تعریف کی اور واقعی حال اُن کا بیان کیا تو اُنہوں نے جوابدیا کہ  
ہاں مولانا صاحب یا حکیم صاحب یا منشی صاحب ابھی ہندوستان  
سے آئے ہیں وہ اس کے خلاف کہتے ہیں — تم ہرگز سید احمد خاں  
صاحب کا نہ تھا نہ مائوں ورثہ کانو ہو جاؤ گے مینے کہا بہت اچھا سید  
احمد خاں صاحب کا کہنا نہ مائوںکا اُن کو پورا جانوںکا مگر پھر کس کا  
کہا مائوں آپ کا سو آپ کو بھی تو ہاں مولانا صاحب کانو کہتے ہیں  
اس کا کیا علاج فرض ہندوستانی عالموں اور جاہلوں کا وہاں بھی

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں شیخ تہوں جانے پاتے = یہ بھی ہے اصل ہی بہت اللہ کے کردہ حنفی شیعہ خارجی و فیرہ کو طرانہ کرتے ہوئے دیکھا خاص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں شیعہ رہتے ہیں مدینہ منورہ کے کردہ جو بستیاں ہیں اُن میں ایک قوم نظامہ رہتی ہی و مقام شیعہ ہیں اور مکہ معظمہ میں ساری مدینہ منورہ میں مزدور شیعوں کے الگ ہیں مگر اس کے ایوانی شیعہ اور مسلمان - خوارج صدام حج میں آتے ہیں کوئی کسی سے مزاحمت نہیں کرتا - البتہ پہلے ہو طرح کی روک ٹوک ہوتی تھی - اب جناب سلطان دوم - خلد اللہ ملکہ کی حرکت اور سایہ ملک سے و انصاف - صلح کل ہونے سے کوئی کسی کو نہیں ستا سکتا - ہو شخص اپنے عقیدہ پر قائم رہ کر بے خوف و خطر و سومات مذہبی ادا کرتا ہی - ہندوستانی اس ہاتھ دیکھ کر بڑے اچنبھے میں رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ تو تعصب میں ڈرے - ہرٹے ہیں اور اُن کی مدت میں یہ بات ہی کہ جہاں تک ہوسکے مسلمان کے ذمہ کچھ نہ بچے - بات لگا کر کانر کرنا اور اپنی جماعت سے خارج کرنا - اب خدا نے اور کسی لائق نہیں رکھے تو مسلمان کو کانر کرنا اور اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور اُس کے کفر کا فتوے لکھ دینا تو اُن کے ہاتھ ہی انوس افسوس \*

مسلمانوں سے اذما المؤمنون اخرقا جو قرآن مجید میں ہی کیا اُس کا یہی مطلب ہی کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کو کانر کرتے پر کمر پاندھے رہے ایک بھائی دوسرے بھائی کی خدمت کیا کرے ایک بھائی دوسرے بھائی کی عزت کیا کرے \*

مسلمانوں - ولا تنازعوہ جو قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہی کیا اُس کی یہ تفسیر ہی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ترکی ٹوپی اڑھنے پر کالا کرت اور برت پہننے پر چھری کاٹنے سے کھانے پر نوتا رہے یونانی حکیموں کے حکم نہ ماننے پر انگریزی قاتلوں کے فلسفوں کے حکم ماننے پر کانر کرتا رہے - اس کے یہ معنی تو ہرگز نہیں ہیں - یہ معنی نہونے کی اور وجہ تو کیا بتلایں ایک وجہ یہی بتلاتا ہوں جو اُسی پاک کتاب میں لکھی ہی اور وہ مسلمانوں پر صادق آتی ہی - وہ یہ ہی کہ وہ تنازعہ کے بعد ہی لکھا ہی قنفشار و تذبذب و بھکم - جو ظاہر ہی کہ ایسے ہی تنازعات سے مسلمانوں کی کیسی ہوا بگڑ رہی ہی کہ ہر طرح ذلیل ہو رہے ہیں اور جب تک یہ چھگڑے نہیں چھوڑینگے دن بدن زیادہ ذلیل ہوتے جارینگے - یا اللہ تو مسلمانوں کو - کاظمین القیظ

و العاظمین عن الناس ہیں سے کر آمین \*

وا -  
حافظ محمد حسین

حزب تہذیبی و فیرہ - البتہ انگریز نو اپنے ساتھ لیتے کسی ہو تہذیبی و فیرہ - البتہ اُس کی بیانی آپ نے لیتے ہمارے ہندوستانی بیانی دیکھ کر برا تعجب کرتے اور کہتے کہ عرب بھی اُدھے یونانی ہیں ایک ہو صاحب نے اُن سے پوچھا یہی کہ تم انگریز کو اپنے ساتھ لیتے ہو اُن کے ساتھ کھانا پینا منع ہی وہ عرب ہنسے لکے اور کہا اس میں کچھ برائی نہیں حالانکہ کل ہندوستانی صاحب بھی انگریز ہیں انگریز اور مسلمانوں کا بگڑا ہوا - اور اُن کے ہاتھ کا ہی پانی پیتے تھے یہی لوگ بناتے تھے اور یہی لکھتے کرتے تھے مگر اسکا بچہ خیال نہیں تھا \*

وہا پر تو قوی قوی و کالا کرت سر عموماً توکوں کی یہی فوجیں ہی مسلمانوں اور مسلمانوں میں فرق اسی ترکی قوی سے معلوم ہوتا ہی اور کچھ بھی نہیں عدا اور دعب کا ہی جس وقت پیتا اللہ کے کردہ حرم مخترم میں ہزاروں آدمی طواف کرتے نظر آتے تھے جو روتق اور دعب ایسی پوشش والوں پر معلوم ہوتی تھی دوسروں پر نہیں \* جوٹک پہنے نماز پڑھنے کو - جو سید احمد خاں صاحب یا اُن کے طرفدار کہتے ہیں اُس کا یہی یہ حال آنکھوں دیکھا ہوا ہی کہ ترک عموماً ہزاروں مرد عورتیں پہنے ہوئے ہوا اللہ نے کردہ قزاق کرتے ہیں اور مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں کڑی برت نہیں اُٹارتا البتہ یہ ہوتا ہی کہ پھر پہننے کے برت دوسرے رکعت میں اتنا وہم وہاں بھی ہی ہندوستانی اس پر بھی تعجب کرتے تھے کیونکہ یہ تو ہندوؤں کی طرح چمڑے کو پرا ہی سمجھتے ہیں \*

حرم شریف میں چار جماعت ہوتی ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی عرب ترک مغربی شامی وغیرہ لوگ جو جماعت پاتے ہیں اُس کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں مگر اکثر ہندوستانی اُس وقت بھی اڑے دیتے رہتے ہیں جب حنفی جماعت ہوتی ہی تب ہی نماز پڑھتے ہیں حالانکہ تمام ترک حنفی مذہب رکھتے ہیں مگر اُن کو یہ تعصب نہیں جو جماعت ہاتھ آ جاتی ہی اُس کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں \*

بدو لوگوں اور اور قوموں کو طہارت و استنجہ کرتے اس طرح دیکھا کہ جس وقت اُنہوں نے پھاب کیا ایک مٹی دیت ایک قطرہ خشک کر لیا اور زمین پر تھم کر اُسی زمین پر نماز پڑھنے کہڑے ہوئے کہ فرش کی ضرورت نہ مسئلے کی حاجت جب پانی موجود ہوا تو صرف پانی سے استنجہ کر لیا پھر ڈھیلے و دیت وغیرہ کی ضرورت نہیں آپدست کا یہی یہ ہی حال ہی کہ یا قبیح ہو یا پانی دونوں چیز ضروری نہیں سمجھتے ہندوستانی صاحب جب کسی بدو کو قہیلے سے پڑا استنجہ کر کے نماز پر کہڑے ہوتے دیکھتے تعجب کرتے اور کہتے کہ یہی کی نماز ہی آگہرے ہیں - یہ بات جو وہاں مشہور ہی کہ

ہی ان علامات کا استعمال ہوتا ہے۔ ہم مسلمانوں نے اپنی تہذیبوں میں کوئی علامتیں اس قسم کی معین نہیں کیں؛ صرف قرآن مجید میں جسکو ہم نہایت عزیز و قابل ادب سمجھتے ہیں، اور جسکی تلاوت میں ہمکو بڑا اہتمام ہے، بعض ایسی علامتیں، جو قرأت قرآن مجید سے متشخص ہیں، مقرر کی گئیں۔

سانسرت زبان کی تہذیب میں بھی کچھ علامتیں اس قسم کی مقرر نہ تھیں، لیکن اس زمانہ میں جن لوگوں نے اپنی زبان کی ترقی اور درستگی کی فکر کی ہی انہوں نے اپنی اپنی تہذیبوں میں ان علامتوں کا رواج شروع کیا ہے۔ ہنگالی زبان کی تہذیب میں تو یہ علامتیں نہایت خوبی سے مروج ہو گئی ہیں، اور آردو اور گجراتی اور ناگاری میں بھی مروج ہوتی جاتی ہیں، مگر آردو زبان کی تہذیب میں اس کا بہت کم رواج ہے۔ کبھی کبھی ہم اپنے تہذیب الاخلاق میں کوئی علامت اس قسم کی لگادیتے ہیں، یا اگر اخیار کے ایک صاحب معارف اپنے ارتکلوں میں نہایت خوبی اور اسلوب سے ان علامتوں کا استعمال کرتے ہیں۔

کچھ کم دو برس کا عرصہ ہوا ہوگا کہ جناب منشی غلام محمد صاحب متوطن بمبئی نے اس پر بہت توجہ کی، اور آردو زبان کی تہذیب میں بھی ان علامتوں کا مروج ہونا ضرور سمجھا، اور اسباب میں ایک رسالہ، موسوم بہ انوار علامات، تہذیب فرمایا جو درحقیقت اپنی خوبی اور حسن بیان میں بے نظیر ہے۔ اس رسالہ میں جناب موصوف نے ہر قسم کی علامتیں مقرر کی ہیں جو علامات قرأت قرآن مجید سے اخذ کی گئی ہیں، اور انہو حروف مفردہ تہجی باضافہ ایک لکیر مثل زبر کے ان علامتوں کے ایسے مقرر کیئے ہیں، اور ہر ایک علامت کا بیان نہایت خوبی اور غرض بیانی اور وضاحت سے کیا ہے۔

ہمکو جناب ممدوح کی تمام تہذیبوں سے دل سے اتفاق ہے، مگر جو علامتیں انہوں نے مقرر کی ہیں ان سے بوجوہات مفصلہ ذیل ہمکو اختلاف ہے:—

اول — ہم نہیں پسند کرتے کہ جو علامتیں مذکور سے قرآن مجید کی تہذیب میں متشخص ہو گئی ہیں وہ اور تہذیبوں میں مروج کی جائیں، اور آیت اور مطلق جو خاص قرآن مجید کی اصطلاحات ہیں، اور تہذیبوں پر بولی جائیں، گو شرم و عار اس میں کچھ تباحث نہ ہو، الا تعظیماً للقرآن المجید ایسا کرنا ہم پسند نہیں کرتے۔

دویم — علامتیں جو حروف مفردہ تہجی سے مقرر کی گئی ہیں وہ آردو زبان کی تہذیب میں حروف عبارت سے مشتبہ ہرجاتی ہیں، اور پڑھنے میں خلل پڑتا ہے کہ وہ حرف بھی منجملہ حروف عبارت

## اطلاع

### بیت خدمت ممبران کمیٹی خزانۃ البصامۃ

۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع کے اجلاس میں جو یہ تہذیب ہوتی تھی کہ مدرسۃ العلوم کے احاطہ کے تین دروازوں میں سے جس دروازہ کو جو ممبر اپنے خرچ سے بنوانے وہ دروازہ اُسکے نام سے موسوم ہو منجملہ اُنکے ایک دروازہ مولوی سید مہدی علی صاحب نے اپنے خرچ سے بنوانا چاہا ہے اور اُسکا مہدی دروازہ نام ہوگا اور دوسرا دروازہ مبر سید ظہور حسین صاحب نے اپنے خرچ سے بنوانا چاہا ہے چنانچہ نقد سات سو روپیہ اُسکی لاکٹ کا انہوں نے پہنچایا ہے اور وہ دروازہ ظہور حسین دروازہ کے نام سے موسوم ہوگا پس اب صرف ایک دروازہ باقی رہ گیا ہے دیکھئے کہ اس کی قسمت میں ہے؟

والجواب

سید احمد

سرگرمی کمیٹی خزانۃ البصامۃ

نمبر ۱۹۳

## علامات قرأت

اس مقام پر لفظ قرأت سے ہماری مراد قرأت مصطلحہ قرآن مجید نہیں ہے، بلکہ اُس کے اخیری معنی مراد ہیں؛ یعنی پڑھنے کے نشان؛ انگریزی میں چند علامتیں مقرر ہیں جنکو ہنگچر ٹیپس کہتے ہیں۔ انگریزی عبارت میں وہ نشان ہمیشہ لگائے جاتے ہیں؛ اُنسے فائدہ یہ ہے کہ عبارت کو فصیح طور پر پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اُن نشانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ کہاں ختم ہوا، کہاں سے دوسرا مطالب شروع ہوا، کونسے لفظ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، کونسے ملحدہ ہیں، عبارت پڑھتے ہیں اس جگہ پڑھنا چاہیئے، کس جگہ ملا کر پڑھنا چاہیئے، تاکہ مطالب پڑھنے والے اور سنتے والے کی سمجھ میں یکسوئی آتا جائے۔ اسکے سوا اُن نشانوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت میں کونسا جملہ معترضہ ہے، اور کونسا استفہامیہ، کونسا اقتباسیہ، اور کونسا ندائیہ، کس مقام پر مصنف نے کوئی بات تعجب انگیز لکھی ہے، اور کس مطلب پر مصنف نے پڑھنے والے کی زیادہ توجہ چاہی ہے، علیٰ ہذا القیاس۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ علامات قرأت نہایت عمدہ چیز ہیں، اور علم ادب کی ترقی کے لئے نہایت مفید ہیں، تمام ملکوں میں جہاں علم و فنون، علم ادب و انشاء، تہذیب و شایستگی کی ترقی



ہی ، اسلئے ضرور ہی کہ علامات مذکورہ صرف فقرہ ہوں حروف  
نہوں ۔

سویں — علامات مذکورہ ایسی ہرٹی چاہئیں کہ جو پتھر اور ٹیپ  
دونوں قسم کے چھاپہ میں مستعمل ہوسکیں : پس اگر ہم ایسی  
علامتیں مقرر کریں جو ٹیپ میں پتی ہوئی ہرچ نہوں تو بالفعل  
ہمکو نہایت مشکل پڑے گی ، اور کسی طرح ہمکو نہ اُن علامتوں کا  
ہاتھ آنا میسر ہوگا نہ اُنکو پٹاسکیں گے ؛ اسلئے نہایت مناسب ہی  
کہ جو علامتیں انگریزی میں مروج ہیں وہی ہم اردو تحریر میں  
یہی اختیار کریں ۔ اُن علامتوں کا ٹیپ ہر قسم کا بنا ہوا دستیاب  
ہوتا ہی ۔ پتھر کے چھاپہ میں نہایت آسانی سے تحریر میں آسکتی  
ہیں ، اور اُنکی شکل ایسی ہی کہ کسی حرف کے ساتھ مشابہہ  
نہیں ہی ، صرف ایک علامت ہی جو حرف واد کے مشابہہ ہی ، لیکن  
اُسکو اولت دینے سے وہ التباس بالکل زایل ہو جاتا ہی ۔ ہمارا ارادہ  
ہی کہ ہم تہذیب الاخلاق میں اُن علامتوں کا رواج دیں ۔ اگر اور لوگ  
یہی اُسکو پسند کرینگے تو اُمید ہی کہ اردو زبان میں یہی اُس کا  
رواج ہو جاوے گا ۔ اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جناب ماسی  
علامت محمد صاحب کے رسالہ کی خرشہ چینی سے اُن علامتوں کا اس  
مقابلہ ہو سکے۔

### مفصلہ ذیل علامتیں ہیں جو اُردو زبان کی تحریر میں مستعمل ہوسکتی ہیں

( ۱ ) کاما یعنی علامت سکتہ ۔ انگریزی میں اسکی یہ شکل  
ہی ( و ) ۔ مگر یہ حرف واد کے مشابہہ تھا اسلئے اُس کو اولت دیا  
تاکہ حرف مفرد تمجی سے مشابہہ نہ رہے ۔

( ۲ ) سپیکوان یعنی علامت سکون ۔ انگریزی میں اس کی  
صورت یوں ( ؛ ) ہی ۔ اسکو بھی اولت دیا ہی \*  
( : ) کولن یعنی علامت وقفہ ۔

جہاں علامت سکتہ ہو اُس لفظ پر پڑھنے میں ذرا ٹھہرنا چاہیئے ،  
اور جہاں علامت سکون ہو وہاں ذرا اُس سے زیادہ ، اور جہاں علامت  
وقفہ ہو وہاں ذرا اُس سے بھی زیادہ ۔

( . ) فلستاپ یعنی علامت وقفہ کامل ۔ یہ علامت اسباب کی  
ہی کہ یہاں فقرہ پورا ہو گیا ۔

( ؟ ) ثرت آف انٹروکیشن یعنی علامت استفہام یا علامت سوال ۔

( ! ) ثرت آف اسکلامیشن یعنی علامت تعجب و حیرت و  
فرحت ۔ اگر یہی نشان برابر ہو ( ! ! ) کر دینے جاویں یا تین ( ! ! ! )  
کر دینے جاویں تو زیادہ تعجب و حیرت یا مسرت پر دلالت کرتے  
ہیں ۔

( - ) ہائی فن یعنی علامت ترکیب ۔

( — ) قدس یعنی خط یا لکیر ۔

( ) پرتھسز یعنی علامت جملہ معترضہ ۔

( “ ” ) کوٹیشن یعنی علامت اقتباس ۔ انگریزی تحریر میں یہ

علامت اس طرح پر لکھی جاتی ہی ، ( “ ” ) مگر ہم نے دونوں کو  
اولتا رکھنے دیا ہی ۔

لفظوں کے اوپر لکیر کر دینا ، یہ قدیم علامت نقل یا اقتباس کی  
ہی ؛ جیسیکہ شرح میں متن کی عبارت پر لکیر کر دی جاتی ہی ۔

— اندر لین یعنی علامت ترجمہ ۔ جن لفظوں کے نیچے لکیر  
کر دی جاتی ہی وہ اسباب کا نشان ہی کہ پڑھنے والا اُسپر زیادہ توجہ  
کرے ۔

( \* ) اسٹار یعنی نجم ۔ کسی جملہ یا عبارت منقولہ کے بعد  
میں دو یا تین نجم لگا دینا اسباب کا نشان ہی کہ اس مقام پر سے  
کچھ لفظ یا عبارت جو مطلب سے متعلق نہ تھا یا اُسکی نقل ضروری  
نہ تھی چھوڑ دی گئی ہی ، اور ایک نجم حاشیہ کی ہی ۔

( \* † ‡ || ) ان میں سے ہر ایک حاشیہ کی علامت ہی ۔

### علامت سکتہ

اس علامت سے جملہ کے ایسے حصے ملحدہ ملحدہ معلوم ہوتے  
ہیں جو مطلب میں ترمیم ہونے لگے ہیں مگر پڑھنے میں اُن مقاموں  
پر ذرا سکتہ کرکے پڑھنا چاہیئے ۔

۱ — جب کسی مفرد جملہ میں مبتدا اور غیر مرکب ہوں ، تو  
اُنکے پیچھے علامت سکتہ لگانی چاہیئے ۔

مثال — کسی چیز کی طرف مستقل اور پوری توجہ ، اعلیٰ  
طبیعت کی نشانی ہی ۔

۲ — جملہ مرکبہ کے اجزاء مفردہ بفریدہ علامت سکتہ ملحدہ کرتے  
چاہئیں ، تاکہ پڑھنے میں الگ الگ پڑھے جاویں ۔

مثال — جب اچھائی نہیں رہتی ، تو لوگوں کی توجہ بھی  
نہیں رہتی ۔

یہادروں نے ، جب دشمنوں کا حال سنا ، تو اُنپر نہایت  
دلیری سے حملہ کیا ۔

مگر جب جملہ کے اجزاء ایسے ہوں کہ خود اُنہی سے اُن میں  
ترکیب پائی جاتی ہو ، تو وہاں علامت سکتہ کا لگانا کچھ ضرور نہیں  
ہی ۔

مثال — خود ہمارا دل ہمکو بتاتا ہی کہ اصلی نیکی کیا ہی ۔

۳ — معطوف و معطوف علیہ میں جب حرف عطف موجود  
ہو ، تو وہاں بھی علامت سکتہ لگانی ضرور نہیں ۔

مثال — بے بندوبستی اور بے انتظامی، مفلسی اور محتاجی، تکلیف اور مصیبت، ویرانی و پرہیزی، آپسکی طاقت نہوں کا نتیجہ ہے۔

۵ — جملہ ندائید کے بعد بھی علامت سکتے ہوئی چاہیئے۔

مثال — مگرے پڑے، مری بات سن۔

اوجانے والے، ادھر ہوتا جا۔

جاگنے والوں، جاگتے رہیو۔

۶ — جملہ بیانیہ فقرہ مگرے کے شروع میں ہو، خواہ بیانیہ

خواہ اخبر میں، اُس کے ساتھ بھی علامت سکتے ہوئی چاہیئے۔

مثال — اُنکی نیکی، احسانمندی سے، مجھے یاد ہے۔

اُنکی نیکی مجھے یاد ہے، نہایت احسانمندی سے،

احسانمندی سے، اُنکی نیکی مجھے یاد ہے۔

۷ — جبکہ کسی جملہ میں دو اسم آویں، اور پہلا اسم

اس کے اپنے متعلقات کے، اُسی شخص یا چیز پر دلالت کرے جس پر

پہلا اسم دلالت کرتا ہے، تو اُنکے دو میان میں بھی علامت سکتے لگائی

چاہیئے۔

مثال — احمد، غیر خواہ معاندان۔

مگر جب کئی لفظ ملکر ایک مرکب اسم بنے، تو اُن لفظوں کے

درمیان میں علامت سکتے نہ ہوئی چاہیئے۔

مثال — شاہجہان آباد، اکبر آباد، الہ آباد، چٹوڑ گڑھ، مسک کسا،

قبی آخر الزماں، مشکل کشا علی۔

۸ — اگر اسماء موصول کے بعد بھی جملہ بیانیہ ہو، تو اُسکے

پہلے علامت سکتے لگائی چاہیئے۔

مثال — وہ، جو غم ہو کر پھر سیدھی ہو جا رہے، اکیلے تلواری

ہی۔

مگر جب کہ اسماء موصول اسم کے ساتھ ملے ہوئے ہوں، تو

اُس وقت اُن کے پہلے علامت سکتے کا لگانا ضرور نہیں۔

مثال — جو تلواری غم ہو کر سیدھی ہو جا رہے، اکیلے ہی۔

۹ — جب کسی جملہ کی ترکیب اولیٰ جاری ہو تو اُس کے بیچ

میں علامت سکتے لگائی چاہیئے۔

مثال — خدا کے نزدیک کوئی چیز مشکل نہیں ہے۔

اس مثال میں علامت سکتے کی ضرورت نہیں ہے مگر جب اسکی

ترکیب اولیٰ ہو تو علامت سکتے کی ضرورت ہوگی۔

مثلاً — کوئی چیز مشکل نہیں ہے، خدا کے نزدیک۔

۱۰ — جب کوئی فعل معذوف ہو، تو وہاں علامت سکتے لگائی

چاہیئے۔

مثال — پڑھنے سے آدمی پورا انسان ہوتا ہے، اور اچھی گفتگو

سے، لائق، اور لکھنے سے، ذہل۔

مثال — زمین اور چاند دونوں سیارے ہیں۔

مقامت آدمی وقت کی قدر کرتا ہے اور اُسکو ضایع نہیں

کرتا۔

کامیابی اکثر ہوشیاری اور ہمت سے کام کرنے پر منحصر

ہوتی ہے۔

مگر جب معارف و معارف علیہ میں حرف عطف

موجود نہ ہو

تو وہاں علامت سکتے لگائی ضرور ہے۔

مثال — عقل، ہرشی، علم، ہنر، سب وقت پر کام آتے ہیں۔

وہ تو سیدھا، سادھا، ایمان دار، آدمی ہے۔

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے درمیان میں بھی علامت سکتے کا

لگانا ضرور ہے۔

مثال — وہ شخص ایماندار ہے، مگر سست۔

بہت بڑا عالم ہے، مگر بے عمل۔

پڑھ رہا ہے، مگر ظاہری باتوں میں۔

جب متعدد صفتیں کسی اسم کی بغیر حرف عطف کے بیان کی

جاریں تو وہاں علامت سکتے لگائی ضرور ہے۔

مثال — زید نہایت دانا، ہوشیار، عالم، فاضل ہے۔

مگر جب دو یا دو سے زیادہ ایسی بیان کی جاریں کہ ایک صفت

دوسری صفت کی تشریح کرتی ہو، تو اُن میں علامت سکتے لگائی

نہیں چاہیئے۔

مثال — پورا سیاحی سایل، پورا۔

ہلکا زردی سایل سبز رنگ۔

اگر حرف عطف موجود ہو، مگر جملہ کے اجزا لنبیہ لنبیہ ہوں،

تو بھی اُن میں علامت سکتے لگائی چاہیئے۔

مثال — بے اعتدالی ہمارے جسم کی قوت کو ضایع کرتی ہے، اور

ہمارے دل کی جرأت کو۔

۱۲ — جبکہ تین یا تین سے زیادہ الفاظ ایک ہی جزو کلام میں

ہوں، اور اُس میں حرف عطف ہو، خواہ نہ ہو، اُن لفظوں کے اخیر

میں بھی، سوائے اُس لفظ کے جو سب سے اخیر ہو، علامت سکتے

لگائی چاہیئے، لیکن اگر وہ اخیر کا لفظ اسم ہو تو اُس کے بعد بھی

علامت سکتے ہوئی چاہیئے۔

مثال — نظم، موسیقی، مصوری، مدد ہنر ہیں۔

خروم ایک دایر، دانا، اور دور اندیش شہزادہ تھا۔

جبکہ جملہ میں دو دو لفظ ساتھ ساتھ ہوں، تو ہر دو کے

بعد علامت سکتے ہوئی چاہیئے۔

۲ — جب کہ ایک فقرہ کے کئی جملے علامت سکون سے ملاحظہ کیئے جارہیں ، اور اُن کا نتیجہ اخیر فقرہ یا فقروں پر منحصر ہو ، تو اخیر فقرہ سے پہلے علامت وقفہ لگانی چاہیئے ۔

مثال — نیکی سے خدا خوش ہوتا ہی ؛ پورے کاموں سے خدا ناراض ہوتا ہی ؛ نیکیوں کو عاقبت میں جزا دیگا ؛ بدکاروں کو قیامت کے دن سزا دیگا ؛ یہ ایسے خیالات ہیں کہ دنیا کو خوف ورجا میں رکھتے ہیں ، نیکی پر رغبت دلاتے ہیں ، گناہوں سے باز رکھتے ہیں ۔

### علامت وقفہ کامل

۱ — جب کوئی مفرد جملہ چھوڑتا ہو ، تو اُس کے اخیر میں علامت وقفہ کامل لگانی چاہیئے ۔

مثال — زندگی کی کوئی حالت تکلیف سے خالی نہیں ۔

۲ — جب کوئی فقرہ توثیب معنائی میں پورا ہو جاوے ، تو وہاں بھی علامت وقفہ کامل لگانی چاہیئے ۔

مثال — نا اُمیدی سے ، اور آزمائش میں پڑنے سے ہمارے دلوں کا جوش کم ہو جاتا ہی ۔

۳ — جب کسی لفظ کو اختصار کر کے لکھیں ، تو اُس کے بعد بھی علامت وقفہ کامل لگانی چاہیئے ۔

مثال — الخ : جو اختصار ہی الی آخر کا ، ہف : جو اختصار ہی ہذا خلف کا ہی ، اے : جو اختصار ہی بیچرل آف ارب کا ایم : اے : جو اختصار ہی ماسٹر آف ارب کا سی : ایس : ائی : جو اختصار ہی کمپینین آف دی آرڈرف ڈی سٹار آف القیا کا ۔

### علامت استفہام یا سوال

یہ علامت ایسی فقرہ کے اخیر میں لگائی جاتی ہی جس میں کوئی بات پوچھی گئی ہو ۔

مثال — تم اپنے کام سے کیوں غفلت کرتے ہو ؟

آپ کا مزاج کس طرح ہی ؟

کیا ہم نے تم سے نہیں کہا تھا ؟

### علامت تعجب

جبکہ فقرہ میں کوئی ایسا کلمہ جس سے ذمعتاً جوش ، یا مسرت ، یا خوف ، یا تعجب وغیرہ پیدا ہوتا ہو تو ، اُس کے اخیر میں یہ علامت لگائی جاتی ہی ۔

مثال — او ازل و ابدي خدا !

او خدایا کرتے والے اور خدایا دلاتے والے خیال !

میں نے شیخ نلو سے پوچھا کہ تم کون ہو ؟ اُس نے کہا کہ کپتر !

۱۱ — کاف بیانیہ یا توطیہ کے پہلے علامت سکونہ لگانی چاہیئے ۔

مثال — ذوالفقار خاں آرہے ، کہ نہیں ۔

چپک ہو ، تاکہ خوش رہو ۔

### علامت سکون

یہ علامت فقرہ کے ایسے اجزا ملاحظہ کرنے کو لگائی جاتی ہی جو ، بہ نسبت اُن اجزا کے جن میں علامت سکونہ لگاتے ہیں ، آپس میں کم مناسبیت رکھتے ہیں ۔

۱ — جبکہ پہلا حصہ فقرہ کا پورا کلام ہو ، مگر اُس کے بعد کا حصہ ایسا ہو کہ اُس سے کوئی نتیجہ پایا جاوے ، یا پہلے حصہ کا مطالب پتاوے ، تو اُن میں علامت سکون لگانی چاہیئے ۔

مثال — ایمانداری سے اپنا کام کرو ؛ کیونکہ اس سے تمہاری عاقبت سترہنگی ۔

۲ — جب کئی چھوٹے چھوٹے جملے ایک دوسرے کے بعد آریں ، اور ہر اُن کے کچھ ضروری مناسبیت نہ ہو ، تو اُن میں بھی علامت سکون لگانی چاہیئے ۔

مثال — ہر چیز پرانی ہوتی ہی ؛ وقت گذر جاتا ہی ؛ ہر چیز

۳ — جب کسی فقرہ میں کچھ تفصیل ہو ، تو اُس کے اجزا علامت سکون سے الگ کرتے چاہیئیں ۔

مثال — حکیموں کا قول ہی کہ نیچو کے بے انتہا کام ہیں ؛ اُسکا خزانہ معدوم ہی ؛ علم ہمیشہ ترقی پر ہی ؛ اور آئندہ نسل کے لوگ ایسی باتیں دریافت کریں گے ، جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ۔

### علامت وقفہ

اس علامت سے فقرہ کو دو یا زیادہ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہی ۔ جو حصے علامت سکون سے ملاحظہ کیئے جاتے ہیں ، یہ نسبت اُن کے ان حصوں میں جو علامت وقفہ سے ملاحظہ ہوتے ہیں ، اور بھی کم مناسبیت ہوتی ہی ، مگر ایسی بھی نہیں ہوتی کہ اُن پر مطلب ختم ہو گیا ہو ۔

۱ — جب کوئی جزو فقرہ کا اپنی ترکیب اور معنی بتائے میں پورا ہو ، مگر اُس کے بعد کا حصہ بیانیہ ہو ، تو ایسی جگہ علامت وقفہ لگانی چاہیئے ۔

مثال — غور کرنے کی عادت ڈالو ؛ کہ اس سے زیادہ عمدہ کوئی تعلیم نہیں ۔

## علامت ترکیب

جب دو لفظ مرکب کیئے جاویں تو اُن کے درمیان میں یہ علامت لگا دیتے ہیں، تاکہ کوئی اُن کو جدا جدا نہ سمجھے۔  
مثال — کتب — خانہ — شراب — خانہ — فیل خانہ — منشی — خانہ۔

## خط یا لکیر

کبھی تو اس خط سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ ایک لفظ سے دوسرے لفظ میں فرق ہو جاوے، اور کبھی مطلب نہیں ہوتا؛ مگر دراصل اسکا استعمال ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں دومتا فقرہ ٹوٹ جاتا ہے، یا دومتا خیال پھر جاتا ہے۔

مثال — خدا نے کہا — کیا؟ — اے زمین نکل جا اپنا پانی؛ اور اے آسمان تھم جا پوسنے سے۔

کبھی اس علامت کا بطور کنایہ کسی معذوف لفظ کے استعمال ہوتا ہے۔

مثال — وہ تو — سے بھی بدتر ہے؛ یعنی وہ تو شیطان سے بھی بدتر ہے۔

میں جاتا تھا — سمجھ سے ملا۔

اس مقام پر کسی ایسے شخص سے کنایہ ہے، نہ جسکو پڑھنے والا جانتا ہے، یا لکھنے والے کو اُس کا نام ظاہر کرنا مقصود نہیں ہے۔

## علامت جملہ معترضہ

جب کسی فقرہ میں کوئی جملہ معترضہ آجاوے، تو اُس جملہ معترضہ کے شروع و اخیر میں یہ علامت لگائی جاہیئے، جس سے معلوم ہو کہ وہ ایک علیحدہ جملہ ہے جو مطلب کے پیچھے آگیا ہے۔

مثال — اسباب کو بخوبی جان لو (اور تمکو اتنا ہی جائز کافی ہے) کہ انسان کے لیئے صرف نیکی ہی اصلی خورش ہے۔

## علامت اقتباس یا نقل

جبکہ تھریز میں کسی دوسرے کا قول آجاوے، یا کسی دوسرے مصنف کی بعینہ عبارت اپنی تھریز میں ملادی جاوے، تو اُس کے اول اور آخر میں یہ علامت لگادینی چاہیئے۔

مثال — بالغ کی تعریف اس سے بہتر نہیں ہو سکتی، تو گری خوردہ سینا پر خاکش ریختہ و مقد ثریا پرتاکش آریختہ

جب تک آدمی خود اپنا کام آپ نہ کرے، بخوبی کام نہیں ہوتا؛ مشہور قول ہے کہ ”آپ کام مہا کام“۔  
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ”عمل نیت پر منحصر نہیں“ حدیث کے یہ لفظ ہیں ”انما الاعمال بالنیات“

## علامت توجہ

جس لفظ یا عبارت کے نیچے لکیر کی جاتی ہے اُس کا یہ مطلب ہے کہ اُس پر زیادہ توجہ دیکار ہے۔  
مثال — ذرا تفرغ خاں کشتی پر جاتے تھے، کتاب ہاتھ میں تھی، قادی سے کر پڑی، اور قارب گئی۔

## علامت فحتم

اسیات کی نشانی ہے کہ نقل کرنے میں بیخ میں سے تھیر ضروری عبارت چھوڑ دی گئی ہے۔

مثال — ”ہی کامل ایم گذشتہ میگردم“ و یو عمر تلف کردہ تاسف میخوردم، و ستم لاکہ دل را بالماں آب دیدہ می ستم \*\*\* تا یکی از دوستان کہ در کجارتہ ہم انیس من برد، و در حیرتہ ہم چلیس، ہرسم قدیم از دو درآمد“

## علامت حاشیہ

شخصی نزد نفیہی آمد و ہر سید، کہ ان کدام زن \* مجوسی + برد، کہ دخترش + را گرگان خوردہ بودند ||؟ فقہہ جواب داد، کہ بایا تو تمامتر غلط گفتی، من کدام کدام غلط ترا صحیح، کم از پیش من برد۔

راڈ — سیم

سید احمد

\* آن زن نہ بود بلکہ مرد بود

+ مجوسی نیرن بلکہ حضرت یعقوب نبی بنی اسرائیل بودند

+ دختر نہ بود بلکہ پسر بود

|| گرگان خوردہ بودند بلکہ ہوادرائش غلط گفتہ بودند

## مدرستہ العلوم

اور

## مدبران تعلیم مذهب اہل سنت و جماعت

جناب مولوی محمد قاسم صاحب اور جناب مولوی محمد یعقوب صاحب نے جو علم متضمنہ عقائد شرکت مجلس مدبران تعلیم مذهب اہل سنت و جماعت سے لکھا ہے پچیس ذیل میں مندرج ہے \*

## نقل خط

سلام

بخدمت مایع عنایات بے غایات مجمع الطائف بے تہایات بعد سلام مستنون معروض ہے پرچہ تجویز اصلاح قانون درباب مدرستہ العلوم جو متعلق علوم دینیہ سے ہے پہنچا اور سبب ہوتا حاجی علی بخش خاں صاحب کا مہتمم اس امر کا واضح ہوا مبارک باد نام قاسم ایسے شخص کا اس کارخانہ کے لیئے بہت عمدہ ہے اب امید ہے کہ کوئی خلاف باقی نہ رہے — احقر کا نام اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب و قبلہ کا نام اس فہرست میں نظر آیا کہ جن کو اہل شریٰ تجویز فرمایا ہے ہر چند تائید مذهب اہل تشیع اس مدرسہ میں ایک جداگانہ چیز ہے مگر ہر لوگوں کے دل میں یہ امر بہت خلجان کرتا ہے کہ ایسے مجمع میں جمعہ میں ایک جمعہ تائید ایسے لوگوں کی ہے جن کا فرض مذہبی ہمارے ہاں کو دنا کہتا ہے ایسے مجمع کے مؤیدوں میں شامل ہو کر خدا رسول کو نیوکر مروتہ دکھلا دینگے قال تعالیٰ ولا تکرہوا فی الذین ظہروا قدامکم الخار آپ لوگوں کو پڑی ہمت اور تہادہ تری جرأت ہے ہمارے حوصلے یہاں سے ہرتے ہیں ادا تعالیٰ ہمیشہ اپنی ہدایت میں محفوظ رکھے ہر چند تجویز مذکورہ بالا ہم ناقص عقلاؤں کے نزدیک مستطاع محض ہے بات وہی کی وہی ہے اور شامل ہونا جناب مولوی علی بخش خاں صاحب کا خلاف عقل تو نہیں کہہ سکتے مگر بے شک کسی مصلحت عقلی پر مبنی ہے مگر یہ امر قابل التفات نہ تھا اس میں البتہ اتنا ہی تھا کہ اتقوا مواضع التہم نکتہ ہی مسلمان ہم لوگوں کی وضع اور عقاید اور اعمال اور رائے اور طرز اور وضع کو ایک کیفیت خاص پر سمجھے ہوئے ہیں اس صورت میں اگر متزلزل نہ ہو جاتے متروک ہو جانے میں کچھ تردد نہ تھا بالجملہ اب ہم خاک نشینوں کو آپ اپنے گرجہ عنایت و توجہ سے ایسا منسی و معرو و ماریس نہ پھر کبھی پورے سے بھی یاد نہ آویں جناب مولوی

محمد قاسم صاحب نے منشی محمد عارف سے بروقت ملاقات جب انہوں نے اس تجویز کا ذکر کیا تھا ہمیشہ یہی مقصود ارشاد فرمایا تھا انہوں نے آپ کی خدمت میں ذکر کیا ہوگا اب بروقت پہنچنے ان پرچوں کے کہ جناب مرلانا یہاں تشریف رکھتے تھے احقر کو ارشاد فرمایا کہ تو ہی یہ جواب لکھتے بھیجیو چنانچہ حسب ارشاد معروض ہوا \*

محمد یعقوب

## اطلاع ثانی

## بخدمت مدبران کمیٹی خزانۃ البضاعۃ

واضح ہو کہ بعد تحریر اطلاع سابق کے جناب ممتاز الدولہ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی کا مکاتیبہ مدہ ہندوئی کے سکریٹری کمیٹی کے پاس آیا اور جناب ممدوح نے ایک دروازہ احاطہ مدرستہ العلوم مسلمانان کی تعمیر کا خرچ اپنی طرف سے مرحمت کرنا تجویز فرمایا چنانچہ وہ دروازہ "فیض علی خاں دروازہ" کے نام سے موسوم ہوگا اور بشرط اجازت افسر نشان خطاب و علامت تمغائے ستار آف انڈیا بنائی جاوے گی پس اب کوئی دروازہ باقی نہیں رہا تیوں دروازے مفصلہ ذیل پڑگوں کے نام سے ہو گئے \*

مہدی علی دروازہ ظہور حسین دروازہ فیض علی خاں دروازہ ہم خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں اور اپنی کمیٹی کے عالی ہمت اور فیاض مہربوں کا بھی شکر کرتے ہیں کہ اس قدر جلد تیوں دروازوں کی تعمیر کا نہایت عمدہ طور سے بندوبست ہو گیا اور ہمارے عالی ہمت مہربوں کی یادگاری اس مدرستہ العلوم مسلمانان کے ساتھ ہمیشہ کے لیئے قائم ہو گئی \*

میں اپنی کمیٹی کے اُس معزز و نامی مہرب کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے نسبت تعمیر دروازوں کے بعض امور استفسار فرمائے تھے اور اپنا ارادہ بھی دریاب تعمیر دروازہ ظاہر کیا تھا مگر میں افسوس سے اطلاع دیتا ہوں کہ اب انکی خواہش کے پوری ہونے کی جگہ نہیں رہی انکی عنایت نامہ پہنچنے سے پہلے جناب ممتاز الدولہ بہادر ممدوح کا عنایت نامہ آ چکا تھا \*

واقہ —

سید احمد

سکریٹری کمیٹی خزانۃ البضاعۃ

بمقام علیگنڈہ — مطبع علیگنڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE  
MOHAMMEDAN  
SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۳ ] یکم شوال سنہ ۱۳۰۶ نبوی سنہ ۱۲۹۱ ہجری [ جلد پنجم ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

#### بخشیت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر خدمت یا کچھ روپیہ بطور قوتیون کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پارس بھیجتا جاوے فرماتے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

### اطلاع

#### تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چھپاؤ خوراک بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساٹھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے ليئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو آڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح ہر شریک ہوگا اُس کو بھی ساٹھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار چھپا کر متعلقہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اُس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہے خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہے گا اُس کو فی پرچہ چار آنے سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد دتار میں موجود ہو \*



مضمون نمبر ۱۹۵

## سولزیشن یا تہذیب

ہم دریافت کیا چاہتے ہیں کہ سولزیشن کیا چیز ہے ؟ اور کن کن چیزوں سے علاقہ رکھتی ہے ؟ کیا یہ کوئی بنیادی ہوئی چیز ہے ؟ یا قدرت نے انسان کی فطرت میں اسکو پیدا کیا ہے ؟ اس کے معنی کیا ہیں ؟ کیا یہ کوئی اصطلاح ہے جس کو لوگوں نے ؟ یا فیلسوفوں نے ؟ مقرر کیا ہے ؟ یا یہ ایسی چیز ہے کہ اسکا مفہوم ؟ اور جن جن چیزوں سے اسکا تعلق ہے ؟ قانون قدرت میں پایا جاتا ہے ؟ اس امر کے تصفیہ کے لیئے انسان کے حالات پر ہمکو نظر کرنی چاہیئے ۔ اگر تہذیب انسان میں ایک فطرتی چیز ہے ؟ تو وحشیوں میں ؟ شہریوں میں ؟ سب میں اسکا نشان ملیگا ؟ اگر اُس کی صورتیں مختلف دکھائی دیتی ہوں ، الا سب کی چیز ایک ہی ہوگی ۔

انسان میں یہ ایک فطرتی بات ہے کہ وہ اپنے خیال کے موافق کسی چیز کو پسند کرتا ہے اور کسی کو نا پسند ؟ یا یوں کہہ کہ کسی چیز کو اچھا ٹھہراتا ہے اور کسی چیز کو برا ؟ اور اُس کی طبیعت اس طرف مائل ہے کہ اُس پر چیز کی حالت کو ایسی حالت سے تبدیل کرے جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے ۔ یہی چیز سولزیشن کی چیز ہے ؟ جو انسانوں کی ہر گزرت میں اور ہر ایک میں پائی جاتی ہے ۔ اسی تبادلات کا نام سولزیشن یا تہذیب ہے ؟ اور کچھ شبہ نہیں کہ یہ میلان یا یہ خواہش تبادلات انسان میں فطرتی اور طبعی ہے ۔

سولزیشن یا تہذیب کی طرف انسان کی طبیعت کے مائل ہونے کے دو اصول ٹہرے ، اچھا اور برا ؛ اور برے کو اچھا کرنا سولزیشن یا تہذیب ٹہری ۔ مگر اچھا اور برا قرار دینے کے مختلف اسباب اخلاقی اور خلقی ، ملکی اور تمدنی ، ایسے ہوتے ہیں جنکے سبب اچھا اور برا ٹھہرانے میں ، یا یوں کہہ کہ قوموں کی سولزیشن میں اختلاف پڑ جاتا ہے ۔ ایک قوم جس بات کو اچھا سمجھتی ہے اور داخل تہذیب بناتی ہے ، دوسری قوم اُسی بات کو برا سمجھتی ہے اور وحشیانہ حرکت قرار دیتی ہے ۔ یہ اختلاف سولزیشن کا ، قوموں کے باہم ہوتا ہے ، اشخاص میں نہیں ہوتا ، یا بہت ہی کم ہوتا ہے ۔ جبکہ ایک گروہ انسانوں کا کسی جگہ اکٹھا ہو کر بستا ہے ، تو اندر اُنکی ضرورتیں اور اُنکی حاجتیں ، اُنکی غذائیں اور اُنکی پرشاکیں ، اُنکی معلومات اور اُنکے خیالات ، اُنکی مسرت کی باتیں اور اُن کی نفرت کی چیزیں ، سب یکساں ہوتی ہیں ؛ اور اُسی لیئے برائی اور اچھائی کے خیالات بھی سب میں یکساں پیدا ہوتے ہیں ؛ اور برائی کو اچھائی سے تبدیل کی خواہش سب میں ایک سی ہوتی

ہی ۔ اور یہی مجموعی خواہش تبادلات یا مجموعی خواہش سے وہ تبادلات اُس قوم یا گروہ کی سولزیشن ہے ۔ مگر جبکہ مختلف گروہیں مختلف مقامات میں بستے ہیں ، تو اُن کی حاجتوں اور خواہشیں بھی مختلف ہوتی ہیں ، اور اس سبب سے تہذیب کے خیالات بھی مختلف ہوتے ہیں ؛ مگر ضرور کوئی ایسی چیز بھی ہوگی کہ جو سولزیشن کی اُن مختلف حالتوں کا تصفیہ کر سکے ۔

ملکی حالتیں ، جہاں تک کہ وہ بود و باش سے تعلق رکھتی ہیں ، وہ نکر اور خیال اور دماغ سے ، اُن کو تہذیب سے چنداں تعلق نہیں ؛ بلکہ صرف انسان کے خیال کو اُس سے تعلق ہے جس کے سبب وہ اچھا اور برا ٹھہراتا ہے ، اور جس باعث سے خواہش تبادلات تصدیق میں آتی ہے ، اور وہ تبادلات رائج ہوتا ہے جو سولزیشن کہلاتا ہے ۔ پس سولزیشن کی مختلف حالتوں کا فیصلہ وہ اسباب کر سکتے ہیں جن کے سبب سے اچھے اور برے کا خیال دل میں بیٹھتا ہے ۔

اچھے اور برے کی جگہ میں اور لفظ استعمال کرونگا ؛ یعنی پسند اور نا پسند ۔ انگریزی میں ایک لفظ "تیس" ہے جو نہایت وسیع معنوں میں مستعمل ہوتا ہے ۔ ہماری زبان میں بھی اُس قسم کے لفظ ہیں ؛ جیسیکہ مڑا یا مڑا ؛ مگر وہ استعمال میں ایسے خاص ہو گئے ہیں کہ اُن سے وہ عام اور وسیع معنی خیال میں نہیں آتے ؛ اس واسطے میں اُس لفظ کا ترجمہ "پسند" کرتا ہوں ۔ پس پسند کا صحیح ہونا ، جو خیال کے صحیح ہونے کی فرع ہے ، بہت بڑا وسیلہ سولزیشن کی مختلف حالتوں کے تصفیہ کا ہے ۔

خیال کی درستی اور پسند کی صحت کثرت معلومات پر ، اور علم طبعیات سے بقدری ماحول ہوتے ہوئے ہر منحصرو ہے ۔ انسان کی معلومات کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے ، اور اُس کے ساتھ ساتھ سولزیشن بھی بڑھتی ہے ۔ کیا عجب ہے کہ آئندہ کوئی ایسا زمانہ آوے ، کہ انسان کی تہذیب میں ایسی ترقی ہو کہ اس زمانہ کی تہذیب کو بھی وہ لوگ ایسے ہی ٹھہندے دل سے دیکھیں جیسیکہ ہم اپنے سے انہوں کی تہذیب کو ایک ٹھہندے مگر مؤہب دل سے دیکھتے ہیں ۔

تہذیب ، یا یوں کہہ کہ بری حالت سے اچھی حالت میں لانا ، دنیا کی تمام چیزوں سے ، اخلاقی ہوں یا مادی ، یکساں تعلق رکھتا ہے اور تمام انسانوں میں پایا جاتا ہے ۔ تکلیف سے بچنے اور آسائش حاصل کرنے کا سب کو یکساں خیال ہے ، ہزار ہر اُسکو ترقی دینا تمام دنیا کی قوموں میں موجود ہے ۔ ایک تربیت یافتہ قوم زر و جواہر ، طاقت و مال سے نہایت نفیس نفیس خوبصورت زیورہ بغاقتی ہے ؛ نا تربیت یافتہ قوم بھی کرڑیوں اور پوتھوں سے اپنی آراہش کا سامان بہم پہنچاتی ہے ؛ تربیت یافتہ قومیں اپنی آراہش میں سونے چاندی ،

لانا ' اخلاق اور معاملات اور معاشرت اور طریق تمدن اور علوم و فنون کو بقدر امکان قدرتی غریبی اور فطرتی عہدگی پر پھرنچانا ' اور اُن سب کو خوش اسلوبی سے پرتنا . اور اُس کا نتیجہ کیا ہی ' روحانی خوشی اور جسمانی غریبی ' اور اصلی تمکین ' اور حقیقی وقار ' اور خود اپنی عزت کی عزت . اور در حقیقت ' یہی پچھلی ایک بات ہی جس سے وحشیانہ پن اور افسانیت میں تمیز ہوتی ہی .

اس تہذیب کے حاصل ہونے کے ' بقول مسٹر ایچ . ٹی . ہکل صاحب ' چار اصول ہیں .

اول — ” جو چیزیں ہم کو دکھائی دیتی ہیں ' اور جنکا سبب ہم کو معلوم نہیں ہوتا ' اُن کے سببوں اور قاعدوں کو دریافت کرنا ' اور اُن کے عام کو پھیلانا ' پس جسقدر کامیابی اس میں ہوگی ' اُسقدر انسان کی ترقی ہوگی . ”

دوم — ” اس تحقیقات سے پہلے تجسس کا خیال پیدا ہوتا چاہیئے ' جس سے ابتدا میں تحقیقات کو مدد ملتی ہی ' اور بعد کو تحقیقات سے اُس کی استعانت ہوتی ہی . ”

سوم — ” جو باتیں اس طرح پر دریافت ہوتی ہیں وہ مثالی باتوں کے اثر کو زیادہ کرتی ہیں ' اور اخلاق کی باتوں کو کسی قدر کم ' مگر اخلاق کی باتیں بہ نسبت عقلی باتوں کے زیادہ مستقل ہیں ' اور اُن میں کمی بیشی بہت کم ہوتی ہی . ”

چہارم — ” اس تھریک کا بڑا دشمن ' جو در حقیقت سولیزیشن کا بھی سخت دشمن ہی ' یہہ خیال ہی ' کہ جب تک زندگی کے امورات کی نگرانی ہر طرح در سلطنت اور مذہب سے نہر ' تب تک انسان کے گروہ کی ترقی نہیں ہو سکتی : یعنی سلطنت رعایا پر یہہ سکھارے کہ اُن کو کیا کرنا چاہیئے ' اور مذہب یہہ سکھارے کہ کس بات پر یقین کرنا چاہیئے . ”

دوہم بات میں مسٹر ہکل سے مجھ کو تسلید احتیاج ہی . اس میں کچھ شبہ نہیں کہ لوگوں کا یہہ خیال کہ پادشاہ وقت ہم کو بنادے کہ ہم کو کیا کیا کرنا چاہیئے ' انسان کی ترقی اور تہذیب کا نہایت قوی مانع ہی اور جسقدر کہ ہندوستان میں ' ہلکے نام ایسہ میں آر تری اور ایچریت میں ' یہی ناہایستگی اور ناتہذیبی ہی . اُس کا بڑا سبب یہی خیال ہی ' اور ہندوستان کے مسلمانوں کے اسی خیال نے غارت اور پرہیز کیا ہی ' اور یہی خیال ہی جو ہندوؤں کی رعایا کو عموماً ' اور مسلمانوں کو خصوصاً گروہمنت سے ناراض رہتا ہی . پس جب تک یہہ خیال نہ چارینگا اور یہہ خیال نہ آویگا کہ ہم خود سوچیں کہ ہم کو اپنے لیے کیا کرنا چاہیئے ' اُس وقت تک ہندوستان کے مسلمانوں کو نہ دولت ہوگی .

موتکہ اور مردکیوں کو کام میں لاتی ہیں ' نا تربیت یافتہ قومیں جانوروں کے خوبصورت اور رنگین پردوں کو ' تیلوں پر سے چھلے ہرٹے ستمزدی دوسہ ' اور زمرود کے سے رنگ کی پارک اور خرمنما کھانسی میں گوندہ کر اپنے تئیں آراستہ کرتی ہیں ' تربیت یافتہ قوموں کو یہی اپنے لباس کی درستگی کا خیال ہی ' نا تربیت یافتہ قومیں یہی اُس کی درستگی پر مصروف ہیں ' شاہی مکانات ' نہایت عمدہ اور عالیشان ہوتے ہیں ' اور نفیس چیزوں سے آراستہ ہوتے ہیں ' نا تربیت یافتہ قوموں کے چہرہ نیڑے اور اُن کے رہنے کے گھونپہ ' درختوں پر پاندھے ہوئے ٹانڈ ' زمین میں کھردی ہوئی کھوئیں یہی تہذیب سے خالی نہیں . معاشرت کی چیزیں ' تمدن کے قاعدے ' عیش و عشرت کی مجلسیں ' خاطر اور مدارات کے کام ' اور اخلاق و معصیت کی علامتیں ' دونوں میں پائی جاتی ہیں . علمی خیالات سے یہی نا تربیت یافتہ قومیں خالی نہیں ' بلکہ بعض چیزیں اُن میں زیادہ اصلی اور قدرتی طور سے دکھائی دیتی ہیں ' مثلاً شاعری جو ایک نہایت عمدہ فن تربیت یافتہ قوموں میں ہی ' نا تربیت یافتہ قوموں میں عجیب عمدگی و خوبی سے پایا جاتا ہی . یہاں خیالی باتوں کو ادا کیا جاتا ہی اور وہاں دلی چرخوں اور اندرونی جذبات کا اظہار ہوتا ہی . موسیقی نے تربیت یافتہ قوموں میں نہایت ترقی پائی ہی ' مگر نا تربیت یافتہ قوموں میں یہی عجیب کیفیت دکھائی ہی . ان کی ادا اور آواز کی پھرت ' اُس کا گھڑ اور اُس کا بوعاؤ ' اُس کا ٹھراؤ اور اُس کی ارجح ' ہاتھوں کا بھاؤ اور پاؤں کی دھمک ' زیادہ تر مصنوعی قراہ کی پابند ہی ' مگر نا تربیت یافتہ قوموں میں یہہ سب چیزیں دلی جوش کی مروجیں ہیں . وہ لٹی اور تال ' راگ و راگنی کو نہیں جانتے ' مگر دل کی لہر اُن کی لٹی ' اور دل کی پھڑک اُن کا تال ہی . اُن کا غزل باندہ کر بھڑا ہوتا ' طبعی حرمت کے ساتھ اوجھلا ' دل کی بیٹابی سے جھکنا ' اور پھر جوش میں آکر سیدھا ہو جانا ' گر نزاکت اور فن خنیاگری سے خالی ہو ' مگر قدرتی جذبات کی ضرور تصویر ہی . دلی جذبات کا روٹنا اور اُن کو عمدہ حالت میں رکھنا ' تمام قوموں کے خیالات میں شامل ہی . پس جس طرح کہ ہم تہذیب کا قدرتی لگڑ تمام انسانوں میں پاتے ہیں ' اسی طرح اُسکا تعلق عقلی اور مادی سب چیزوں میں دیکھتے ہیں . جس چیز میں کہ ترقی یعنی برائی سے اچھائی کی طرف رجوع ' یا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ کی طرف تھریک ہو سکتی ہی ' اُسی سے تہذیب بھی متعلق ہی . پس سولیزیشن یا تہذیب کیا ہی ؟ انسان کے اعمال ارادی اور جذبات نفسانی کو امتدال پر رکھنا ' وقت کو عزیز سمجھنا ' واقعات کے اسباب کو قدرتدنا اور اُن کو ایک سلسلہ میں

پھر کہ درست کیئے ہیں؛ جو زبانیں کہ حرفوں میں تحریر ہوتی  
تھیں، بلکہ چیزوں کی شکلوں میں لکھی جاتی تھیں، اُنکے معنوں  
کو دریافت کیا اور اُنکے مطلب کو نکالا؛ جو زبانیں کہ مدت سے بھول  
گئی تھیں اُنکو بھی نئے صو سے یاد کیا، انسان کی بول چال کی تبدیل  
کے قاعدے دریافت کیئے، اور اُس کے ذریعہ سے قوموں کی ابتدائی ثقافت  
وہاں کے ایسے زمانے دریافت ہوئے جو بالکل نامعلوم تھے، علم انتظام  
میں بنایا گیا، اور اُسکی بدولت دولت کی کمی پیشی کے اسباب دریافت  
کیئے، ملکوں کے اور وہاں کے وہنے والوں کے حالات بڑی بڑی مہکتوں  
سے جمع کیئے، اُنکے نقشے بنائے، انسان کے دنیوی کاموں اور اخلاقی  
باتوں کا بہت کچھ حال دریافت کیا؛ مثلاً مختلف قسم کے جرموں  
کی تعداد، اور ایک کی نسبت بمقابل دوسرے کے، اور اُن پر جو اثر  
کے زمانہ اور تعلیم اور قسم (یعنی مرد و عورت) کے سبب ہوا  
اُسکا اندازہ، اور اور جو باتیں اس کے متعلق ہیں، وہ سب دریافت  
کی گئیں، اسیکے ساتھ جغرافیہ نامی بھی قدم قدم چلتا رہا، آب و  
ہوا کے حالات کے رجسٹر طیار ہوئے؛ پہاڑوں کی پیمائش ہوئی؛ دریا  
ناپے گئے، اور اُنکے مندرجہ دریافت ہوئے؛ سب قسم کی قدرتی پیداواریں  
اور اُنکی منتفی تاثیریں معلوم کیں؛ ہر قسم کی خوراک کی، جو  
انسان کی زندگی کو ضرور ہے، عام کیمیا کے ذریعہ سے تقشیش کی، اُس  
کے اجزا شمار ہوئے اور تولد گئے، اور جو نسبت اُن میں اور انسان کے  
جسم میں ہے اُسکی بشری تحقیقات کی گئی؛ علیٰ هذا القیاس  
انسان کے متعلق جو باتیں ہیں اُنکی ہر قسم کی تحقیقات ہوئی ہیں  
یہاں تک کہ مذہب اور شایستہ قوموں میں مرنے اور شادی کرنے،  
پیدا ہونے اور پیشہ کرنے، یا اور کاموں میں مشغول رہنے کا، اور  
اجرت کی کمی و بیشی کا، اور جو اشیاء کے زندگی کے لئے ضروری ہیں  
اُنکی قیمت کا اندازہ کیا گیا ہے۔ یہ سب واقعات، اور اسی قسم کے  
اور بہت سے حالات جمع کیئے گئے ہیں، اُنکو درست سے مرتب کیا  
گیا ہے، اور اب وہ سب کام میں لانے کے لائق ہیں۔ اُنکے ساتھ اور  
بھی مفید باتیں شامل ہیں، کیونکہ صرف بڑی بڑی قوموں کے ہی  
افعال اور خاصیتیں لکھی نہیں گئیں، بلکہ سیاحوں نے تمام دنیا  
میں، جو اب تک معلوم ہوئی ہے، سفر کیا ہے، اُس کے تمام  
حصوں کی سیر کی ہے، اور مختلف قوموں کو دیکھا ہے، اُن کے  
حالات دریافت کیئے ہیں، اب ہم اُسکے ذریعہ سے تہذیب و شایستگی  
کے ہر درجہ کا اور ہر جگہ کا متابلہ کر سکتے ہیں، جبکہ ہم یہ  
کہتے ہیں کہ اپنے ہمجنسوں کے حالات دریافت کرنے کا ہر قہر کبھی کم  
نہیں ہوتا، بلکہ زیادہ کرتا جاتا ہے، تو ہم ہم بھی دیکھتے ہیں  
کہ اُس وقت کے پورا کرنے کے وسیلے بھی روز بروز اُسکے ساتھ ساتھ

حاصل، کہ مدت ہوگی کہ سزاں، اور نہ تہذیب ہوگی، اور نہ  
شایستگی، مگر دوسرا جملہ جو مذہب سے متعلق ہے وہ کسی قدر  
مستقیم ہے اور کسی قدر غلط؛ یعنی غلط مذہب بلاشبہ تہذیب کا بڑا  
مانع ہے، اور اگر سچے مذہب میں غلط خیالات اور بیجا تمسبات اور  
مسائل اجتہادیہ، اور علاید قیاسیہ اس طرح پر مل جادیں کہ عمل  
اور اعتقاد اصلی احکام مذہبی میں اور اُن میں کچھ تفرقہ و تمیز  
نہی، جیسکے مذہب اسلام کی موجودہ حالت ہے اور جو تقالید کی  
تاریکی میں اُنہوں سے بالکل چھپ گیا ہے، تو بلاشبہ وہ بھی انسان  
کی ترقی اور تہذیب کا مثل مذہب غلط کے مانع قری ہے۔ الا سچا  
مذہب، جیساکہ قہیت مذہب اسلام ہے، وہ کبھی ہارج ترقی انسان  
نہیں ہو سکتا، کیونکہ اُس مذہب کے احکام اور تہذیب و شایستگی کے  
کام دونوں متحد ہوتے ہیں والسلام علی من اتبع الهدی۔

واقف

سید احمد

نمبر ۱۹۶

تہذیب

اور

## اُسکی تاریخ کے وسیلے اور افعال انسانی کے باقاعدہ ہونے کا ثبوت

عام تاریخ نے مفید ہونے پر بہت کچھ کہا گیا ہے، اور وہ ہمیشہ  
مغرب بھی رہا ہے۔ یہ عام رائے ہے کہ مورخوں نے جیسی مہنت  
کی ہے ویسی ہر اُنکو کامیابی بھی ہوئی ہے۔ بہت لوگوں نے اُسکو  
پڑھا بھی ہے اور بہت کچھ سمجھا بھی ہے؛ عموماً اُس کی بہت  
بڑی قدر ہے؛ اور تمام تعلیم کے سالاروں میں شامل ہے۔ اسباب سے  
بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ اسی اعتبار کے لائق ہے، اور جب  
بالاجمال نظر سے لے جاوے تو قبول کرنا پڑتا ہے کہ ایسے سامان جمع  
ہیں جو نہایت عظیم الشان اور عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ فرنگستان کے  
اور اور بڑے بڑے ملکوں کے حالات اور لڑائیوں کے واقعات نہایت احتیاط  
سے جمع کیئے ہیں، اور جس ثبوت پر وہ مبنی ہیں، اُنکی بھی  
بشری تحقیقات ہوئی ہے۔ مذہب کی تاریخ پر بھی بشری توجہ  
کی ہے؛ علوم و فنون، اور علم ادب، اور مفید ایجادوں، اور آخر کار  
انسان کی آسائش اور آرام کے طریقوں پر بہت کچھ مہنت ہوئی  
ہے۔ زمانہ تدم کے حالات دریافت کرنے کو یونانی باتوں کی تحقیقات  
کی ہے، قدیم شہروں کی جگہوں کو ہونے پرانے سکے نکالے ہیں اور  
بڑھے ہیں؛ پرانے کتبے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے ہیں، اُنکے حروف تہجی

ایک شخص کسی علم کو اور دوسرا کسی علم کو سیکھتا ہی مگر ہر شخص اس کے کہ وہ سب علوم ایک شخص میں ملنے جاویں متفرق ہوجاتے ہیں ، اور جو مدد کہ مشابہت اور مماثلت کی ایک شخص میں ان سب علوم کے جمع ہونے سے حاصل ہوسکتی تھی وہ ضایع ہوجاتی ہی ؛ اور اسی سبب سے کسی شخص نے ان سب علوم کو تاریخ میں ملانے کی کوشش نہیں کی ، حالانکہ وہ سب تاریخ ہی کے اجزا ہیں ۔

ہاں البتہ اٹھارہویں صدی کے شروع سے چند عاقل پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ کے اس نقص پر افسوس کیا ، اور حتی الوح اس کی اصلاح کی کوشش کی ، مگر ایسی مثالیں قہایت کم ہیں ، یہاں تک کہ یورپ کے تمام علم ادب میں اصل کتابیں تین چار سے زیادہ نہیں ہیں جن میں انسان کی تاریخ کی تحقیقات اُن عمدہ اور عام طریقوں پر کی گئی ہو جن سے علم کی اور شاخوں میں کامیابی ہوئی ہی ، اور جن قاعدوں اور تجربوں سے علم کی حقیقت قائم ہوسکتی ہی ۔

سولہویں صدی کے بعد سے ، اور خصوصاً اخیر صدی میں ، مورخوں میں خیال کی وسعت کے نشان اور اپنی تصنیفات میں ایسے مضمونوں کے شامل کرنے کا شوق پایا جاتا ہی جن کو اُس سے پہلے وہ چھوڑتے بھی نہ تھے ۔ اس سے ایک عمدہ بات پیدا ہوئی ، اور ایک قسم کے واقعات جمع ہونے سے قاعدہ کلیہ نکالنے کا خیال پیدا ہوا جس کا نشان یورپ کے قدیم علم ادب میں نہیں پایا جاتا ۔ اس بات سے بہت بڑا فائدہ ہوا ، کیونکہ مورخوں کے خیال نے وسعت پائی ، اور غور کرنے کی عادت پڑی جو اصلی واقفیت کے لیئے ضرور ہی ، کیونکہ بغیر اُس کے کوئی علم نہیں بن سکتا ۔

اس زمانہ میں اگرچہ یہ نسبت زمانہ سابق کے تاریخ کے آثار زیادہ طمانیت کے لائق موجود ہیں ، مگر سوائے چند مثالوں کے وہ سب اب تک آثار ہی آثار ہیں ۔ آج تک اُن اصراوں کے دریافت کرنے میں جن کا اثر قوموں کی قسمت اور اُن کے چال چلن پر ہوتا ہی بہت ہی کم کوشش ہوئی ہی ، اور کچھ شبہ نہیں کہ انسان کے اعلیٰ خیالات کے لیئے اب بھی تاریخ بہت ہی ناکامل ہی ، اور وہ ایسی ہی بے ترتیب صورت میں ہی ، جیسیکہ اُس مضمون کی صورت ہوتی ہی جس کے قاعدے معلوم نہیں ہوئے ، اور جس کی جو قایم نہیں ہوئی ۔ ہمارے پاس تاریخ کا اس قدر سامان موجود ہی کہ اگر اُس پر زیادہ کوشش کی جائے تو جس طرح کہ علوم طبیعی کی مختلف شاخیں تھریز ہوئی ہیں اسی طرح انسان کی تاریخ بھی تھریز ہوسکتی ہی ۔ نیچر کی اکثر باتیں جو ظاہراً بالکل بے قاعدہ معلوم ہوتی ہیں ، اور کبھی یکساں نہیں رہتی سمجھہ میں آگئی ہیں ، اور یہ بات

زیادہ ہوتے جاتے ہیں ۔ جو باتیں دریافت ہوئی ہیں وہ سب موجود اور معطرہ ہیں ۔ جب ہم اُن سب باتوں کو یکجا کرتے ہیں تب ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ جن چیزوں سے ہم واقف ہوگئے ہیں وہ کس قدر مفید ہیں ، اور اُن کی مدد سے انسان کی کس قدر ترقی کا حال معلوم ہوتا ہی ۔

مگر جب ہم یہ بات بیان کرٹی چاہیں کہ ان سب سامانوں سے گہرا کام لیا گیا تو ساری یہ صورت بدل جاتی ہی ۔ انسان کی تاریخ میں بہت بڑا نقص یہ ہی ، کہ جو تاریخ کے ماحصلہ حصہ جزوں کی قہایت قابلیت سے تحقیقات ہوئی ہی ، لیکن کسی نے اُن سب اجزا کو ملاکر اُن سے ایک عام نتیجہ نکالنے کی کوشش نہیں کی ، اور نہ اُس طریقہ کو دریافت کیا جس کے ذریعہ سے اُن تمام جزوں کی اُس کی نسبت معلوم ہو ۔ یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہی کہ بڑی بڑی باتوں کی تحقیقات کے لیئے جزئیات کا استقرا کرکے کلیہ نکالتے ہیں ، اور خاص خاص باتوں سے عام قاعدہ نکالتے ہیں بڑی بڑی کوششیں کی جاتی ہیں ، تاکہ وہ قاعدے دریافت ہوں جنکی رو سے وہ خاص خاص باتیں وضع میں آتی ہیں ، مگر مورخوں میں یہ طریقہ عام نہیں ہی ، اُن کے دل پر ایک عجیب خیال سما یا ہی کہ وہ اپنا کام صرف امیدوار سمجھتے ہیں کہ واقعات کو اور گذرے ہوئے حالات کو بیان کردیں ، اور کہیں کہیں اخلاق اور انتظام مدن کی کچھ کچھ باتیں جنسہ کچھ فائدہ متصور ہو لکھ دیں ۔ ایسے مصنفوں کا ، جو خیال کی سستی سے یا قدرتی ذہنیات سے اعلیٰ درجہ کی تصنیف کی قابلیت نہیں رکھتے ، یہ طریقہ ہی کہ چند سال تھوڑی سی کتابیں پڑھ لیں اور تاریخ لکھنے کی قابلیت بہم پہونچالی ، پھر بڑی بڑی قوموں کی تاریخیں لکھنے لگے ، اور اُن کی تاریخیں اُن مضمونوں کے لیئے سند ہوگئیں ۔

اس محدود اور تنگ طریقہ کے سبب ایسے نتیجے پیدا ہوئے جن سے ہمارے علم کی ترقی کو بہت نقصان پہونچا ۔ اسی طریقہ کے سبب مورخوں نے ایسی وسیع ابتدائی تعلیم کو ضروری نہیں سمجھا جسکے ذریعہ سے اُس علم کی تمام قدرتی باتیں بالکل اُنکی گرفت میں آجائیں ، اور اسی طریقہ کے سبب یہ نتیجہ ہوا کہ ایک مورخ تو علم انتظام مدن و علم معاشرت سے واقف ہی ؛ دوسرا آئیں و قانون کو کچھ نہیں جانتا ؛ کوئی مذہبی معاملات اور تبدل رائے کے حالات سے کچھ واقف ہی ؛ کوئی فاسفہ مدنی کو نہیں جانتا ؛ کوئی علوم طبیعی سے آگاہ نہیں ہی ؛ حالانکہ یہ سب علوم قہایت ضروری ہیں ، اس لیئے کہ وہ خاص باتیں جن سے انسان کے مزاج اور اُس کے اطوار پر اثر ہوتا ہی انہیں علوم سے پیدا ہوتی ہیں ۔ اگرچہ ان علوم میں سے

سامان تجربہ کا نیچر میں ہی، کہ اُس کے ذریعہ سے ہم دنیا میں نہایت پیچیدہ مسئلوں کو حل کر لیتے ہیں، وہ سب سامانِ مروج کے کام میں نہیں آسکتے۔

پس اس بات کا کچھ تعجب نہیں کہ انسان کے اعمال کا علم بہ نسبت نیچر کے علم کے پچھلے کی حالت میں ہی۔ بے شک ان دونوں علوم کی ترقی میں اتنا بڑا فرق ہی کہ علم طبیعی کی ایسی باتوں کو جو اب تک ثابت بھی نہیں ہوئیں اور تسلیم کر لیتے ہیں کہ ضرور باقاعدہ ہوئی، اور اُن کی نسبت پوشیدہ گزرتی بھی کرتے ہیں، مگر تاریخی واقعات کا باقاعدہ ہونا کوئی تسلیم نہیں کرتا، بلکہ اُس سے انکار کرتے ہیں۔ اس سبب سے جو شخص کہ علم تاریخ کو مثلاً دیگر علوم کے ترقی دینا چاہتا ہے، اُسکو ابتدا ہی میں ایک بڑی مشکل پیش آتی ہے، کہ اُس سے کہا جاتا ہے کہ انسان کے معاملات میں کچھ اسرار ہیں، اور وہ اسرار خدا ساز ہیں، کہ ہماری عقل اور ہماری تحقیقات اُن تک نہیں پہنچ سکتی، اور انسان کے آئندہ کے حالات ہمیشہ ہم سے پوشیدہ رہیں گے۔ اس کے جواب میں صرف اس قدر کہنا کافی ہے، کہ ایسا کہنا صرف تھکما تسلیم کرنا ہی، کیونکہ اس کا ثبوت کچھ نہیں ہے، اور اس مشہور حقیقت کے مخالف ہے، کہ جہاں علم بڑھتا جاتا ہے وہاں قاعدہ اور سلسلہ میں بھی زیادہ یقین ہوتا جاتا ہے، اور اُس قاعدہ کے بموجب یکساں حالت میں ایک سے گنتی پیدا ہوتے ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم اس عقدہ کے حل کوئے میں زیادہ غور کریں، اور اس بات کو دیکھیں کہ لوگوں کی جو یہ عام رائے ہے، کہ تاریخ کبھی علم کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی، اُس کی بنیاد درست ہی یا نہیں۔ جب ہم اُس کا خیال کرتے ہیں تو ہمارے دل میں ایک بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے جو اُس کی جڑ ہے، اور وہ سوال یہ ہے، کہ آیا انسان کے اعمال اور انسان کی باہمی معاشرت کے کام کسی قانون معین کے تابع ہیں یا اتنا قیہ ہیں، اور ایسی باتوں کے نتیجے ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں؟

ان امور کی بحث میں چند مفید خیال پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ جو سوال کیا گیا ہے اُس کے متعلق دو مسئلے ہیں جن کے ذریعہ سے تہذیب کے مختلف درجے ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ تمام امور اتفاقیہ واقع ہوتے ہیں، اس مسئلہ کے بموجب گویا ہر ایک واقعہ علاحدہ اور تنہا واقع ہوتا ہے، اور کسی امر اتفاقیہ کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے، ایسا خیال بالکل ایک جاہل اور وحشی شخص کو ہوتا ہے، اور پھر جو جو تجربہ ہوتا ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب باتیں یا قاعدہ ایک دوسرے کے بعد ہوتی ہیں تو

ثابت کی گئی ہے کہ وہ بھی عام قواعد معین کے بموجب ہوتی ہیں۔ قابل لوگوں نے نہایت کامل و غور سے طبعی واقعات پر اس فرض سے توجہ کی ہے کہ اُن کے قاعدے معلوم ہوں، اور اُسی غور و کامل کا یہ نتیجہ حاصل ہوا ہے۔ پس اگر انسان کے واقعات کو اُسی طور پر دیکھیں، تو بے شک ویسے ہی نتیجے حاصل ہونگے، اور یہ بات کھدینی کے تاریخ کے واقعات سے کلیہ قاعدہ نہیں نکل سکتا، ایک امر زیر تحقیقات کو بلا تحقیقات کے تسلیم کر لینا ہے۔ اس قسم کے لوگ صرف ایسی ہی بات کو تسلیم نہیں کرتے جس کو وہ ثابت نہیں کرسکتے، بلکہ ایسی باتوں کو بھی مان لیتے ہیں جو علم کی موجودہ حالت میں نہایت غیر ممکن ہیں۔ جو کوئی شخص اخیر دو صدی کے حالات سے واقف ہوگا وہ ضرور جانتا ہوگا کہ ہر ایک پشت میں کسی نہ کسی ایسے واقعہ کا باقاعدہ ہونا ثابت ہوتا جاتا ہے، اور اُسکی نسبت پیشینگوئی ہوسکتی ہے جسکو پہلی پشت کے لوگ محض بے قاعدہ اور ناقابل پیشینگوئی سمجھتے تھے۔ پس تہذیب و شایستگی سے جو ترقی پاتی جاتی ہے، ہمارا یقین مضبوط ہوتا جاتا ہے کہ سب باتیں یا قاعدہ اور ترتیب وار ہوتی ہیں۔ پس اُن باتوں سے یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی قسم کے واقعات کا قاعدہ دریافت نہیں ہوا ہے تو ہم کو یہ کہنا چاہیئے کہ یہ بے قاعدہ ہیں، بلکہ پہلے کے تجربہ کو لحاظ کرکے یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ جو بات اس وقت سمجھ میں نہیں آتی ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں سمجھ میں آجائے۔ بے ترتیبی میں سے ترتیب نکالنے کی اُمید اس درجہ تک ہوتی ہے کہ اکثر نامور عالموں کو بعض اُمید کے یقین ہوتا ہے، اور اگر یہی اُمید عموماً مروجوں میں نہ پائی جائے تو اُس کا سبب یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ لوگ نیچر کے معجزوں کی بہ نسبت کمتر لیانت رکھتے ہیں اور کسی قدر بے سبب ہوسکتا ہے، کہ معاشرت کی باتیں جو تاریخ سے ملکہ رکھتی ہیں زیادہ پیچیدہ ہوتی ہیں۔

یہی اسباب ہیں جنہوں نے اب تک علم تاریخ کو ایک علم ہونے نہیں دیا۔ نہایت مشہور اور نام آور مروج علم طبیعی جاننے والے کے مقابلہ میں کچھ بھی درجہ نہیں رکھتا ہے۔ کسی ایسے شخص نے تاریخ کی طرف ہل توجہ ہی نہیں کی ہے جو ذہن و عقل میں مثلاً کپلر و نیوٹن کے وحید عصر ہو۔ اگرچہ موجودات کے حالات بھی نہایت پیچیدہ ہیں، مگر جو مروج فلسفہ کے طور پر تاریخ لکھتا ہے اُس کو نیچر کی تحقیقات کرنے والے کی نسبت زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں، کیونکہ اُس کے تجربہ میں وہ غلطیاں ہوسکتی ہیں جو تعصب اور جوش سے پیدا ہوتی ہیں، اور جس قدر

اور پہلے کا واقعہ اپنے سے پہلے واقعے سے ' اسی طرح ساری دنیا ایک زنجیر ہے اور ہر ایک آدمی ایک سلسلہ میں اپنا کام کرتا ہے ' پھر وہ اس بات کا تمہین نہیں کہہ سکتے کہ وہ کیا کام کرے گا ۔

غرض کہ جب سوسائٹی یعنی گروہ انسانی عام طور پر ترقی کرتی جاتی ہے تو نیچر کے پانچوے ہونے کا زیادہ یقین ہوتا جاتا ہے ' اور اُس وقت بجائے مسئلہ واقعات کے اتفاقیہ ہونے کے ' دوسرا مسئلہ واقعات میں ضروری مناسبت کا قائم ہوتا ہے کہ مصنف کی یہ رائے ہے کہ غالباً انہی دونوں مسئلوں اتفاقیہ اور ضروریہ سے انسان کے مستقبل اور مستقبل ہونے کا یہی تقدیر کا مسئلہ نکلا ہے ۔ اور احیاء کا سمجھنا میں آنا کہ گروہ انسانی کے زیادہ تر مہذب ہونے کی حالت میں یہ تبدیلی صورت کیونکر واقع ہوتی ہے کچھ مشکل نہیں ہے ۔ ہر ملک میں جب دولت کا جمع ہونا ایک حد میں تک پہنچ جاتا ہے تو ہر ایک شخص کی صنعت کا معاملہ اُس مقدار سے زیادہ ہوتا ہے جو اُسکی ضرورت کے لئے کافی تھا ' اور اسی لئے سب لوگوں کو مصنف کرتے کی ضرورت نہیں رہتی ۔ پس ایک ایسا جدا فرقہ بن جاتا ہے جس کے لوگ اپنی زندگی بلا مصنفہ پیشہ آرام سے بسر کرتے ہیں ؛ اور چند آدمی علم کی تحصیل میں اور اُس کے پھیلاؤ میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں ؛ اور ان پچھلے ارگوں میں ایسے لوگ بھی ہیشہ نکلتے ہیں جو بیرونی واقعات پر خیال نہیں کرتے ' بلکہ اپنے داخلی تصفیقات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ؛ اور جب یہ لوگ کامل ہو جاتے ہیں تو یہی ارگ نئے فلسفہ کے موجد ' اور نئے مذہب کے بانی ہوتے ہیں ؛ اور جو لوگ اُس فلسفہ یا مذہب کے پیرو ہوتے ہیں اُنہیں اُسکا بہت بڑا اثر ہوتا ہے ' لیکن اُن کے موجدوں یا بانیوں پر خود اُنکے زمانہ کا اثر پایا جاتا ہے ؛ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے چاروں طرف کی رائے کے دباؤ سے بچ سکے ' اور جسکو نیا فلسفہ اور نیا مذہب کہتے ' وہ کچھ بالکل نئے خیالات کا پیدا کیا ہوا نہیں ہوتا ' بلکہ اُس زمانہ کے لوگوں کے جو خیالات ہوتے ہیں وہی خیالات ایک نئی راہ کی طرف پھر جاتے ہیں ۔ پس امور مانعین دنیا میں بیرونی دنیا کے واقعات کے اتفاقیہ ہونے کا مسئلہ انسان کے مستقبل ہونے کے مسئلہ کے مطابق ہے جو اندرونی دنیا سے ملانہ رکھتا ہے ؛ اور ضروری مناسبت کا مسئلہ اسی طرح انسان کے مستقبل ہونے یا تقدیر کے مسئلہ سے مشابہت رکھتا ہے : صرف فرق اتنا ہے کہ پہلا مسئلہ متنازعہ یعنی فلسفیانہ فلسفہ دعویٰ کا نکلا ہوا ہے اور دوسرا مسئلہ تقیید لونی یعنی علم مذہبی کا ۔ پہلے مسئلہ میں فلسفہ ذہنی کے حکماء واقعات کے اتفاقیہ ہونے کے مسئلہ سے شروع کو کر دل میں ایک خود اختیاری یعنی افعال میں انسان کے مستقبل ہونے کا اصول قائم کر رہے ہیں ' اور اسی

یہ خیال مضبوط ہوتا جاتا ہے : مثلاً وحشی قومیں جن میں تہذیب کا اثر کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا ' اور جو صرف شکار پر اپنی زندگی بسر کرتی ہیں ' اُن کو بلاشبہ یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ہماری ضروری خوراک کا ملنا صرف کسی امر اتفاقی کا نتیجہ ہے جو بیان نہیں ہوسکتا ' چنانچہ شکار کبھی ملتا ہے اور کبھی نہیں ملتا ' کبھی افراط سے ملتا ہے اور کبھی نہایت کم ' اور اسی سبب سے اُن کو کبھی شہتہ بھی اس بات کا نہیں ہوتا کہ نیچر کے انتظام میں ترتیب بھی ہے ' اور نہ اُن کے دل میں ان عام اصولوں کا وجود سما سکتا ہے جن کی رو سے تمام واقعات وقوع میں آتے ہیں ' اور جن اصولوں کے علم سے ہم اُنہی باتوں کی آئندہ حالت کی نسبت پیشین گوئی کرسکتے ہیں ۔ مگر جب یہی قومیں کچھ ترقی کو کر کسانوں کی حالت میں آجاتی ہیں ' تو وہ پہلے پہل ایسی خوراکیں کھاتی ہیں جنکا ملنا بلکہ اُنکا پیدا کرنا بھی وہ اپنے ہی فعل کا نتیجہ دیکھتی ہیں ' یعنی جو کچھ ہوتے ہیں وہی کاتے ہیں ' اُنکی ضرورتوں کے ضروری سامان زیادہ تر اُنکے اختیار میں ہوجاتے ہیں ' اور اُنہی کی مصنف کے نتیجے ہوتے ہیں : جبکہ وہ باج زمین میں ہوتے ہیں ' اُس سے درخت ہوتا ہے ' پھولتا ہے ' پھلتا ہے ' بالیں نکالتی ہیں ' جب وہ بختہ ہوجاتی ہیں تو اُن سے وہی غلہ نکلتا ہے جو بویا تھا ' اور اُس غلہ کو اُس باج سے بھی جو بویا تھا کچھ مناسبت ہوتی ہے : ان باتوں سے اُنکو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس میں کوئی تدبیر اور حکمت ہے ۔ یہ نتیجہ ہمیشہ یکساں ہوتا ہے ۔ اب اُنکو آئندہ کے لئے ' کر یقین نہو ' مگر ایک قسم کا اختیار اور بھروسہ پڑجاتا ہے ' اور یہ اعتبار اُس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو اُنکو اپنی اُس پہلی اور غور معین حالت میں تھا ' اسی سے اُنکو ایک دھونڈلا سا خیال اسباتکا پیدا ہوتا ہے کہ واقعات میں کچھ تسلسل اور استحکام ہے ' اور کچھ کچھ وہ باتیں سمجھنے میں آئے لگتی ہیں جنکو آخر کار نیچر کے قانون کہتے ہیں ۔ اس بڑی ترقی کے ہر ایک قدم پر اُنکا خیال صاف ہوتا جاتا ہے ۔ جسقدر اُن کی تصفیقات بڑھتی ہیں اور تجربہ زیادہ وسیع ہوتا جاتا ہے ' اُسقدر اُنکو قاعدہ و سلسلہ ' اور واقعات میں باہم موافقت ملتی جاتی ہے جسکے وجود کا اُنکو پہلے شبہ بھی تھا ۔ اسکے ظاہر ہونے سے وہ مسئلہ واقعات کے اتفاقیہ ہونے کا جو شروع میں اُنکے دل میں بیٹھا ہوا تھا ہوتا ہوتا جاتا ہے ۔ تھوڑی سی اور ترقی کے بعد استدلال کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے ' اور اُن میں سے بعض لوگ اپنی تصفیقات سے کلیہ نکالتے ہیں ' اور اگلی رائے سے ' نفرت کرنے لگتے ہیں ۔ اور یہ یقین کرتے ہیں کہ ہر ایک کچھ واقعہ اپنے پہلے واقعے سے تعلق رکھتا ہے



اصول کا ایک نئی صورت میں آزادی قائم رکھتے ہیں کہ انسان آزاد مخلوق ہے اور اس طرح ہر ماننے سے تمام مشکلات دفع ہو جاتی ہیں؛ کیونکہ پوری آزادی جو سب فعلوں کا سبب ہے خود کسی کا نتیجہ نہیں بلکہ مثل مسئلہ ”اتفاقہ“ کے ایک ایسی حقیقت ہے جس میں زیادہ بیان نہیں ہو سکتا۔ علماء مذہبی دوسرے یعنی واقعات میں ضروری مناسبت کے مسئلہ کو مذہبی صورت میں لاتے ہیں اور چونکہ ان کی طبیعت انتظام اور مطابقت کے خیالات سے بھری ہوئی ہے اس لیے وہ اس مناسبت کو جس میں کبھی فرق نہیں ہوتا، خدا کے علم غیب سے منسوب کرتے ہیں اور اس اعلیٰ اور عمدہ اور پاک خیال کے ساتھ کہ خدا واحد ہی یہ مسئلہ تقدیر کا بھی لگایا جاتا ہے کہ خدا نے تمام چیزوں کو ابتدا سے ایک اندازہ پر اپنی مرضی کے موافق معین و مقرر کر دیا ہے۔

ہماری زندگی کے جو حالات تاریکی میں ہیں وہ ان مختلف مسئلوں اتفاقہ اور ضروریہ سے یعنی مختاری اور تقدیر سے سہل طور پر صاف ہو جاتے ہیں اور باسانی سمجھ میں آ جاتے ہیں اور اس لیے اوسط درجہ کی قابلیت کے لوگوں کے دل کو بہت پسند ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی ہم سے لرگ انہی درجوں مسئلوں کے پھرو ہیں، مگر ان مسئلوں نے انسان کے علم کے سرچشمہ کو صرف گدلا ہی نہیں کیا بلکہ ایسے مذہبی فرقے پیدا کیئے جن کی آپس کی دھمپنی نے انسان کی سوسٹیٹی کو برباد کر دیا اور زندگی کی اثر باتوں کو تلخ کر دیا۔ یورپ کے عالموں کا اب یہ خیال ہے کہ یہ درجوں مسئلے غلط ہیں، یا یہ کہ ان کی واقعت کا اور صحت کا کوئی کافی ثبوت نہیں ہے، مگر چونکہ یہ امر عظیم ہے اور نہایت ضروری ہے اس لیے مناسب ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہم اس کو صاف کر لیں۔

مختاری اور تقدیر کے خیال کی ابتدا کی نسبت جو کچھ ہم نے لکھا، شاید اس میں کچھ شک ہو، مگر جس بنیاد پر وہ قائم ہیں اس میں کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ تقدیر کا مسئلہ مبنی ہے ایک مذہبی قیاس پر؛ اور مختاری کا مسئلہ مبنی ہے ایک ایسے قیاس پر جو وجدان قلبی سے ملائے رکھتا ہے۔ تقدیر کے ماننے والے ایک ایسے مسئلہ پر چلتے ہیں جس کا اب تک کوئی قرار واقعی ثبوت نہیں ہے۔ وہ لرگ اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ خدا نے جس کی ایکی مسلمہ ہے، باوجود اپنے بالکل ٹیک ہونے کے، اچھے و برے میں، یا بھئی و ٹیک میں، یا پسندیدہ ہونے اور نا پسندیدہ ہوتے میں، تمیز کی ہے اور لاہوں مخلوق کو جو اب تک پیدا بھی نہیں ہوئی، اور صرف خدا ہی کے دل یا ارادہ سے پیدا ہو سکتی ہیں، ازل سے

ابد تک ہر پادے اور گنہگاری میں ڈال دیا ہے؛ اور یہ بات خدا نے کسی انصاف کے اصول پر نہیں کی، بلکہ صرف اپنی قدرت کاملہ اور مختار کل ہونے کی قدرت سے کی ہے۔ عیسائیوں میں جو پراستانت فرقہ کے ہیں، انہیں یہ مسئلہ کالوں کے وقت سے نکلا جسکی طبیعت نہایت قوی تھی، مگر نہایت تاریک، لیکن انہوں نے اس مسئلہ کو پہلے پہل درست کیا، اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے میسین لوگوں سے یہ مسئلہ سیکھا تھا۔ پھر حال اگر اس بات سے بھی قطع نظر کی جاوے کہ یہ مسئلہ اُور اصولوں کے بھی مخالف ہے، علمی تحقیقات میں اس مسئلہ سے کچھ فائدہ نہیں ہے؛ کیونکہ جب یہ مسئلہ ہمارے علم سے باہر ہے تو ہم اس کی سچائی یا جھوٹائی کی تحقیق نہیں کر سکتے۔ دوسرا مسئلہ جو مدت سے مختاری کے نام سے مشہور ہے، آرمینین کے مذہب سے مناسبت رکھتا ہے، لیکن در حقیقت انسان کی کائنات کی بزرگی کے مسئلہ پر مبنی ہے۔ (پوری بات کرنے سے جو از خود آدمی کا دل پکڑا جاتا ہے، اور آدمی کو بے چین و بے تاب کر دیتا ہے اس کو کائنات کہتے ہیں) ہر ایک شخص کو معلوم ہوتا ہے اور بالبداهت جانتا ہے کہ میں آزاد ہوں، اور کوئی دلیل اس خیال کو کہ ہم آزاد ہیں دور نہیں کر سکتی۔ اب اس اختیار کامل کے وجود میں جسکے مقابلہ میں تمام عام طریقے استدلال کے کچھ کام نہیں کرتے، دو یا تین ہیں: پہلی بات جو صحیح ہو مگر ثابت نہیں ہے؛ اور دوسری تو بلاشبہ غلط ہے، اور وہ دو باتیں یہ ہیں: اول یہ کہ قوت معیوۃ ٹیک و بد جسکو انگریزی میں ”کانشنس نس“ کہتے ہیں، اور جس قوت کے احکام کبھی خطا نہیں کرتے ایک علاحدہ قوت ہے، مگر یہ بات کہ ”کانشنس نس“ ایک علاحدہ قوت ہے اب تک کسی طرح تحقیق نہیں ہے۔ بعض بڑے بڑے عقلموں کی یہ رائے ہے کہ یہ طبیعت کی ایک حالت ہے؛ اگر بھی بات ہو تو بس بحث ختم ہو گئی؛ کیونکہ اگر ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ جب دل کے تمام قری سے پورا پورا کام لیا جاوے تو برابر ٹھیک ٹھیک کام کرتے ہیں، تب بھی کوئی شخص یہ دھوے نہیں کر سکتا کہ دل کی ہر ایک حالت میں، جو اتفاقہ کسی ایک طرح کی ہو جاتی ہے، صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک کام ہوتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے اگر یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ ”کانشنس نس“ ایک جدا قوت ہے، تو بھی ہم یہ دوسری طرح پیش کرینگے، کہ تاریخ سے بھری ثابت ہے کہ یہ قوت بہت خطا کھاتی ہے۔ تہذیب کی ترقی کی تمام حالتوں میں جو انسان پر گذری ہیں دل کی خصوصیت یعنی عقیدہ کا بہت بڑا اثر ہوا ہے، اور وہ اثر اس زمانہ کے مذہب اور فلسفہ اور اخلاق کی باتوں پر

بھٹ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی ؛ کیونکہ اُس کو مفصلہ ذیل امور کا تسلیم کرنا کافی ہی ؛ یعنی ہم جو کوئی کام کرتے ہیں کسی ایک یا ایک سے زیادہ غرض سے کرتے ہیں ، اور وہ غرض بھی کسی اور غرض کا نتیجہ ہوتی ہی ۔ پس اگر سب باتوں سے اور اُن کی تصریح کے قاعدوں سے واقف ہوں تو ہم بغیر کسی غلطی کے پہلے سے بتا سکتے ہیں کہ اُن کا نتیجہ کیا ہوگا ۔ جن لوگوں کے دل میں طرفداری نہیں ہی ، اور جو اپنی رائے سے ثبوت موجودہ پر کام کرتے ہیں ، اس رائے کو قبول کرینگے کہ مثلاً اگر ہم کسی شخص کے حال جان سے بشری واقف ہوں تو ہم بتا سکتے ہیں کہ بعض خاص حالتوں میں وہ شخص کیا کریگا ۔ اگر ہماری اس پیشین گوئی میں غلطی ہو تو خود مختاری یا تقدیر کو اُس کا سبب نہ قرار دینا چاہیئے ؛ کیونکہ اب تک اُن دونوں باتوں کا کچھ ثبوت نہیں ہوا ہی ، بلکہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یا تو ہم کو اُس شخص کے حالات غلط معلوم تھے ، یا یہ کہ ہم نے اُس کے دل کی عام حرکتوں کے سمجھنے میں غلطی کی ۔ اگر ہماری سمجھہ صحیح ہو اور اُس کے ساتھ ہی اُس شخص کے مزاج کے حالات سے بشری واقفیت ہو تو اُن حالات کے سبب ہم کو پہلے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ وہ شخص کیا کریگا ۔

پس اب خود مختاری اور تقدیر کے مسئلوں کی بھٹ سے قطع نظر کر کر یہ نتیجہ نکلتا ہی ، کہ انسان کے افعال میں اور اُن باتوں میں جن سے اُن افعال کے سرزد ہونے سے پہلے یہ بات معین ہو جاتی ہی کہ اُس سے وہ افعال سرزد ہونگے مطابقت کا ہونا ضرور ہی ؛ کیونکہ یکساں حالتوں میں یکساں نتیجے ہونے چاہیئیں ، اور جو کہ اُن افعال کے تمام اسباب یا تو اندر سے یعنی دل سے پیدا ہوتے ہیں یا بیرونی چیزوں سے ، اس لئے اُن کے نتیجوں میں بھی فرق ہوتا ہی ؛ یعنی وہ فرق جو انسان کے حالات کے تبدیل ، یعنی اُن کے عروج اور اُن کے تنزل ، اُن کی خردی اور اُن کے رنج ، کا تاریضوں میں پایا جاتا ہی ۔ وہ سب اُنہی درجہ باتوں کا ، یعنی بیرونی باتوں کے اثر کا دل پر ، اور دل کے اثر کا بیرونی باتوں پر ، نتیجہ ہوتا ہی ۔

یہی سب سامان ہیں جس کے ذریعہ سے تاریخ فلسفہ کے طور پر لکھی جا سکتی ہی ۔ ایک تو انسان کا دل ہی جو خود اپنے وجود کے قانون کی اطاعت کرتا ہی ، اور جب بیرونی چیزوں کا اُس پر کچھ دخل نہیں ہوتا تو بموجب اپنی بقاوت کے ترثی کرتا ہی ۔ دوسری وہ ہی جس کو ہم قیچہ کہتے ہیں ، اور قیچہ بھی اپنے قانون کی اطاعت کرتا ہی ، لیکن ہمیشہ انسان کے دل سے ملکر اُس کی دلی خواہش اور ذہن کو اشتعال دیتا ہی جسکے سبب انسان اپنے

پروا پر رہا ہی ۔ اُس زمانہ کے مفیدوں کو ہر ایک شخص مانتا آیا ہی اور دوسرے زمانہ کے لوگ اُن پر ہنساکھتے ہیں ، اور ہر ایک عقیدہ اپنے زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں ایسا ہی گرا رہا ہی اور اُن کے کائنات کا جزو اعظم رہا ہی جیسے اب وہ رائے ہی جس کو ہم آزادی کہتے ہیں ، تو یہی یہ بات ممکن نہیں کہ کائنات نس کے سب نتیجے صحیح ہوں ؛ کیونکہ اُن میں سے اکثر ایک دوسرے کے مخالف ہیں ۔ پس جب تک یہ بات نہ مانی جاوے کہ زمانہ مختلف میں سچائی بھی مختلف ہوتی ہی تب تک وہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا ، اور یہ بات معال ہی ۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کائنات کی شہادت اس بات کا ثبوت نہیں ہی کہ وہ رائے صحیح ہی ؛ کیونکہ اگر ایسا ہو تو در باتیں جو ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہیں دونوں برابر صحیح ہونگی ۔ علامہ اُس کے زندگی میں جو جو باتیں ہوتی ہیں اُن کے دیکھنے سے ایک دوسری بات نکلتی ہی ۔ کیا ہم کو بعض حالتوں میں بہوت اور آسیب کے ہونے کا یقین دل میں نہیں ہو جاتا ؟ اور کیا پھر یہی لوگ یہی نہیں کہتے کہ ایسی چیزوں کا وجود نہیں ہی ، کوئی اور بات ہوگی جس کو ہم نے بہوت اور آسیب سمجھا ہی ۔ اگر یہ کہا جاوے کہ اس قسم کا کائنات یا یقین دہوکا ہی اصلی نہیں ہی تو ہم یہ پرچہ پھینکے کہ وہ کوئی چیز ہی جو صحیح اور غلط ، یا سچی اور جھوٹی ، کائنات میں تمیز کرتی ہی ۔ اگر بعض باتوں میں کائنات ہم کو دھوکا دیتا ہی تو کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ اور باتوں میں دھوکا نہ دیکا ؛ اور اگر یقین نہیں ہو سکتا تو وہ کسی اعتبار کے لائق نہیں ہی ، اور اگر کسی طرح اُس پر یقین ہو سکتا ہی تو ایک دوسری کسی ایسی ہی کا وجود لازم آتا ہی کہ کائنات اُس کا تابع ہو ۔ پس کائنات کی سچائی کا مسئلہ جس کی بنیاد پر خود مختاری کے ماننے والوں نے اپنا اصول قائم کیا تھا قائم جاتا ہی ۔ بے شک میرے نزدیک اس بات کا شبہ کہ کائنات نس کا وجود بطور ایک ملحدہ قوت کے ہی کہ نہیں ، اور نیز یہ بات کہ یہ قوت ہمیشہ سب باتوں کو یکساں نہیں بتاتی ، ایسی دو دلیلیں ہیں جن سے یقین ہوتا ہی کہ چند شخصوں کے دل کا حال معلوم کرنے سے ذہنی فلسفہ علم کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتا ، مگر اُن اصولوں کے تصدیق کرنے سے جو تاریخ سے نکالے جاویں اُس کی تحقیقات بشری ہو سکتی ہی ؛ یعنی اُسکے اصول اُن باتوں سے نکالے جاویں جو ایک زمانہ دراز میں انسان کے حالات میں گذرے ہوں ۔ یہ بات بلا شبہ نہایت خوشی کی ہی کہ جس شخص کے خیال میں یہ بات ہو کہ فی تاریخ بھی ایک علم ہو سکتا ہی ، اُس شخص کو خود مختاری یا تقدیر کے مسئلہ پر

قطع نظر اُن تحقیقاتوں کے جو آئندہ ہونگی، ہم کو بالکل صرف اُنہی ثبوتوں سے مطلب ہی چاہیے، یہہ پایا جاتا ہے کہ انسان کے حالات میں جو بذریعہ سالانہ نقشوں کے معلوم ہوئے ہیں بالکل مطابقت ہی۔

انسان کے افعال آسان طور پر دو قسموں میں منقسم ہیں، ایک نیک اور دوسرے بد؛ اور چونکہ یہہ دونوں قسمیں باہم ایک دوسرے سے مناسبت رکھتی ہیں، اور انہیں کا مجموعہ ہمارے اخلاق ہیں، اس لیے یہہ لازم آتا ہے کہ جس سبب سے ایک قسم زیادہ ہوتی ہے اسی سبب سے اسی قدر دوسری قسم کم ہوتی ہے۔ پس اگر ہم کسی زمانہ میں ایک قوم کی پرائیوں میں مطابقت پاویں، تو اُن کی نیکیوں میں بھی اسی قسم کی مطابقت ہوگی، یا اگر ہم اُن کی نیکیوں میں مطابقت پاویں، تو دوسری ہی اُن کی برائیوں میں مطابقت ہوگی۔ یہہ دونوں قسم کے افعال، جیسے کہ اُن کے نام سے ظاہر ہوتا ہے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں؛ یا اگر اسی بات کو دوسرے طور سے بیان کریں تو یوں کہیں، کہ اگر یہہ ثابت ہو سکے کہ انسان کے برے افعال میں سوسائٹی کے تبدیلات کے موافق فرق ہوتا ہے تو اُس سے یہی نتیجہ نکلیگا کہ اُن کے نیک افعال میں بھی ایسا ہی فرق ہوتا ہے؛ اور نیز یہہ یہی نتیجہ نکلیگا کہ اس قسم کا فرق بڑے بڑے اور عام اسباب کا نتیجہ ہے جو تمام سوسائٹی پر اپنا اثر پہنچاتے ہیں اور خاص نتیجہ پیدا کرتے ہیں، بلا لحاظ اُن خاص شخصوں کی خواہش کے جنسہ سوسائٹی بنی ہوئی ہے۔ اگر انسان کے فعل سوسائٹی کی حالت کے بموجب ہوتے ہیں تو اسی قسم کی مطابقت ملنے کی ہمیں اُمید ہے، اور اگر ایسی مطابقت نہ ملے تو ہملوک یہی یقین کر سکتے ہیں کہ انسان کے فعل کسی ایسے اصول کے بموجب ہوتے ہیں جسکا کچھ ٹھیک نہیں ہے، اور جو ہر ایک شخص میں خاص طور پر ہوتا ہے؛ مثلاً خود مختاری وغیرہ۔

اصل غرض قانون کی یہہ ہے کہ بے گناہ بمقابہ گناہگاروں کے معفو رہیں، اس لیے یورپ کی گورنمنٹوں نے، جب اُنکو معلوم ہوا کہ لوگوں کے حالات کے نقشہ کیسے مفید ہوتے ہیں، تو اُن جرایم کی نسبت ثبوت جمع کرنا شروع کیا جنکے لیے سزا دینی منظور تھی۔ یہہ ثبوت جمع ہوتا گیا، یہاں تک کہ اب یہہ از خود لٹریچر یعنی علم ادب بن گیا ہے؛ اور یہہ سے راتوں رات نہایت احتیاط سے اور تحقیقات کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں؛ اور زمانہ سابق کے تجربہ کی یہہ نسبت انسان کے اخلاق کے حالات اُن سے زیادہ معلوم ہوتے ہیں، مگر چونکہ اس تمہید

فعل کرتا ہے جو بغیر ٹیچر کی مداخلت کے نکرتا، پس انسان ٹیچر کو تبدیل کرتا ہے اور ٹیچر انسان کو تبدیل کرتا ہے، اور اسی آپس کی تبدیلات سے سب واقعات پیدا ہوتے ہیں۔

اب ہم کو اس دوسری تبدیل کے قانون کے دریافت کرنے کا طریق تحقیق کرنا ہے، لیکن اُس سے پہلے اس بات کی تحقیقات ہونی چاہیئے کہ ان دونوں قسم کی تبدیلیوں میں سے کونسی زیادہ قریبی ہے؛ آیا انسان کے خیالات اور خواہشوں پر طبعی باتوں کا زیادہ اثر ہوتا ہے، یا طبعی باتوں پر انسان کے خیالات اور خواہشوں کا زیادہ اثر پڑتا ہے، تاکہ ان دونوں میں سے کونسی چیز زیادہ اثر کرنے والی ہو اسیکے دریافت کرنے میں، اگر ممکن ہو، تو سب سے پہلے ترجیح کریں؛ کیونکہ اُس کے نتیجے زیادہ تو ظاہر ہونگے، اور اس سبب سے باآسانی تجربہ میں آسکیں گے، اور اس میں ایک یہہ بھی فائدہ ہوگا کہ جب ہم بڑی قوت کے قانون کا ایک کلیہ نکال لیں گے تو بہت کم باتیں سمجھنی رہ جائیں گی۔ مگر اس تحقیقات سے پہلے ہم کو اُن صاف اور روشن ثبوتوں کا بیان کرنا مناسب ہی جتنے ظاہر ہوتا ہے کہ دل کی حرکتیں باقاعدہ ہوتی ہیں۔ اس بیان سے رے مذکورہ بالا قریبی ہو جائیگی؛ اور جس ذریعہ سے اِس امر میں تحقیقات ہوئی وہ بھی صاف ہو جائیگا۔

جو نتیجے حقیقت وقوع میں آئے ہیں بے شک نہایت مفید ہیں، اور علم اخلاق کے متعلق عام الہیات کے ایسے قیاس پر چلے ہیں جو طبیعت کے علم سے متعلق ہے، لیکن جس تحقیقات کا میں ذکر کرتا ہوں وہ بالکل بے شمار واقعات پر مبنی ہے، اور وہ واقعات ایسے ہیں جو بہت سے ملکوں میں پائے گئے ہیں، اور نہایت صاف طور پر ہندسہ کی صورت میں بتائے گئے ہیں، اور ایسے لوگوں نے اُنکو جمع کیا ہے جو سرکاری اہلکار تھے اور اُن کو کسی خاص مسئلہ کی پیچ یا کسی خاص نائدہ کا پاس نہ تھا کہ جسکے سبب اُن باتوں کی ضرورت کی سچائی کو جنکی تحقیقات کا اُن کو حکم تھا بگاڑتے یا خراب کرتے۔ نہایت وسیع نتیجے جو انسان کے افعال کی نسبت نکالے گئے ہیں، اور جسپر کسیکو اعتراض نہیں ہے، وہ اسی یا اسی قسم کے ذریعہ سے نکالے گئے ہیں۔ ملکوں کے حالات کے سالانہ نقشوں سے اُن کا ثبوت ہوتا ہے، اور وہ علم حساب کے قاعدہ پر بنائے گئے ہیں، اور جو کوئی اس بات سے واقف ہوگا کہ اس ایک طریقہ سے کتنی باتیں دریافت ہوئی ہیں، وہ صرف دل کی حرکات کے مطابق ہونے کو ہی نہیں مانیکا، بلکہ اُس کو یہہ بھی یقین ہو جائیگا کہ اگر وہ قوی ذریعہ کام میں لائے جاویں جو علم کی موجودہ حالت میں حاصل ہو سکتے ہیں، تو اُن پر بھی بہت سی مفید باتیں دریافت ہونگی۔

اُس قدر ہوا کہ جرم کی تعداد کی کمی بیشی موت کی کمی بیشی سے کم ہوئی۔ اسی قسم کا قاعدہ ہر ایک ملحدہ ملحدہ جرم میں پایا گیا ہے۔ سب جرم ایک ہی قاعدہ کے بموجب ایک وقت معین کے بعد برابر صادر ہوتے گئے۔

جو لوگ یہ یقین کرتے ہیں کہ انسان کے اذمال ہر شخص کے خاص مزاج کے موافق ہوتے ہیں، اور سوسائٹی کی عام حالت سے کچھ تعلق نہیں ہوتا، اُن کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی، لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب ایک بات یہ ہے کہ مقبولہ جرایم قابل سزا کے کوئی جرم ہر شخص کے مزاج پر ایسا موقوف نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ خود کشی، خون یا لوثنے کی کوششیں رک سکتی ہیں، اور روکی بھی گئی ہیں۔ بعض وقت وہی شخص اُن کو روک دیتا ہے جس پر حملہ کیا جاتا ہے، اور بعض وقت حاکم مانع ہوتے ہیں، لیکن خود کشی کی کوشش میں کم روک ترک ہو سکتی ہے۔ جو شخص اپنے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتا ہے، اُس کو اکثر وقت میں دھم کی لڑائی مانع نہیں ہوتی، اور وہ حاکم کی دسہ اندازی سے بھی آسانی سے بچ سکتا ہے، اُس کا کام گریبا تھا ہوجاتا ہے، باہر سے اُس پر کچھ مداخلت نہیں ہوتی، اور یہ نسبت اور کسی جرم کے زیادہ تر خاص ایک شخص کی مرضی اور خواہش کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ برخلاف اور جرایم کے، یہ جرم ساتھیوں کے درغلنے سے بہت کم ہوتا ہے۔ پس جبکہ لوگ ساتھیوں کے درغلنے سے یہ جرم نہیں کرتے، تو ایک بڑی بیرونی بات کا اثر، جس سے آزادی دب جاوے، اُن پر نہیں ہوتا، اس لیے خود کشی کی نسبت، جو تنہائی میں ہوتا ہے، اور جس پر قانون کا کچھ اختیار نہیں چلتا، اور نہ ہوشیار پولیس اُس کو کم کر سکتی ہے، عام اصول کا نکالنا اور قاعدہ تلاش کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہوگا۔ ایک اور مشکل یہ ہے کہ خود کشی کا نہایت عمدہ ثبوت بھی ناقابل ہوتا ہے۔ مثلاً ڈوب کر مرنا اتفاقیہ خورہ کشی میں داخل ہو سکتا ہے، لیکن بعض وقت یہی عمدہ ہوتا ہے، اور اُس کو اتفاقیہ کہتے ہیں۔ پس خود کشی صرف غیر معین اور بے اختیار ہی نہیں معلوم ہوتی، بلکہ اُس کا ثبوت بھی نہایت تاریک ہے۔ مذکورہ بالا رجہوں سے اگر اس کے عام سپیروں کے دریافت کرنے میں ناامیدی ہو تو معقول ہے۔

جب کہ اس ایک جرم کے یہ حالات ہیں، تو یہ بات بھی نہایت تعجب کی ہے، کہ جو کچھ ثبوت اُس کی نسبت ہمارے پاس ہے اُس سے یہ ایک بڑا نتیجہ نکلتا ہے، اور دل میں کچھ شبہ باقی نہیں رہتا کہ خود کشی سوسائٹی کی عام حالت کا نتیجہ ہے، اور مجرم صرف عمل میں لاتا ہے اُس بات کو جو حالات سابق کا

میں پورا پورا بیان اُن قتیچوں کا نہیں ہو سکتا جو نقشوں سے نکلتے ہیں، اس لیے میں دو باتیں نہایت ضروری اور بڑی بڑی باتوں کا ذکر کروں گا اور اُن کی نسبت کو بیان کروں گا۔

منجملہ سب جرموں کے قتل ایک ایسا جرم تصور کیا جاتا ہے جو بالکل بے قاعدہ ہے، اور اس پر کچھ اختیار نہیں چلتا، گر یہ جرم ایک مدت کی بدیوں کا ایک بڑا کام ہے، تاہم جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اکثر یہ دنمنا وقوع میں آتا ہے، اور جب کہ پیشتر سے بندش ہوتی ہے تو اُس میں بھی موافق موقعوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے، وقت کا لحاظ کرنا پڑتا ہے، اور ایسے موقعوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے جو اختیار میں نہیں ہیں، اور جب وقت آجائے تو شاید جرم کرنے والے کا دل ثروت جائے۔ اور پھر جرم کا کرنا یا نہ کرنا مخالف غرضوں پر منحصر ہوتا ہے، مثلاً قانون کا خوف، اُن سزائوں کی دھشت جو دین میں لکھی ہیں، جرم کرنے والے کی کاشنس کے نیش، و آئندہ انیسرس کا اندیشہ، و فائدہ کی طمع، و حسد، و بدلا لینے کا خیال، و ناامیدی وغیرہ۔ جب یہ سب باتیں جمع کی جائیں تو ایسے اسباب مضبوط ہوجاتے ہیں، کہ اُن سپیروں میں جن کے ذریعہ سے خون ہو سکتا ہے یا منع ہو سکتا ہے کوئی خاص قاعدہ نکلنے کی امید نہیں رہتی، لیکن اب دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کیا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ خون اُسی طرح باقاعدہ ہوتا ہے اور خاص معلوم سپیروں سے نسبت رکھتا ہے جیسے جوار بھاٹا اور تبدیل موسم۔ موسیور کی رکت، جس نے اپنی تمام زندگی مختلف ملکوں کے نقشوں کے جمع کرنے میں صرف کی، اپنی تحقیقات کا نتیجہ یوں بیان کرتا ہے، کہ ہر ایک بات جو جرم سے ملحقہ رہتی ہے وہ مکرر ایک ہی تعداد پر وقع میں آتی ہے، اور ایسے جرایم کا بھی جس میں انسان کی پیش بینی کچھ کام نہیں کرتی یہی حال ہے، مثلاً خون جو عموماً اتفاقیہ لڑائیوں کے بعد ہوتا ہے، ہم تجربہ سے جانتے ہیں کہ ہر سال خون کی تعداد قریب برابر کے ہوتی ہے، اور جن اوزاروں سے خون کیا جاتا ہے وہ بھی قریب ایک ہی تعداد پر کام میں لائے جاتے ہیں۔ یہ قول سنہ ۱۸۳۵ء میں یورپ کے پہلے اسٹائٹیشن کا ہے، اور ما بعد کی تحقیقات سے اُس کی صحت ہوتی آئی ہے۔ پچھلی تحقیقاتوں سے یہ ایک عجیب بات دریافت ہوئی ہے کہ جرم مکرر ایک تعداد پر صادر ہوتے ہیں، اور یہ نسبت نیچر کے قانون کے، جو ہمارے جسم کی بیماری اور پرہیزی سے ملحقہ رکھتے ہیں، جرم کا حال پیشتر سے زیادہ معلوم ہوجاتا ہے، مثلاً فرانس میں ابتدائے سنہ ۱۸۲۶ء لغایت سنہ ۱۸۳۲ء تک جتنے لوگ مجرم قرار پائے اُن کے ہی مرد اُس زمانہ میں یورپ کے اندر موت سے مرے، فرق صرف

حقیقت حال کے دریافت کرنے کا حاصل تھا، اور دھوکا دینے میں اُس کی کوئی غرض نہ تھی، تو بیشک یہہ تسلیم کی جائیگی کہ جرم کا ایک قاعدہ معین کے بموجب صادر ہوتا ایک ایسا امر ہی کہ جو انسان کے اخلاق کی تاریخ کے اور کسی امر کی بہ نسبت زیادہ ثابت ہے۔ ان نقوشوں میں متوازی سلسلہ شہادت کا پایا جاتا ہے جو بموجب مختلف حالتوں کے نہایت احتیاط کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، اور سب سے پہلی ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کے جرم ایک معیوم کی برائی کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ اُس سوسائٹی کی حالت کا نتیجہ ہے جس میں وہ معیوم رہتا ہے۔ اس نتیجہ کا ثبوت صاف وہاں ہے، اور دنیا میں سب لوگ اُس کو دیکھ سکتے ہیں، اور ایسا ہی کہ وہ تصورات، جنکے ذریعہ سے متنازعات اور تھیولوجین نے گذشتہ واقعات کی تحقیقات کو پریشانی میں ڈال رکھا ہے، اُسکو رد نہیں کرسکتے۔

وہ لوگ جو اسباب سے واقف ہیں کہ طبعی باتوں میں نیچر کے قاعدوں کے بجالانے میں تبدیل ہوتی رہتی ہے، وہ اخلاق کی باتوں میں بھی ویسا ہی فرق پادینگے۔ یہہ فرق دونوں حالتوں میں چھوٹے چھوٹے قانون سے پیدا ہوتا ہے، جو خاص موقعوں پر بڑے قانون سے ملتے ہیں اور اُن کی اصلی اور باقاعدہ تاثیر کو تبدیل کردیتے ہیں۔ اِس کی نہایت عمدہ مثال جرنفل کے اُس عمدہ اصول میں پائی جاتی ہے جسکو متوازی الاضلاع کے زوروں کی قوت کہتے ہیں، اور جسکے بموجب قوتوں میں وہی نسبت ہوتی ہے جو اُن قوتوں کی شکل متوازی الاضلاع کی قوتوں میں ہوتی ہے۔ یہہ قاعدہ بہت بڑے بڑے نتیجوں سے بھرا ہوا ہے؛ اور قوتوں کا ملائ اور اُنکا علاحدہ علاحدہ کرنا اسی قاعدہ سے متعلق ہے۔ اور جو شخص اُس دلیل سے واقف ہے جسپر یہہ قاعدہ مبنی ہے، وہ کبھی اسکے ٹھیک ہونے میں کسی شبہ کا بھی خیال نہ کریگا۔ مگر جب وہ اس قاعدہ کو کام میں لایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اور قاعدے اُس کو چمٹے ہوئے ہیں، یعنی ہوا کی رگوں کے قاعدے اور اُن جسموں کی ہزارت کا اختلاف جنپر زور لگایا جاتا ہے۔ اور جب اس قسم کے امور پیش آتے ہیں تو اصلی اور سیدھا اثر جر نفیک کے قاعدہ کا مختلف ہوجاتا ہے۔

لیکن گر قاعدہ کے نتائج میں فرق ہوتا ہے، تاہم قاعدہ تبدیل نہیں ہوتا۔ اسطرح ہر اس بڑے سوشل قاعدہ میں، کہ انسان کے افعال اُنکی خواہش کے نتیجے نہیں ہیں بلکہ حالات ماضی کے نتیجے ہیں، بہت فرق ہوتا ہے، لیکن اصل حقیقت پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ایک ملک کے جرم کی تعداد میں جو سال ہر سال تھوڑا

ایک ضروری نتیجہ ہے۔ سوسائٹی کی ایک خاص حالت میں ضرور ہے کہ کچھ لوگ جنکی تعداد معین ہے خود کشی کریں۔ یہی عام قاعدہ ہے، اور یہہ خاص سوال کہ کون یہہ جرم کریگا، خاص قاعدوں سے متعلق ہے جو عمل میں بڑے سوشل قاعدے کے، جس کے وہ تابع ہیں، اِمامت کرتے ہیں؛ اور بڑے قاعدہ کی ایسی قوت ہوتی ہے کہ وہ زندگی کی مصیبت اور نہ عاقبت کا خوف اُن کے عمل کو روک سکتا ہے۔ اس عجیب قاعدہ کے اسباب کو میں آئندہ لکھونگا، لیکن قاعدہ کا وجود ہر شخص کو معلوم ہے جو اخلاق کی باتوں کے نقوشوں کو بھی جانتا ہے۔ مختلف ملکوں میں، جہاں کے نقشے ہمارے پاس موجود ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ سال ہر سال خود کشی کرنے والوں کی تعداد ہزار ہوتی ہے۔ اِس کے کہ ہررا ہررا ثبوت نہیں مل سکتا، ہم بیشتر سے بتا سکتے ہیں کہ آنے والے زمانہ میں کتنے لوگ خود کشی کریں گے، بشرطیکہ سوسائٹی کے حالات کچھ زیادہ تبدیل نہ ہوجاویں۔ لندن میں بھی، باوجود اُن تبدیلات کے کہ جو دنیا کی سب سے بڑے اور نہایت عیاں دارالخلافت میں ہوا کرتے ہیں، بہت مطابقت اور قاعدہ پایا جاتا ہے۔ امور متعلق انتظام ملکی و تجارت اور قسط سالی کی تالیفیں، یہی سب خود کشی کے سبب ہیں، اور یہہ ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں، تاہم اس وسیع دارالخلافت میں قریب دو سو چالیس آدمیوں کے خود کشی کرتے ہیں۔ عارضی سبب سے سالانہ خود کشی کی تعداد میں فرق یہی ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد دوسو چھیاسٹھ ہوتی ہے، اور کم سے کم دو سو تیرہ — سنہ ۱۸۲۶ ع میں، جس سال دیوارے کے سبب بڑا انقلاب ہوا، لندن میں دو سو چھیاسٹھ آدمیوں نے خود کشی کی؛ سنہ ۱۸۲۷ ع میں کچھ کم ہی شروع ہوئی، اور تعداد دوسو چھپن ہوئی، سنہ ۱۸۲۸ ع میں دوسو سینتالیس؛ اور سنہ ۱۸۲۹ ع میں دو سو تیرہ؛ اور سنہ ۱۸۵۰ ع میں دو سو اڈتیس۔

یہی چند ثبوت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سوسائٹی کی یکساں حالت میں ایک قسم کے جرم ضرور مکرر ہوتے ہیں۔ یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ نتیجہ خاص خاص منتخب واقعات سے نہیں نکلا گیا ہے، بلکہ یہہ عام نتیجہ جرم کے بہت وسیع نقوشوں سے نکلا گیا ہے، اور اُن نقوشوں میں لاکھوں تجربہ بہت سے ملکوں کے، جن میں مختلف درجوں کی تہذیب، مختلف قانون، مختلف رائے، مختلف اخلاق، اور مختلف مادیات جاری تھیں، مندرج ہیں۔ اور اگر ہم یہہ بھی لکھیں کہ ان نقوشوں کے حالات ایسے شخصوں نے جمع کیئے جو خاص اسی کام کے لئے نوکر تھے، اور اُنکو ہر ایک ذریعہ

کا اذہر ذکر ہوا اُنہیں کی اُمید ہونی چاہتے تھے، اور وہی بہت دن  
پیشتر معلوم ہو چکا چاہتے تھے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ  
تہذیب کی ترقی اب بہت جلد اور دل سے ہوتی جاتی ہے، اور مجھ کو  
کچھ شک نہیں ہے کہ ایک سو برس کے پیشتر سلسلہ ثبوت کا پروا  
ہو جاوے گا، اور پھر شاخ و ثار کرکے ایسا مورخ ملے گا جو اخلاق کی  
باتوں کے باقاعدہ ہونے سے انکار کرے، جیسے اب بہت کم ایسا کرکے  
عالم ہی جو دنیا کی باتوں کے باقاعدہ ہونے سے انکار کرتا ہو۔

واضح ہو کہ ہمارے افعال کے لیے ایک قاعدہ ہونے کا ثبوت  
لوگوں کے حالات کے تقصیر سے نکالا گیا ہے۔ یہ شاخ علم کی جو اب  
تک اپنی ابتدائی حالت میں ہے، تاہم یہ نسبت تمام علوم کے انسان  
کے نیچر کی تحقیقات میں اس نے بہت روشنی بکھی ہے اور جو یہ  
نہایت قریبی ذریعہ حقیقت کے دریافت کرنے کا ہے، تاہم ہم کو یہ  
نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ قریبی ذریعے باقی نہیں ہیں جو اس طرح  
پر ترقی پاسکتے ہیں، اور نہ یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ علوم طبیعی  
سے اور تاریخ سے آج تک کچھ نسبت نہیں رکھی گئی اس لیے اُن دونوں  
میں کچھ نسبت نہیں ہو سکتی۔ جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ  
انسان اور بیرونی دنیا کے آس میں ملتی ہیں، تو کچھ شبہ  
باقی نہیں رہتا کہ انسان کے افعال اور نیچر کے قاعدوں میں نسبت  
قریبی ہے۔ اگر علم طبیعی اور تاریخ سے آج تک نسبت نہیں رکھی گئی  
تو اسکا سبب یا تو یہ ہے کہ مورخوں نے اُس مناسبت کو دیکھا  
نہیں، یا یہ کہ دیکھا ہو لیکن اُنکو اس قدر علم اور واقفیت نہیں کہ  
اُس کے عمل کی تہ کو پہنچیں۔ اسی سبب سے ہجرتی اور اندرونی  
باتوں کی تحقیقات میں جدائی رہی، اور جو یورپ کی تہذیب کی  
موجودہ حالت سے اُٹار پائے جاتے ہیں کہ یہ مصنوعی روک توڑ ڈال  
جائے، تاہم یہ تسلیم کرنا ضرور ہوتا کہ اب تک اس بڑی غرض کی  
تکمیل کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ علم اخلاق و علم الہیات و  
علم باطنی کے عالم اپنے اپنے علم کی تحصیل کرتے ہیں، اور یہ  
سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں سائنس جانتے والے لوگوں سے متعلق ہیں،  
اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تحقیقات مذہب کے لیے مضر  
ہے، اور انسان کی سمجھ پر غیر واجب پورے ہوتا ہے، لیکن  
پر خلاف اس کے، علم طبیعی کے بڑھانے والے، جو یہ سمجھتے ہیں  
کہ ہمارے ترقی کرنے والے ہیں، اپنی کامیابی پر نظر کرتے ہیں،  
اور اپنی تحقیقاتوں کا مقابلہ اپنے مخالفوں کی بے حرکت حالت سے  
کر کے ایسے علم کی تحصیل سے نفرت کرتے ہیں جس کا بے ہوش  
سب پر ظاہر ہے۔

تھوڑا فرق ہوتا ہے، اُس کے سمجھنے کے لیے بیان مندرجہ بالا کافی  
ہے۔ باہم اس امر کے کہ یہ نسبت نیچر کے سامان کے اخلاق کے  
متعلق بہت سی چیزیں ہیں، تعجب اس بات کا ہوتا ہے کہ پارچہ  
اس کے فرق زیادہ نہیں ہے، اور فرق کے ایسے خفیہ ہونے کے سبب  
ہے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ بڑے بڑے سوشل قاعدے کیسے قری  
ہیں کہ جن میں ہمیشہ مداخلت ہوتی ہے لیکن وہ ہر ایک مشکل  
کو حل کرتے ہیں۔

انسان کے جراثیم میں ہی ایسی مطابقت نہیں پائی جاتی، بلکہ  
جس قدر شادیاں ہر سال ہوتی ہیں وہ بھی لوگوں کے مزاج اور  
خواہش کے موافق نہیں ہوتیں، بلکہ بڑے بڑے عام واقعات کے سبب  
سے ہوتی ہیں جن پر آدمی کا کچھ اختیار نہیں چلتا۔ یہ امر ظاہر  
ہے کہ شادی اور اناج کی قیمت میں ایک قسم کی خاص نسبت ہوتی  
ہے۔ انگلستان میں سو برس کے تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ شادیوں  
کو لوگوں کے ذاتی خیالات سے کچھ تعلق نہیں ہوتا، بلکہ لوگوں کی  
جماعت ٹیڈ کی آمدنی کے بموجب ہوتی ہیں۔ پس یہ بڑی سوشل اور  
مذہبی بات قیمت خوراک اور نرخ اجرت پر منحصر ہوتی ہے۔ اسپتالوں  
پر اور باتوں میں بھی مطابقت اور قاعدہ پایا جاتا ہے، جو سبب  
اُنکے باقاعدہ ہونے کا اب تک ظاہر نہیں ہے۔ مثلاً یادداشت کی غلطیوں  
میں بھی ایسا ہی عام قاعدہ پایا جاتا ہے، جسکو ہم ثابت کر سکتے  
ہیں۔ لندن اور پیرس کے ڈاکٹروں میں اخیر زمانہ میں ایسے  
خطروں کی فہرست مشہور ہوئی جن کے لقائوں پر لکھنے والوں نے  
پہلے پتہ نہیں لکھا تھا، اور بالفرض اسباب کے کہ اسکا سبب  
مختلف ہوا ہوگا، سال بسال وہ فہرست ایک دوسرے کی نقل ہوتی  
تھی۔ ہر سال اُسی تعداد کے چٹھی لکھنے والے اس آسان کام کو پھولتے  
تھے۔ پس ہم پیشتر سے بتا سکتے ہیں کہ ہر ایک زمانہ آئندہ میں  
میں کتنے لوگ اس حقیقت کام کو جو اتفاقیہ بات معلوم ہوتی ہے  
پھولینگے۔

ایسے لوگ جنکو واقعات کے باقاعدہ ہونے کا مضبوط خیال ہے،  
اور جنہوں نے اس بڑی حقیقت کو خوب سمجھ لیا ہے کہ انسان کے  
افعال جو حالات ماضی کے بموجب ہوتے ہیں کبھی بے قاعدہ نہیں  
ہوتے، جو ظاہر میں بے قاعدہ معلوم ہوں، لیکن اصل میں ایک  
بڑے عام انتظام کے جزو ہیں جس کے نقشہ کو ہم علم کی موجودہ  
حالات میں نہیں دیکھ سکتے، جو اسباب کو سمجھتے ہیں، اور یہی  
تاریخ کی جز اور تاریخ کی کنجی ہے، اُن کو بیان مذکورہ بالا سے  
کچھ تعجب نہ ہوگا، بلکہ صاف یہ معلوم ہو جائیگا کہ جن نتیجوں



مورخ کا یہ کام ہی کہ ان ہونٹوں قریبی کے بیچ میں پڑو اتنی  
مختلفانہ دہری کو مطابق کرے، اور بتلاوے کہ کس مقام پر انکے خاص  
خاص علوم کو مطابق ہونا چاہیئے، اور اس اتفاق کی صورت قائم  
کرنا وہی تاریخ کی بنیاد قائم کرنا ہی۔ چونکہ تاریخ میں انسان کے  
افعال کا ذکر ہوتا ہے، اور انسان کے افعال بیرونی و اندرونی باتوں  
کے میل سے پیدا ہوتے ہیں، اسلیئے ضرور ہے کہ اُن باتوں کی حقیقت  
دریافت کی جارے، اور یہ بھی دریافت کیا جارے کہ کہاں تک اُنکے  
قائدے معلوم ہیں، اور علم باطن اور نیچر کے جائزہ والوں کے پاس  
آئندہ تحقیقات کے لیئے کیا سامان ہیں۔ اسکا بیان آئندہ کیا جاویگا  
اور اگر اُس میں کچھ کامیابی ہوگی تو مصنف کی اسقدر تو تعریف  
ہوگی کہ اسلئے اُس اور بڑے عورتاک گڑھے کی، جو ایسی باتوں کو  
علحدہ کرتا ہے جس میں نسبت قریبی ہی اور جسکو کبھی جدا  
فہرنا چاہیئے پڑنے کی کوشش کی۔

— داکٹر —

ہندو مامس بک

ترجمہ از

بکلز ہندو آف سوانیشن ان انگلنڈ

## اشتہار

کتب مفصلہ ذیل واسطے فروخت کے ہمارے  
پاس موجود ہیں اور محصول تاک کا علاوہ  
اس قیمت کے ہی جس صاحب کو خریدنی  
منظور ہوں وہ خرید فرماویں

وہ کتابیں جن کی قیمت مدرسۃ العلوم مسلمانان کی  
کمیٹی میں جمع ہوگی \*

کتاب جان دیوں ہوتے متضمن حمایت اسلام بزبان

انگریزی قیمت فی جلد ...

کتاب حمایت الاسلام ترجمہ کتاب گاندھی ہیکنس

متضمن جواب اعتراضات عیسائیوں بزبان اردو

قیمت فی جلد ...

کتاب خطبات احمدیہ مولفہ سید احمد خاں  
بزبان انگریزی قیمت فی جلد ...  
اگر کوئی غریب مسلمان انگریزی خواں خطبات  
احمدیہ کو خاص اپنے پڑھنے کے لیئے چاہے تو  
اُس کو نصف قیمت پر ملجائیگی \*

کتاب مباحثہ مذہبی پادری فنڈر صاحب و ڈاکٹر  
وزیر خاں و مولوی رحمت اللہ صاحب بزبان  
اردو قیمت فی جلد ...

حصہ اول تاریخ ہندوستان زمانہ ہندوان مولفہ  
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب بزبان اردو قیمت  
فی جلد ...

وہ کتابیں جن کی قیمت کمیٹی خواستگار ترقی  
تعلیم مسلمانان میں جمع ہوگی \*

کتاب رپورٹ سلیکٹ کمیٹی اردو و انگریزی معہ

خلاصہ رسالہ ہائے موصوفہ کمیٹی قیمت فی جلد ...

وہ کتابیں جنکی قیمت دوسری کمیٹی مسلمانان  
میں جمع ہوگی \*

جواب کتاب ڈاکٹر ہنٹر صاحب مولفہ سید احمد

خاں بزبان انگریزی قیمت فی جلد ...

اسباب بغاوت ہندوستان مولفہ سید احمد خاں

بزبان انگریزی قیمت فی جلد ...

تہذیب الاخلاق من ابتداء شوال سنہ ۱۲۸۶

ہجری لغایت سنہ ۱۲۸۸ ہجری قیمت ...

تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری قیمت ...

تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری قیمت ...

دستخط

سید احمد خاں

سکرٹری

کمیٹی ہائے مذکورہ

بمقام علیحدہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۰ شوال سنہ ۱۳۰۶ ہجری سنہ ۱۲۹۱ ہجری ] نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

#### بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیامت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونین کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت باپس اس پرچہ کے آنے سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

### إطلاع

#### تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا جاوےگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اُس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہے خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد دتر میں سرچرہ ہو \*

مضمون نمبر ۱۹۷

## مسلمانوں کا افلاس

“ الشیطان یعدی کم الفقر و یامر کم بالانحسار  
واللہ یعدی کم مغفرة منہ و فضلا ”

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمکو محتاج اور فقیر کر دینے کا تر  
شیطان وعدہ کرتا ہے اور لچپنے کے کام کرنے کو حکم دیتا ہے اور خدا  
اپنی بخشش کا اور نعمت دینے کا وعدہ کرتا ہے — اس زمانہ میں  
یہہ ٹھیک مثال اُن لوگوں کی ہے جنکا پیشہ یقولوں والا یہاں ہے —  
یعنی خود کو دنیا کے بندے ہیں اور کسی مزید و معتقد کی قدر  
تک نہیں چھوڑتے، مگر زبان سے دنیا کی بی ثباتی اور دنیا کا ہیچ  
ہونا کہتے ہیں؛ اپنی جیب میں دنیا بھرتے ہیں اور لوگوں کو اُس  
کے چھوڑنے کی نصیحت کرتے ہیں — جو کام مسلمانوں کی بھلائی  
و بہتری اور ترقی کا سونپا جاتا ہے، یا کیا جاتا ہے، یہہ عقل کے  
دشمن، خدا کے دشمن، رسول کے دشمن، مسلمانوں کے دشمن، ایک  
ظہایت مسکینی سے ٹھنکے سانس بھر کر کہتے ہیں، ہاں دنیا چند  
روز ہی؛ دولت مند ہونے کو کیا غریب ہونے کو کیا؛ محل میں بھی  
گزر جاتی ہے درخت کے سایہ میں بھی گزر جاتی ہے؛ مرنے پڑے  
سے بھی بدن تمک جاتا ہے مہین بھی بہت جاتا ہے؛ اچھا کھانے  
سے بھی پیٹ بھرا ہے جو کی روٹی سے بھی بھرتا ہے؛ ایسی بات  
کر جو وہاں کام آئے؛ دنیا تر گزر ہی جاتی ہے — ہاں جتنی  
دنیا ہوگی اتنا ہی زیادہ حساب دینا پڑیگا؛ تقدیر پر ہاکر رہو؛  
انسان کو خدا ہوکا اٹھاتا ہے پر ہوکا ملتا نہیں — یہہ اور  
حقیقت میں اُس آیت کے مصداق ہیں، اور وہ ٹھیک ٹھیک وہی  
وعدہ کرتے ہیں جسکا اُس آیت میں ذکر ہے۔

مگر ہم تمام مسلمانوں کی دین و دنیا کی بھلائی چاہتے ہیں؛  
یہہ خواہش کرتے ہیں کہ احکام ہریمہ حقہ کے بجالائیں، منہوعات  
و محرمات سے بچیں؛ مباح کے مزے اُڑائیں؛ نیک طریقہ اور اچھے  
پیشہ اور مباح وسیلوں سے دنیا کمائیں؛ اور پھر جس طرح خدا کی  
مرضی ہی نیک کاموں میں اُس کو صرف کریں؛ کہ یہی مرضی خدا  
کی اور یہی حکم ہریمہ مصطفیٰ کا ہے۔

مگر نہایت انوس ہی کہ مسلمانوں کا حال روز بروز بدتر ہوتا  
جاتا ہے؛ مفاسی اُنکو گہرتی جاتی ہے؛ جرایم میں وہ مبتلا ہوتے  
ہیں؛ جیلخانے اُن سے بھرے جاتے ہیں؛ بیدیں اُنکے چوتروں پر  
لگتی ہیں؛ ڈکریوں میں وہ پکڑے جاتے ہیں؛ جائدادیں اُنکی

فروخت ہو جاتی ہیں؛ مگر وہ بے رحم اُن کے حال پر رحم نہیں  
کرتے، اور اُن کو بھٹائے سے باز نہیں آتے۔ وہ اپنے اس قول پر  
“ فیما بینکم لاقرینہم الی یوم الدین ” جدے ہرگم اور ثابت قدم ہیں۔  
حال کے ایک انگریزی اخبار انڈین پبلک آپینین لاہور میں، مسلمانوں  
کا حال چھپا ہے، اُسکا ماحصل ہم اس مقام پر لکھتے ہیں، شاید  
مسلمان متنبہ ہوں۔

اخبار مذکور نے مسلمانوں کے حالات پر غور کر کے یہہ اصول قائم  
کیا ہے، کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کو ضرور مفلس ہونا چاہیئے۔  
مسلمان کسادوں کا بتدریج مفلس ہونا، جسکو ہم اس ضلع میں  
زیادتی مقدمات کا ایک سبب قرار دے چکے ہیں، قابلِ لہذا و غور کے  
ہے۔ جو رپورٹیں اور حالات کے اخبار میں چھپی ہیں، اُن سب سے  
پایا جاتا ہے کہ عام ہندوستان میں یہہ افلاس ترقی پر ہے۔ اس  
ضلع میں سنہ ۱۸۷۳ ع میں جتنی قالشیں نقدی کی مہاجرات و  
دوکانداران نے کیں اُنہیں سے نصف قالشیں مسلمان کسادوں پر ہوئیں،  
اور بمقابلہ کل مقدمات قسم مذکورہ کے بحساب اوسط فی صدی چونتیس  
مقدمے ہوتے ہیں۔ جب ہم یہہ بات دیکھتے ہیں کہ منجملہ آٹھ  
شخصوں کے ایک شخص بحساب اوسط عذالت کی لڑائی میں مشغول  
رہتا ہے، تو تعداد اُن کسادوں کی خیال کرنی چاہیئے کہ کتنے لوگ  
روپیہ پیسہ کے معاملات میں مبتلا ہوکر عذالت کی لڑائی میں حیران  
پریشان رہتے ہیں۔ رجسٹرار جنرل پنجاب کی اخیر رپورٹ سے معلوم  
ہوتا ہے کہ تیرہ لاکھ اسی ہزار پونڈ، یعنی ایک کروڑ اڑتیس لاکھ روپیہ  
کی جائداد غیر منقولہ مسلمانوں کی سنہ ۱۸۷۳ ع میں بیع رہن  
ہوئی مسلمانوں کا مذہب صرف لڑائی اور لوت مار کے مناسب ہے؛ تقدیر  
پر اندھا دھندی سے اعتبار و تکیہ کرنا جیسا یہہ مذہب سکھلاتا ہے،  
اور اُس کے معنقدوں کو خوش خوش ایسے موقع کی طرف لیچاتا ہے  
جس میں یقینی بربادی کا سامان ہوتا ہے، اور کوئی مذہب نہیں  
سکھلاتا مگر وہی خیال کہ تقدیر کبھی نہیں ٹلے تمام جرات اور ہمت  
کو کھودیتا ہے، اور ترقی و بہبودی کو پڑمردہ کرکے لٹا دیتا ہے۔

تقدیر کے مسئلہ کی نسبت جو کچھ صاحب اخبار نے لکھا ہے،  
اس میں کچھ شک نہیں کہ موجودہ حالات مسلمانوں کی ایسی ہی  
ہے، اور خود غرض لالچی مولویوں نے درحقیقت ایسا ہی اُنکو سکھایا  
ہے، الا مذہب اسلام کا یہہ مسئلہ نہیں ہے، خود قرآن میں خدا  
فرماتا ہے، “ لیس للانسان الا ما سعی ”۔

ایک دوسرے اخبار، مدراس ٹائمز نے مسلمانوں کی موجودہ حالت  
کی نسبت نہایت عمدہ مضمون لکھا ہے، اُسکو بھی ہم لکھتے ہیں وہ

کے یعنی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ نا مہذب خیالات نہایت بڑی چیز  
ہی، اس سے قوم میں مغربی اور ناہیستگی، بے حیائی اور بے غیرتی  
پھیلتی ہی۔

واقہ —  
سید احمد

مقدمہ نمبر ۱۹۸

لکچر

نمبر ۱

مانسپور ایف گیزٹ صاحب فرانسیسی کا

سولزیشن ہر

اے صاحبوں

ممالک یورپ + کی سولزیشن یعنی شایستگی کو یکجہائی اور  
بالاجمال اس لیئے بیان کیا جاتا ہی، کہ اُن ملکوں کی جداگانہ  
شایستگی کے باہم ایک ایسا اتھاہ نکلتا ہی جس کے سبب سے اُن  
تمام ملکوں کی شایستگی کو واحد قرار دے سکتے ہیں؛ باوجود اختلافات  
زمانہ اور مقام اور خاص حالات کے، شایستگی ممالک مذکور کی ایسے واقعات  
کے ذریعہ سے ہوتی ہی جو آپس میں بہت مشابہہ ہوتے ہیں، اور  
شایستگی اُن ملکوں میں ہر جگہ ایسے قاعدوں پر ترقی کرتی ہی، اور  
ہر جگہ اُس کے ایسے نتیجے پیدا ہوتے ہیں جو باہم متحد اور  
مشابہہ ہوتے ہیں؛ پس ایک ایسی شایستگی کا وجود پایا جاتا ہی  
جس کو یکجہائی شایستگی بلکہ یورپ نام رکھ سکتے ہیں۔

بلان یورپ کی شایستگی پر یکجہائی گفتگو کرنے کی دوسری وجہ  
یہ ہی، کہ شایستگی کے حالات مکمل کسی ایک ملک سے بہم نہیں  
پہنچ سکتے؛ کیونکہ کسی ایک ملک میں ممالک مذکور میں سے شایستگی  
کا ظہور بطور کامل نہیں ہوا ہی، بلکہ ایک جزو اُس کا ایک ملک  
میں، اور دوسرا جزو اُس کا دوسرے ملک میں، اور ملی هذا القیاس؛  
پس یہ ضرور ہی کہ کچھ فرانس، کچھ انگلستان، کچھ اسپانیہ، اور

لکھتا ہی کہ، "مسلمان یورپ کے بادشاہوں کے مشابہہ ہیں، جو  
کہ گذشتہ بات کو بھرتے ہیں اور نہ کسی بات کو جو آئندہ اُن کے  
لیئے مفید ہو سیکھتے ہیں؛ یہ لوگ ہر بات میں ساکن رہتے ہیں؛  
حرکت کرنے کی کبھی اُنکو خواہش نہیں ہوتی۔ یہ لوگ دور میں  
پہچھے پڑ گئے، اور گر ممکن ہی کہ پڑی کرہش سے اُڑوں کی برابر  
جاویں، مگر وہ کوشش کرنے کی خواہش اُن کو معلوم نہیں  
ہوتی، اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ پلھاط قرہیت اور مرتبہ و  
اختیار کے، مسلمان بالکل کم ہرج ٹینگے۔ اب یہ لوگ گریا اپنے  
امتحان پر ہیں، اور اگر چہ تو ممکن نہیں کہ درسرا موقع اُن کو  
مل سکے۔ یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ ان لوگوں کی حالت عجیب ہی۔  
یہ لوگ سابق میں اس ملک کے فتح کرنے والے تھے، اور اب اُن کو  
مقتوحوں میں اپنا شمار کرنے کا بالطبع رنج ہوتا ہی مذہبی تعصب  
اور ضرور، اور تسلیم کا جھوٹا خیال مسلمانوں کو اپنی ترقی کے اُس  
میدان میں پیر رکھنے سے باز رکھتا ہی جس میدان کو انہیں ملی  
کرنا ضرور ہی۔ پیشتر اسکے کہ بمقابلہ اپنے ہوشیار ہمسایہ ہندوؤں  
کے ٹوٹتی یا اپنی روٹی پیدا کرنے کی امید کریں۔ جو قوم کہ تھوڑا  
ہرصہ گذرا اُن کے تابع تھی، اُس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے  
قطر کو سخت ضرر پہنچتا ہو، مگر اُن کو چاہیئے کہ اپنی حالت کو  
قبول کرنے کے لیئے کافی ہمت اور اُس مقابلہ میں سخت کوشش کرنے  
کے لیئے کافی جرأت اور اپنی ذات کی عزت کا خیال رکھنے کے لیئے  
پوری ہمت کریں اگر تجربہ کی نصیحتوں کو صحیح صحیح نہیں  
پڑا سکتے، یا نہ پڑھینگے، تو ضرور تکلیف میں رہینگے۔ منجمد  
اُن بڑے بڑے اسباب کے جن سے مسلمانوں کی غربی ہوئی ہی،  
روزینہ داری اور لاخراج داری بھی، جس کے وہ بہت گزیدہ ہیں،  
ایک بڑا سبب ہی۔ یہ طریقہ کاہلی پیدا کرتا ہی، اور کاہلی سے  
افلاس ہوتا ہی، اور افلاس موجب ہی ناخوشی کا۔"

بلکہ شہہ ملکی ہوتا اور روزینہ دار ہونا انسان کے لیئے بہت بڑی  
آفت ہی اس زمانہ میں ملکی معافی دار و روزینہ دار سب سے زیادہ  
غرب و بڑی حالت میں ہیں، مگر سوری دانست میں ایک اور فرقہ  
بھی ایسا ہی ہی، یعنی وہ لوگ جو پیر بن کر شہر بھر اپنے سریدوں  
سے ٹیکس وصول کرتے پھرتے ہیں، یا مہر پر بیٹھ کر چھوٹے سچے  
قصہ سناتے اور واعظ بن کر لوگوں سے روپیہ لیتے پھرتے ہیں، اور  
بہت سے وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں کسی پیر فقیر کے خاندان کا بہن  
کو کر، کسی درگاہ کا خادم کہہ کر، یا مکہ معظمہ کا مطرف اور  
مدینہ منورہ کا زیارت کرنے والا ہذاکر روپیہ مانگتے پھرتے ہیں۔ جو  
مسلمان کہ ان لوگوں کے ساتھ ساوک کرتے ہیں، ہر حقیقت اپنی قوم

+ ممالک یورپ کی تفصیل یہ ہی — انگلستان — اسکاتلینڈ  
ایرلینڈ — فرانس — اسپانیہ — ہالند — بلجیم — اٹالیہ — سوئٹزر لینڈ  
اسٹریا — جرمن — پورٹو — ترکی — روس — یونان — سوئڈن  
ناروے — جزائر بحر قلزم — ان میں سے اٹالیہ وہ ملک ہی جس کا  
بڑا شہر روم قدیم ہی اور وہی دارالخلافت شاہشاہی رومی قدیم کا  
تھا — ترکی سے حال کی رومی سلطنت مراد ہی جو اہل اسلام کے  
قبضہ میں ہی اور جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ ہی — مترجم

ہی جس کے حالات قلمبند ہو سکتے ہیں، اور اُس کی تفصیل کی جا سکتی ہے۔

کچھ عرصہ سے بہت سی بحث ہو رہی ہے، کہ علم تاریخ کو صرف بیان واقعات پر محدود کرنا چاہیئے؟ بیشک اس سے بہتر اور درست کوئی بات نہیں ہے؛ مگر واضح ہے کہ لوگوں کے سرسری خیال کی یہ نسبت واقعات قابل بیان بہت نثر سے ہیں، اور بہت مختلف قسموں کے ہیں؛ مثلاً واقعات معسرہ؛ جیسے لڑائیاں، اور معاملات ملکی؛ اور واقعات اخلاقی جن کا رجحان بوجہ معسرہ نہرنے کے بچھنے ہے اصل نہیں ہے؛ اور واقعات خاص جنکا نام لحاظ ہر واقعہ خاص کے جدا گانہ ہوتا ہے؛ اور واقعات عام جن کا کوئی خاص نام نہیں ہے سکتے، اور جن کے ظہور کی تاریخ صحیح صحیح بیان نہ ہو، اور اُنکو کسی مقام یا شخص سے محدود اور مخصوص کرنا غیر ممکن ہے؛ مگر باوجود اس کے وہ واقعات، دیگر واقعات تاریخی سے کچھ کم قدر و منزلت نہیں رکھتے؛ اگر ہم اُن کو علم تاریخ میں سے خارج کریں تو سلسلہ تاریخ کا شکستہ اور ناقص ہو جائے۔ علم تاریخ کے جس حصہ کو ہم تاریخی فلسفہ کہتے ہیں، یعنی تعلقات درمیان واقعات اور اُنکے اسباب اور نتیجوں کے، بالتحقیق وہ حصہ ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے، جو قدر و منزلت میں اُن واقعات تاریخ سے کم نہیں ہیں، چنانکہ ہم واقعات معسرہ کہتے ہیں، جیسے لڑائیاں، زلزلہ وغیرہ۔ تاریخی فلسفہ کے اچھے واقعات کو دیگر واقعات سے علیحدہ کرنا بیشک مشکل ہے، اور اُن کے بیان میں ہم سے غلطی ہو جانی کچھ بعید نہیں، اور اُن کے بیان کو دلچسپ و رنگین کرنا بھی آسان نہیں؛ مگر ان دھواڑوں کی وجہ سے اُن کی ماہیت نہیں بدلتی، اور وہ بھی علم تاریخ کا ایسا ہی ضروری جزو ہیں، جیسے واقعات معسرہ ہیں۔

شایستگی بھی اُنہیں واقعات میں سے ہے، یعنی واقعہ شایستگی ایک عام اور منطقی اور پیچیدہ واقعہ ہے؛ مگر ایسا ہونے سے اُس کے رجحان میں کچھ نقصان نہیں آتا، اور دیگر واقعات سے کم قابل بیان نہیں قرار پاتا۔ اس واقعہ کی نسبت ہم بہت سے سوال کر سکتے ہیں، یعنی ہم پوچھ سکتے ہیں، اور استفسار کیا بھی کیا ہے، کہ آیا شایستگی بھلائی ہے یا برائی؟ بعض آدمی اُس کی بہت شکایت کرتے ہیں، اور بعض اُس سے عرش ہوتے ہیں۔ ہم پوچھ سکتے ہیں، کہ شایستگی ایک عام واقعہ ہے۔ آیا انسان کی تمام نسلوں کے واسطے کوئی شایستگی عام ہے، یا انسانیت کا کوئی عام مقتضی ہے؟ آیا مختلف قومیں اپنے اپنے زمانہ میں کوئی ایسی چیز باقی چھوڑ جاتی ہیں، جو کبھی معدوم نہیں ہوتی، اور جس کو تو قی ہوتے

کچھ عرصہ سے اجزاء مختلف لیکر، کامل شایستگی کی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔

ملک فرانس ایسے موقع پر وسط میں واقع ہے، جس سے اُس کو ممالک یورپ کی شایستگی حاصل کرنے کا صدہ ذریعہ موجود ہے۔ کسی شخص کی تعریف بیجا کرتی بلکہ اپنے ملک کی بھی بیجا تعریف کرتی ہو کر نہیں چاہیئے؛ لیکن یہ کہنا کہ فرانس ہمیشہ شایستگی کا مرکز رہا، کچھ غلط سناٹی نہیں ہے۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ فرانس شایستگی حاصل کرنے میں سب قوموں کا پیشوا رہا ہے؛ ایسا دعویٰ کرنا بے شک لغو ہے؛ کیونکہ زمانہ ہائے مختلف میں ملک اٹلی ایچھا اور ترقی فزون میں، اور انگلستان ملکی معاملات اور تدبیروں میں، سبقت لے گئے؛ اور دوسرے ممالک بھی اور امور میں فرانس سے افضل ہو گئے ہوں؛ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ جب اہل فرانس ترقی اور شایستگی میں آپ کو مغلوب اور پس ماندہ پاتے ہیں، تو اُن میں ایک ایسا نیا حرش اور غیرت ظاہر ہوتی ہے، جس سے پھر وہ سعی اور کوشش کرے اور قوموں کی برابر ہو جاتے ہیں، یا اُن سے آگے بڑھ جاتے ہیں؛ اور صرف یہی خوش قسمتی فرانس کی نہیں ہے بلکہ جب کبھی کچھ قراہند اور امور شایستگی، گو کہ کسی ملک میں ایجاد اور پیدا ہوئے ہوں، اور ملکوں میں شایع ہو کر عام فیض رسائی کا باعث ہونا چاہتے ہوں، تو اول اُن کی تلاش خواہ فرانس میں ایسی ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ عام الموم شایع اور مفید نہیں ہو سکتے؛ فرانس اُن کے حق میں گویا دوسرا مقام اُن کی پیدائش کا قرار پاتا ہے۔ کوئی امر اور قاعدہ شایستگی کا شاید ایسا نہ ہوگا جس کی نشو و نما اس طرح سے فرانس میں نہ ہوئی ہو۔ وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرانس کے تمدن اور ہمدردی کا طرز ایسا ہے، جس کا اثر لوگوں کے دلوں پر بہت آسانی اور خوبی سے ہوتا ہے؛ کسی اور قوم کی طبیعت ایسی رسا نہیں ہے۔ اہل فرانس کے خیالات یہ نسبت اور قوموں کے زیادہ عام پسند ہیں، اور تمام لوگوں کو زیادہ صاف اور قابل فہم معلوم ہوتے ہیں، اور اُن کا جلد اثر ہوتا ہے؛ فرض کہ سہولت سخن، اور صفا ئی تقریر، اور عمدہ طرز تمدن، اور باہمی ہمدردی کے باعث سے فرانس شایستگی میں پیشوا ہونے کے بہت مناسب اور لائق قرار پایا۔

پس واقعہ شایستگی کے بیان میں فرانس کو شایستگی کا مرکز قرار دینا بیجا اور خود رائی نہیں ہے؛ فی الحقیقت شخص شایستگی کا فرانس دل اور جگر ہے۔

ہم نے شایستگی کو واقعہ کے لفظ سے جان بوجھ کر اس لفظ سے تعبیر کیا ہے کہ شایستگی بھی، مثلاً دیگر واقعات کے، ایک ایسا واقعہ

ہوتے ایک بڑا ذخیرہ ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہیگا؟ دوسرے  
تذہد یک بہتہ امر قابل یقین ہے کہ حقیقت میں انسانیت اپنا ایک  
عام مقتضی رکھتی ہے: یعنی مجموعہ شایستگی کا ہمیشہ برابر  
ایک زمانہ ہے دوسرے زمانہ کو پہنچتا رہا ہے۔ پس شایستگی کی  
ایک عام تاریخ قابل تحریر کرنے کے موجود ہے؛ لیکن قطع نظر ایسے  
پڑے اور مشکل سوالات کے، اگر ہم اپنی تقریر کو وقت اور مقام کے  
حدود میں میں متصور کریں: یعنی اگر ہم کسی قوم کی چند  
صدیوں کی تاریخ پر اتفاق کریں، تو ظاہر ہے کہ اُن حدود کے اندر  
شایستگی بمنزلہ ایسے واقعہ کے موجود پائی جائیگی، جس کے  
حالات قابل بیان ہونگے؛ اور ایسے ہی واقعہ کو تاریخ کہتے ہیں؛  
بلکہ یہ بھی کہنا چاہیئے کہ شایستگی کی تاریخ سب تاریخوں سے  
اعلیٰ ہے: یعنی تمام تاریخیں اُس میں شامل ہیں۔

کیا ہم کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شایستگی سب واقعات سے  
افضل ہے؟ یہ ایسا عام اور معین واقعہ ہے کہ اور تمام واقعات اُس پر  
ختم ہوتے ہیں، اور انتہا اُن سب کا اُسی پر ہوتا ہے۔ اُن تمام واقعات  
پر، جن سے کسی قوم کی تاریخ مرکب ہو، اور جنکو ہم اُس قوم کی  
زندگی کے اجزا سمجھتے ہیں، غور کرنی چاہیئے: یعنی اُس قوم کی تمام  
رسم و رواج، اور تجارت، اور ہنر، اور فن، اور لڑائی اور معاملات مابکی  
پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ پس جب ہم اُن تمام واقعات کو بھیئت مجموعہ  
پلٹھا اُنکے تعلقات کے دیکھیں، اور سوچیں سمجھیں، تو ہم یہ دریافت  
کریں گے کہ اُس قوم کی شایستگی کو اُن واقعات سے کیا مدد ملی، اور  
کیسا اثر اُنکا اُس پر ہوا: اِس طریقہ سے ہم اُن واقعات کا صرف پورا  
خیال ہی نہیں پانڈہ سکتے، بلکہ اُنکی اصلی قدر و منزلت بھی دریافت  
کرسکتے ہیں۔ وہ واقعات بمنزلہ دریائوں کے ہیں، اور شایستگی ایک قسم  
کا سمندر ہے، اور ہم پوچھتے ہیں کہ اُن دریائوں سے کس قدر پانی کی  
امداد اُس سمندر کو پہنچتی؟ شایستگی ایسی ہی ہے کہ اُسی سے ایک قوم  
کی دولت مرکب ہوتی ہے، اور اُسی میں اُس قوم کی زندگی کے تمام اجزا  
اور وہ سب قرار، جو اُس قوم کے وجود کا باعث ہوتے ہیں، جمع ہوتے  
ہیں۔ یہ امر ایسا صحیح ہے کہ جو واقعات ناپسندیدہ اور مضر ہیں  
اور سب قوموں کے سینہ میں بہت بڑی طرح کھینکتے ہیں: مثلاً ظالمانہ  
حکومت اور بد صوابی کے، اگر اُن سے بھی کسی طرح شایستگی کو مدد  
پہنچتی ہو اور ترقی حاصل ہوئی ہو تو کس قدر ہم اُن کے نقصانوں  
سے چشم پوشی اور اُنکی بڑی خاصیت سے درگزر کرسکتے ہیں؛ اور اُن  
کو بھی توجہ کے قابل قرار دے سکتے ہیں: یعنی کسی قسم کے واقعات  
سے شایستگی پیدا ہوئی ہو، ہم اُن کے نقصانوں کو جو اُس کی تحصیل  
میں اُتھانے پڑے ہوں، اُسکی خاطر سے بھول جاتے ہیں۔

مدت تک اثر ملکوں میں لفظ سولیزیشن یعنی شایستگی کا  
استعمال رہا ہے، اور لوگوں نے اُس کی تشریح میں مختلف خیال



کیا ہو؟ یہ ہم نہیں کہتے کہ وہ قوم مظالم ہو بلکہ ظلم کا خیال بھی اُس کو قہ آقا ہو۔ ایسی قوموں کی مثالیں بھی موجود ہیں: چنانچہ اکثر ایسی چھوٹی سلطنتیں ہوتی ہیں جن میں امراء کو غلبہ اور ترقیت حاصل رہی ہے، اور عوام پھڑوں کے گلوں کی طرح رکھے گئے ہیں، یعنی اُن کو خوب کھلا پلانٹر عرش و خرم رکھا ہے؛ لیکن اُن کی عقل اور اخلاق کی کچھ بھی ترقی یا اصلاح نہیں کی گئی؛ تو اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایسی حالت کو شایستگی کہیں گے؟ کیا ایسی قوم اپنے آپ کو ہایستہ کرتی جاتی ہے؟

اب دوسری ایک ایسی قوم فرض کرتے ہیں، جس کی جسمانی آسائشیں اُس سے کمتر ہوں: یعنی اُس قدر عیش و آرام اس قوم کو حاصل نہ ہو جس قدر پہلی مقررہ قوم کو تھا؛ لیکن جس قدر وہ قائم رہنے کے قابل ہو؛ اور اس قوم کے لوگوں کی عقلی اور اخلاقی ضروریات کی طرف سے غفلت نہ کی جاتی ہو؛ بلکہ کسی قدر ایسے سامان موجود ہوں جن سے اُن کی عقل ترقی پائے؛ اور مدد مددہ خیالات کی وہ تحصیل کرتے ہوں، اور مذہبی اور اخلاقی مسائل میں بھی اُنہوں نے شگفتگی حاصل کی ہو؛ مگر باب آزادی اُن پر بالکل بند کر دیا گیا ہو۔ فرض کہ جس طرح پہلی مقررہ قوم میں ضروریات جسمانی کا سر انجام بخوبی تھا؛ اِس قوم میں عقل و اخلاق کی حاجتیں پوری کی گئی ہوں، اور ہر شخص بقدر اپنے حصہ کے سچائی اور راست بازی سے محروم نہ رہا ہو؛ لیکن وہ خود اپنے لئے راستی اور صداقت کے تلاش کرنے کا مجاز نہ ہو، یعنی اُس قوم کے اخلاق کے قائم رہنے کی مقدم علامت یہ ہو، کہ اُس کے خیالات میں تبدیلی درآ نہ رکھی گئی ہو؛ چنانچہ ایسی حالت اکثر ایشیا کی قوموں کی ہے، جن میں قرای اور صفات انسانی پر + ایسے احکام کے ذریعہ سے قید اور بندش رکھی گئی ہے، جن کا خاص خدا تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونا تسلیم کیا گیا ہے، اور انسانیت کو شگفتگی اور ترقی نہیں دی جاتی۔ یہی حال اہل ہندوستان کا بھی ہے۔ پس اب

+ مگر مصنف نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ جو در حقیقت سچا مذہب ہے اور خدا کی طرف سے دیا گیا ہے، اُس میں کوئی قید اور بند ایسی نہیں ہوتی جس سے انسان کی ترقی کے لئے کچھ روک ہو۔ وہ بندہ حقیقت میں عام لوگوں کے خیال میں بندش ہوتی ہے؛ لیکن اُس بندش میں یہ صفت ہے کہ اگر نہایت آزادی سے اُس پر غور کی جائے، تو آزادی اور نیچر کے اصول کے بموجب رہی امر سچ قرار پاریگا جسکا بندش نام رکھا گیا ہے۔ پس نام کا فرق ہی مگر نتیجہ میں کچھ فرق نہیں، جیسا کہ ہماری رائے میں توہین مذہب اسلام ہی جو انسانوں کے الہامی مسائل سے بڑی ہے۔

ظاہر کیئے ہیں، جو تھوڑے بہت وسیع اور صاف ہیں؛ اور لوگ اُس کے مختلف معنی سمجھتے ہیں: مگر ہمکو اُس کے ایسے معنوں پر توجہ نہ کرنی چاہیئے جو اصلی اور عام نہم ہوں۔ پس واضح ہو کہ نہایت عام لفظوں کے مزاج معنوں میں، یہ نسبت اُن خاص علمی تشریحوں کے جو بہت احتیاط اور قدر سے کی جاتی ہیں، زیادہ تر درست پائی جاتی ہے؛ اور لفظوں کے معنی عام رائے کے ذریعہ سے، جو انسانیت کی خاص علامت ہے، قائم ہوتے ہیں: یعنی معنوی معنای کسی لفظ کے بلافاظ دائمی وقوع واقعات کے بتدریج قائم اور معین ہوا کرتے ہیں۔ جب کوئی واقعہ ایسا پیش آتا ہے، جسکا اظہار کسی لفظ سے ممکن ہوگا ہے، تو وہ لفظ بالطبع واسطہ ظاہر کرتے اُس واقع کے موضوع ہو جاتا ہے اور اُس کے معنی وسیع ہوتے جاتے ہیں، اور رفتہ رفتہ وہ سب مختلف واقعات اور خیالات، جو بمقتضی حالات کے لوگ اُس لفظ میں داخل کرتے ہیں، اُس سے منسوب ہو جاتے ہیں۔

پرخلاف اس کے، جب کسی لفظ کے معنی از روئے عام قرار دیئے جاتے ہیں، تو وہ کسی ایک یا چند آدمیوں کے ایجاد ہوتے ہیں: اسی سبب سے وہ بہ نسبت عام پسند معنوں کے صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ لفظ سولیزیشن یعنی شایستگی کے اس طرح پر معنی لینے سے، کہ ہم اُس پر بطور ایک واقعہ کے لحاظ کریں، اور اُن تمام خیالات کو جو اُس لفظ میں داخل ہیں انسانوں کی عام رائے یا فہم کے موافق تحقیق کریں، اُس کے علمی معنوں کے اختیار کرنے کی یہ نسبت، جو ہادی النظر میں زیادہ صاف اور درست معلوم ہوں، واقعہ شایستگی کے سمجھنے میں ہمکو بہت زیادہ دسترس ہوگی۔

اب اس تحقیقات کی ابتدا ہم چند فرضی مثالوں سے کرتے ہیں: یعنی انسانوں کے تمدن اور معاشرت کی چند فرضی حالتیں بیان کر کے دریافت کریں گے کہ اُن حالتوں میں عام رائے کے بموجب لوگوں کی کوئی ایسی حالت پائی جاتی ہے، جو دلیل اس بات کی ہو کہ وہ اپنے آپ کو روز بروز ہایستہ کرتے جاتے ہیں، اور اُن سے کوئی ایسے معنی پیدا ہوتے ہیں جن کو لوگ لفظ شایستگی سے منسوب کرتے ہیں۔

پس اول ہم ایک ایسی قوم فرض کرتے ہیں، جس کی معاشرت کے ظاہری حالات اچھے ہوں: یعنی لوگ بخوبی عیش و عشرت کے ساتھ اوقات بسر کرتے ہوں، اور چند مقصود ادا کر کے سستی اور تکلیف سے آزاد رہتے ہوں، اور اُن میں عدل و انصاف بھی اچھی طرح سے ہوتا ہو: فرض کہ اُن کی جسمانی حالت بہت بہتر ہو، اور اُن کی جان و مال کی حفاظت کا بخوبی انتظام موجود ہو؛ مگر اسی کے ساتھ اُن کی عقل اور اخلاق کا وجود ایسی بڑی طرح قائم ہو، جس کو نشر و نما نہ دی جاتی ہو، بلکہ نہایت پڑمردہ اور دباؤ رکھا

کی بیخ و بنیاد ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ ترقی اور شکستگی کیا چیز ہے؟ مگر اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔

لفظ سولزیشن یعنی شایستگی کی بناوٹ سے اس کا جواب صاف اور اطمینان کے قابل حاصل ہوتا ہے۔ لفظی معنی سولزیشن کے سرہینک لایف کی تکمیل ہے یعنی انسانوں کے باہمی تعلقات یا معاشرت کو شکستہ و کامل کرنا۔

پس جس وقت کسی ملک کی نسبت لفظ سولزیشن بولا جاتا ہے، تو اُس کے سنہ سے ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے، اور ہم سمجھتے ہیں، کہ اُس ملک میں تعلقات باہمی اور معاشرت نہایت وسیع اور شکستہ اور تو و کاڑہ ہیں؛ اور اُن کی ترکیب اور اُن کا انتظام بہت اچھا ہے؛ یعنی ایک تو یہ بات سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو جن ذریعوں سے قوت اور آسودگی حاصل ہو، وہ کثرت سے ہیں؛ اور دوسرے یہ کہ اُن ذریعوں کی تقسیم سب لوگوں میں کمال خوبی اور انصاف سے ہے۔

مگر کیا سولزیشن یعنی شایستگی کی صرف یہی مراد ہے، اور اُسکے معمولی اور اصلی معنی اسی پر ختم ہیں؟ اُس میں اور کچھ زیادہ وسعت نہیں ہے؟ کیا انسان کی قوسوں چیرنٹوں کے گردہ کی مانند ہیں، یعنی ایسا گردہ ہیں کہ اُس میں بجز حسن انتظام اور جسمانی آرام کے اور کچھ دیکار نہیں؛ جسمیں جس قدر زیادہ معنی اور مشقت کی جاوے، اُسی قدر زیادہ خوبی اور انصاف کے ساتھ اُس معنی کے ثمرات کی تقسیم ہو، اور مقصد زیادہ یقین کے ساتھ حاصل ہو اور ترقی کو کمال ہو؟

ہماری طبیعت ہم مقصداً انسانیت کے ایسے تنگ اور محدود معنوں سے فراراً پرگشتہ ہوتی ہے، اور یہی ہی نظر میں معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سولزیشن میں اس سے کچھ زیادہ وسعت اور گنجائش ہے؛ یعنی صرف تعلقات باہمی معاشرت اور قوت اور آسودگی کی تکمیل سے سولزیشن یعنی شایستگی کی حالت زیادہ وسیع رکھتی ہے؛ اور واقعہ سولزیشن اور لفظ سولزیشن کے عام مروج معنی، اور اُس کی نسبت عام رائے، یہ سب ہمارے اُس خیال سے جسکا ذکر ہوا مواقت رکھتے ہیں۔

پہلے + روم قدیم کی اُس حالت کو خیال کیا جاوے، جو + کارتھج

+ روم قدیم ملک اٹلی کا اب ایک بڑا شہر ہے، جہاں پرپ یعنی مذہب عیسوی کا پیشرا رہتا ہے؛ یہ شہر زمانہ قدیم میں دارالخلافت رومی شاہشاہی کا تھا اس موقع پر روم قدیم سے روم قدیم کی تمام قلمرو مراد ہے۔

+ کارتھج ایک ملک پر اعظم افریقہ میں تھا، جہاں روم قدیم کی طرح جمہوری سلطنت تھی ان دونوں سلطنتوں میں چند لڑائیاں ہوئیں اور مدت تک قائم رہیں؛ آخر کار رومی سلطنت شاہشاہی ہو گئی۔

ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ ایسی قوم بھی اپنے آپ کو روز بروز شایستہ کرتی جاتی ہے؟

اب ہم ایسی قوم فرض کرتے ہیں جس میں ہر شخص کو بہت سی آزادی تو حاصل ہو، مگر نہایت بد انتظامی اور لوگوں میں مسارات کا قہرنا پایا جاوے؛ جو شخص قوی نہ ہو وہ مظلوم اور مضییع میں مبتلا رہ کر ہلاک ہو جاوے؛ یعنی اُس قوم کی معاشرت کی مقدم علامت زور و زبردستی ہو۔ یہ بات بطورینی روشنی ہے کہ ایک زمانہ میں تمام یورپ کا یہی حال تھا؛ تو ہمارا وہی سوال ہے کہ کیا یہ حالت شایستگی کی ہے؟ گو اس حالت میں شایستگی کے ایسے اصول موجود ہوں جو آئندہ بتدریج شکستہ ہوں، مگر موجودہ حالت میں جو امر غلبہ رکھتا ہے اُس کو لوگوں کی عام رائے یا فہم کے بموجب شایستگی نہ کہہ سکتے۔

اب ہم ایک چوتھی قوم ایسی فرض کرتے ہیں، جس میں ہر شخص بالکل آزاد ہو؛ غیر مساوی ہونا نہایت بے اثر ہو؛ جسکے جو دل میں آوے کرے، اور اپنے ہمسایوں سے دولت و اختیار میں برابر ہو؛ مگر اُس کو عام مقصود اور عام کاموں سے کچھ سروکار نہ ہو؛ اور کسی کو عام خیالات اور عام تدبیروں سے کچھ بھٹ نہ ہو؛ فرض کہ سامان معاشرت اور باہمی ارتباط نہایت کم ہو، یعنی ہر شخص اور ہر قسم کے قرام طائر اور پیدا ہو کر بلا کسی طرح کے باہمی تعلق کے کوئی نشان اپنا نہ چھوڑ کر جداگانہ دنیا سے گذر جاوے، اور یہی جداگانہ حالت معاشرت کی متواتر پشتوں تک بدستور رہے؛ چنانچہ یہ حالت وحشی قوموں کی ہے، کہ اُن میں آزادی اور برابر پائی جاتی ہے، مگر بلا شبہ شایستگی نہیں ہے۔

اسی طرح کی ہم بہت سی مثالیں دے سکتے ہیں، مگر جس قدر بیان کیا گیا وہ لفظ شایستگی کے عام پسند اور اصلی معنوں کی تشریح اور اظہار کے لیے کافی ہے۔

ظاہر ہے کہ جتنی فرضی حالتیں ہم نے بیان کیں، اُن میں سے کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس کو عام فہم اور عام پسند معنوں کے لحاظ سے شایستگی قرار دے سکیں؛ کیونکہ ان فرضی حالتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ شایستگی میں جو امر مقدم داخل ہے، وہ اُن میں نہیں ہے؛ یعنی ترقی اور شکستگی روز افزوں، جس سے ایسی قوم کا خیال پیدا ہوتا ہے جو ہمیشہ آگے بڑھتی جاتی ہے؛ نہ اس فرض سے کہ اپنا مقام بدل دے بلکہ اپنی حالت کے بدلنے کی فرض سے آگے بڑھتی ہے؛ یعنی ایسی قوم کا خیال پیدا ہوتا ہے جو تہذیب و تربیت کو خود اپنی حالت سمجھتی ہے۔ التماس ترقی اور شکستگی روز افزوں کا خیال میرے نزدیک ایسا ہے؛ جو سولزیشن یعنی شایستگی

پس اس بڑے واقعہ سولزیشن میں دو واقعہ داخل ہیں، جو دونوں اُسکے وجود کی شرط ہیں: یعنی شایستگی کی دو علامتیں ہیں: ایک تو لوگوں کی معیہ رویہ حالہ اور معاشرت کا ترقی پر ہونا، دوسرے لوگوں کی ذاتی حالہ کی اصلاح اور تہذیب ہونا، فرض کہ معیہ رویہ ترقی لوگوں کی، اور ہر انسان کی ذاتی انسانیت کی ترقی شایستگی میں شامل ہیں۔ جہاں کہیں انسان کی ظاہری حالہ اصلاح پاکو رونق اور شگفتگی پاتی ہے، اور جہاں انسان کی باطنی حالہ کو رونق اور شوکت حاصل ہوتی ہے، تو انہیں دونوں علامتوں کے سبب سے، بارجود نہایت ناکامل ہونے حالہ معاشرت کے، اکثر ہم پآراز بلند شایستگی کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔

فرض کہ اگر میری رائے غلط نہیں ہے، تو انسان کی اُس تحقیق کا نتیجہ، جو صرف عام رائے اور عام فہم کے پروجہب کی جاتی ہے، یہی ہے: اور اگر ہم علم تاریخ سے شایستگی کی بڑی علامتوں یعنی اُن واقعات کی ماہیت دریغ نہ کریں، جن کی بدولت آزردے عام تسلیم اور عام اتفاق کے سولزیشن کو ترقی ہوئی ہے، تو ہم کو دونوں علامتوں مذکور المصدر میں سے ایک نہ ایک ہمیشہ معلوم ہوگی۔ واقعات مذکورہ ہمیشہ اُس ترقی کی علامتیں ہوتی ہیں، جو لوگوں کو جداگانہ یعنی ہر شخص کو ذاتی حاصل ہوتی ہے، یا سب لوگوں کو عموماً حاصل ہوتی ہے، اور بسبب اُن واقعات کے انسان کی باطنی حالہ یعنی اُسکے عقاید اور اطوار، یا اُس کی بیرونی حالہ یعنی وہ تعلقات جو اُس کو اپنے ہمجنسوں کے ساتھ ہوتے ہیں تبدیل ہو جاتے ہیں: مثلاً جبکہ مذہب عیسائی ظاہر ہوا تو اُس کی ابتدائی حالہ میں اُس کا اثر اور اُسکی مداخلت لوگوں کی معیہ رویہ حالہ میں کچھ نہیں ہوا، چنانچہ حامیان مذہب نے ملائیم مذاہب کی کہ اس مذہب کو لوگوں کی معیہ رویہ حالہ سے کچھ سروکار نہیں ہے، اور اجازت دی کہ ظلم اپنے مالک کی اطاعت کرے، اور اور جو بڑی بڑی پرائییاں اور خرابیاں اُس زمانہ کے لوگوں میں جایز تھیں اُنکی مذہب نہیں کی: لیکن یارصف اسکے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ مذہب عیسائی شایستگی کی ایک علامت اور ذریعہ ہوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کس وجہ سے؟ جواب اسکا یہ ہے کہ عیسائیت اس مذہب کے باطنی حالہ انسان کی یعنی عقاید اور خیالات لوگوں کے بدل گئے، اور اُنکی عقل اور اخلاق کی اصلاح ہو گئی۔

(باقی آئندہ)

† مذہب اسلام اس سے بہت زیادہ اور عمدہ ذریعہ شایستگی کا ہوا ہے یعنی شروع ہی سے لوگوں کی باطنی حالہ اور بیرونی حالہ دونوں پر ایک ساتھ اُسکا اثر اور اُسکی مداخلت ہوئی ہے، اور اُس نے تمام پرائییاں اور خرابیاں کی ابتدا ہی سے ملائیم مذہب کی ہی اور خلاصی کو بھی منع کیا ہے۔

کی لڑائی کے بعد اُسوقت میں تھی، جب کہ روم کی جمہوری سلطنت کا شہاب اور ایسا عمدہ زمانہ تھا کہ روم والے تمام دنیا کی شاہشاہی حاصل کرنے پر آمادہ تھے، اور لوگوں کی حالہ معاشرت ترقی پر تھی، اور پھر روم کی اُس حالہ، کو دیکھا جاوے، جو ہینشاہ افسٹس کے عہد میں یعنی اُس زمانہ میں تھی جب کہ اُس سلطنت کا زوال شروع ہوا یا لوگوں کی ترقی روز افزوں رگ گئی، اور خواب اور پورے قاعدے اُن میں مروج ہونے لگے، تو کوئی شخص ایسا نہرگا جو یہہ خیال کرے، کہ روم افسٹس کے عہد میں، فیڈی سینس یا سنسینٹس کے زمانہ کی بہ نسبت، زیادہ شایستہ تھا۔

ہم بہت سی ایسی ولایتوں کا حوالہ دے سکتے ہیں، جنہیں بہ نسبت دوسری ولایتوں کے آبادی اور سوسپزنی زیادہ ہے، اور بہت جلد حاصل ہوتی ہے، اور لوگوں میں عیش و آرام کی تقسیم نہایت عمدہ ہے مگر بارجود اس کے، آزردے انسانوں کی عام رائے یا ہماری مقنضاتے عاہیت کے، سولزیشن اُن ولایتوں کی، بہ نسبت اُن دوسری ولایتوں کے جنہیں معاشرت کی حالہ ویسی عمدہ نہیں ہے، کمتر سمجھی جاتی ہے — مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہہ کیا بات ہے؟ کیا اُن دوسری ولایتوں میں، جن کی شایستگی افضل سمجھی جاتی ہے، کچھ ایسے فائدے موجود ہیں جن سے لوگوں کی رائے میں حالہ معاشرت کے اُن نقصانوں کا معارفہ ہرجاتا ہے، جو اُن میں موجود ہیں؟ اسکا جواب یہہ ہے، کہ علاوہ ترقی حالہ معاشرت یا باہمی تعلقات کے لوگوں میں ایک اور قسم کی شگفتگی ظاہر ہوئی ہے، جو اُن کے نظر کا پامان ہے: یعنی ہر فرد بشر کی جداگانہ اور ذاتی شگفتگی، جس میں ترقی اُس کے قرام اور ہر قسم کے خیالات کی داخل ہے، پس اگر کسی ولایت میں لوگوں کی معیہ رویہ حالہ یا حسن معاشرت کی تکمیل بہ نسبت دوسرے ملک کے کم ہو، تو ممکن ہے کہ انسانیت یعنی لوگوں کی ذاتی حالہ زیادہ رونق اور آزادی حاصل کرے۔ بے شک ہماری معاشرت کے متعلق بہت سے امور ایسے ہیں جن میں اب تک کامیابی نہیں ہوئی ہے، لیکن عقل اور اخلاق کے متعلق بہت سے امور میں ہم کامیاب ہو گئے ہیں، چنانچہ ظاہری فائدے اور معاشرت کے حقوق اکثر آدمیوں کو حاصل نہیں ہیں، مگر بہت سے عمدہ اور عالی دماغ آدمی دنیا میں اب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ پس علوم دقیق، اور فن، اور علم انشاء وغیرہ سب اپنی رونق دکھلاتے ہیں جہاں کہیں انسان اُن بڑی علامتوں کو دیکھتا ہے، جن کو خرد انسان نے رونق بخشی ہے، اور جہاں کہیں اُس عمدہ سرور اور نشاط کے ذریعہ اور خزانے پاتا ہے وہاں سولزیشن یعنی شایستگی کو تسلیم کرتا ہے۔

بمقام علیکدہ — مطبع علیکدہ انسٹیٹیوٹ وٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE  
MOHAMMEDAN  
SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۰۶ نبوی سنہ ۱۲۹۱ ہجری ] نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جائے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور نام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جستجو روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساٹھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساٹھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوتا ہے یا کوئی خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اُس سال کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہے خریدار ضرور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تلافی ہوگا \* اگر کوئی شخص کرنی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہہ پرچہ چار آنے مع اخراجات ۱۰ انسی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ ہر ہفتہ زائد ہفتہ نہ ہو ورنہ \* \*

ہام اپنے ہمجنسوں کے رہکر اپنی اوقات گزار دے اور اُس کی ذات بالکل مجموعہ خلاق کے کام آوے، یا اُس کی ذات میں کوئی اور ایسی چیز بھی موجود ہے جو اُس کی دنیوی زندگی سے برتر اور افضل ہے؟

اس سوال کو ایک نامی شخص رابرٹ لورڈ صاحب نے، جنکی دوستی کا نظر سمجھکر حاصل ہے، اور جو ایسے جلسوں سے جیسا کہ ہمارا + جلسہ ہی ترقی کر کے زیادہ قوی اور خطر ناک + جلسوں میں اول درجہ پر پہنچے ہیں، اور جنکی گفتگو کا اثر اُن کے تمام سامعین کے دلوں پر ہے، اپنے علم و فہم کے موافق اپنی اُس گفتگو میں حل کیا ہے، جو اُنہوں نے مسودہ قانون تدارک دزدی سال گرجا کے باب میں کی ہے: چنانچہ اُن کی اُس گفتگو میں یہ دو فقرہ مندرج ہیں: کہ انسان خلقت کے گروہوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں، اور اُن کے مقدر اُس سے انجام پاتے ہیں؛ مگر اُن گروہوں میں انسان کی بالکل ذات داخل اور شامل نہیں ہے: ملاوہ اُس توجہ کے جو انسان مجموعی حالت یعنی دنیا پر صرف کرتا ہے، اُسکی ذات کا نہایت عمدہ حصہ یعنی وہ اعلیٰ درجہ کے قوام، جنکے ذریعہ سے وہ خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے، اور حیاتِ آخرت اور عالم غیر محسوس کی ایسی خوبی جو یہاں میں نہیں آ سکتی حاصل کرتا ہے، اُس کے پاس باقی رہتے ہیں؛ انسان کا وجود مخصوص بالذات امتیاز اور تصدیق کے قابل اور غیر فانی ہے، اور مقدر اُس کا ملکوں یا خلقت کے گروہوں کے انجام سے مختلف ہے۔

میں اس پر کچھ اپنی طرف سے زیادہ کرنا ضرور نہیں سمجھتا، اور خاص اس امر کی بھٹ مجھکو منظور نہیں ہے، اس لیے صرف اُس کے بیان کر دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔ شایستگی کی تاریخ میں اُس کا طرور موجود ہے، یعنی جب تاریخ شایستگی پوری ہو جاتی ہے اور ہماری موجودہ زندگی کی نسبت کچھ زیادہ کہنا باقی نہیں رہتا، تو ضرور انسان اپنے دل سے پرچھتا ہے کہ آیا اب کوئی چیز اُس کی توجہ کے قابل رہی ہے یا نہیں، اور وہ سب چیزوں کے انجام پر پہنچ گیا یا نہیں؟ پس یہ امر تمام اُن امور میں سے نہایت عالی منزلت اور آخر ہے، جس کی طرف تاریخ شایستگی ہمکو مائل کر سکتی ہے؛ اس مقام پر اس امر کے صرف مرتبہ اور درجہ کا ذکر کر دینا کافی ہے۔

اُس کے سبب سے انسان کی ذاتی حالت بھی زیادہ درست اور مہذب ہو جاوے گی۔ جس طرح پر کہ خارجی حالت بذریعہ باطنی حالت کے اصلاح پاتی ہے، اُسی طرح باطنی حالت کو خارجی حالت سے تہذیب ہوتی ہے؛ دونوں اجزاء شایستگی ایک دوسرے سے بہت سا اختلاف اور تعلق رکھتے ہیں: ہر چند کہ سینکڑوں برس اور ہر قسم کے موانع اُن کے دوسمیان میں حائل ہوتے ہیں، اور ممکن ہے کہ اُن کے باہم وصل اور اختلاف ہونے کے لیے اُن کی ہزار ضرورتیں پدتی ہوں، مگر جلد یا دیر میں اختلاف اُن کا ضرور ہو جاتا ہے: اُن کی اصلیت اور عام علم تاریخ اور انسانوں کے دلی یقین تینوں کا یہی نتیجہ اور مقصد ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نے اس مضمون یعنی واقعہ شایستگی کی تعریف میں کامل اور کافی گفتگو نہیں کی ہے، مگر مختصر طرز پر جہاں تک بطور کامل تشریح اُس کے وجود کی ممکن تھی کی ہے۔ غرضکہ اُس کی حدیں قیام ہو گئیں، اور جو بڑے بڑے امور اُس کی بے بنیاد ہیں، اور شایستگی کے باب میں توجہ کے قابل ہوں، اُن کو بیان کر دیا ہے۔ اسی قدر کافی ہوتا، لیکن ایک اور امر پر گفتگو کرنے سے، جو اس موقع پر میرے خیال میں آتا ہے، میں ہر گذر نہیں کر سکتا۔ وہ امر تاریکۃً امور میں سے نہیں ہے، بلکہ ایسے امور قیاسی میں سے ہے، جنکا ایک سرا تو انسان کے اختیار میں ہوتا ہے، اور دوسرا سرا اُس کی رسائی سے ہمیشہ باہر رہتا ہے؛ اُن کی پوری کیفیت اور اندازہ اُس کو معلوم نہیں ہو سکتا؛ صرف ایک ہی پہلو پر انسان کی نظر پہنچ سکتی ہے: مگر ہرچہ اس کے وہ اعلیٰ اور واقعی ہیں اور ہماری توجہ کے مستحق ہیں، کیونکہ برخلاف ہماری مرضی کے ہمیشہ ہمارے سامنے موجود رہتے ہیں۔ اب دریافت کرنا چاہیئے کہ دونوں قسم کی تہذیب اور اصلاح مذکورہ میں سے، جسے واقعہ شایستگی مرکب ہے، یعنی خلقت کی مجموعی حالت کی ترقی، اور انسان کی جداگانہ ذاتی حالت یعنی انسانیت کی تہذیب میں سے، کون سی قسم اصل مقصود اور نتیجہ ہے، اور کون سی اُس مقصود کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے؟ آیا انسان اپنی ذات اور قوام اور خیالات کی ترقی اس فرض سے کرتا ہے، کہ انسانوں کی مجموعی حالت یعنی تمدن اور معاشرت کی تکمیل اور دنیوی تعلقات کی اصلاح ہووے، یا خدمت کی مجموعی حالت کی اصلاح اور ترقی اس مراد سے کی جاتی ہے کہ اُس سے انسان کی ذات اور قوام اور خیالات کی تکمیل ہو: یعنی اس کی مجموعی حالت ہر ایک انسان کی جداگانہ ذاتی حالت کے کام آوے، یا انسان کی جداگانہ ذاتی حالت سے خلقت کی مجموعی حالت راہدہ پہنچے؟ ہمیشہ اس سوال کے جواب پر یہ ہے کہ ہر مضمون دہاتی ہے کہ آیا انسان کی حالت غائی صرف یہی ہے کہ

+ اس جلسہ سے عام جلسہ مواد ہے جو آپس میں لوگ جمع ہو کر نج کے طور پر کرتے ہیں۔

+ اس جلسہ سے مابقی جلسہ مراد ہے جو بہ نسبت عام جلسوں کے زیادہ قوی اور پر خطر ہوتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب میں اس واقعہ کی کسی قدر تاریخ بیان کروں گا، تو یقین کے ساتھ دریافت ہوگا کہ شایستگی ہنوز کم سن ہی یعنی تھوڑے ہی عرصہ سے اُس کا وجود قائم ہوا ہے اور دنیا کی تمام رفتار کا حال ابھی تک ہمارے اندازہ اور قیاس میں نہیں آیا ہے۔ بے شک ابھی انسان کی فہم و فراست اُس درجہ سے بہت بعید ہے، جس پر اُس کا پہونچنا ممکن معلوم ہوتا ہے؛ اپنے انجام تک کے تمام زمانہ کی ماہیت ہماری سمجھ میں آتی دھوار ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غور اور فکر کرے اُس غایت درجہ کی رفاہ اور فلاح کا نقشہ اور تصور باندھے، جو اُس کے خیال اور توقع میں ہو، اور پھر اُس تصور کو دنیا کی واقعی موجودہ حالت سے مقابلہ کرے، تو اُس کو یقین ہو جاوے گا کہ لوگوں کی مجسمہ صی حالت اور شایستگی کی بنیاد تھوڑے عرصہ سے قائم ہوئی ہے اور جس قدر راہ ہمنے ملے کی ہے وہ، بمقابلہ اُس راہ کے جو ہنوز ملے ہوئی باقی ہے، نہایت قلیل اور خفیف ہے؛ مگر اس سے اُس سرور میں کچھ کمی نہیں ہو سکتی ہے جو ہم کو اپنی واقعی حالت کے سرچشمہ اور سمجھنے سے حاصل ہو۔

جو کہ میں تاریخ شایستگی یورپ کے بڑے بڑے واقعات پندرہ سو برس گذشتہ کی بابت تمہارے روبرو بیان کرتا چاہتا ہوں، اُن سے تم کو دریافت ہوگا کہ اب تک انسان کی حالت نہ صرف بلحاظ حالات خارجی یعنی تمدن اور معاشرت کے، بلکہ حالات باطنی یعنی قلبی اور روحی کے اعتبار سے بھی کس قدر جفا کشی اور آفتوں میں مبتلا رہی ہے۔ اُس تمام زمانہ میں انسان کی طبیعت کو اُسی قدر سختی اور مصیبت گزارا کرنی پڑی ہے، جس قدر کہ انسانوں کے مجسمہ کو؛ اور معلوم ہوگا کہ شاید اول ہی مرتبہ انسان کی ذات ایسی حالت کو زمانہ حال میں پہونچی ہے جو موجود ہے؛ مگر ابھی تک وہ بہت ناقص اور نا کامل ہے، لیکن ایسی ہی کہ اُس میں کچھ امن و امان اور صلح اور اتفاق پایا جاتا ہے۔ یہی حال خلقت کی مجسمہ صی حالت کا بھی ہے، چنانچہ اُس کو بھی بہت ترقی حاصل ہوئی ہے، اور انسانوں کی حالت زمانہ سابق کی نسبت آسودہ اور قریب انصاف ہے۔ جب کہ ہم اپنے بزرگوں کے حال پر نظر ڈالیں تو لیو کریٹس نامی اُن اشعار کو اپنی حالت سے منسوب کر سکتے ہیں، جن کا مضمون یہ ہے کہ ایک بڑے طرفان میں سمندر کے کنارے پر کسی مقام محفوظ سے ایسے جہازوں کو خطرہ میں دیکھنا، جو طرفان غضب ناک اور ہوائے ہولناکی کے پنبہ پلا میں مبتلا ہو گئے ہوں، خوشنما ہے۔

جو کچھ بیان کیا گیا، اُس سے ظاہر ہے کہ شایستگی کی تاریخ ہر طریقوں اور دو صورتوں سے بیان ہو سکتی ہے، اُس کے ہر مستخرج ہوں؛ ایک تو یہ کہ مورخ کسی قوم کی اندرونی اور باطنی حالت پر کسی محدود زمانہ کے اندر اپنی توجہ مصروف کر سکتا ہے؛ دوسرے اُس قوم کی بیرونی اور خارجی حالت سے بھرتا کر سکتا ہے، یعنی جو واقعات اور تبدیلیاں اور انقلاب انسان کی ذات میں ہوئے ہیں، اُن کے حالات لکھے، اور اُس کو ختم کر کے اُس قوم کی مجسمہ صی حالت اُسی زمانہ کی بیان کرے؛ خواہ اس کے برعکس عمل کرے، یعنی انسان کی ذات پر توجہ کرنے کے بدلے وہ دنیا کے حالات کو اپنا مضمون بنائے، اور انسان کے خیالوں اور رازوں کے انقلابوں کے بیان کرنے کے بجائے وہ انسان کی خارجی حالت یعنی لوگوں کی مجسمہ صی حالت کی تبدیلیوں اور واقعات کو اپنا مد نظر قرار دے۔ یہ دونوں حصے اور شایستگی کی تاریخیں آپس میں بہت سا اتصال اور اختلاط رکھتی ہیں، بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کا مکمل اور شہید تصور کرنا چاہیئے؛ مگر ہرچند اسکے وہ ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں؛ خصوصاً آغاز بیان میں تو اُن کو اس نظر سے جدا کرنا لازم ہے کہ ہر ایک حصہ کا مفصل اور صاف صاف بیان ہو سکے۔ میرا یہ ارادہ نہیں ہے کہ انسان کی ذاتی اور قلبی شایستگی کی تاریخ پر تمہارے روبرو کچھ گفتگو کروں، بلکہ خارجی واقعات یعنی لوگوں کے باہمی تعلقات اور معاشرت کے واقعات مستحکم کی تاریخ پر متوجہ ہوتا منظور ہے۔ البتہ میری یہ خواہش تھی کہ تمام واقعہ شایستگی کی کیفیت، جیسی رسمت اور پیچیدگی کے ساتھ میرے خیال میں ہے، آپ صاحبوں کے روبرو بیان کرتا، اور تمام بڑے بڑے امور جو شایستگی سے متعلق ہیں ظاہر کرتا؛ مگر بالفعل میں اپنی تحقیق کے میدان کو تنگ اور محدود رکھ کر صرف لوگوں کی مجسمہ صی حالت اور معاشرت کی تحقیق اور تاریخ پر اتفاق کرتا ہوں۔

میں اس تاریخ کا آغاز اس طرح پر کروں گا کہ یورپ کی شایستگی کے اجزا کا بیان اُن کی ابتدائی پیدائش سے یعنی زوال سلطنت روم قدیم سے کروں گا؛ اور لوگوں کی مجسمہ صی حالت کا جو کچھ حال اُس سلطنت کی مشہور و معروف تباہی اور غرابی کے وقت میں تھا، اُس کو معلوم کروں گا۔ مجھ کو شایستگی مذکور کے اجزا کو از سر نو شگفتہ کرنا منظور نہیں ہے؛ اُنکا فراہم اور جمع کر دینا مقصود ہے؛ اور پندرہ سو برس میں جو اُس وقت سے اب تک گذرے ہیں شایستگی مذکور کو جو کچھ نشور و نما اور شگفتگی ہوئی ہے، اُس کو مسلسل بیان کروں گا۔



رہتے تھے؛ اور ہم اس زمانہ کے لوگ اپنی حالت پر قانع ہیں۔ پس ہم کو چاہیئے کہ کسی ایسی پیہودہ خواہش میں جس کے حاصل ہونے کا ابھی وقت نہ آیا ہو، دل لگا کر غلطی میں نہ پڑیں۔ بہت سا کچھ ہم کو عطا ہوا ہے، اور بہت ہی کچھ اُسکا معارضہ ہم سے طلب کیا جا رہا ہے؛ آئندہ زمانہ کے لوگ ہم سے ہماری کارروائی اور اُسکے نتیجوں کے حساب کا سختی سے مواخذہ کریں گے؛ اب حکام اور رعایا سبائی نسبت مباحثہ اور تحقیق کا عمل میں آنا چاہیے اور ضروری قرار دینا چاہیے؛ اور سب کے سب مواخذہ دار ہیں۔ پس ہم کو چاہیئے کہ اپنی شایستگی کے اصول کی استقلال اور ایمانداری سے ہمیشہ پیروی کرتے رہیں، اور اُن سے تجاوز نہ کریں؛ وہ اصول یہ ہیں - انصاف - قانون کے بموجب عمل درآمد - اپنی عام کارروائی اور افعال کا مشہور کرنا، کردار اور گفتار کی آزادی - یہ بات ہم کو ہرگز نہیں بھولنی چاہیئے کہ جب ہم یہ چاہتے ہیں، اور ہمارا چاہنا معقول بھی ہے، کہ تمام معاملات ہم پر ظاہر کیئے جائیں اور ہم اُن پر ہمت و مباحثہ کرنے کے مجاز ہوں، تو اُسی کے ساتھ ہماری کارروائی پر بھی دنیا کی نظر لگی ہوئی ہے، اور اپنی باری کے وقت ہماری کارروائی پر بھی مباحثہ ہوگا، اور لوگ اُسکی خراب چہان بین کریں گے۔

واقف

ایف گیزٹ زبان فرانسیسی

مترجمہ

ولیم ہیڈلست زبان انگریزی

## لکچر

نمبر ۲

مانسیر ایف گیزٹ صاحب فرانسیسی کا

سولزیشن پر

اے صاحبوں

جو کہ مجھ کو تھوڑی سی جگہ میں مختصر کر کے بہت سا مضمون لکھنا منظور ہے، اسلیئے میرے لکچروں میں باوجود اس ارادہ کے کچھ طوالت ہو جا رہی ہے؛ اور اس اختصار کے ارادہ کے سبب سے ایک اور مشکل پیش آ رہی ہے، یعنی بعض اوقات مجھ کو ایسی باتیں بیان کرنی پڑیں گی جن کا ثبوت اُسی وقت نہ دے سکوں گا؛ اور ایسے ایسے خیالات اور امور پیش آ رہیں گے جن کی تصدیق آئندہ کسی موقع پر ملتی ہوگی جا رہی ہے؛ پس مجھ کو اُمید ہے کہ آپ صاحب بعض وقت صرف میرے قول ہی کا ضرورت اعتبار کریں گے۔

اور بغیر کچھ بہت سی شے کے ہم اپنی حالت سے رومو کے اُن اشعار کو منسوب کر سکتے ہیں جن کا مقصد یہ ہے، کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنے پیشانیوں کی یہ نسبت بہت بہتر حالت میں ہیں۔ مگر ہم کو غافل نہ ہونا چاہیئے اور اپنے پیش و پشت اور اصلاح و خرابی پر بھولنا نہ چاہیئے، ورنہ ہم دو بڑے خطروں یعنی شہی و اور کاہلی میں مبتلا ہو جا رہیں گے، اور اپنی طبیعت کی قوت اور کامیابی اور روشن ضمیری پر اعتماد بھٹکا کر لگینگے، اور پیش و آرام کی حالت سے ضعیف اور غراب ہو کر طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا ہو گئے۔ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم ایسی غیر مستقل حالت کو قبول کرتے جاتے ہیں، کہ کبھی تو اپنی حالت کی نہایت خفیف وجوہات سے نریاض و شکایت کرنے لگتے ہیں، اور کبھی بالکل بلا وجہ قانع اور رضامند ہو جاتے ہیں۔ ہماری طبیعت میں بڑی صلاحیت اور متواتر خواہش اور بے انتہا بلند نظری ہمارے خیال اور دل میں ہمیشہ رہتی ہے؛ مگر جب ہم کو اپنی زندگی کے متعلق کوئی کام کرنا ہوتا ہے، اور اُس میں کچھ دقت اور جانکاهی اور خرچ کرنا پڑتا ہے، اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں سعی و کوشش کرنی ہم پر واجب ہوتی ہے، تو ہمارے ہاتھ کاہلی سے پھلوں کی جانب جاتے ہیں، اور ہم اپنے مقصد کو اُسی طرح کی آسانی اور سہل انکاری سے مایوس ہو کر چھوڑ دیتے ہیں، جس طرح کہ بے خبری اور اضطرابی سے پہلے اُس کی تکمیل کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ پس ہم کو ہوشیار ہونا لازم ہے تاکہ ہم قیادتوں میں نہ پڑیں؛ ہم کو ارادہ کرنے سے پہلے اپنی قوت اور فہم و فراست اور علم کا راجہ تضحیت کر لیتے کی عادت کرنی چاہیئے، اور جو ہے ہم کو اپنے نزدیک، بطور جائز اور انصاف اور نہایت درستی اور اُن قاعدوں کے مراعات کے ساتھ جس پر ہماری شایستگی کی بنیاد قائم ہے حاصل نہوسکے، اُس کا ارادہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کبھی کبھی ہم ایسے اصول اور طریقہ اختیار کرتے ہیں، جن پر ہمیشہ خرد امتراض کرتے ہیں اور اُن سے نفرت رکھتے ہیں؛ یعنی وہ طریقہ جن کو وحشت کے زمانہ میں یورپ کے قوی اور زبردست آدمی اپنا حق سمجھتے تھے، یعنی جانوروں کے سے زور و زبردستی اور کھوئی ہوئی دروغ گوئی سے اپنا کام نکالتے تھے۔ یہ طریقہ چار پانچ سو برس پیشتر بیشک روز مرہ کی عمل درآمد میں تھے؛ لیکن جب ہم ایسی نامعقول خراہش کو ایک لحظہ بھی گوارا کرتے ہیں، تو پھر ہمارے اندر نہ تو وہ استقلال نہ وہ وحشیانہ دل کی قوت، جیسے کہ اُس زمانہ کے لوگوں میں تھی، پائی جاتی ہے۔ اُن لوگوں کی حالت رنج اور سختی سے بھری ہوئی تھی، اسی وجہ سے وہ اُس سے نجات پانے کے لیئے ہمیشہ ضرورت امداد سعی اور کوشش اور جانفشانی کے

کسی تختہ مند قوم کا غلبہ ۔ جہاں نہیں یہی اصول غالب ہوتا ہے ۔ وہاں صرف زور اور زبردستی پر لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج کی بنیاد قائم ہوتی ہے اور انہیں مجبوراً ہی حالت خالق کی جمہوری اصول پر قائم ہوتی ہے : چنانچہ جو جمہوری سلطنتیں سرداگروں اور قاجروں کے ذریعہ سے ایشیاء کوچک اور شام اور افریقہ اور ایشیاء میں قائم ہوئیں وہ اسی اصول غالب کے بموجب قائم ہوئیں ۔ غرض کہ جب ہم زمانہ قدیم کی شایستگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو دریافت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کی رسم و رواج اور قاعدے اور جلسہ اور خیالات اور اطوار سب میں ایک عجیب قسم کی یکونگی اور وحدت موجود ہے : اور ایک قوت واحد اور غالب تمام حالات پر حاوی اور اُن میں دخل پاتی جاتی ہے ۔

ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ ممالک مذکورہ کی شایستگی کا ہمیشہ ایک ہی اصول اور طریقہ رہا ۔ جب کہ ہم اُن ملکوں کی زیادہ تو قدیم تاریخ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب خالق کے کسی گروہ میں قوا مختلف ظاہر اور شگفتہ ہوتے ، یعنی مختلف قوت والے پیدا ہوتے ، تو اُن کی کوشش شاہنشاہی کے حاصل کرنے یعنی سب پر غالب رہنے کے لیے ہوتی : چنانچہ مصریوں اور یونانیوں وغیرہ میں سپاہیوں اور بہادری کے گروہ نے کانٹوں اور ہوجاریوں کے فرقہ سے لڑائی اور مقابلہ کیا : اور ان مقاموں میں ذات اور فقرہ کے مدد و معاون لوگ اُن لوگوں کے مخالف رہے جو بلاقید ذات اور فقرہ کے عام میل جول کے حامی اور مددگار تھے : اور جو لوگ کسی ملک کی حکومت میں امرا اور عمائد کا غلبہ چاہتے تھے وہ جمہوری حکومت کے قراء اور عام پسند خیالات سے نا اتفاقی کرتے رہے : مگر یہی مخالفت اور مقابلہ ایسے زمانوں میں ہوا ہے جن کی تاریخ موجود نہیں ہے : اس لیے اُن کی یادگار نہایت خفیف اور عام طور پر باقی رہی ہے ۔

یہی مخالفت قوموں کی اسودات زندگی میں بھی بعض اوقات ظاہر ہوتی ہے ، مگر ہمیشہ جلد ختم ہو جاتی ہے : یعنی منجملہ اُن قوتوں ( یعنی صاحب قوتوں ) کے جو غلبہ پاتے ہیں ، کوئی + ایشیاء کوچک اور شام کا ملک عرب نے شمال میں واقع ہے اور سلطنت عثمانیہ یعنی سلطان روم کے قبضہ میں ہے : اور افریقہ میں رانج تھا : اب یہی نام اُس کا نہیں رہا : یہی کوئی حصہ مغربی افریقہ کا بحر قلزم کے ساحل پر ہے جو زمانہ قدیم میں لیبیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا : اور اُس کا دارالسلطنت شہر کارتاج تھا : اسی کارتاج اور روم قدیم کے باہم مدت تک لڑائیاں رہیں تھیں : اور افریقہ کوئی جزیرہ اسی بحر قلزم میں واقع ہے ۔

پہلے لکچر میں میں نے واقعہ شایستگی کی توضیح عام طور پر بغیر تذکرہ کسی خاص شایستگی اور بلا لحاظ کسی وقت اور مقام کے کی ہے : یعنی صرف نفس واقعہ شایستگی پر محض حکیمانہ طور پر گفتگو کی ہے : اور اب میں تاریخ سرگزشت یعنی شایستگی پرپ پر گفتگو کرتا ہوں ۔ لیکن اُس کا خاص بیان کرنے سے پہلے آپ صاحبوں کو اُس کی خاص علامتوں سے واقف اور آگاہ کرنا چاہتا ہوں : اور اُس کا ایسا صاف اور روشن امتیاز قائم کیا چاہتا ہوں کہ وہ تمام دیگر شایستگیوں سے جو دنیا کے مختلف مقاموں میں ظاہر ہوئی ہیں ، بالکل غیر اور علیحدہ ثابت ہو جاوے : غرض کہ میں اپنے اس ارادہ کی مبادرت کرتا ہوں ، اور اچھی طرح تکمیل اُس کی صرف اُس وقت متصور ہوگی ، جب کہ میں یورپ کے لوگوں کی مجبوراً حالت کی کیفیت ایسی تھیک تھیک بیان کر سکوں گا ، جس سے اُسکی شناخت اور اُس کا امتیاز ایسا ہو جاوے کہ اُس کی تصویر تمہارے آگے موجود ہے ۔

جب ہم اُن شایستگیوں پر ، جو یورپ کے زمانہ حال کی شایستگی سے پہلے ایشیا میں یا دنیا کے اور حصوں میں ظاہر ہوئیں ، جنہیں یونان اور روم قدیم کی شایستگی کو بھی داخل سمجھنا چاہیئے ، نظر ڈالتے ہیں ، تو عواذِ شعراء ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اُن شایستگیوں میں وحدت اور یکونگی موجود ہے : اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب واقعہ واحد اور خیال مفرد سے ظہور میں آئیں : اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ خالق کا تمام گروہ ایک ہی اصول غالب کا پابند رہا ، اور اُسی سے اُس کی تمام رسم و رواج اور جلسہ اور قاعدے ، اور عقائد اور خیالات ، غرض کہ ہر قسم کی ترقیاں ظہور میں آئیں ۔ مثلاً ملک مصر میں اُس اصول + غالب نے تمام مجمع خلائق پر اپنا اثر و دخل کیا ، جسکے بموجب یہ یقین کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں احکام اور قاعدے خاص خدا تعالیٰ کی طرف سے معاملات دنیوی کے انتظام کے واسطے نازل ہوئے ہیں : چنانچہ یہ مسئلہ شایستگی مصر کے رسم و رواج اور ہر قسم کی یادگاریوں + اور حالات سے جتنا کچھہ بقیہ اب بھی موجود ہے ، ظاہر ہوتا ہے ۔ ہندوستان میں بھی یہی حال پایا جاتا ہے : رہاں بھی اب تک یہی مسئلہ بڑے زور شور سے پھیل رہا ہے : اُسکے مقابلہ میں اور خیالات یہ نہ تھرتے ہیں : اور مقامات دیگر میں دیگر اصول غالب ، جسکے بموجب گروہ خلائق نے تربیت پائی ہے ، پایا جاوے گا : مثلاً

+ یہ وہ مسئلہ ہے ، جسکا فکر لکچر اول میں اُس مقام پر آیا ہے ، جہاں شایستگی کے توضیح کے واسطے چند فرضی حالتیں قوموں کی بیان کی ہیں : ملاحظہ کرر حالت فرضی دوم کو ۔  
+ اس لفظ میں کتابیں بھی داخل ہیں ۔

کی جو یادگاروں اب یورپ میں تقسیم اور شایع ہوئیں، ان سب میں ایچہ کا طرز و طریقہ ایک ہی پایا جاتا ہے، اور وہ سب واقعہ واحد کا نتیجہ اور خیال واحد کا مظہر معلوم ہوتے ہیں۔ مذہبی یا اخلاقی تقابلیں اور تاریخیاتہ روایتیں، زمینیہ نظم کی تصنیفات وغیرہ، ان سب میں ایک ہی علامت پائی جاتی ہے؛ اور عقل کے کاموں اور کتابوں میں بھی ویسی ہی سادگی اور یکونگی ظاہر ہوتی ہے جیسی کہ واقعات اور رسم و رواج اور قاعدوں میں ہی ہلکتے خاص یونان میں، جو انسان کی عقل کے خزانوں کا معزن تھا، علوم و فنون میں ایک عجیب یکتائی پائی جاتی ہے۔

زمانہ حال کی شایستگی کی کیفیت اس سے بالکل مختلف ہے؛ پھر اس بات کے کہ اُس کا بیان مفصل کیا جاوے، اُس کے حالات پر صرف سرسری نظر ڈالنے سے غور معلوم ہو جائیگا، کہ وہ ایسے اصول پر مبنی ہے جو ہرچہ مختلف اور متفرق ہونے کے آپس میں کھلے ملے ہیں؛ تمام مختلف طریقے اور اصول جس سے لوگوں کی مجموعی حالت نے ترکیب پائی ہے، زمانہ حال کی شایستگی میں موجود ہیں؛ یعنی قوام دینی اور دنیوی اور اجزائے سلطنت شخصیت اور سلطنت جمہوری اور سلطنت نوعیت، اور وہ طریقہ انتظام دنیا کا جس کا مخرج خدا تعالیٰ کو تسلیم کیا گیا ہے؛ غرض کہ ہر قسم کے انتظام اور طریقے تمدن اور معاشرت کے باہم متضاد ہیں؛ اور ایک دوسرے کے زور کو دہلتے ہوئے ہیں۔ یورپ میں غایت درجہ کی آزادی اور بے انتہا دولت اور شوکت اور قوت موجود ہے، اور یہ سب قوام مختلف ہمیشہ ایک دوسرے کے متضاد اور مقابل دھتے ہیں؛ مگر کسی ایک قوت کو دوسری قوتوں پر ایسا غلبہ نہیں ہوتا، کہ یورپ کے سب لوگوں کی مجموعی حالت پر اُس کی تاثیر غالب ہو جاوے۔ قدیم زمانوں میں خلقت کے سارے گروہوں کا طرز اور طریقہ ایک ہی قسم کا معلوم ہوتا تھا؛ یعنی کبھی تو انتظام سلطنت شخصیت کا، اور کبھی وہ انتظام جو بذریعہ احکام الہی ہوتا ہے، اور کبھی انتظام جمہوری سلطنت کا، ایک وقت میں غالب اور راجح ہوتا تھا، اور کوئی دوسرا طریقہ انتظام دنیا کا اُس کے مقابلہ میں قائم نہیں رہ سکتا تھا؛ مگر اب اہل یورپ کی مجموعی حالتوں کی ترکیب اور ترتیب میں تمام طریقے اور سارے ذہنگ آپس میں ملے جلے اور متضاد پائے جاتے ہیں؛ یعنی خالص یا کچھ آمیزش کے ساتھ انتظام سلطنت شخصیت، اور انتظام بذریعہ احکام الہی، اور انتظام سلطنت جمہوری، اور تھوڑا بہت انتظام سلطنت نوعیت، سب کے سب وقت واحد میں پہلو پہ پہلو قوتوازا اور شکستہ ہو رہے ہیں؛ اور ہرچہ سے

قوت (یعنی صاحب قوت) شاہشاہی کے حصول میں کوشش اور تکرار کر کے اُس کو جلد حاصل کر لیتی ہے، اور مجمع خلایق پر بالکل قابض ہو جاتی ہے۔ لڑائی جھگڑا کا خاتمہ ہمیشہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ کوئی خاص اصول نہایت غایت حاصل کر لیتا ہے، گو وہ ایسا غالب نہیں ہو جاتا کہ دوسرے تمام اصولوں کو خارج کر دے؛ اور قوموں کی تاریخ میں مختلف اصولوں کا وقت واحد میں موجود ہونا اور باہم متضاد رکھنا اتفاقیہ ہوتا ہے، یعنی بہت تھوڑے عرصہ تک رہتا ہے۔

نتیجہ اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ اکثر زمانہ قدیم کے سولیشنوں یعنی شایستگیوں میں نہایت سادگی پائی گئی، اور اس سادگی سے مختلف نتیجے پیدا ہوئے؛ چنانچہ یونان میں بعض اوقات اصول معاشرت کی سادگی سے بہت بڑی قوتی اور نہایت جلد ہوئی، کہ کسی اور قوم نے ایسے تھوڑے عرصہ میں ایسی مددگی کے ساتھ اپنی قوتی نہیں کی؛ مگر اس حیرت انگیز قوتی کے بعد دفعتاً یونان کے قوام بالکل صرف اور ضائع ہو گئے؛ اور اُس کا زوال اگرچہ ایسی ہی ہتائی سے نہیں، تاہم بہت جلد ہوا، جس سے تعجب آتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یونان کی شایستگی کے اصول میں جو قوت ذہنی یا قوت ایجاد تھی وہ باقی نہیں رہی، اور اُس کی جگہ اور کوئی قوت قدیم نہیں رہی۔

اور مقاموں میں، مثلاً مصر اور ہندوستان میں، اصول شایستگی کی یکتائی کا اثر اور طرح پر ہوا۔ وہاں لوگوں کی مجموعی حالت ایک درجہ خاص پر قائم رہ گئی، یعنی اُس سے آگے نہیں بڑھی؛ اصول غالب کی سادگی سے تمام حالات اور معاملات میں ایسا طریقہ واحد پایا جاتا ہے، جس سے طبیعت پروردہ ہوتی ہے؛ ملک ویران اور برباد تو نہیں ہوا، مگر لوگوں کی مجموعی حالت کے وجود کا یہ حال ہو گیا کہ اُس میں حس و حرکت نہ رہی، اور حرف کی مانند جم گیا۔

جو ظلم و ستم اصول اور قاعدوں کے نام سے مختلف صورتوں پر قدیم زمانہ کی شایستگیوں میں ظاہر ہوا، اُس کا سبب یہی قرار دے سکتے ہیں کہ مجمع خلایق صرف ایک ہی قوت کے اختیار اور قابو میں ہو گیا، اور اُس قوت نے کسی اور قوت کے وجود کو گوارا نہ کیا؛ جو قاعدہ اُس کے متضاد اور اُس سے مختلف ہوا، اُس کے ہٹانے اور مٹانے کے لئے کوشش کی گئی؛ اصول غالب اور حاکم نے کسی متضاد قاعدے کے ظہور اور اجرا کو اپنے ساتھ روا نہ کیا۔

شایستگی کی اس وحدت کا اثر علمی اور عقلی امور پر بھی ایسا ہی ہوا؛ چنانچہ سب اہل یورپ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے علوم

پیش آویگی ۔ عمدہ اور سندی اور اُستادی کے کاموں میں جس شی کو ہم صورت اور وجاہت پانچواں کہتے ہیں ، اور جس چیز کو تصنیف اور ایجاد کی خوبصورتی اور لطافت کہتے ہیں ، وہ وہ صفائی اور سادگی اور یکتائی ہی جو کسی اُستادی کے کام میں ظاہر کی جاتی ہے : مگر جب کہ رائیوں اور خیالات نہایت مختلف اور رنگین ہوں ، جیسی کہ یورپ کی شایستگی میں پائی جاتی ہیں ، تو سادگی اور صفائی کا حاصل کرنا بہت دشوار معلوم ہوا ہے ۔

ہم تمام اطراف و جرائب میں زمانہ حال کی شایستگی کی یہ بڑی علامت ( یعنی متفرق اور مختلف قواعد یا اصول کا مضبوط اور مجتمع ہونا ) ظاہر اور روشن ہے ۔ یہہ نقصان البتہ اُس میں ہے کہ جب ہم علم اور فن میں انسان کی طبیعت کی کسی خاص شکستگی اور ترقی جداگانہ پر توجہ کرتے ہیں ، تو اُس کو زمانہ قدیم کی شایستگیوں میں اُسی قسم کی ترقی سے اثر کمتر پاتے ہیں ؛ مگر جب ہم کل مجموعہ شایستگی پر لحاظ کرتے ہیں ، تو اس زمانہ کی یورپ کی شایستگی کو بہ نسبت ہر ایک زمانہ کی شایستگی کے بہت زرخیز اور مالا مال دیکھتے ہیں : کیونکہ ایک ہی وقت میں اُس میں بہت سی قسموں کی ترقیاں رونق پذیر ہوئی ہیں ؛ اور اسوجہ سے یورپ کی شایستگی کا وجود پندرہ سو برس سے قائم رہا ہے ، اور اب بھی اُس کو ہرادر ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ اگرچہ ترقی اُسکی شاید ایسی تیزی سے نہیں ہوئی جیسی کہ ہر زمانہ کی شایستگی کو ہوئی ، مگر اُس کی ترقی کبھی مسدود اور سائن نہیں ہوئی ہے ؛ اور جو بڑی راہ اُسکو آئندہ ملی کرنی باقی ہے ، اُس میں سے روز بروز کچھ نکلے گا ، اور ترقی رہتی رہتی ہے ؛ بلکہ اُس کی رفتار زیادہ تیز ہوتی جاتی ہے : کیونکہ اُس کی آزادی اور رفتار کی مزاحمتیں رنج ہوتی جاتی ہیں ۔ جب کہ اثر اور شایستگیوں میں صرف ایک اصول یا طریقہ واحد رائج ہوتا ہے ، یا وہ اور طریقوں پر نہایت غلبہ حاصل کر کے ظلم و ستم کا باعث ہو جاتا ہے ، تو یورپ کے زمانہ حال کی شایستگی کے وہ مختلف اجزاء ، جیسے خلقت کی مجموعہ حالت کے انتظام کی ترکیب قائم ہوئی ہے ، مضرع اور ذریعہ اُس آزادی کا ہیں جو آج کل یورپ میں پائی جاتی ہے ؛ اور اس شایستگی کے مختلف اجزاء کے مضبوط ہونے سے یہ امر غیر ممکن ہے ، کہ ایک جزر اُسکا دوسرے جزو کو خارج اور بے مال کر دے ؛ اور جبکہ وہ اجزاء ایک دوسرے کو نیست و نابود نہیں کر سکتے ، تو اُن سب کا یکجائی موجود ہونا اور اُن کے آپس میں ایک قسم کا ارتباط اور اتفاق ہونا ضروری تھا ۔ اسی اتفاق کی وجہ سے اُن میں کا ہر ایک جزو اُس قسم کی ترقی میں مصروف ہے جو اُس کے حصہ میں آئی ہے ؛ اور اگر اور مقاموں

اپنے اختلاف اور رنگینی کرنا گرن کے ، اُن میں ایسی مشابہت اور باہمی تعلق پایا جاتا ہے جو صاف ظاہر ہے ۔

اہل یورپ کے خیالات اور رائیوں میں بھی وہی اختلاف اور طرح کی مختلف پائی جاتی ہے ؛ کیونکہ خلقت کے گروہوں کی مجموعہ حالت کی ترکیب میں مختلف طریقے انتظام دنیا کے وقت واحد میں موجود ، اور ایک دوسرے کے مخالف اور مقابل ہو کر ہر ایک کی قوت اور اثر کو محدود اور اُس کی اصلاح کرتے رہتے ہیں ؛ پس متوسط زمانوں کی دلہرائی تھریوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے ، کہ اُس وقت میں کوئی ایسا خیال اور مسئلہ ظاہر نہیں ہوا کہ اُس کے انتہائی نتیجے پیدا ہوئے ہوں ؛ بلکہ معلوم ہوا کہ اختیار مطلق کے محدود معارف اپنے مسئلہ کے انتہائی نتیجوں سے بلا اپنے علم اور ارادہ کے دفعتاً باز آئے ؛ اور انہوں نے اپنے اُس پاس ایسے خیالات اور تاثیروں کے وجود کو موجود پایا ، جنہوں نے مزاحمت کر کے اُنکے ارادوں کو حد فایت پر نہیں پہنچنے دیا ۔ جمہوری طریقہ کے معارف بھی اُسی قاعدہ کے پابند پائے جا رہے ہیں ؛ فرہم کہ ہر ایک جانب سے ایسی سیلہ زوری اور ہٹ اور ارادہ بے تھکانے اور اندھا دھندی کے ساتھ ظاہر ہوگا ؛ جیسا کہ قدیم زمانوں کی شایستگیوں میں پایا جاتا ہے ؛ اور لوگوں کی رائیوں اور خیالات میں بھی ایسا ہی اختلاف اور مقابلہ پایا جائیگا ؛ یعنی آزادی کا معقول انس ایسی طبیعت کے ساتھ موجود ہے ، جو اطاعت کی یہ آسانی صلاحیت رکھتی ہے ؛ اور ہر شخص کی دوسرے شخص کے ساتھ بڑی وفاداری ، اور اُسی کے ساتھ اس غالب خواہش کا وجود سب کے دلوں میں پایا جائیگا ، کہ ہر شخص اپنی مرضی کے موافق آزادانہ عمل کرے ، اور ہر طرح کی قید و بند کو اُڑھارے ، اور اس طرح بے تکلف اوقات بسر کرے کہ گویا اُسکو کسی کی کچھ پروا نہیں ہے ؛ اور لوگوں کی ذاتی حالت یعنی جداگانہ طبیعتیں بھی ایسی ہی مختلف اور متحرک ہیں جیسے کہ مجموعہ حالت ہے ۔

زمانہ حال کے علوم کا یہی ایسا ہی حال ہے ۔ اس پر سب کو اتفاق ہے کہ خوبصورتی اور ظاہر کی مددگی اور رونق میں ہمارے علوم زمانہ قدیم کے علوم سے کمتر ہیں ؛ لیکن بلحاظ عمیق ہونے خیالات اور رائیوں کے ہمارے علوم اُن سے زیادہ زرخیز اور قوی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت سابق کے انسان کی طبیعت بہت زیادہ امور کی طرف پر انگیزش اور راجع ہوئی ، اور نہایت عمیق گہبی پیچھی ہے ؛ اسی وجہ سے ظاہری صورت کا نقص پیدا ہوا ہے ، کیونکہ حقدور زیادہ ثروت اور فیرنگی کے ساتھ حالات اور لوازم ہونگے ، اسیقدر اُنکی سادہ اور خالص طرز روش قائم ہونے میں زیادہ دشواری

ہی ۔ مجسمہ کویقین ہی کہ اُس کی حالت سے خصوصیت کی علامت اول ہی مرتبہ دور ہو کر ، اُس کی شگفتگی اور ترقی اُسی طرح اختلاف اور زرخیزی اور کوشش اور مستعدی کے ساتھ ہوئی ہی ، جیسی کہ تمام دنیا کی حالت کی رنگ پرنگی کیفیت کی ہوتی ہی ۔

ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کی شایستگی ازلی راستی کے مقام اور قدرت کے میدان میں پھر نکلتی ہی ، اور اُس کی ترقی خدا تعالیٰ کے ارادوں کے بموجب ہوتی ہی ، اور اُس کی ذوقیت اور برتری کا بھی یہی سبب معقول معلوم ہوتا ہی ۔

میں چاہتا ہوں کہ یہہ مقدم اور خاص علامت یورپ کے سرلنیشن یعنی شایستگی کی ان لکچروں کے سنتے وقت برابر تمہاری آنکھوں کے روپرو اور تمہارے دلوں کے اندر موجود رہے ؛ مہئے پانفل اس علامت کو صرف ظاہر کر دیا ہی ، ثبوت اس کا واقعات کی توضیح اور تشریح سے حاصل ہوگا ۔ بارہم اس بات کے اگر اس علامت کے اسباب اور اجزاء ، جو مہئے یورپ کی شایستگی سے منسوب کی ہی ، اسی شایستگی کے ابتدائی حالات سے دریافت ہوویں ، اور سرلنیشن کی پیدائش کے وقت یعنی شہنشاہی روم قدیم کے زوال کے وقت میں اور دنیا کی عام حالت میں ، اور اُن واقعات میں جو نہایت قدیم زمانہ سے یورپ کی شایستگی کی ترکیب پانے اور قائم ہونے کے باعث ہوئے ہیں ، اس زر خیز اور متحرک اختلاف کی اصل و بنیاد کی شناخت اور تمیز ہو سکے ، تو مجسمہ کویقین ہی کہ تم میری رائے سے اتفاق کردے اور میرے بیان کی تائید اُس سے بخوبی ہوگی ۔ اب میں اُس تحقیق کو شروع کرتا ہوں ؛ چنانچہ قدیم شہنشاہی روم کے زوال کی وقت سے میں یورپ کی حالت کی تحقیقات کرتا ہوں ، اور رسم و رواج اور قواعد اور خیالات اور دایروں سے یہہ بات معلوم کرنے کا قصد رکھتا ہوں ، کہ قدیم دنیا سے زمانہ حال کی دنیا کو کونسے اجزا اور اصول ہم پھر نکلتے ہیں ۔ اگر اصول مذکور میں وہی علامت موجود پائی جاوے جو میں نے بیان کی ہی ، تو تمکو اُس کا بہت کچھہ یقین ہو جاوے گا ۔

اول ہمکر شہنشاہی روم قدیم کی کیفیت اور اُس کی ترکیب یعنی بناوت اور نشو و نما کا حال بشری سمجھہ لینا چاہیئے ۔ واضح ہو کہ ابتدا میں قدیم روم کی سلطنت ایسی پختہاپخت کی مانند تھی ، جو شہروں میں واسطے انتظام اور صفائی اور آراستگی شہر کے قائم ہوتی ہی ؛ اور اُس کی گورنمنٹ صرف اُن قاعدوں اور رسم و رواج کا ایک مجسمہ تھا ، جو شہر کے اندر کے رہنے والوں کی حالت کے مناسب اور موضوع تھی ؛ غرض کہ جو چلے اور قاعدے شہروں کی آرایش

میں کسی خاص اصول واحد کے غلبہ سے زور و ظلم قائم ہوا ہی ، تو یورپ میں آزادی کی وجہ سے شایستگی کے مختلف اجزا اور وہ حالت متفاوت اور مقابلہ کی ، جو اُن اجزا کے باہم ہمیشہ رہتی ہی ، قائم ہوتی ہی ۔

اس حالت سے یورپ کی ایک بڑی اور اصلی بڑی قائم ہوتی ہی ۔ اگر ہم ، اس کی زیادہ تحقیقات کریں ، اور واقعات خارجی سے گزارہ کر کے اصلی حالت پر متوجہ ہوں ، تو دریافت ہوگا کہ یہہ برتری جائز اور واجب ہی ، اور جس طرح وہ اصلی واقعات سے قائم ہوتی ہی اُسی طرح عمل بھی اُس کو تسلیم کرتی ہی ۔ چند لمحہ یورپ کی شایستگی سے قلع نظر کرے ہم دنیا کی عام حالت اور طریقہ پر التفات کریں ، تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے کارخانوں کی کیفیت بھی ایسی ہی مختلف اور طرح طرح کے حالات سے بھری ہوئی ہی ، اور اُن اجزاء مختلف اور متضاد کے باہم ایسی ہی جد و جہد اور تفاق پایا جاتا ہی جیسا کہ یورپ کی شایستگی میں ۔ ظاہر ہی کہ دنیا میں کسی اصول واحد ، یا کسی ترکیب خاص ، یا کسی خیال مفرد ، یا کسی خاص قوت کو ایسا رتبہ حاصل نہیں ہی کہ تمام دنیا پر اُس کو غلبہ ہو ، اور دنیا کے سارے کارخانے اُسی کی متابعت اور تاثیر سے ایک خاص صورت پکڑیں ، اور اُسی صورت پر ہمیشہ قائم رہیں ، اور اُس قوت غالب کے سوا اور سب قواں اور تاثیریں بالکل معدوم ہو جاویں ؛ بلکہ تمام قوتیں اور اصول اور مختلف ترکیبیں مضبوط ہو کر ایک دوسرے کے اثر کو معدودہ اور معتدل کرتی ہیں ، اور اُن کی آپس میں سخت متضاد علی الاطلاق جلی جاتی ہی ؛ جس کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ کبھی کبھی اصول غالب ہو جاتا ہی ، کبھی مغلوب ہو جاتا ہی ؛ مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی ایک اصول کو غلبہ کامل اور نتج مطلق حاصل ہو ، یا وہ بالکل مغلوب اور معدوم ہو جاوے ۔ غرض کہ دنیا میں مختلف طریقہ اور خیالات اور اصول ، اور اُن کے باہم ایک دوسرے کے برخلاف جد و جہد کا ہوتا رہتا ، اس غرض سے پایا جاتا ہی کہ اُن کو کسیقدر یکتائی اور وحدت حاصل ہو ؛ گر یہہ یکتائی محض خیالی ہی ، ممکن الحصول نہیں ؛ لیکن انسان اپنی آزادی اور اعمال سے اُس وحدت اور یکتائی کی طرف راجع اور مایل ہی ۔ خلاصہ یہہ کہ دنیا کی عام حالت مختلف اور رنگین اجزا سے مرکب ہی ، اور یورپ کی شایستگی ٹھیک اُس کی تصویر ہی ؛ یعنی جیسا طریقہ دنیا کے حالات اور کارخانوں کا ہی ، اُسی طرح یورپ کی شایستگی نہ تو معدودہ اور تنگ ہی ، نہ ایسی غالب اور مطلق اصول پر مبنی ہی جس کے مقابلہ میں دوسرے اصول اور قواعد موجود اور قائم نہ ہو سکیں ، نہ اُس کی حالت سکون اور قیام کی

آبادی نہ تھی، جیسی کہ مغربی شہروں میں تھی؛ مگر جو کہ ہم کو یورپ کی آبادی سے زیادہ غرض ہے، اس لیے مشرق کے حال پر کچھ توجہ نہیں کرنی چاہیئے۔

مغرب میں جا بجا آبادی کی وہی حالت تھی جو میں نے بیان کی۔ ملک گال یعنی فرانس اور ہسپانیہ میں بجز شہروں کے اور کچھ نہ تھا، اور شہروں سے کچھ فاصلہ پر تمام ملک میں جنگل تھا اور دلدل تھی؛ جو یاد گار اور سڑکیں رومیوں نے بنائیں، انکی کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ بڑی بڑی سڑکیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک بنائی گئی تھیں؛ اور یہ پیشمار سڑکیں جو اب ہر ضلع میں جا بجا پائی جاتی ہیں موجود نہ تھیں، اور کوئی آبادی ان پیشمار دیہات اور بیرونجات کی آرامگاہوں اور گرجوں کی مانند، جو متوسط زمانوں سے یورپ میں پھیلی ہے، اُسوقت میں مطلق نہ تھی۔ رومی سلطنت نے بجز ایسی ہیست سی یا دگاریں یعنی شہروں کے، جن میں ایک ہی مقام پر بہت سی آبادی جمع ہوگئی، اور جن کی خاص علامت باہمی تعلقات کی یہ ہے کہ ان کا حال پنچاپست کے متبعوں کی مانند ہے، اور کچھ باقی تھیں چھوڑا؛ فرضیکہ ہم کسی نظر سے اور کسی طور پر رومی سلطنت کے وقت دنیا کو دیکھیں، یہی معلوم ہوگا کہ شہروں کی آبادی کو بڑا قلبہ اور کثرت حاصل تھی، اور مصلحت میں خلقت کے تمدن اور معاشرت کا وجود نہ تھا۔

روم کی قلمرو میں جو آبادی کی حالت شہروں کے انتظام کی پنچاپست کی مانند تھی، اسی وجہ سے یگانگت اور یک رنگی کا قائم و برقرار رہنا، جس سے ایک بڑی سلطنت کے حصوں میں باہمی تعلق قائم رہتا ہے، دشوار ہوگیا۔ رومی سلطنت کی پنچاپست (یعنی جمہوری سلطنت) جو شہروں کے انتظام کے واسطے موزع تھی، دنیا کو فتح تو کوسکی، لیکن اُس کو ترکیب دینا اور اُس میں انتظام اور حکومت کرنا ایسا آسان نہ تھا جیسا کہ فتح کر لینا؛ پس جب وہ سلطنت باسپاہ ظاہر اپنا کام پورا کرچکی، اور تمام مغرب اور بہت سا حصہ مشرق کا اُس کے تحت حکومت ہوگیا، تو اُس کے بے شمار شہر اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں، جن سے وہ مرکب تھی اور جن کے آپس میں کچھ تعلق نہ تھا، اور ہر ایک اُن میں سے خود مشتار تھی، ملحدہ ملحدہ ہوگئیں؛ گویا ہر اطراف و جوانب میں متفرق اور منقسم ہوگئیں۔ یہ ایک سبب اُن اسباب میں سے ہے جن کی وجہ سے شہنشاہی کا ہونا ضرور ہوا، کیونکہ شہنشاہی ایسے طرز کی حکومت تھی جس کے اجزا بہ نسبت پہلی سلطنت چھوڑی کے زیادہ متحد اور وابستہ تھے؛ اور شہنشاہی زیادہ تو اس قابل تھی کہ

اور انتظام اور سلامتی کے مرتب ہوتے ہیں، وہ اُس سلطنت میں خلقت کی مجموعی حالت کی خاص علامت تھی۔

یہ حال صرف شہر روم کا نہ تھا، بلکہ اگر ہم تمام ملک اٹلی کے اُس زمانہ ابتدائی کا حال ملاحظہ کریں، تو دریافت ہوگا کہ شہر روم کے چاروں طرف بجز شہروں کے اور کچھ آبادی نہ تھی؛ اور جو رومی قوم اُس وقت میں کہلاتی تھی اُس کا وجود بجز ایک شہروں کے مجموع کے اور کچھ نہ تھا؛ چنانچہ + قوم اٹرس کنس اور سیم قانیٹس اور سپانیس اور یونان پر تو کی قوم، فرض کہ ان سب قوموں کا یہی حال تھا۔ اُسوقت میں یہ آبادی نہ تھی، جس کو مصلحت اور ضلع کی آبادی کہتے ہیں؛ مصلحت میں کویتی تو ہوتی تھی، مگر آبادی کچھ بھی نہ تھی؛ مالکان اراضی شہر کے باشندے ہوتے تھے؛ وہ اپنی حقیت کی نگرانی کرنے یا ہر جایا کرتے تھے، اور انہر اپنے ساتھ غلاموں کو بھی لے جایا کرتے تھے؛ مگر جس آبادی کو ہم آجکل مصلحت اور ضلع کہتے ہیں، جو ہر ضلع میں جا بجا موجود ہے، یعنی کہیں تو دیہات اور کہیں خاص خاص عمارتیں ہیں، زمانہ قدیم میں اٹلی میں کہیں اس آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا؛ لوگ اُس سے بالکل غافل تھے۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ جب سلطنت روم کو وسعت ہوگئی، تو اُس نے آبادی کے باب میں کیا کارروائی کی۔ تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اُس نے شہروں کو فتح کیا، اور شہر ہی آباد کئے؛ شہروں ہی سے اُس کی لڑائیاں رہیں، اور شہروں ہی سے رفاقت اور دوستی رہی؛ اُس نے جو لوگ دوسری جگہ آباد ہونے کے لیے، اپنی قلمرو سے باہر کو بھیجے، وہ شہروں ہی میں آباد ہونے کو بھیجے گئے۔ فرض کہ اُس عالم کی تاریخ، جس کو رومی سلطنت نے فتح کیا، بہت سے شہروں کے آباد اور فتح کرنے کی تاریخ ہے۔ البتہ مشرق میں رومیوں کی سلطنت کی یہ صورت نہ تھی، جو مشرق میں بھی اُس کو وسعت ہوگئی تھی؛ مشرق میں بہ نسبت مغرب کی آبادی کے تقسیم مختلف تھی؛ چنانچہ مشرق کے شہروں میں ایسی گنجائش

+ یہ اُن چھوٹی چھوٹی قوموں کے نام ہیں جو ملک اٹلی میں آباد تھیں، اور یونان پر تو اٹلی کے اُس حصہ کو کہتے تھے جس میں یونانی لوگ جا کر بسے تھے؛ غالباً وہ حصہ جزیرہ سسلی تھا جو اٹلی کے جنوب میں واقع ہے اور اُس کا ایک جزر سمجھا جاتا ہے؛ اب اُس کا نام جزیرہ سسلی ہے؛ زمانہ قدیم میں اُس کو یونان پر تو شاید اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ خاص یونان سے اُڑھ کر کی جانب واقع ہے۔



حکومت یمینی شاہنشاہی کا اعتبار پیدا ہو گیا ہر کا ، اور اُس حکومت کے خیالات نے اُن کے دلوں میں رسائی کی ہو گئی ۔

ایسے مقصد اور اعتبار ، اور ایسے اہلکاروں کے انتظام مذکور ، اور نوچ کی بدولت شاہنشاہی روم نے اُس بربادی اور تباہی کا جو اُسکی قلمرو کی اندرونی حالت میں کام اٹھنا کر رہی تھی ، اور اُن حملوں کا جو + وحشی قومیں کرتی تھیں ، مقابلہ کیا ، اور مدت تک اپنے زوال مسائل کی حالت میں اُن خرابیوں کا مقابلہ کرتے اور اپنے آپکو بچاتے رہے ؛ مگر آخر کار وہ وقت آ پہونچا جبکہ اُس کے اجزا کی اتفاقی اور انتشار غالب ہو گیا ؛ اُسکے مالیشان قد و قامت کے قائم رکھنے میں نہ تو کوئی ہنر و فنارت حکومت ظالمانہ کی کام آئی ، اور نہ وہ بے پروائی جس سے لوگوں نے اُس حکومت کی اطاعت اور غلامی اختیار کی تھی کافی ہوئی ۔ چوتھی صدی میں وہ سلطنت بالکل متفرق اور منقسم ہو گئی ؛ ہر طرف سے وحشی قومیں گھس آئیں ، اور اُس کے سرحدات کی طرف تمام سلطنت کی بھلائی اور انجام کے لئے ، کچھ بھی مقابلہ اُن وحشیوں کا نہوا ، اور کچھ زیادہ تکلیف اور دقت گزارا نہیں کی گئی ۔

( باقی آئندہ )

## اطلاع

ہمارے پاس ہمارے بہت سے دوستوں کے مخاطب آئے ہیں جو اپنی عنایت سے میرا فوٹو گراف طلب فرماتے ہیں میں نے حال میں اپنا فوٹو گراف ایک نہایت عمدہ فوٹو گرافر سے بنوایا ہے اور وہ سب تصویریں فوٹو گراف کی کمیٹی مدرسۃ العلوم کو دیدی ہیں پس میرے جس دوستوں کو میری تصویر فوٹو گراف کی مطالبہ ہو وہ روپیہ قیمت بھیج کر طلب فرمائیں وہ سب روپیہ چندہ مدرسۃ العلوم میں جمع ہوگا ۔

راقم  
سید احمد

از مقام بلارس

+ وحشی سے یہ مراد ہے کہ وہ قومیں ذاتریہ یافتہ اور غیر مہذب تھیں ۔

سلطنت سابق کے اجزا کو جن میں بہت تھوڑا تعلق اور یگانگت تھی وابستہ اور مجتمع کرے ؛ چنانچہ خلقت کے گروہوں کے اُن متفرق حصوں میں جن سے رومی سلطنت مرکب تھی اجتماع اور اتفاق قائم کرنے کے لئے کوشش عمل میں آئی ، اور کسب قدر کامیابی ہوئی ، جبکہ عہد سلطنت شہنشاہ + اگستس اور شاہنشاہ قاپروکلیڈین میں معاملات تمدن اور معاشرت کی بابت قانون بنائے گئے ، اور قانونوں نے بہت سی رونق پائی ، تو اُس وقت میں اُس ظالمانہ انتظام کا بڑا سرشتہ قائم ہوا ، جس کے سبب سے روم کی تمام قلمرو میں ایسے کارپردازوں اور اہلکاروں کا گویا جال پورا گیا ، جن کی تقسیم قلمرو کے مختلف حصوں میں ایک خاص نکتہ کے اعتبار سے عمل میں آئی جن کے آپس میں بھی اور دربار سلطنت کے ساتھ بھی اتفاق اور سازش تھی ؛ اُن کے ذریعہ سے لوگوں میں حاکم کی خواہش اور مرضی کا پورا کرنا ، اور لوگوں کے کاموں اور اختیارات کو حاکم کے ہاتھ میں منتقل کرنا مقصود تھا ۔

اس سرشتہ اور انتظام کو رومی قلمرو کی خلقت کے اجزا باہم مجتمع کرنے ہی میں صرف کامیابی نہیں ہوئی ، بلکہ ایسی قوت کا خیال جو مناطق اور غیر محدود ہو ، اور جو تمام دوسری قوموں کا مرکز اور مروجہ ہو ، لوگوں کے دلوں میں بہت آسانی سے جگہ پکڑ گیا ۔ ہمکو اس بات کے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے ، کہ جو چھوٹی چھوٹی جمہوری سلطنتیں اور شہروں کی پنچائیتوں کے مجتمع ایسے تھے جنکے باہم کوئی اچھا انتظام اور اتفاق نہ تھا ، اور وہ رومی قلمرو میں داخل تھیں ، اُن کے دلوں میں صرف شہنشاہ کی پارگاہ مقدس اور عالی کی بہت بڑی تعظیم اور عظمت بہت جلد قائم اور شایع ہو گئی ۔ اُن تمام حصوں میں بے شک کوئی تعلق قائم ہونے کی سطح ضرورت معلوم ہوئی ہوگی ، اور اُس کے سبب سے لوگوں کی طبیعت میں ظالمانہ

+ روم کی سلطنت جمہوری کی تباہی کے بعد بھی پہلا شاہنشاہ ہوا ؛ اس کے عہد میں ہر علم و فن کو ایسی ترقی اور رونق ہوئی کہ جب کسی زمانہ میں علوم و فنون کی کسی قوم میں بڑی ترقی ہوتی ہے ، تو اُس زمانہ کو بطور استعارہ کے عہد اگستائیں اُس ملک کا کہتے ہیں ، لفظ اگستس کے معنی نہایت مبارک اور عمدہ کے ہیں ، اور اسی شاہنشاہ کے نام سے مہینہ اگست کا نام اُس کی عزت اور یادگار کے واسطے مشہور کیا گیا ۔

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

متحد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ یکم ذی الحجۃ سنہ ۱۳۰۶ ہجری ۱۹۱۵ء ] نمبر ۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی باہت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرتی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیدہ اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بقارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت باہت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مائع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں \*

### إطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ باہت اس پرچہ کے بطور چندہ خیراۃ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور مسہر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اُوں کسی کو بھی بطور مسہر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اُس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہی خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد ہفتہ میں موجود ہو \*

## تتمہ مضمون لکچر نمبر ۲

ایسے ادبار کے زمانہ میں کئی شاہنشاہوں کو ایک عجیب خیال پیدا ہوا، یعنی انہوں نے یہ امتحان کرنا چاہا کہ عام آزادی کی اُمیدوں سے یعنی ایسے انتظام اور حکومت کے قائم ہونے سے، جسکو اب ہم ایسی حکومت کہتے ہیں جو لوگوں کے وکیلوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے، (روم کی قلمرو میں اتفاق اور انتظام یہ نسبت ظالمانہ حکومت کے اچھے طور سے قائم رہ سکتا ہے یا نہیں: چنانچہ شاہنشاہ ہونڈریس اور ٹھیرڈرسس صغیر کا فرمان مہدورہ سنہ ۱۲۱۸ ع مسمومہ حاکم ملک گال یعنی فرانسیس موجود ہے، جسکا یہ مقصد تھا کہ فرانسیس کے جنوبی حصہ میں ایک ایسی حکومت قائم کی جاوے جس میں رعایا کی طرف سے وکیل حاضر ہوگی، اور اُس کے ذریعہ سے شاہنشاہی کے مختلف حصوں کا اتفاق اور انتظام قائم رہے۔ اُس فرمان کا مضمون یہ ہے:

## فرمان بنام ایکویکولا حاکم فرانسیس

اُس قابل اطمینان کیفیت کے لحاظ سے جو تمہارے ملک فرانسیس کی نسبت تصدیق کی ہے، علاوہ اور ایسے حالات کے جو ظاہراً اُس ملک کی واسطے مفید ہیں، ہم احکام متدرجہ فیصل کو ہمیشہ کے واسطے قانون کی منزلت بخشتے ہیں، یعنی ان احکام کا نفاذ بطور قانون کے عمومی دھیکہ، اور ہم حکم دیتے ہیں کہ ہمارے ساتوں صوبوں کے باشندے اُن احکام کی اطاعت کریں، جو ایسے احکام ہیں کہ اُن کے جاری ہونے کی خود اُن کو خواہش اور التماس کرنا چاہیئے تھا۔

ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دربار میں، خاص اور عام فلاح کی نظر سے، حکام نایب اُن صوبوں کے ہر صوبہ سے بلکہ ہر شہر سے زمینداروں کی حقیقت کے حالات اور اُور امور بیان کرنے کے واسطے اکثر حاضر ہوتے ہیں: اسلیئے ہم نے یہ مناسب اور مفید سمجھا ہے کہ اس سال سے تمہاری دارالحکومت شہر آرلیز میں ایک تاریخ معین ہر ساتوں صوبوں کے باشندوں کی طرف سے ایک سالانہ مجلس ہوا کرے۔ اس قاعدہ سے ہماری غرض یہ ہے کہ خاص اور عام دونوں قسم کے امور کا انتظام اُس کے ذریعہ سے ہوگا۔ تمہارے دربار میں نہایت نام اور معزز لوگوں کے جمع ہونے سے، بشرطیکہ تم تاریخ معینہ پر کار و کار کی ضرورت سے باہر نہ گئے ہو، نہایت صحیح اطلاع اور عمدہ خبریں ہر ایسے معاملہ کی نسبت حاصل ہو سکیں گی جو قابل غور اور توجہ کے ہوگا: اور جو امر بعد غور کامل طے ہوگا اُس کا ہم سب صوبوں کو ہوجاریگا، اور جن صوبوں کے لوگ اُس مجلس میں حاضر نہ ہونگے اُن پر بھی انہیں قاعدوں کی پابندی لازم ہوگی اور تمہارے ملک فرانسیس کو سات صوبوں پر منقسم کیا تھا،

ہوگی جو اُس مجلس میں انصافاً قرار پادینگے۔ علاوہ اس کے شہر قسطنطنیہ میں سالانہ مجلس کے قائم کرنے سے ہم کو یقین ہے کہ سرکار کی فائدہ نہ پہونچے گا، بلکہ لوگوں کے باہمی تعلقات اور معاملات تمدن اور معاشرت کو بھی بہت ترقی حاصل ہوگی۔ بے شک یہ شہر ایسے عمدہ موقع پر واقع ہے کہ غیر ملکوں کے لوگ وہاں بکثرت آتے ہیں اور تجارت نثر سے ہوتی ہے، اور مقاموں کی ہر قسم کی چیزیں وہاں آتی ہیں، یعنی زر خیز ملک مشرقی، اور غریبوں سے مالامال ملک عرب، اور نازک اور پاکیزہ اسیا کا مہرچ ملک کی ایسریا، اور تہود عطاء الخریقہ، اور خوبصورت ملک اسپانیہ، اور بہادر ملک فرانسیس کی تمام عمدہ چیزیں جو اُنہیں پیدا ہوتی ہیں، اس شہر میں ایسی فراوانی سے موجود رہتی ہیں کہ جو اشیاء دنیا کے اور مقاموں میں بڑی عمدہ اور نایاب سمجھی جاتی ہیں، وہ اس جگہ کی خاص پیداوار معلوم ہوتی ہیں۔ علاوہ اس کے اس مقام پر دریائے روت کے سمندر تسکن میں گرنے سے وہ تمام ملک جس میں سے وہ دریا گزرتا ہے اور جن کو یہ سمندر گھیرے ہوئے ہے، قریب ہو گئے ہیں۔ جو کہ تمام دنیا کی وہ سب چیزیں، جو نہایت عمدہ اور کارآمد سمجھی جاتی ہیں، بڑا خشکی و تری بفریہ گاڑیوں اور جہازوں کے آبر اس شہر میں جمع ہوتی ہیں، اسلیئے اس شہر میں، جہاں خدا تعالیٰ کی خاص مغایت سے زندگی کے عیش و آرام کے سامان اور تجارت کی ہر طرح کی آسانی اور آسائش مہیا اور موجود ہے، جو حکم ہم مجلس عام کے منعقد ہونے کی نسبت صادر کرتے ہیں اُس سے ملک فرانسیس کو ضرور فائدہ پہونچے گا۔

سابق میں بھی حاکم پٹررنیس نے بنظر فیض رسائی اور مصلحت کے اسی جلسہ کے منعقد ہونے کا حکم دیا تھا، مگر اُس کے بعد انقلاب

شاہنشاہ قسطنطنیہ اعظم نے قدیم رومی قلمرو کے حصہ مشرقی کا دارالسلطنت شہر قسطنطنیہ آباد کیا تھا، جو اب دارالسلطنت ترکی یعنی سلطنت عثمانیہ کا ہے جس کو اہل اسلام روم کہتے ہیں، اور اسی شاہنشاہ نے شہر آرلیز واقعہ ملک فرانسیس میں ایک حاکم اعلیٰ مقرر کر کے اُس شہر کو فرانسیس کا دارالحکومت قرار دیا تھا: اُس کی یہ خواہش تھی کہ اُس شہر کا نام بھی اُسی کے نام پر رکھا جاوے، کیونکہ اُس کو اُس سے نہایت اُنس تھا، لیکن رسم و رواج کے غلبہ سے یہ خواہش اُس کی پوری نہ ہوئی اور شہر کا نام آرلیز قائم رہا۔

اُس کو اب سریا یعنی ملک شام کہتے ہیں جو مملکت عثمانیہ میں یعنی سلطان روم کے قبضہ میں ہے۔

مجموعہ یا ولایت کا از سر نو قائم کرنا غیر ممکن معلوم ہوا۔ شہروں کے لوگ اپنے اپنے خاص حالات پر متوجہ رہے؛ انہوں نے اپنی شہریت کے بیرونی مقاموں سے کچھتہ سروکار نہ رکھا؛ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہنشاہی تباہ اور پرہیز ہو گئی، کیونکہ کسی شہر کے باشندوں نے اُس کی گائیڈ نہیں کی؛ وہ صرف اپنے اپنے شہر کے انتظام اور درستی کے خواہشمند رہے۔ جس جو بات شاہنشاہی روم کی ابتدا میں ہم کو معلوم ہوئی تھی، وہی اُس کے زوال کے وقت بھی ظاہر ہوتی تھی؛ یعنی رومی قلمرو کی خلقت میں اُس قسم کی طبیعت اور اصول کا غلبہ، جس کے ذریعہ سے لوگ آپس میں جمع ہو کر بطور پنچائیت کے اپنے شہروں کا انتظام اور اُن کی اصلاح کرتے ہیں۔ غرض کہ شاہنشاہی روم کی تباہی کے وقت اُس کی قلمرو کی خلقت نے اپنی ابتدائی حالت پر عود کیا؛ چنانچہ شہروں سے وہ سلطنت مرکب تھی اور اُس کی پرہیزی کے بعد بھی شہر ہی باقی رہے۔

الحاصل جو قاعدہ آبادیوں اور شہروں کے انتظام اور درستی کا کمیٹی کے ذریعہ سے مروج تھا، وہ یورپ کی زمانہ حال کی شایستگی کو رومیوں کی شایستگی سے وراثتاً حاصل ہوا تھی؛ اگرچہ اخیر میں یہ نسبت ابتدائی زمانہ کے یہ قاعدہ بہت ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا، اور بڑی بے ضابطگی اور خرابی اُس میں ظاہر ہوئی تھی، مگر یہی ایک ایسا اصلی قاعدہ تھا، جو رومی سلطنت کے تمام قراء اور اصولوں میں سے اُس کے زوال کے بعد قائم اور باقی رہا۔

یہ کہنا کہ صرف یہی قاعدہ باقی رہا صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ایک اور امر یا خیال بھی باقی رہا، یعنی شاہنشاہی کا خیال اور اُس جاہ و جلال اور اعلیٰ اور مطلق قوت کا خیال، جو شاہنشاہ کے نام کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ فرض کہ یورپ کی شایستگی کو رومیوں کی شایستگی سے جو اصول اور خیالات ہم پہونچے، وہ یہ ہیں؛ یعنی ایک تو شہر اور آبادیوں کی درستی اور انتظام کا قاعدہ، جو کمیٹی کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے، اور آزادی کی وہ عادتیں اور قاعدے اور اصول اور نظریوں، جو اُس قاعدہ سے متعلق ہیں؛ دوسرے اُس قانون کے بنانے کا قاعدہ، جو امور تمدن اور معاشرت کے باب میں سب خلقت کے لئے علی العموم یکساں نافذ کیا جاتا ہے، یعنی اُس قوت اور اختیار مطلق کا خیال جو شاہنشاہ عالی جناب اور مقدس کو حاصل ہوتا ہے، جس سے عام انتظام اور ہر ایک کو مطیع و معکوم کرنے کا قاعدہ حاصل ہوا ہے۔

مگر اُسی زمانہ میں رومیوں کے اندر ایک دوسرا گروہ نہایت مختلف قسم کا قائم ہوا؛ اُس مجمع کے اصول اور قاعدے اور رائے اور خیالات بہت مختلف تھے، اور وہ ایسا مجمع تھا کہ اُس کی

اور پریشانی کے واقع ہونے اور ایسے بادشاہوں کے سبب سے، جنہوں نے تمام اختیارات کو خود غصب کر لیا، اُس کا عمل درآمد جاتا رہا؛ پس اب ہم اپنی رائے مصلحت آمیز اور اپنے حکم سے پھر اُس کو شکستہ اور قوتورازہ کرتے ہیں۔ اے حاکم والا جاہ ایگریکولا اور ہمارے عزیز بھائیچے، تم کو چاہیئے کہ ہمارے اس حکم کے بموجب اور کسی اور ایسے قاعدے کے لحاظ سے بھی، جو حکام سابق نے مقرر کیا ہو، اپنے صوبہ جات میں قواعد مندرجہ ذیل کی تعمیل کراؤ۔ وہ سب لوگ جو سرکاری عہدوں پر مامور ہوں یا ریاست اور خلقت کے مالک ہوں، اور سب صوبوں کے منصف اور عادل، مالا اگسٹ اور ستمیہ کے دوسرے ہفتہ میں شہر اڈریز میں جمع ہو کر، مجلس منعقد کیا کریں، اور اپنے اجلاس کے ایام خود اپنی مرضی سے قرار دیا کریں۔ صوبجات قوم پوپلیٹینیا اور ایکریٹین ٹائی یہ قاعدہ پر ہیں؛ اگر وہاں کے حاکمان عدل ثروت کار سرکار کی وجہ سے عہد شریک جلسہ نہ کر سکیں، تو حسب معمول اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے اُس مجلس میں بھیج دیا کریں۔ جو کوئی مرتجع اور وقت معینہ پر حاضر ہونے سے قاصر رہیگا، اُس پر جرمانہ اس حساب سے ہوگا کہ حکام عدل و انصاف میں سے ہر غیر حاضر پر پانچ پونٹ طلاہ اور شہری کمیٹیوں کے ممبروں میں سے ہر غیر حاضر ممبر پر تین پونٹ طلاہ۔ اس مصلحت اندیشی کی تدبیر سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہمارے صوبوں کے باشندوں کو بہت سا فائدہ پہونچے، اور یہ قاعدہ ہماری عین نوازش اور کرم کی دلیل ہے، جس سے شہر اڈریز کی رونق اور آبادی کو بھی ترقی ہوگی۔ ہم اپنے بھائی کے پدران کے بموجب اُس شہر کے لوگوں کی وفاداری اور وابستگی کے بہت ممنون ہیں۔ یہ فرمان پندرہویں مئی کو لکھا گیا، اور دوسریں جون کو شہر اڈریز میں پہونچا۔

اس قاعدہ سے فائدہ حاصل کرنا صوبوں اور شہروں کے رہنے والوں نے پسند نہیں کیا، چنانچہ اُس مجلس میں شریک ہونے کے لئے کسی نے اپنے نائب مقرر نہیں کیئے؛ کیونکہ خلقت کے اُس مجموعہ کی اصل خصلت کے یہ امر پر خلاف تھا کہ تمام اختیارات کا ایک ہی مرکز ہو، اور اس تدبیر سے اُن کے باہم اتفاق رہے؛ بلکہ عالی ہمتی اور طبیعت کی آزادی کا جا بجا ظہور ہوا، اور خلقت کے ایک عام

† رومی قلمرو میں شہروں کی کمیٹیاں شہروں اور دوسری آبادیوں میں جا بجا قائم تھیں اور اُن کا ثروت سے رواج تھا۔  
‡ بھائی سے قسطنطنیہ شہر ثانی مسماۃ پلیسیڈینس مراد ہے جس کو شاہنشاہ ہونوریس نے امورات سلطنت میں اپنا شریک قرار دیا تھا۔

زمانہ مابعد میں اُسکا یہ حال ہوا، تو یہ امر زیادہ قریں قیاس ہی کہ شاہنشاہی روم کے زوال میں بھی اُسکی یہی کیفیت ہوتی۔ اُس وقت میں وہ فریضے موجود نہ تھے، جنکے سبب سے قطع نظر قواعد معینہ اور مسلمہ عام کے، اس زمانہ میں اخلاقی خیالات اور مذہبی عقائد قائم ہو جاتے ہیں، یا وہ انقلاب کے مقابلہ میں متغایات اور مزاحمت کا باعث ہو جاتے ہیں؛ یعنی ایسے ذریعہ موجود نہ تھے، جنکی مدد سے کوئی حقیقت یا خالص خیال لوگوں کے دلوں پر بڑی حکومت اور غلبہ حاصل کرتا ہی، اور اُنکے افعال پر حادی اور واقعات اور معاملات میں دخل ہو جاتا ہی؛ فرضکے چوتھی صدی میں کوئی ایسا امر موجود نہ تھا، جس کی بدولت ذاتی خیالات اور رایوں کو غلبہ اور زور حاصل ہوتا۔ ظاہر ہی کہ ایسی سخت آنت کے مقابلہ کے واسطے اور ایسے طرفان عظیم سے ظفر مند ہونے کے لیئے ایسے کردہ خلائق کا وجود نہایت ضروری تھا، جو ہمیں استحکام سے مرتب اور قائم ہوا ہو، اور اُس کے اجزا اور ارکان آپس میں اچھی طرح متفق اور وابستہ ہوں۔ میرا یہ کہتا نہ چوتھی صدی کے شروع میں صرف گرجا یعنی پادریوں کے گرد کے سبب سے، مذہب عیسائی سلامت رہا کچھہ میلانہ نہیں ہی؛ بلکہ بعض ایک سچے بات کا ظاہر ہوتا ہی؛ گرجا ہی کے قواعد اور قواعد اور حکام کی بدولت، مذہب عیسائی رومی شاہنشاہی کی اندرونی تباہی اور وحشیوں کے زور و غلبہ کے مقابلہ کی تاب لاسکا، اور اُسکی بدولت وحشیوں پر شایستگی نے قلع پائی؛ اور رومی شاہنشاہی کے زمانہ کی خلقت اور وحشی قوموں کے درمیان میں شایستگی نے قائم رکھنے کا خاص فریضہ اور وسیلہ وہی گرجا کا گردہ ہوا۔ پس یہ بات دریافت کرنے کے لیئے کہ اُس زمانہ سے مذہب عیسائی کی بدولت زمانہ حال کی شایستگی کو کیا ترقی حاصل ہوئی، اور کون کون سے نئے قواعد اور اصول اس شایستگی میں داخل اور مروج ہوئے، مذہب عیسائی پر توجہ کرنے کی یہ نسبت زیادہ تر گرجا کے گردہ یعنی پادریوں کی حالت پر مرکوز متوجہ ہونا چاہیئے۔

چونکہ ہم اُن مختلف انقلابوں پر ظاہری یعنی ظہری لحاظ سے نظر ڈالیں، جو مذہب عیسائی کی ترقی کے زمانہ میں اُس کے آغاز راج سے پانچویں صدی تک واقع ہوئی؛ یعنی ہم اُس مذہب کو بطور ایک گردہ کے سمجھیں، کہ بطریق ایک بڑے مذہبی عقیدہ کے، تو ہمکو معلوم ہوگا کہ اُسپر تین مختلف حالتیں گذریں۔

اپنے سب سے پہلے زمانہ میں عیسائیوں کا گردہ پھیلتی ایک ایسے مجمع کے تھا کہ جو اپنے عام عقیدہ اور عام رایوں کے سبب سے ممتاز اور مخصوص ہو گیا تھا؛ چنانچہ سب سے پہلے عیسائی مذہب کے

بدولت یورپ کے اس زمانہ کی مجموعی حالت میں بہت سے مختلف قسم کے اصول شایع اور مروج ہونے والے تھے؛ اُس مجمع سے ہماری مراد عیسائیوں کا گرجا یعنی پادریوں کا ترقیب یافتہ گردہ ہی، مذہب عیسائی مراد نہیں ہی۔ واضح ہو کہ چوتھی صدی کے آخر اور پانچویں صدی کے شروع میں، مذہب عیسائی صرف بمنزلہ ایسے اعتقاد کے نہ رہا تھا، جو بعض لوگوں کی ذات سے مخصوص ہو؛ بلکہ عیسائیوں کا ایک عام جلسہ قائم ہو گیا تھا؛ اُس جلسہ میں حکومت کا سلسلہ جاری تھا؛ اور ان میں پادریوں کا ایسا گردہ تھا، جو مختلف کاموں کے انتظام دینے کی لیاقت رکھتا تھا، اور معاشک اور خراج اور آزادانہ کارروائی کے فریضے اور ایسے قاعدے اور طریقے، جو ایک بڑے گردہ کے انتظام کے لیئے مناسب تھے؛ اور ہر صوبہ کی مجلسیں، اور عام قومی مجلسیں، اور اخلاقی امور پر عموماً مباحثہ کرنے کی رسم اُس مذہب کے لوگوں میں موجود اور رائج تھی۔ فرضکے مذہب عیسائی اُس زمانہ میں صرف ایک ملت اور طریقہ ہی نہ تھا، بلکہ اُس کا گرجا یعنی پادریوں کا گردہ قائم ہو گیا تھا۔

اگر پادریوں کا ترقیب یافتہ گردہ نہ ہوتا، تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ شاہنشاہی روم کی تباہی کے زمانہ میں مذہب عیسائی کو کیا کیا پیدائش آتا۔ ہم یہ رائے مذہب عیسائی کی نسبت صرف پانچاٹ امور اِنسانی یعنی دنیوی کے ظاہر کرتے ہیں؛ کسی ایسے امر واقع سے ہماری فرض نہیں ہی، جو قدرتی واقعات کے قدرتی نتیجوں کے برخلاف ہو؛ یعنی اگر مذہب عیسائی، اپنے ابتدائی زمانہ کے موافق، اُس وقت میں بجز ایک عقیدہ اور خیال ہونے کے اور کچھہ اصلیت نہ رکھتا، تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ شاہنشاہی روم کی تباہی، اور وحشی قوموں کے حملوں میں غرق اور معدوم ہو جاتا؛ چنانچہ زمانہ مابعد میں ایشیا اور تمام شمالی حصہ افریقہ میں، وہ مذہب اُس قسم کے حملوں یعنی مسلمان و وحشی قوموں کی بدولت ہی آتوں کا صدمہ نہ اُڑتا سکا؛ کو وہ ایک گردہ ترقیب یافتہ کی صورت میں اُس وقت قائم تھا، مگر یہ بھی پامل ہو گیا۔ جب کہ

+ قدرتی واقعات اور نتیجوں سے ایسے واقعات اور نتیجے مراد ہیں جو بمقتضیٰ حالات دینا واقع اور پیدا ہوتے ہیں، اور اُنکو حالات قریں قیاس بھی کہتے ہیں۔

+ ابتدائے اسلام میں عرب اور تورستان اور قاتار کی مسلمان قومیں اکثر کے نہ بدولت تھیں، چنانچہ نے عیسائیوں پر بدولت کی اور قلع پائی، اُن کے خاتمہ بدولت ہونے اور معاشرت کا سامان بکثرت اور عمدہ نہ رکھنے کے سبب سے مصنف اُنکو وحشی قریں کہتا ہی۔

مذہب عیسائی کے تیسرے زمانہ میں اس سے بالکل مختلف حالت اُس کی ہو گئی؛ چنانچہ پادریوں کا گروہ عیسائی قلم سے علیحدہ قائم ہو گیا، جس کی ترتیب اور انتظام اور محاصل اور آمدنی، اور علاقہ جداگانہ تھا؛ یعنی یورپی حکومت اُس کو حاصل تھی؛ فرض کہ پادریوں کا گروہ ایک ایسا کامل مجمع تھا، جسکو اپنے وجود اور قیام کے واسطے ہر طرح کے ذریعہ حاصل تھے؛ اور وہ اُس مجمع سے یعنی قلم عیسائی سے، جس سے اُس کو تعلق اور واسطہ تھا، اور جس پر اُس نے اپنا رعب داب پھیلا تھا، الگ تھا۔ فرض کہ عیسائی گرجا کی ترکیب کا تیسرا زمانہ ایسا تھا، یعنی پانچویں صدی میں ایسی صورت پر اُس کا ظہور ہوا؛ حکام کا گروہ اور لوگوں سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا؛ اس قسم کی حکومت مذہبی امور میں آج تک کسی اور فرقہ یا ملک میں قائم نہیں ہوئی؛ اُن تعلقات میں جو پادریوں کو اہل ایمان سے تھے پادری لوگ بے اقتدا حکومت کرتے تھے۔

پادریوں کو ایک اور ذریعہ بھی رعب داب کا حاصل تھا؛ یعنی بڑے پادری اور کاهن اُس قسم کے مسیحیوں کی طرف سے مقرر ہوتے، جو شہروں کی انتظامی کمیٹی کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ یہہ بات ہمکو پہلے دریافت ہو چکی ہے کہ رومی سلطنت کے اصول اور قواعد میں سے، بجز اُس قاعدے کے جس کے بموجب شہروں کا انتظام کمیٹیوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے، اور کچھ پانی نہیں رہا تھا؛ ظالمانہ حکومت کی خرابیوں، اور شہروں کی پادریوں کے سبب سے، اُن کمیٹیوں کے ممبر کو شکستہ دل اور کاکل ہو گئے تھے؛ اور برعکس اس کے بڑے پادریوں اور کاهنوں کا گروہ نہایت زندہ دل اور سوگرم تھا؛ پس اُنہوں نے تمام معاملات کی نگرانی اور ہدایت کے واسطے ایسی مستعنی، جیسی کہ قیاس چاہتا ہے، ظاہر کی۔ اگر اس معاملہ میں ہم اُن کو ملامت کریں اور غاصب ٹھہرائیں، تو یہہ ہماری غلطی ہوگی؛ کیونکہ اُنکو حسب اقتضایہ حالات موجودہ اُس وقت کے کردہ بظور اختیارات حاصل ہوئے۔ اُس وقت میں صرف پادریوں کا ہی فرقہ از روئے اخلاق کے قوی اور تروتازہ تھا؛ پس وہ چاہیے صاحب اختیار ہو گیا؛ یہی دنیا کا طریقہ اور دستور ہے۔

اس انقلاب کی علامتیں اُن تمام قوانین سے ظاہر ہوتی ہیں، جو اُس زمانہ کے شاہنشاہوں نے، جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں، جاری کیئے تھے؛ چنانچہ اگر ہم شاہنشاہ تھیرڈ فریسیس، یا شاہنشاہ جینیوین کے مجموعہ قوانین کو ملاحظہ کریں، تو یہہ سے ایسے قواعد اور آئین پائے جاویں گے، جن کے بموجب شہروں اور آبادیوں کے انتظام کے امور پادریوں کے سپرد کیئے گئے؛ کسی قدر اُن میں سے ذیل میں نقل کیئے جاتے ہیں۔

لوگ ایک ہی طرح کے خیالات، اور ایک ہی قسم کے عقاید مذہبی کی پیروی کرنے سے بطور ایک جماعت کے قائم ہوتے تھے، اور اُن میں کوئی ترتیب اور سلسلہ مسائل اور قواعد اور انتظام اور حکام کا نہ تھا۔ ہر ایک نیا مجمع، گروہ کیسا ہی ضعیف الپنیا ہر، ایسی اخلاقی قوت کی تاثیر سے خالی نہیں ہوتا، جس کے سبب سے وہ زندہ دل رہتا ہے، اور اُس کے بموجب کاربند ہوتا ہے؛ پس عیسائیوں کی متعدد جماعتوں میں ایسے ایسے آدمی تھے، جو ساری جماعت کو رعب داب اور ہدایت کرتے تھے، اور اُس پر اخلاق کی راہ سے حکومت کرتے تھے؛ مگر کوئی حکام حسب ضابطہ، اور کوئی انتظام سامعہ نہ تھا؛ بلکہ ابتدا میں عیسائیوں کی صرف ایک ایسی جماعت تھی جو اپنے عقائد اور خیالات کے یکساں ہونے کے سبب سے قائم ہو گئی تھی۔

عیسائیوں کے گروہ کو جلد جلد ترقی ہوئی، جس کی علامتیں نہایت قدیم یادگاروں اور کتابوں میں پائی جاتی ہیں؛ پس جستدر ترقی ہوتی گئی، اُس کے موافق ایک مجموعہ مسائل اور قواعد اور انتظام اور حکام کا قائم ہوتا گیا؛ چنانچہ اُن میں ایک قسم کے حکام، جو متقدمین کہلاتے تھے، کاهن یعنی پریسٹ ہوئے؛ اور دوسری قسم کے حکام سربراہ کار یا نگران حال کہلاتے تھے، وہ بڑے پادری یعنی ہشپ قرار دیئے گئے؛ اور تیسری قسم کے حکام خادموں یعنی قیمن کے نام سے ملقب ہوئے؛ اور اُنکا یہہ کام قرار پایا کہ فریروں اور محتاجوں کی خبر گیری کریں اور خیرات تقسیم کیا کریں۔

اُن مختلف حکام کے کاموں کو ٹھیک ٹھیک دریافت اور معین کرنا غیر ممکن ہے؛ کیونکہ اُنکے آپس میں نہایت خفیف فرق اور امتیاز تھا، اور اُن کے کاموں میں تبدیلی ہوجاتی تھی؛ مگر یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ کارپردازوں کے ایک، حکمہ کی ترتیب ضرور عمل میں آئی۔

مذہب عیسائی کے دوسرے زمانہ میں ایک خاص علامت کا ظہور پایا جاتا ہے، یعنی عیسائیوں کے گروہ کو یہ ہیئت مجمری ہو کام میں حکومت اور فرتیب حاصل تھی؛ چنانچہ نل مجمع کی راہ اور اختیار سے کارپرداز منتخب ہوتے تھے، اور انتظام کی درستی بلکہ مسائل کا رواج بھی اُن ہی پر موقوف اور منحصر تھا؛ گرجا کے حکام یعنی پادریوں کا ترتیب یافتہ گروہ اور عیسائی قلم ابھی تک علیحدہ نہیں ہوئی تھی، اور ایک دوسرے سے بلا واسطہ وجود جداگانہ نہیں دکھتے تھے؛ بلکہ عیسائیوں کے گروہوں کو اپنے گروہ کے لوگوں پر بڑا رعب داب حاصل تھا۔



بشری واقف ہونا ضرور ہی ' بڑے پادریوں اور کاغذوں ' اور معزز اور مشہور لوگوں اور حقیقت دانوں ' اور انتظام شہر کی کمیٹی کے ممبروں کے اختیار سے ' منتخب اور مقرر ہوا کریں ؛ اور اُن کے تقرر کی ضرورت فرج کے اعلیٰ انسر کی خدمت میں منظوری کے لیئے روانہ ہوا کرے ؛ تاکہ اُس اعلیٰ انسر کی منظوری کی سند سے اُس تقرر کو زیادہ پختگی اور استحکام حاصل ہووے ۔

ہم یہاں سے اور قوانین کا بھی حوالہ دے سکتے ہیں ' جن سے یہی امر ظاہر ہوگا جو ہم نے بیان کیا ہی ' یعنی اُس دوسری انتظام میں ' جس کے بموجب شہروں کے بندوبست کے واسطے کمیٹیاں مقرر تھیں ' اور زمانہ ہائے متوسطہ کے انتظام اور قاعدہ میں ' اُس سرشتہ کا وجود پایا جائیگا جس میں ملکہ شہر کے اور لوگوں کے پادری بھی داخل تھے ؛ شہری معاملات میں پادریوں کا دخل اُس قدیم زمانہ کے بعد ' جس میں کمیٹی انتظام کے ممبر مستشرق ہوتے تھے ' اور زمانہ حال کے شہر کی کمیٹیوں کے سرشتہ سے پہلے ہوا ۔

اس سے ظاہر ہی کہ پادریوں کو اپنے کردار کی خاص ترقیب اور ترقیب سے ' اور اُس رعب داب کے باعث سے جو وہ عیسائی قوم پر رکھتے تھے ' اور اُس مداخلت کی وجہ سے جو امرات ملکی میں اُن کو ہوئی ' کیسا بڑا اختیار حاصل ہو گیا تھا ؛ اُسی وقت سے پادریوں کے فرقہ نے زمانہ حال کی شایستگی کی قسم اور ہیئت کے قائم کرنے اور اُس کے ترقی دینے میں بہت مدد کی ؛ جو اصول اور قاعدہ اس فرقہ کی بدولت شایستگی کو حاصل ہوا ہی اب ہم اُس کو بیان کرینگے ۔

اُس زمانہ میں ' جبکہ قوت جسمانی نے خلقت کی مجموعی حالت میں طوفان برپا کر رکھا تھا ' اور بڑے زور شور سے نمودار ہو رہی تھی ' ایسے اخلاقی رعب داب اور ایسے اخلاقی قوت کے ظہور میں آنے سے جس کی اصل و بنیاد صرف لوگوں کے عقیدوں اور اخلاقی خیالات پر مبنی تھی ' بہت بڑا فائدہ متصور تھا ۔ اگر پادریوں کے فرقہ کا وجود ایسے وقت میں نہ ہوتا ' تو تمام دنیا نری قوت جسمانی کے اختیار اور قابو میں آجاتی ۔ یہی قوت اخلاقی صرف پادریوں کے فرقہ کو حاصل تھی ' اور انہیں کے ذریعہ سے وہ کام میں آئی ؛ بلکہ اس فرقہ نے اور بھی کارروائی کی ؛ چنانچہ اُس نے ایسی حکومت اور قانون کر ' جو تمام انسانی قوانین سے افضل اور برتر ہی ' قائم رکھا ' اور اُس کے خیال اور اثر کو لوگوں میں شایع کیا ؛ اور انسانوں کی نجات کے لیئے اس بڑے عقیدہ کی اصل و بنیاد کو ظاہر اور روشن کیا ' کہ تمام انسانی قوانین سے بہتر اور افضل ایک ایسا قانون موجود ہے ' جو ہر زمانہ کی رسم و رواج اور حالات کے مطابق کبھی تو عقل کے نام سے ' اور کبھی قانون الہیہ کے نام سے نامزد ہوتا ہی ؛ مگر ہر حال

## مجموعہ قوانین جسنمیں باب اول دفعہ ۱

### اور باب چہارم دفعہ ۴۹

ہم شہروں کے سالانہ امور یعنی اُن امور کی بابت ' جو شہر کے معمولی متعامل سے ملانہ رکھتے ہوں ' خواہ وہ متعامل شہر کی حقیقت اور جائداد یا لوگوں کی بخشش اور وصیت سے ہوں ' خواہ کسی دوسرے مندرجہ اور آمدنی سے وصول ہوتے ہوں ؛ اور اُن امور کی بابت ' جو عمارات سرکاری یا مختلف سامانوں کے ذخیروں ' یا حماموں یا غسلیوں یا بندرگاہوں کے قائم رکھنے ' یا شہر پناہوں اور بروجوں کے تعمیر کرنے ' یا پلوں اور سڑکوں کی مرمت کرنے سے ' یا ایسے مقدمات کی تحقیقات سے جن سے شہر کو عام یا خاص فائدہ اور غرض ہو تعلق رکھتے ہوں ' یہ حکم نافذ اور صادر کرتے ہیں کہ خدا پرست پڑا پادری ' اور تین معزز اور مشہور آدمی جو شہر والوں میں سے منتخب کیئے جائیں ' باہم جمع ہوکر اجلاس کیا کریں ؛ اور جو کام ہر سال مقرر ہووے ' اُسکی جانچ پڑتال اور اُن لوگوں کی نگرانی جو اُن کاموں کو انجام دیتے ہیں کرتے رہیں ؛ اور اُن کی ترتیب دوستی کے ساتھ ' اور اُن کا حساب بہ احتیاط تیار کیا کریں ؛ اور یہ بات ثابت کیا کریں کہ ہمنے اپنا کام ' جو عام یادگاروں کی درستگی اور انتظام اور سرکاری عمارتوں ' یا اُس روپہ سے متعلق ہی جو سڑکوں یا اور سرکاری عمارتوں میں خرچ ہووے ' بشوئی تمام انجام دیا ہی ۔

### مجموعہ قانون ایضاً دفعہ ۳۰

اول یا دوسرے درجہ کی عمر کے نابالغوں کی ولایت ' یا اُن سب لوگوں کی ولایت کے باب میں جن کے واسطے قانوناً ولی مقرر ہونا چاہیئے ' یہ حکم نافذ کیا جاتا ہی ۔ جب کہ جائداد اشخاص مذکورہ کی پائس آرپی سے زیادہ نہر ؛ تو اُن کے ولی کا تقرر حاکم صوبہ پر منحصر نہوگا ؛ کیونکہ ایسی کارروائی سے خرچ بہت بڑھاتا ہی ' خصوصاً ایسی حالت میں کہ حاکم مدوح اُس شہر میں مقیم نہو جس میں ولی کا مقرر ہونا ضرور ہو ؛ پس ایسی صورت میں ولی کا تقرر بہ اختیار مجسٹریٹ شہر کے ' بڑے پادری خدا پرست یا اور سرکاری عہدہ داروں کے مشورہ کے ساتھ ' عمل میں آنا چاہیئے ۔

### مجموعہ قانون ایضاً باب اول کی دفعہ ۱

### اور باب ۵۵ کی دفعہ ۸

ہماری یہ خواہش ہی کہ شہروں کے متعاضد ' جن کا اُن امور سے جو ایمان صادق سے ملانہ رکھتے ہیں ' اور راز ہائے مقدس سے + دوسری قانون میں نابالغوں کے تین درجے تھے اور اُن تینوں کے حقوق اور عوارض جداگانہ تھے ۔

جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں حاکم اور معکوم کا فرق قائم ہوا یعنی پادریوں نے یہ ارادہ کیا کہ معکوم کے مقابلہ میں حاکم ایک ملحد اور دوسری چیز قائم ہو جائے اور معکوم قوانین کے بائند کر دینے جائیں؛ اُن کی خواہشیں اور زندگی کے کام بغیر اس بات کے کہ اُن کی عقل اور طبیعت آزادی کے ساتھ رضامند ہو اپنے قبضہ اور تصرف میں لائے جائیں۔ علامہ اس کے پادریوں نے اس بات کے لیئے بھی کوشش کی کہ خلقت کے امور دنیوی میں اُن قواعد اور احکام کو غلبہ ہوئے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور جسمانی یعنی دنیوی اختیارات پر تسلط کر کے خود مختاری کے ساتھ حکومت کریں؛ اور جب احکام الہی کو اس طرح پر غلبہ دینے سے دنیوی حکومت حاصل کرنے میں رے کامیاب نہ ہوئے، تو اُنہوں نے دنیوی بادشاہوں کی وفات اختیار کی اور لوگوں کی آزادی کی ضرورت کو گوارا کر کے بادشاہوں کے غیر محدود اختیار میں شریک ہونے کی فرض سے اُنکی خود مختاری کی جان و دل سے قنید کی۔

فرض کہ یہ اصول شایستگی کے آئے جو یورپ کو پانچویں صدی میں پادریوں اور روسی شاہنشاہی سے بہم پہنچے؛ اُسی حالت میں روسی قلمرو کی خلقت پر وحشیوں نے قابو پا کر قبضہ اور تسلط کر لیا۔ اب اُن تمام اصول اور قواعد کے پھوٹی سے بچنے کے لیئے جو ہماری شایستگی کے وجود اول کی ترتیب میں مظلوم اور مجتہع ہوئے، ہم کو صرف وحشیوں کے حالات کی کیفیت معلوم کرنی باقی رہی ہے۔

واضح ہو کہ وحشیوں کی کیفیت بیان کرنے سے بالفعل میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اُن کی تاریخ کے حالات پر گفتگو کروں۔ اے صاحبوں تم کو معلوم ہے کہ اُس زمانہ میں روسی شاہنشاہی کے فتح کرنے والے تریبا ایک ہی قوم اور نسل میں سے تھے چنانچہ بچہ قوموں سکایرونک اور المینی کے وہ سب لوگ اہل جرمنی تھے اور شایستگی اور تہذیب بھی اُن کی قریباً بدرجہ مساری تھی۔ بیشک اُن کی شایستگی میں کس قدر تفاوت اُس قریب اور دوری کے لحاظ سے ضرور ہوگا جو روسی قلمرو کی خلقت سے اُن مختلف قوموں کے مسکنوں میں تھی؛ مثلاً قوم گاٹہ بلاشیوہ بہ نسبت قوم فرانکس یعنی فرانسیسوں کے زیادہ ترقی یافتہ تھی اور اُن کے احوال زیادہ نرم اور پسندیدہ تھے؛ مگر جب ہم پیٹھ مجرمی اُن کے حالات پر نظر ڈالیں اور اُن سے جو کچھ نتیجے ہماری نسبت پیدا ہوئے، اُن پر غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ وحشیوں کی باہمی شایستگی میں بہت ہی تھوڑا اصلی تفاوت تھا۔

وجود اُس قانون واحد کا مختلف زمانوں میں ہو جگہ ہمیشہ پایا جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ پادریوں کے فریمہ سے ایک بڑے واقعہ کی بنیاد ہو گئی، یعنی قوت اور اختیارات روحانی اور جسمانی کے درمیان امتیاز قائم ہو گیا؛ یہی امتیاز اور تقسیم آزادی ایمان کا مندرجہ ہے اور ایسے اصول پر مبنی ہے جو نہایت کامل اور وسیع آزادی ایمان کی بنیاد ہے۔ قوت روحانی اور جسمانی کی تقسیم کی بنا اس بات پر ہے کہ روح اور طبیعت اور عقیدہ باطنی اور راستی اور حقیقت پر قوت جسمانی یعنی حاکم کو حکومت کرنے کا کچھ حق نہیں؛ نہ اُس کی کچھ تاثیر اُن پر ہوتی ہے۔ یہ تقسیم اُس امتیاز سے پیدا ہوئی ہے جو عالم خیال اور عالم اعمال یا عالم واقعات باطنی اور خارجی کے درمیان میں قائم اور مسلم ہے۔ فرض کہ یہ قاعدہ آزادی ایمان کا جس کے واسطے اہل یورپ امقدر لڑے ہوئے اور اُنہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اور ظلم سہے، بہت عرصہ کے بعد انٹر پادریوں کی مرضی کے برخلاف ترقی پانچویں صدی کے آخر کار امتیاز قوت جسمانی اور روحانی کے نام سے یورپ کی شایستگی کے میں ابتدائی زمانہ میں قائم اور مسلم ہو گیا؛ اور پادریوں کے فرقہ نے اُس ضرورت کے سبب سے جو وحشیوں سے اپنی قوم کے معطر رکھنے کے لیئے اُن کو پیش آئی، اس مسئلہ کو رائج اور قائم کیا۔

پس اخلاقی رسد داب کے مرحوم ہونے اور قانون الہیہ کے قائم ہونے اور روحانی اور جسمانی اختیارات کے تقسیم ہونے سے پانچویں صدی میں پادریوں کے فرقہ سے تین بہت بڑے فائدے اہل یورپ کو حاصل ہوئے۔

مگر اُس زمانہ میں بھی سارے اثر اُس فرقہ کے بالکل قانع اور مفید نہیں تھے، چنانچہ اُسی پانچویں صدی میں اُس فرقہ کے کتنے ہی نقص اور خراب اصول بھی ظاہر ہوئے، جو ہماری شایستگی کی ترقی میں نہایت دخیل اور اُس کے مزاحم رہے ہیں؛ مثلاً اُسی زمانہ میں

اگرچہ قوت جسمانی اور قوت روحانی کے معنی ظاہر اور صاف ہیں، مگر اس موقع پر جو مراد مصنف کی ہے اُس کی تشریح کر دینی نامناسب نہ رہے۔ قوت جسمانی سے وہ قوت مراد ہے جو حاکم کو بزرگ شمشیر اور حکومت کے لوگوں کے جسم اور بیرونی حالات پر حاصل ہے؛ اور قوت روحانی سے وہ قوت مراد ہے جو مذہب اور اخلاق کے باب میں کسی مجموعہ مساوی مذہبی اور قوانین اخلاق کو لوگوں کی روح اور طبیعت اور باطنی حالات پر حاصل ہوتی ہے، اور حاکم کو اُس میں مداخلت نہیں پہنچتی۔

+ نارمنز نے حاصل کی تھی، مولفہ تہیری صاحبہ۔ صرف یہی ایک ایسی کتاب ہے، جس میں وہ تمام خیالات، اور خواہشیں، اور میلان طبعیت، جو لوگوں پر ایسی حالت معاشرت میں، جو وحشت کے قریب قریب ہو، موثر اور حاوی ہوتے ہیں، اس خوبی اور درستی سے ظاہر اور جمع کیئے گئے ہیں، کہ + ہومر شاعر کی صداقت بیانی اور نقشہ بندی کی برابری کرتے ہیں۔

ممالک امریکہ کے وحشیوں کے حالات زندگی میں، جو عجیب و غریب داستان کوہر صاحب نے لکھی ہے، میرے نزدیک اس میں کچھ حالات ایسے ہیں، جو یورپ کی قدیم وحشی جرمنی قوموں کے حالات سے مشابہہ ہیں، گو وہ مشابہت ادنیٰ درجہ کی ہے، اور راستی اور سادگی بھی اُن میں کم ہے۔ امریکہ کے وحشیوں کے طریقہ اوقات بسری میں، اور جو باہمی تعلقات اور خیالات اُن کے جنگلوں میں موجود پائے جاتے ہیں، اُن میں ایسی چند باتیں ہیں، کہ اُن سے ہم کو قدیم اہل حرموں کے سیکندر طور و طریقے یاد آتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں، کہ وہ حالات سیکندر شاعرانہ طرز پر بیان کیئے گئے ہیں، اور جو نہایت بڑی بڑی باتیں، اور ناپسندیدہ حالات وحشیوں کی اوقات بسری کے ہیں، وہ بشری ظاہر نہیں کیئے گئے۔ اس موقع پر میں اُن قصصوں کا ذکر کرنا نہیں چاہتا جو وحشیوں کے اطوار اور طریقوں سے باہمی تعلقات خلافت یعنی تمدن اور معاشرت کو پہنچے ہیں، بلکہ وحشی شخص کی خاص ذاتی اور جداگانہ حالت سے اس وقت مجھ کو بحث کرنی ہے۔ ہر ایک وحشی کی طبیعت میں، جو یہ خواہش نہایت غالب تھی، کہ وہ آدمی ذاتی آزادی اور بے تعلقی رکھتا ہو، اُس کے سبب سے وحشیوں کی ذات میں اُس سے زیادہ ناپسندیدہ اور خراب باتیں موجود تھیں جو تہیری صاحب نے ظاہر کی ہیں، چنانچہ اُن میں ایسی سنگدلی اور سود مہری تھی جو صاحب مدرج کے بیان سے پوری پوری ظاہر نہیں ہوتی، مگر باوجود اس نقصان اور پرائی، یعنی سنگدلی اور خود غرضی کے، جب ہم اُس خواہش کی مابین اور اُس کی اصلی حالت جز پر نظر کرتے ہیں، تو ظاہر ہے کہ ذاتی آزادی اور بے تعلقی کا انس ایک بڑا عمدہ امر اخلاق کا ہے، اور انسان کی اخلاقی یا

+ یہ فرانسیسیوں کی ایک قوم تھی جس کا وطن نارمنڈی تھا جو فرانس کا ایک صوبہ ہے یہ مدت تک اس قوم کی سلطنت انگلستان میں رہی۔

+ یہ قدیم یونان کا نہایت مشہور شاعر ہے اُس کے نام میں یہ کہال ہے کہ جس شی کے حالات وہ بیان کرتا ہے اُس کا ایسا نقشہ باندہ دیتا ہے گریا وہ شی آنکھ کے سامنے موجود ہے اور واقعی ہی خیالی نہیں۔

غرضکہ وحشی قوموں میں جو عام حالت لوگوں کی تھی، اُس کی کیفیت سمجھنی ضرور ہے، مگر یہ ایسا مضمون ہے کہ اس زمانہ میں اُس کی کیفیت سے ہمارا بشری واقف ہونا نہایت دشوار ہے۔ اگرچہ بغیر بہت سی دشواری کے رومروں کے اُس انتظام کی کیفیت، جس کے پورے شہروں کے بندوبست کی کمیٹیاں جا بجا مقرر تھیں، اور پادریوں کے حالات ہماری سمجھ میں آتے ہیں، نیونکے اُنکا اثر آج تک پائی جااتا ہے، اور اُنکے پتہ اور نشان بہت سے قواعد اور جاسوس اور واقعات سے پائے جاتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ہزاروں فریجے اُن کی شناخت اور تشریح کے ہمارے پاس موجود ہیں۔ مگر وحشیوں کی رسم و رواج اور تمدن اور معاشرت کا وجود بالکل نیست اور قایم ہو گیا، بس ہم اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ خواہ نہایت قدیم زمانہ کی تاریخانہ یادگاروں سے، یا اپنی عقل و قیاس کے ذریعہ سے، اُن کے حالات جمع کریں۔

وحشیوں کی خصلت اور حقیقت کا نقشہ بشری ذہن نشین ہونے کے لیے البتہ ایک راے اور واقعہ ایسا ہی جس کا سب چیزوں سے پہلے بشری سمجھ لینا ضرور ہے۔ اُس راے اور واقعہ سے میری مراد وہ خدشہ ہے، جو ہر فرد بشر کو اپنی ذات کے بے تعلق اور غیر محتاج ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی وہ سرور جو آدمی کو اپنی ذات خاص سے اپنے قرب بازو اور پوری آزادی سے دنیا اور زندگی کے اتفاقات + میں کام لینے سے حاصل ہوتا ہے، یعنی اُس عمل اور کارروائی کی خدشہ اور تشامہ جو ہر شخص بلا جبر و مشقت اپنی مرضی سے کرنا چاہتا ہے، یعنی ایسی دلیرانہ کارروائی کا لطف اور حظ جس کا انجام اور نتیجہ غیر محقق ہوتا ہے، اور وہ خطروں سے بھرے ہوئے اور بے نظیر ہوتی ہے۔ غرضکہ وحشیوں میں اسی راے اور خیال کا غلبہ تھا، وہ اوصاف اخلاقی کے محتاج تھے، اسی محتاجی کے سبب سے بیشمار گروہ انسانی، مضطرب رہتے تھے۔ اس زمانہ میں جبکہ ہم لوگ ایک نہایت ترتیب پائے ہوئے مجتمع خلافت میں زندگی بسر کرتے ہیں، تو اُس خیال یا راے کی کیفیت کو، اُس تمام اثر اور قرب کے ساتھ جو، اُس کو چوتھی اور پانچویں صدی کے وحشیوں پر حاصل تھی، بشری معلوم نہیں کوسکتے۔ اُس کا پورا پورا سمجھنا دشوار ہے۔ میرے نزدیک صرف ایک کتاب موجود اور باقی ہے، جس میں وحشت کی بہت خاص علامت اپنی پوری اب و تاب کے ساتھ منقش اور موجود ہے، یعنی انگلستان کی اُس فتح کی تاریخ، جو قوم

+ اتفاقات سے ایسے کام دنیا کے مراد ہیں جنکے نتیجہ اور انجام کی نسبت ہم کو یقین اور اعتبار نہیں ہوتا۔

اس امر سے میری غرض اُس تعلق سے ہے جس کے سبب سے ضرورت کے وقت ہر سردار کے متوسل اُس کو فوج کی مدد دیتے تھے، یہ تعلق خاص شخصوں اور سپاہیوں کے باہم اس طرح سے قائم ہوا کہ اُس سے ہر ایک کی آزادی کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا اور درجہ اور مرتبہ کے مساوات جو اُن کے آپس میں کامل طور پر موجود تھے وہ بھی شروع شروع میں کچھ سلامت اور قائم رہے؛ مگر باوجود اس کے اُس قسم کی ماتحتی اور توسل جو ایک فرقہ کے ارگوں میں ایک دوسرے کی نسبت ہوتا ہے، اُن میں قائم ہو گیا۔ اور آخر کار اسی قاعدہ کی بدولت وہ امپرائٹل نظام رائج ہو گیا جو بعد کو سلسلہ ریاست ہائے متفقہ اور طوائف الملوک کے نام سے مشہور ہوا اور یہی تعلق اُس رفاقت اور وفاداری کی بنیاد ہے جو ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ بغیر کسی خارجی ضرورت اور ایسے فرض کے کرتا ہے جو معاشرے کے عام اصولوں پر مبنی ہو۔ قدیم زمانہ کی جمہوری سلطنتوں میں کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی سے کوئی خاص واسطہ اور بے تعلق اتحاد نہیں رکھتا تھا بلکہ سب کے سب اپنے شہر سے وابستہ اور تعلق رکھنے والے ہوتے تھے؛ یعنی اُن کے باہم عام تعلق ہوتا تھا، مگر وحشیوں میں خاص خاص آدمیوں کے آپس میں باہمی تعلق دو وجہ سے قائم ہوا؛ اول تو اُس تعلق کی وجہ سے جو سردار کو اپنے مصاحب اور رفیق سے اُس حالت میں ہے جب کہ اُن کے گروہ یورپ میں سرگشتہ اور آوارہ پھرتے تھے؛ اور دوسرے اُس تعلق کی وجہ سے جو اُس وقت اُن کے باہم پیدا ہوا جبکہ طوائف الملوک ہوئی اور صاحب ریاست ہو کر اُن میں ریاست داران متوسل و متفق کا سلسلہ قائم ہوا جس کے بموجب وہ اپنے اعلیٰ سرداروں یا بادشاہوں کے تابعدار سمجھے جاتے تھے اور سردار اعلیٰ آقا کے لقب سے اور اُنکے ماتحت متوسلین اور فرمانبردار کے لقب سے ملقب ہوئے۔ غرض کہ زمانہ حال کی شایستگی کا یہ دوسرا اصول یعنی رفاقت اور تعلق ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ، وحشیوں ہی سے ہمارے ہاتھ لگا ہے اور اُنہیں کے طور و طریقوں سے ہمارے طریقوں میں داخل ہوا ہے اور اُس کو یہی ہماری شایستگی میں بڑا دخل ہے۔

اے حضرات، اب آپ فرمائیں کہ میں نے شروع میں کیا یہ بات غلط بیان کی تھی کہ زمانہ حال کی شایستگی اپنے آغاز میں ایسی مختلف اور رنگ پرنگی اور ایسی متحرک اور منتشر تھی جیسی کہ اُس کی کیفیت اس بیان سے معلوم ہوتی ہے جو میں نے آپ کے روپر عام طور پر بیان کیا ہے؟ کیا یہ بات اب ہم کو معلوم اور تحقیق نہیں ہوگئی کہ ہماری شایستگی کی ترقی رز انزوں

باطنی خلقت اُس کی نہایت مقتضی ہے اور یہ خواہش یا ائس وہ ضرور ہے جو آدمی کو اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ یہ جانتا ہے کہ مجھ کو اپنی اصلاح اور فائدہ کے واسطے اپنی رائے اور موقعی کے موافق عمل کرنے کا اختیار اور آزادی حاصل ہے اور میں بذاتہ ایک چیز جداگانہ اور بے تعلق اور آزاد ہوں۔

یہ خیال یا مسئلہ مذکور جرمنی کے وحشیوں ہی کی بدولت یورپ کی شایستگی کا جزو قرار پایا۔ رومی قلمرو کے باشندے اور عیسائی قوم اور قریباً تمام شایستہ قومیں قدیم زمانہ کی اس عمدہ خیال سے نا آشنا تھیں۔ زمانہ قدیم کی مختلف شایستگیوں میں جس آزادی کا ہم تذکرہ دیتے ہیں، وہ آزادی امورات ملکی سے متعلق تھی، یعنی اُس شخص کی آزادی سے جو ملکی نوے یا جماعت میں شریک ہوتا تھا۔ اُن شایستہ قوموں میں سے انسان نے اپنی ذاتی آزادی کے واسطے ہمیشہ نہیں کی بلکہ اپنی ملکہ آزادی کے لیئے سعی کی؛ چنانچہ جس کسی خاص جلسہ سے تعلق رکھتا تھا، اُس کے مقاصد پر فدا اور اُس کے حاصل کرنے میں اپنی جان دینے کو مستعد رہتا تھا۔ یہی حال پادریوں کے فرقہ کا تھا۔ چنانچہ اُس فرقہ کے لوگ اپنی خاص جماعت کے ساتھ جان و دل سے وابستہ ہوتے تھے اور اُس کے قرین پر جان نثار ہونے کے خیال کو عزیز رکھتے تھے اور اُس کی بادشاہت کو رسمیت دینے پر آمادہ رہتے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس مذہبی جوش اور خیال سے یہ اثر پیدا ہوا کہ انسان نے اپنی حرکت کو اولت کو اپنی ذات یا نفس پر قابو دیا، یعنی اُس نے خاص اپنی ذات کو مطیع اور معکوم کرنے اور اپنی طبیعت کو اپنے ایمان اور عقیدہ کا تابع اور پابند کرنے میں دل سے کوشش کی، لیکن خیال اور عشق، اُس ذاتی آزادی اور بے تعلقی کا جو باوجود ہر طرح کے غلطیوں اور جوکھوں کے ہر شخص کو صرف اپنے نفس کی رضامندی اور سرور کے واسطے حاصل ہوتی ضرور ہے، نہایت عمدہ اور قادر خیال تھا جس سے رومی قلمرو کی خلقت اور عیسائی لوگ محض ذرائع تھے اور اُس نے صرف وحشیوں کے ذریعہ سے پیدا ہو کر زمانہ حال کی شایستگی کے گہوارہ میں پرورہ پائی اور اس شایستگی کے امور میں اُس کو ایسی بڑی مداخلت رہی ہے اور ایسے عمدہ نتیجے اُس سے پیدا ہوئے ہیں کہ اُس کو اس زمانہ کی شایستگی کا اعلیٰ جزو تصور کرنا چاہیئے۔

ایک اور امر یعنی شایستگی کا ایک اور جزو یہی ہے کہ ہم کو وحشیوں سے حاصل ہوا ہے اُس کے لیئے بھی ہم اُنہیں کے مہزون مند ہیں؛

لوگوں کو بھیجنا مجبوری، اور ہر شخص کو بحالہ جداگانہ، اس بات کا موقع ملا ہی، کہ اُن کی ہر قسم کی ترقی کامل طور پر ہو سکے، اور ہر معاملہ اور ہر کام میں انسان کے قوا کو بے انتہا وسعت اور شکفتگی حاصل ہو سکتی ہی: پس یہہ موقع اُن تمام تکلیفوں اور مصیبتوں اور ہر قیمت اور لاکھ کا، جو اُس کے پیدا کرنے میں ہمکو اُٹھانی پڑی، کافی وافی معاوضہ ہی۔ تمام مراتب اور حالات پر غور کرنے کے بعد، یہہ ثابت ہوتا ہی، کہ شایستگی یورپ کی ایسی انقلاب پذیر، اور زورآورد، اور جفاکش حالت ہے، دوسری سادہ وضع کی شایستگیوں کی یہ نسبت انسان کو بہت زیادہ فائدہ پہنچتا ہی، فرضکہ یہ نسبت نقصان کے اُس سے انسان کو نفع زیادہ حاصل ہو ہی۔

اب ہم اُس حالت کی عام علامتوں سے جس میں دنیا رہتی شہنشاہی کے زوال اور ادبار سے مبتلا ہوئی واقع ہوگئے، اور اُن مختلف اصواروں سے بھی ماہر ہوگئے، جو یورپ کی شایستگی پیدا کرنے کے لیے متحرک اور پرائیویٹ ہوکر مضبوط اور مجتمع ہوئے: اس کے بعد اب آئندہ ہمکو یہہ دیکھنا ہوگا کہ اُنہوں نے کیا کیا عمل اور اثر اپنا دیکھایا، اور اُن کو کس کس طرح سے نشو و نما اور شکفتگی حاصل ہوئی: پس لکچر مابعد میں یہہ امر ثابت کیا جاوے گا کہ اُس زمانہ میں جس کو ہم وحشیوں کا زمانہ کہا کرتے ہیں، اور جس میں وحشیوں کے حملوں سے بڑا گھپلا اور انقلاب واقع ہوا، اُن اصولوں نے کیسی صورت پکڑی، اور کیا کیا نتیجے اُن سے پیدا ہوئے \*

واقم

ایف گیزٹ بزبان فرانس

مترجمہ

ولیم ہیزلسٹ بزبان انگریزی

میں جو مختلف اصول مجتمع ہیں، وہ قریباً سب کے سب رومی سلطنت کے زوال کے وقت میں بھی موجود تھے؟ اب ہمکو معلوم ہو گیا کہ اُس وقت میں تین ایسے مجمع خلائق کے موجود تھے، جن کے باہم کچھہ مناسبت اور مشابہت نہ تھی: یعنی ایک تو شہروں کے انتظام کی کمیٹیاں، اور مجلسیں، جو رومی شہنشاہی کی اخیر یادگار اور بقیہ ہیں، دوسرے عیسائیوں کا مجمع، تیسرے وحشیوں کا گروہ: ان مجامعوں کی ترکیب اور ترکیب یہہ مختلف تھی، اور اُن کا نشو و نما بالکل مختلف اصول اور قاعدوں پر ہوا: اُن مجامعوں کے ذریعہ سے جو خیالات اور رائیں لوگوں میں ظاہر ہوئیں، وہ بھی نہایت مختلف اور غیر تھیں۔ چنانچہ ہمکو معلوم ہوا ہی کہ مطلق آزادی، اور بالکل بے تعلقی کے ساتھ، جو ہر شخص اپنے نفس اور اپنے اہل کی نسبت چاہتا تھا، غایت درجہ کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی موجود تھی: اور اُن والیان ریاست، اور جاگیر داروں کی حکومت کے پہلو پہ پہلو، جو ادنی درجہ کے جاگیر داروں اور سپاہیوں کے اتا اور سردار ہوتے تھے، مذہبی یعنی پادروں کی حکومت اور اُن کا غلبہ پایا جاتا تھا: اور گرجا کے یعنی مذہبی قرامد اور احکام، اور رومیوں کے فاضلانہ قوانین اور رائیں، اور وحشیوں کے روایتی یعنی بغیر لکھے ہوئے رسم و رواج، سب ایک ہی زمانہ میں موجود تھے: فرض کہ نہایت مختلف قوموں اور زمانوں، اور طرح طرح کے حالات معاشرت، اور طور و طریقوں، اور خیالوں، اور رایوں کی آمیزش اور اختلاط، یا ایک ہی وقت میں اُن سب کی موجودگی، جا بجا پائی جاتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کیفیت میں نے بیان کی اُس سے ہماری شایستگی کی عام خاصیت اور علامت، جس کے شاہرہ کرنے میں میں نے کوشش کی ہی، بطوری واضح اور روشن ہوتی ہی۔

ہماری شایستگی کے اجزا میں جو اختلاف اور پریشانی اور بے ترتیبی پائی جاتی ہی، بے شک اُس سے بہت نقصان ہمکو پہونچا ہی: اس سبب سے یورپ کی ترقی دیر اور توقف کے ساتھ بتدریج ہوئی ہی، اور یورپ بہت سی آلتوں اور تکلیفوں میں مبتلا رہا ہی: مگر ہارجوہ اس کے میرے نزدیک اس کا کچھہ انسوس کرنا نہیں چاہیئے، کیونکہ اُسی انقلاب اور اختلاف اور مخالفت کی بدولت، اب

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ وٹسمین چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد پنجم [ ۱۵ ذی الحجۃ سنہ ۱۴۰۶ نبوی سنہ ۱۲۹۱ ہجری ] نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### إطلاع

#### بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابہ جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قریشین کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جائے غرض کہ تمام خط و کتابت بابہ اس پرچہ کے انہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر ان کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب ان کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی ستائے جائیں \*

### إطلاع

#### تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جس قدر بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ بابت خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا \* جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساٹھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں ان کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو آؤ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اس کو بھی ساٹھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور ہر خریدار اس سال رواں کے شروع سے جس میں وہ خریدار ہوا ہے خریدار تصور ہوگا اور اخراجات روانگی پرچہ سے ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو فی پرچہ چار آنے سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا بشرطیکہ وہ پرچہ زائد دفتر میں موجود ہو \*



مضمون نمبر ۲۰۰

## لکچر

نمبر ۳

## مانسینور ایف گیزٹ صاحب فرانسیسی کا

## سولزیشن پر

اے صاحبوں - یورپ کی شایستگی کے بنیادی اصول اور اُسکی وہ ابتدائی کیفیت جو رومی شاہنشاہی کے زوال کے وقت تھی، آپ کے روبرو بیان کی گئی۔ اُس سے پہلے میں نے کچھ حال اُن اصول کے اختلاف اور مسلسل باہمی مخالفت کا بیان کر کے، اس امر کے ثابت کرنے میں کوشش کی کہ اُن اصول میں سے کوئی اصول یورپ کے مجموعہ خلائق پر ایسا غلبہ مطلق حاصل کرتے ہیں، یا اُس پر اس قدر جاری ہو جاتے ہیں، کامیاب نہیں ہوا کہ اُس کے سوا اور اصول بالکل معدوم، یا حد سے زیادہ اُس کے مطیع ہو گئے ہوں۔ اور یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ یہی خاص علامت شایستگی یورپ کی تھی، اُسی کے ذریعہ سے اُسی کا بھری امتیاز ہوتا ہے۔ اب ہم اُس شایستگی کے اُس زمانہ کی تاریخ بیان کرنا شروع کرتے ہیں، جس کو رخصتوں کا زمانہ کہتے ہیں۔

اس زمانہ پر پہلے ہی نظر ڈالنے سے ممکن نہیں کہ اُس واقعہ پر نظر نہ پڑے جو بظاہر بیان مذکور کے مخالف معلوم ہوتا ہے۔ جب ہم ایسے چند خیالات کی ماہیت کو دیکھتے ہیں، جو یورپ کے قدیم حالات کی نسبت یقین کیلئے جاتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری شایستگی کے مختلف اصول، یعنی سلطنت شہنشاہی، اور دنیا کا انتظام بذریعہ احکام الہی، اور حکومت نوعیت، اور جمہوری کے اصول، سب اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ابتدا میں یورپ کا مجموعہ خلائق ہمارے تحت اور قابو میں تھا، اور ہمارا اختیار اور مطلق حکومت صرف اس وجہ سے ضائع ہو گئی کہ اصول مخالف نے اُس کو غصب کر لیا۔ جو کچھ اس امر میں لکھا گیا اور بیان کیا گیا ہے، اُن سب تصدیقوں اور بیانات کے ملاحظہ سے دریافت ہوگا کہ وہ تمام طریقے اور انتظام، جن کے ذریعہ سے ہماری ابتدائی حالت کی توضیح اور تشریح کا ارادہ کیا گیا ہے، اس بات کے دعویدار ہیں کہ یورپ کی شایستگی کے اصولوں میں سے ایک نہ ایک اصول کو غلبہ مطلق حاصل رہا ہے۔

چنانچہ ایک فرقہ اُن لوگوں کا ہے، جو طوائف الملویہ یا انتظام ریاست ہائے متفقہ کے معارف ہیں، اُن میں سے نہایت مشہور

یونین ولیرز صاحب کے پیرو ہیں۔ اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ رومی شاہنشاہی کے زوال کے بعد، قصبہ قوم کے لوگوں کو، جو بعدہ امراد ملک ہو گئے، تمام اختیارات اور حقوق حاصل تھے، اور کل مجموعہ خلائق انہیں لوگوں کا محکوم اور مطیع تھا۔ اُس کے بعد اُن امیروں سے بادشاہوں نے اور رعایا نے وہ حکومت چھین لی، پس طوائف الملویہ، یا حکومت اموا، یورپ کی ابتدائی حالت اور اصلی ہیئت تھی۔

مگر اس فرقہ کے، سلطنت شہنشاہی کے مددگاروں کا بھی ایک فرقہ ہے، مثلاً توبس صاحب کی خانقاہ کے پیرو بیان مذکور الصدر کے برخلاف یہ ظاہر کرتے ہیں، کہ یورپ کا مجموعہ خلائق بادشاہوں کے تحت و تصرف میں تھا، یعنی رومی شاہنشاہوں کے حقوق جرمنی بادشاہوں کو وراثتاً پہنچے تھے، اور قدیم قوموں نے خصوصاً قوم گالو، یعنی فرانسیسیوں نے، اُن کو بادشاہ ہونے کے لیئے غور پلایا تھا، پس انہیں کی حکومت جائز تھی، امیروں نے جو کچھ تسلط کیا وہ سب بادشاہوں کے حقوق اور اختیار کا بیجا قبض و تصرف تھا

اسی طرح سے تیسرا فرقہ اُن آزاد مدیروں یا حکومت جمہوری کے حامیوں کا پایا جاتا ہے، جنکو ہم کسی اور نام سے بھی پکار سکتے ہیں، مثلاً رعایا کے مدد و معاون کہیں، اُن میں سے میبانی صاحب کی خانقاہ والوں کے مقولہ کے بموجب، پانچویں صدی سے مجموعہ خلائق کی حکومت اُس محکمہ کو پہنچی جو آزادانہ قواعد اور اصول سے موافق اور موافق تھا، یعنی آزاد لوگوں یا رعایا کی جماعت کو حاصل ہوئی، اور امیروں اور بادشاہوں نے اُس ابتدائی آزادی کو لوٹ کھسوٹ کو اپنے آپ کو مالا مال کر لیا، اُن کے حماروں کی مار مار سے عام آزادی مغلوب ہو گئی، ورنہ اُن کے عہد سے پہلے اُسی کو فوقیت اور پوری سبقت حاصل تھی۔

بادشاہت اور امیروں اور رعایا کے وفاداروں کے دعووں سے بڑے کو مذہب کے حامی اور معاون اپنا دعویٰ پیش کرتے ہیں جو احکام الہی پر مبنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مذہب اپنے اصل مقصود اور اسے حق کے سبب سے، جو خدا تعالیٰ کی ذات خاص سے اُس کو حاصل ہے، مالک اور مختار تمام مجموعہ خلائق کا تھا، اور صرف اُسی کو استعانت اُس کی حکومت کا تھا، پس یورپ کی ملکہ + جائز اور

+ یہ انگریزی زبان کا متادارہ ہے کہ جس کی کو لوگ پہلے عزیز اور مددہ جانتے ہیں اُس کو مرنے کے صیغہ سے یاد کرتے ہیں، مثلاً چاند کو ملکہ آسمان کہتے ہیں۔

حقدار ہونے کا رتبہ صرف مذہب ہی کو حاصل تھا، کیونکہ اسی کی ترغیب اور معصیت سے یورپ حقایق اور شایستگی تک پہنچا ہی۔ پس اے صاحبزادے، ہماری حالت نہایت پیچیدہ ہے، ہم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم یہ بات ثابت کرچکے کہ یورپ کی شایستگی کے اصول میں سے کوئی اصول اُس کی تاریخ کے زمانہ میں غالب نظر نہ تھا، بلکہ وہ سب اصول ہمیشہ اتصال اور اختلاف اور متضاد و متضاد کی حالت میں موجود اور قائم رہے، مگر ہم پہلی ہی منزل میں ایسی راہ کا وجود پاتے ہیں جو صریح متضاد ہمارے بیان کے ہے، یعنی یہ راہ کہ یورپ کی عین ابتدائی حالت میں، یعنی اُس زمانہ میں، جب کہ یورپ وحشیوں سے معمور تھا، غلامی اور اصول اور قاعدہ مجمع خلیق پر بالکل حاوی اور غالب تھا، اور کسی ایک ملک میں نہیں، بلکہ یورپ کے تمام ملکوں میں ہماری شایستگی کے مختلف اصولوں کی طرف سے اسی قسم کے متضاد دوسرے مختلف زمانوں میں کچھ کچھ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئے ہیں، چنانچہ جن تاریخ والے فرقوں کا ہم ابھی ذکر کرچکے ہیں وہ جا بجا موجود پائے جاتے ہیں۔

یہ امر یعنی متضاد دوسرے مذکور کا پیش ہونا بذاتہ ایک امر اہم نہیں ہے، بلکہ اس وجہ سے بہت منزلت رکھتا ہے کہ اُس سے ایسے اور واقعات ظاہر ہوتے ہیں جو ہماری تاریخ میں بڑا رتبہ رکھتے ہیں۔ حال کے یورپ کے اول زمانہ کی حکومت اور اختیار کی نسبت جو نہایت متضاد دوسرے ایک ہی وقت میں پیش کیئے گئے ہیں، اُس سے دو واقعے لحاظ کے قابل ظاہر ہوتے ہیں، اول اختیارات ملکی کے استحقاق کی اصل اور قاعدہ جو اُن خیالات میں سے ہے جن کو یورپ کی شایستگی میں بڑا دخل رہا ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ ہم کو یورپ کے زمانہ وحشت کی حالت کی خاص اصلی ملامت اور خاصیت معلوم ہوتی ہے، اور بالکل ہم کو خاص اُسی زمانہ سے سروکار اور بھٹ ہے۔

اب اس درئون واقعوں کے ثابت کرنے میں کوشش کی جا رہی ہے، یعنی اُن اصل دعوؤں کی متضادیت سے جن کو ہم ابھی بیان کرچکے ہیں، ایسا مسلسل نتیجہ نکالا جا رہا ہے جس سے وہ درئون واقعے ثابت ہو جا رہے ہیں۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ یورپ کی شایستگی کے مختلف اصول، یعنی دنیوی انتظام بذریعہ احکام الہی، اور بادشاہی، اور حکومت قومیہ اور جمہوری کے معان، اپنے اس دور کے ثبوت میں کہ یورپ کا مجمع خلیق پہلے پہل ہمارے ہی اصول کے تحت حکومت تھا کیا کہتے ہیں، اور اُن سب کا کیا یہ دور ہی نہیں ہے کہ ابتدائاً ہمارا ہی

اگر ہم یورپ سے قطع نظر کر کے اور ملکوں اور زمانوں پر نظر ڈالیں، تو یہی مسئلہ استحقاق اختیارات ملکی کا جا بجا نظر آ رہا ہے، یعنی حکومت کی کسی جزو، یا کسی جاسہ اور طریقہ، یا قاعدہ سے ہم اُس کو ہو چکے منسوب پارہنگہ، کوئی ملک اور زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں مجمع خلیق اور اختیارات ملکی کا کچھ نہ کچھ وجود نہ پایا جاوے، اور جس سے اسی قسم کا استحقاق جو قدامت اور امتداد مدت پر مبنی ہے منسوب نہ کیا گیا ہو، اور وہ استحقاق تسلیم نہ کیا گیا ہو۔

اب چاہئے کہ یہ اصول استحقاق کیا ہے، اور اُس کے اجزا کیا ہیں اور اُسے شایستگی یورپ میں کس طرح سے مداخلت پائی ہے۔ واضح ہو کہ تمام اختیارات اور حکومتوں کی ابتداء میں قوت جسمانی کا وجود پایا جاتا ہے اور یہ قاعدہ تمام اختیارات ملکی کی

زبردستی سے قائم ہونے والی حکومتیں خیل نہ کیا جارے ، وہ اپنی قدامت کے حیلہ اور پردہ سے ایک مختلف استحقاق رکھنے کا دعوے کرتے ہیں ، پس استحقاق اختیارات و حکومت ملکی کی اول خاصیت یہ ہے کہ زور و قوت جسمانی کو اپنا مندرج تسلیم نہ کرے وہ اپنے آپ کو ایک خیال یا قوت اخلاقی سے ، یعنی راستی اور انصاف اور عقل اور معقولیت کے مسئلہ سے متعلق اور منسوب کرتے ہیں ، اسی اصول اور بنیاد سے استحقاق اختیارات ملکی کا قاعدہ قائم ہوا ہے ، اور قدامت اور امتداد مدت کے ذریعہ سے وجود اُسکا حسب مندرجہ ذیل قرار پاتا ہے ۔

یعنی جب کہ تمام حکومتوں اور انتظاموں اور خلائق کے مجسموں کے ابتدا میں زور و قوت کا غلبہ ظاہر ہو لیتا ہے ، تو زمانہ اپنا دخل اور اثر شروع کرتا ہے اور زور و زبردستی کے کاموں اور نتیجوں کی ہیئت تبدیل کر کے اُنکی اصلاح کرتا ہے ، اور مجمع خلائق کے ہر قسم کے لوگوں سے مرکب ہو کر محض قائم رہنے ہی سے وقت کے گذرنے پر اُن کاموں کی اصلاح ہوجاتی ہے جو زور و زبردستی سے ابتدا میں ظاہر اور پیدا ہوئے تھے انسان کی خاص ذات میں انتظام اور انصاف و معقول پسندی کے خیالات موجد ہیں ، اور وہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتے ہیں ، اور اُس کی طبیعت میں یہ عوارض موجود ہیں کہ وہ خیالات اُس کے شایع ہوں ، اور جن حالات میں وہ زندگی بسر کرتا ہے اُن میں اُن خیالات کی مداخلت اور قائل ہوجائے ، اور اس کام کے انجام دینے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے ، اور اگر وہ حالہ معاشرت جو اُسکو حاصل ہوتی ہے قائم رہتی ہے ، تو ہمیشہ اُس کی کوششوں کا کچھ نہ کچھ اثر پیدا ہوتا رہتا ہے ؛ فرض کہ جس عالم اور مجمع خلائق میں انسان اپنی اوقات بسر کرتا ہے ، اُس میں عقل اور اخلاق اور استحقاق اور درستگی کے اصول کو رواج دیتا ہے ۔

انسان کے کاموں اور کوششوں کے علاوہ ایسے قدرتی قانون کی وجہ سے جسکی شناخت اور امتیاز میں غلطی ہونی غیر ممکن ہے ، اور جو اُس قانون اور قاعدہ سے مشابہ ہے جس کے بموجب مادی دنیا اور عالم اجسام انتظام اور ترتیب پایا ہوا ہے ، اسقدر معقولیت اور انصاف اور انتظام خود بخود موجد ہوتا ہے جو ایک مجمع خلائق کے قیام اور بقا کے واسطے نہایت ضروری ہے ، چنانچہ مجمع خلائق کے قائم اور باقی رہنے ہی سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کوئی مجمع خلائق محض پیروی اور بے انصاف اور بے تمیز نہیں ہوتا ، اور معقولیت اور انصاف اور راستی اور درستگی کے اُس اصول سے جس پر خلف کے تمام مجسموں کی بقا اور قیام منحصر ہے بالکل معزوم اور

نسبت میں بے امتیاز بیان کرتا ہوں ، مگر یہی یہہ فرض نہیں ہے کہ تمام اختیارات کی اصل اور بنیاد صرف زور اور قوت ہی ہوتی ہے ، یا یہہ کہ اگر اُن کی ابتدا میں بجز زور و قوت کے اور کچھ استحقاق اُن حکومتوں کو نہ ہوتا تو وہ قائم ہوجاتیں ، بلکہ ظاہر ہے کہ اور حقوق کا ہونا یہی ضروری ہے ؛ چنانچہ حکومت اور اختیارات مجمع خلائق کی بعض مصلحتوں کے سبب سے ، یعنی مجمع خلائق کے اصرار اور طریقوں اور رایوں اور خیالات کی حالت کے لحاظ سے قائم ہوا کرتے ہیں ؛ لیکن پھر بھی اس امر سے اغماز نہیں ہو سکتا کہ تمام حکومتوں اور انتظاموں کی ابتدا قوت جسمانی سے منسوب اور داغدار ہوتی ہے ، گو اُنکی خاصیت اور صورت کیسی ہی کیوں نہ ہو ۔

مگر کوئی صاحب حکومت اس ابتدا کا انکار نہیں کرتا ، بلکہ تمام ذی اختیار اُس سے انکار کرتے ہیں ، اور کوئی تسلیم نہیں کرتا کہ ہمارا اختیار اور حکومت زور و قوت کے ذریعہ سے قائم ہوئی ، ایک ایسی سمجھ یا ہریداری جسکے برخلاف عمل کرنا غیر ممکن ہے صاحبان حکومت کو اسباب سے آگاہ اور متنبہ ہوتی ہے کہ زور و زبردستی سے استحقاق کی بنیاد قائم نہیں ہوتی ، اگر ہماری اصل اور بنیاد زور و قوت تھی تو ہمارا حق کبھی قائم نہیں ہو سکتا ۔ پس اب جو ہم ابتدائی زمانوں کا حال دیکھتے ہیں اور مختلف انتظاموں اور سررشتوں اور اختیارات اور حکومتوں کو زور و زبردستی کے پندہ اور قابو میں پاتے ہیں ، تو اسوجہ سے ہر قسم کے صاحب حکومتوں میں سے ہر ایک یہہ حجت اور دعوے کرتا ہے کہ میرا انتظام اور میری حکومت دوسرے حقوق کے وجود سے پہلے اور سب سے اول موجود تھی ، اور مجمع خلائق اس زور و زبردستی اور قناعت اور نساد کی حالت سے پہلے ، جس میں تم مجھکو پاتی ہو میرے ہی اختیار و حکومت میں تھا ، میرا ہی انتظام و اختیار جائز اور درست تھا ، لیکن اور لوگوں نے میرے حقوق پر ناحق حجت اور تکرار کر کے اُنکو بطور ناجائز غصب کر لیا ۔

امر مذکورہ بالا سے صرف یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ زور و زبردستی کا قاعدہ استحقاق اختیارات ملکی کی بنیاد نہیں ہے ، بلکہ اُس کی اصل اور بنیاد اس سے بالکل مختلف ہے ۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ تمام سررشتوں اور حکومتوں کا زور و زبردستی سے اسطرح پر منکر ہونے سے مقصد کیا ہے ، ظاہر ہے کہ اُنکو اسبات سے انکار ہے کہ اُنکا استحقاق کسی اور بات پر منحصر ہے جو اُنکے استحقاق کی اصلی بیض و بنیاد ہے ؛ یعنی اُنکا استحقاق عقل اور معقولیت اور راستی اور انصاف پر مبنی ہے ، وہ ایسی اصل اور بنیاد سے شاید اس عوارض سے اپنے آپ کو متعلق کرنا چاہتے ہیں کہ اُنکو زور و

ہوتا ہے، چنانچہ اُس کو آزادی اور حکومت دونوں سے مناسبت اور اتھارہ ہے، اور خاص حقوق اور اُن قواعد سے چنانکہ بموجب ملکی اختیار عمل میں لائے جاتے ہیں دونوں سے مساوی تعلق ہے۔ ہم اُسکا وجود نہایت متشالف انتظاموں اور سرروشتوں میں، مثلاً مارایف الملوکی کے انتظام اور فلائقز اور جرمن کی اُن کمیٹیوں اور جلسوں میں، جو شہروں کے انتظام کے لیئے مقرر تھیں، اور اٹلی کی جمہوری حکومتوں میں بھی ایسی ہی غریبی اور کمال سے پاتے ہیں، جیسا کہ بادشاہی کے قواعد میں، غرضکہ وہ ایک ایسی صفت اور علامت ہے جو زمانہ حال کی شایستگی کے مختلف اصولوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور اس کی ماہیت کو شایستگی کی تاریخ کے ابتدا ہی میں سمجھ لینا ضرور تھا۔

دوسرا امر یا واقعہ جو اُن مختلف دعووں مذكور الصدر سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے جو وقت واحد میں پیش کیئے گئے ہیں، اُس زمانہ کی اصلی علامت ہے جسکو ہم یورپ کی وحشت کا زمانہ کہا کرتے ہیں، جب کہ یورپ کی شایستگی کے تمام اصولوں کے معاونوں کو یہ دعویٰ ہی کہ زمانہ مذكور میں یورپ خاص ہمارے قبضہ اور حکومت میں تھا، تو ایسے دعووں کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ اصول مذكور میں سے کسی اصل اور جزر کو کامل غابت حاصل نہ تھا، کیونکہ جب کوئی قاعدہ معاشرت اور تمدن کا دنیا میں غالب ہوتا ہے تو اُس کا امتیاز کچھ مشکل نہیں ہوتا، دسویں صدی کے حالات کے معائنہ سے بے تامل طرایف الملوکی کے انتظام کا امتیاز ہوتا ہے، اور سترہویں صدی میں اس بات کے اقرار کرتے ہیں ہمکو کامل نہیں ہے کہ حکومت شطرنج یعنی بادشاہت غالب ہوگئی، اگر ہم فلائقز کے اُن مجسموں کو نظر کریں جو شہروں کے انتظام اور دوستی کے لیئے مقرر ہیں، اور ملک اٹلی کی جمہوری حکومتوں کو ملحوظ کریں، تو فی الفور ہم اس بات کی گواہی دینگے کہ جمہوری سلطنت کے اصول کو وہاں سبق حاصل ہے، غرض کہ جب فی الحقیقت مجموعہ خلائق کے حالات میں کوئی اصول غالب موجود ہوتا ہے، تو اُسکی شناخت اور تمیز نہونا مشکل ہے۔

اُن مختلف سرروشتوں اور انتظاموں کے باہم جو یورپ کی شایستگی میں دخیل ہوئے، اس امر کی بابت جو تنازعہ واقع ہوا کہ ابتداء شایستگی مذكور میں کونسا قاعدہ اور سرروشتہ غالب تھا، اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ سب اصول اور قاعدے وقت واحد میں اپنا وجود رکھتے تھے، اور اُن میں سے کوئی بھی عموماً اسقدر رائج اور جاری

عموماً نہیں ہوتا، اور اگر مجموعہ خلائق ہفتہ ہوکر ترقی پاتا ہے اور زیادہ قوی اور آسودہ حال ہوتا جاتا ہے، اور تمدن اور معاشرت کی حالت کو روز بروز زیادہ آدھی قبول کرتے جاتے ہیں، تو اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ وقت کے گزرنے اور زمانہ کی گردش سے عقل اور انصاف اور درستگی اُسکو زیادہ حاصل ہوتی جاتی ہے، اور درجہ بدرجہ اُس کے حالات کی ترتیب اصلی استحقاق اور درستگی کے موافق ہوتی جاتی ہے۔

غرض کہ اُس مجموعہ خلائق کا جو خیال اور رائے استحقاق اختیارات و حکومت ملکی کی نسبت ہوتی ہے، وہ تمام دنیا میں مذكورہ بالا طریقہ سے دخیل ہوتی ہے، اور دنیا سے ہر ایک شخص کی جداگانہ طبیعت میں فرق ہوتی ہے۔ پھر حال اُس انتظام و حکومت کی بنیاد اور ابتدا کیقدر ایسا استحقاق ہی جو از روئے اخلاق یعنی انصاف اور عقل اور راستی اور درستگی کے استحقاق کے قام سے موسوم ہو سکتا ہے اور بعد ایسی منظوری اور تسلیم ہو اُسکا مدار ہوتا ہے جو وقت کے گزرنے سے حاصل ہوتی ہے، جس سے اسبات کے یقین کرنے کی وجہ پیدا ہوتی ہے کہ عقل نے واقعات اور معاملات میں پھرتی دھل پایا اور اصلی استحقاق اور درستگی عالم ظاہری پر موثر ہوئی۔ اب ہم جس زمانہ کے حال پر سنوہیب گفتگو کریں گے اُس سے معلوم ہوگا کہ زور و زبردستی اور کذب و دروغ نے بادشاہت کے انتظام اور حکومت اسرا اور جمہوری کے قواعد اور اصول کو، بلکہ خاص مذہب کو بھی گھیر لیا تھا، اور ہر جگہ زور و زبردستی اور دروغ اور کذب کی اصلاح زمانہ کی تاثیر سے بتدریج ہوتی گئی، اور پچھلے اُن کے راستی اور درستگی، شایستگی میں قائم ہوگئی، حاصل یہ کہ انسانوں کی حالت معاشرت میں راستی اور درستگی کے دخیل ہونے سے، استحقاق اختیارات ملکی کا خیال اور مسئلہ رونق پذیر ہوا، اور زمانہ حال کی شایستگی میں مذكورہ طرز سے اُس نے اپنے لیئے جگہ اور موقع حاصل کیا۔

مختلف زمانوں میں جب کہ مسئلہ استحقاق اختیارات ملکی کو، اختیار مطلق یعنی بادشاہت کا نشان قرار دینا چاہا، تو اُس کی اصلیت میں خرابی ہوگئی، اختیار مطلق یعنی بادشاہت کا نشان ہونے سے، اُس کی اصلیت اسقدر ہمید اور غیور ہے کہ صرف انصاف اور راستی اور درستگی کے قام سے اُس کی بنیاد دنیا میں قائم ہوگئی ہے، اور اُس کا اثر عالم پر ظاہر ہوا ہے، پس وہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اُس کے مقابلہ میں کوئی اصول قائم نہ رہ سکے اور وہ کسی شخص کی ذات خاص سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جہاں کہیں درستگی اور راستی ظہور پذیر ہوتی ہے، وہاں اُس کا وجود بھی قائم

ہرگز از سرتوچ آزاد رہنے کے لیئے "کوشش کرتے تھے؛ غرض کہ تھریک اور پرائیویٹنگ کے سبب سے ایک فرقہ سے دوسرے فرقہ میں پیرایہ انتقال اور تبدیل کا ہونا، اور عموماً مختلف فرقوں کے تعلقوں کا غیر معین اور غیر مستقل ہونا، اور کسی شخص کا اپنی حالت پر یکساں قائم ٹھہرنا، چاہیچا پایا جارہیگا۔

زمینداری کی حقیقت کا یہی یہی حال تھا؛ یہہ بات مشہور ہی کہ اراضی کی تقسیم اس طرح پر تھی کہ بعض اراضی بالکل معافی کی تھی، اور بعض پر کسی قدر حقوق کسی سردار یا حاکم بالادست کے قائم تھے، اور یہہ یہی آپ صاحبوں پر روشن ہی کہ دوسری قسم اخراجات اراضی کی حقیقت میں ایک بہت درجہ اور معین ترتیب اور سررشتہ کے قائم ہونے کا کس طرح پر ارادہ کیا گیا تھا، چنانچہ جس حقیقت پر کچھہ خراج دینا پڑتا تھا، وہ اول میں سالہائے معدودہ اور معین کے واسطے عطا کی جاتی تھی، اور اُس کے بعد جاگیردار کے حین حیات تک اور آخر کار موروثی حقیقت ہو جاتی تھی، غرض کہ انتظام اور ترتیب کے قائم کرنے میں کوشش محض بیکار تھی، اور سب قسموں کی حقیقت بلا ترتیب اور بے قاعدہ موجودہ تھی، چنانچہ ایک ہی زمانہ میں اراضی خراج گزار بی تین قسمیں مدور موجود تھیں، اور اراضی واحد چند سال میں ان مختلف قسموں میں داخل ہوتی تھی، جس طرح لوگوں کی حالتیں بھی ناپائدار تھی، تمام اطراف اور جوانپ میں وہ بڑا انقلاب اور تبدیل پایا جاتا تھا جو خانہ بدوشی کی حالت سے ٹنارہ کر کے قیام اور سکون کی حالت قبول کرنے، اور ذاتی اور خاص تعلقات معدوم ہرگز حقیقت اور لوگوں کے باہمی اور مجبوری تعلقات قائم ہونے سے اظہار من الشمس ہی، اس انقلاب اور تبدیل کے زمانہ میں ہایستگی کے تمام جزئیات حال پریشان اور بے ترتیب تھا اور وہ خاص خاص امور اور خاص خاص مقاموں سے مخصوص تھے، اُسوقت کے قرامد اور طریقوں میں یہی قسم کی بے استقلالی اور آمیزش پائی جاتی ہی، چنانچہ وقت واحد میں تین قاعدے ترتیب اور انتظام کے موجود تھے، یعنی پادشاہی کا انتظام، اور طوائف الملکی جس میں حقیقتوں اور لوگوں کے باہم توسل اور استمداد کا سلسلہ قائم تھا، اور آزاد جلسے یعنی آزاد لوگوں کی مجالس جو متفق ہرگز معاملات کے مئی کرنے کے واسطے ہتھ و مباحثہ کرتی تھیں، ان تینوں سررشتوں اور انتظاموں میں سے کسی ایک کے دخل اور قابو میں مجمع خلیق نہ تھا، اور کرنی ایک انتظام اور قاعدہ کسی دوسرے سررشتہ اور اصول پر غالب نہیں ہوا، چنانچہ آزاد جلسے تو موجود تھے، مگر جن لوگوں کو اُن میں شریک ہونا چاہیئے تھا وہ

نہیں ہوا کہ مجمع خلیق اُسی کی شکل اور صورت پر قائم ہو جاتا اور اُسی کے نام اور علامت سے مشہور ہوتا، غرضکہ یورپ کے زمانہ وحشت کی یہہ خاصیت اور علامت تھی؛ یعنی تمام مختلف اصول مضبوط ہو رہے تھے، اور سارے انتظام اور قاعدے اپنی ابتدائی حالت میں تھے، اور اُن کے آپس میں مخالفت اور تفرقہ عام تھا، اور وہ تفرقہ اور تنازعہ بھی دائمی یا کسی قاعدہ پر نہ تھا، اس زمانہ کی حالت معاشرت کے طرز اور طریقہ، یعنی حالات پر غور کرنے سے میں آپ صاحبوں کے دوہر یہہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ کسی جگہ کسی ایک ایسے امر واحد یا اصول مقرر کا موجود ہونا غیر ممکن تھا جو عام اور مستحکم اور مسلم ہو گیا ہو، پس اس بات کے ثبوت میں دو باتوں پر میں حصر کرتا ہوں؛ یعنی لوگوں کی حالت جداگانہ، اور عام قاعدوں اور طریقوں کی حالت پر توجہ کرتا ہوں، جسکی کیفیت سے کل مجمع خلیق کا نقشہ ظاہر ہو جا رہیگا۔

اس زمانہ میں چار قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک آزاد آدمی، جو کسی برتر درجہ کے آدمی یعنی کسی صوبی کے متوسل اور ماتحت نہ تھے، اور اپنے مال و متاع کے کامل آزادی کے ساتھ قبض اور اپنی زندگی جس طرز پر بسر کرنے کو جی چاہے بسر کرنے کے اختیار مطلق تھے، اور کسی دوسرے شخص کے کسی طرح مرہون منت نہ تھے اور کچھہ تعلق کسی سے نہ رکھتے تھے، دوسرے متوسل، جنکو دوسرے آدمیوں سے پہلے تر وہ تعلق تھا جو مصاحب اور سردار کے درمیان میں ہوتا ہی، پھر دوسرے تعلق کی وجہ سے متوسل اور فرمانبردار قرار پائے، یعنی ایسا تعلق اُن میں ہو گیا جو اقا اور تالہدار کے آپس میں ہوتا ہی، اور اُنہوں نے جاگیریں یا اور بخششیں عطا ہونے کے سبب سے دوسروں کی خدمت کا فرض اپنے ذمہ اختیار کیا، تیسرے آزادہ آدمی، چوتھے غلام، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہہ مختلف فرقے قائم اور معین ہو گئے تھے؟ جبکہ حدود معین میں ایک مرتبہ لوگوں نے آپ کو محدود کرنا منظور کر لیا تو کیا اُنہیں حدود کے اندر وہ ہمیشہ قائم رہے؟ مختلف فرقوں کے باہم جو تعلقات تھے کیا اُن میں کوئی بات اعدہ اور استقلال کی موجود تھی؟ اسکا جواب یہہ ہی، ہرگز نہیں، اُس زمانہ کے حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ آزاد آدمی، اپنی حالت کو ہمیشہ چھوڑ چھوڑ کر کسی ایسے شخص کی خدمت اختیار کرتے تھے جس سے اُنکو کچھہ بخشش وغیرہ حاصل ہوتی تھی اور متوسلوں کے فرقہ میں قائم ہوتے تھے؛ اور اور فرقوں کے لوگ اپنی حالت کے زوال پر غلاموں میں داخل ہو جاتے تھے، اور کسی جگہ یہہ پایا جا رہیگا کہ متوسل اپنے مریدوں سے ملحدہ ہوتے اور غیر متوسل

دیکھو اول ہی نسل کے بادشاہان فرانس دریائے + رائن کے پار ہمیشہ ارنے کو جاتے تھے، چنانچہ بادشاہ کلوٹیر اور ڈیگربرٹ ہمیشہ مہمات جرمینی میں مصروف رہتے، اور قوم تھورائجین اور اہل ڈنمارک اور اہل سیکسن + سے جو دریائے رائن کے داہنے کنارہ پر مقیم تھے لڑتے پھرتے رہتے تھے، اب فرمائیں کہ اُس کی وجہ کیا تھی، یہی وجہ تھی کہ وہ قریب دریائے رائن کے اس پار اکر روسی سلطنت کی لوٹ اور غنیمت میں شریک ہونا چاہتی تھیں۔ علاوہ اُن کے اُسی زمانہ میں اُن فرانسیسیوں نے جو ملک فرانس میں مقیم ہو گئے تھے، اور خصوصاً مشرقی اہل فرانس نے ملک اٹلی پر بڑے بڑے حملے کیوں کیئے، اور سوئیٹزرلینڈ پر حملہ کر کے کرہ کی الپ سے گذر کر ملک اٹلی میں کیوں داخل ہوئے؟ اسکا سبب یہ تھا کہ شمال و مشرق کی طرف سے نئی قوموں کی آبادی اور دباؤ سے وہ مجبور ہوئے، پس اُن کی مہمیں صرف لوٹ کھسوٹ کی غرض سے نہیں بلکہ بمقتضائے ضرورت عمل میں آئیں، یعنی جن مقاموں میں وہ آباد ہوئے تھے، اُن سے اُن کو نکال دیا گیا، اور وہ اور مقاموں میں قسمت آزمائی کرنے کو گئے، قائم رہاں دولت اور آسائش حاصل کریں۔ جرمن والوں کی ایک نئی قوم ظاہر ہو گئی جس نے ملک اٹلی میں اُس بادشاہ کی بنیاد ڈالی جو کوسبارڈ والوں کی سلطنت مشہور ہو گئی، اور فرانس کے شاہی خاندان میں تبدیلی ہو گئی، یعنی قوم کارلوتجینین، بجائے میروونجینین کے قائم ہو گئی۔ اب یہ بات مسلم ہے کہ خاندان شاہی کی اس تبدیلی سے حقیقت میں ملک فرانس پر خود فرانسیسیوں کی طرف سے کیا حملہ واقع ہوا، اور قوموں کے اس مبادلہ کے سبب سے مغربی فرانسیسیوں کی بجائے، مشرقی فرانسیس قائم ہوئے، اور یہ تبدیلی کامل اور یہ دوسری قوم صاحب حکومت ہو گئی؛ شاہنشاہ شارلیمین، اہل سیکسن کے مقابلہ میں وہی کارروائی کرنے لگا جو قوم میروونجینین، بمقابلہ تھورائجین کے کرتی تھی، چنانچہ وہ اُن قوموں سے جو دریائے رائن کے پار مقیم تھیں، ہمیشہ پراپر لڑتا رہا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ان انقلابوں کا کیا باعث تھا، اُن کا سبب یہ تھا کہ قوم اولوٹرائیٹیز اور ولندیز اور سورابیژ اور اہل یوہیمیا یعنی سکلوونک نسل والوں نے اہل جرمن کو دبا دیا، اور چھٹی صدی سے نویں صدی تک اُنکو مغرب کی طرف بڑھنے اور چلے جانے پر مجبور کیا، اور شمال و مشرق میں جا بجا حملوں کی مارا مار رہی، جسکا اثر زمانہ کے واقعات پر ہوتا رہا۔

(باقی آئندہ)

+ دریائے رائن ملک جرمن اور فرانس اور سوئیٹزر لینڈ کی حد فاصل ہے۔  
+ یہ اہل سیکسن اپنا و اجداد انگریزوں کے ہیں، جنہوں نے جرمن سے نقل مکان کیا تھا، چنانچہ اب تک ایک صوبہ سیکسنی کے نام سے رہاں موجود ہے۔  
کی یہ ایک بڑا پہاڑ ملک اٹلی اور اسٹریا اور جرمن میں واقع ہے۔

شاہ و قادر ہی شریک ہوتے تھے، اور حکومت امرا یعنی طوائف الملوک کا یہی عملدر آمد سمجھا جاتا تھا، اور باوقریب نہ تھا، اور بادشاہ جو محض سادہ اور آسان قاعدہ انتظام کا ہی اور جسکا معین اور مشفق ہونا نہایت سہل ہی کسی معین طریقہ پر قائم نہ تھے، کہیں کہیں تو لوگوں کی منظوری اور انتخاب سے بادشاہ مقرر ہوتے تھے، اور کہیں یہ رواج تھا کہ بادشاہ موروثی ہوتا، یہی باپ کا جانشین بیٹا ہوتا اور کبھی خاندان میں سے انتخاب کیا جاتا تھا، اور کبھی بادشاہ متوفی کا کوئی رشتہ دار بعید بلکہ غیر شخص بادشاہ کیا جاتا تھا، فرض کہ کسی قاعدہ اور انتظام میں کوئی امر مخصوص اور معین نہ پایا جاوے گا، تمام قواعد اور اصول اور معاشرت کی تمام قسموں کی حالتیں یکجا ہی اور باہم مضبوط موجود تھیں، اور ہمیشہ اُن میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔

طوائف الملوک، یعنی امیروں کی ریاستوں کا یہی یہی حال تھا، اُن میں بھی اُسی قسم کا تغیر اور تبدل رائج تھا، چنانچہ کبھی تو وہ قائم ہوتی تھیں اور کبھی ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہوجاتیں تھیں، کبھی وہ مجتمع ہوتی تھیں اور کبھی منقسم اور منتشر، اُن کے امتیاز اور اُن کے منقسم ہونے کے لیے کچھ سرحدی معین نہ تھیں، نہ کوئی طریقہ خاص حکومت کا تھا، نہ کسی حد کا، نہ قوم کا وجود تھا، بلکہ ہر قسم کے حالات اور اصول اور امور اور قوموں اور زبانوں کا عام اختلاف و اختلاف پایا جاتا تھا، فرض کہ یورپ کے زمانہ وحشت کا ایسا حال تھا۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس عجیب زمانہ کی حد اور انتہا کیا تھی، اُس کی ابتدا تو بقوی ممتاز اور مخصوص ہی، یعنی روسی شاہنشاہی کے زوال سے اُس کا آغاز ہوا، مگر یہ معارف، کونا چاہیئے کہ اختتام اُس کا کب ہوا، اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہمکو اس امر کا درپیش کرنا ضرور ہے کہ مجتمع خلیق کی ایسی حالت کسوجہ سے قائم ہو گئی، اور ایسی وحشت کے اسباب کیا تھے۔

مجھکو اسکے دو مقدم سبب معلوم ہوتے ہیں، ایک دنیوی سبب جو خارجی حالات سے واقعات کے درمیان میں قائم ہوا، دوسرا اخلاقی سبب یعنی باطنی جو خاص انسان کے ہمارے اور ذات سے متعلق تھا۔

خارجی سبب تو حملوں کا جاری اور قائم رہنا تھا، یہ خیال ٹکونا چاہیئے کہ پانچویں صدی میں وحشیوں کے حملے موقوف ہو گئے تھے، اور روسی سلطنت میں زوال آجانے سے یہ بھی قیاس ٹکونا چاہیئے کہ اُس کی قیادت اور اُس کے کھنڈرات پر وحشیوں کی سلطنتیں فوراً قائم ہو گئیں، اور نقل مکان اور حملوں کا خاتمہ ہو گیا، بلکہ یہ نقل مکان اور انقلاب بعد زوال سلطنت روم کے مدت تک جاری رہا، جسکا ثبوت بقوی ظاہر ہے۔



نمبر ۲۰۱

## لعنة الله على الكاذبين

میرزا محمد علی صاحب کی تصدیقوں کی تائید بھی میری توبہ کی ایک کھالی وجہ قرار دی گئی ہے مگر میں سچ کہتا ہوں اور سوا سر سچ کہتا ہوں کہ انکی اکثر تصدیقات کا اثر اگر کسی کے دل پر ہو سکتا ہے تو اتنا ہی کہ اسلام شہوت رانی اور ظلم اور فساد اور بد اخلاقیوں کا ایک خرم اور جھوٹی تہذیبوں اور بدعادتوں کا ایک مجموعہ ہے نہ اسلام سے کوئی بڑی برکتیں ہیں نہ بڑی نوع انسان کی معاشرت اور اخلاق میں اس کا اصلاح دہنی ہے نہ ہی کہ مولانا صاحب پادریوں پر احسان کر رہے ہیں اور انکو اسلام کی خاطر دوائیوں کے ظاہر کرتے اور اُس کی

تہذیب و ہائستگی پہیلانے کا حوال چھپا رہا ویسا ہی ہے —  
انہوں کو دل آرا پی جہر آگے تھی وہ اب بھی ہے  
وفا کی ہمکر بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے  
میں نے نہ اپنے اعتقاد کو بدلا نہ اپنے خیال کو نہ اپنی وضع کو  
کہ اپنے لباس کو نہ اپنی طرز معاشرت کو اور انشاء العزیز —  
تا زمیضانہ و می نام و نشاں خواہد بود  
سر ما خاک رہ پیر صفای خواہد بود  
حلقہ پیر مغانم زارل ہر کرہی است  
ما ہمانیم کہ ہویم و ہمای خواہد بود

میرزا محمد علی صاحب کی تصدیقوں کی تائید بھی میری توبہ کی ایک کھالی وجہ قرار دی گئی ہے مگر میں سچ کہتا ہوں اور سوا سر سچ کہتا ہوں کہ انکی اکثر تصدیقات کا اثر اگر کسی کے دل پر ہو سکتا ہے تو اتنا ہی کہ اسلام شہوت رانی اور ظلم اور فساد اور بد اخلاقیوں کا ایک خرم اور جھوٹی تہذیبوں اور بدعادتوں کا ایک مجموعہ ہے نہ اسلام سے کوئی بڑی برکتیں ہیں نہ بڑی نوع انسان کی معاشرت اور اخلاق میں اس کا اصلاح دہنی ہے نہ ہی کہ مولانا صاحب پادریوں پر احسان کر رہے ہیں اور انکو اسلام کی خاطر دوائیوں کے ظاہر کرتے اور اُس کی

اصلی خبروں کے چھپانے میں مدد دے رہے ہیں جو سیاہی موجودہ اسلام کے چہرہ پر ڈال رہی جاتی ہے مولوی صاحب اُسے پھر لگا دیتے ہیں اور جو الزام مسلمانی مذہب پر ڈال دیتا ہے مولانا صاحب اُسے لگا دیتے ہیں پس جبکہ میرے نزدیک مولانا صاحب کا دل و دماغ ایسا ہو اور میرے دل پر اُن کی تصدیقات کا ایسا اثر ہوتا ہو تو اُس سے مجھے کیا ہدایت ہو سکتی ہے ہاں اُن کی تصدیقات سے کبھی کبھی طالب علموں کی بچ بھٹیوں کا مزہ آجاتا ہے یا ضروری و مصباح پڑھنے والوں کے لفظی مباحثوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے مگر ہیچ — اسوقت مجھے ایک حکایت منظر کے سامنے آئی ہے حقیقت کے نذر کرتا ہوں سائے والہ اُسے میری زبان سے سنیں اور داد دیں \*

عارفے از کوی پسترا گذشت  
دل ز غم و سرستہ پر داخستہ  
گفت بدو عارف پسترا قورہ  
طبع تو آسودہ ز وسواس چہ است  
کار تو در صومعہ و خانقاہ  
تفرقہ بخش صف طاعت نہ  
در صف اصحاب تہذیب تو کو  
شعبۃ انگیزی عربیت کجاست  
دھڑن دوران بدل بد سگل  
کز پر کا ک عامسای زمان  
داشت مرا باز ازیں جد و جہد  
یک تن ازیں طایفۃ بوالہوس

اب میں اپنے دوستوں اور یاروں کی خدمت میں صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی میری نسبت کسی لغو اور بے پردہ اور جھوٹی خبریں اور آوازے اُسے غلط اور تمسخر سے سمجھیں اور خاصیتیں دلہیز ٹی حضور میں بھی یہہ التماس ہے کہ آپندہ نصیحت سے معاف فرماویں اور اپنا اور میرا وقت ضایع نہ کریں \*

من ترک عشق بازی و سافر نمیکم  
صد پا توبہ کردم و دیگر نمیکم  
شیخم بہ طعن گفت حرام است سی مشور  
گفتم مگو کہ گوش بہ ہو خرمیکم  
ایں تدریم پس است کہ چو زاهدان شہر  
ناز و کرشمہ یز سر منہر نمی کنم

رائے  
مہدی علی

از حیدرآباد

— مطبع علیگڑا انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محکم عبد الرزاق کے انتظام سے شایع ہوا



